نماز کے
فضائل و مسائل
علامہ عالم فقری

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ○ (القرآن)

"اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔"

نماز کے فضائل و مسائل

علامہ عالم فقری

ادارہ پیغام القرآن

۴۰۔ اردو بازار ○ لاہور ☎ 042-37323241

اللہ تعالیٰ ہمارا مالک اور رازق ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب .... نماز کے فضائل و مسائل

مؤلف .... علامہ عالم فقری

زیر اہتمام .... محسن فقری

معاون .... قدوس فقری

سال اشاعت 2016ء

بائنڈنگ .... صدیق بک بائنڈرز

ہدیہ .... -/800 روپے

ملنے کا پتہ

حسیب پبلشنگ ہاؤس

ڈسٹری بیوٹر

ایوانِ علم پلازہ، 18 اُردو بازار، لاہور

فون: 042-37361444, 0333-7007000

ادارہ پیغام القرآن

۴۰۔ اُردو بازار ○ لاہور ☎ 042-7323241

اسٹاکسٹ

شبیر برادرز

40۔ اُردو بازار لاہور

042-37246006

شاکر پبلی کیشنز

38۔ اُردو بازار لاہور

042-37240084

اشرف بُک ایجنسی

کمیٹی چوک راولپنڈی

051-5531610

رائل بُک کمپنی

فضل داد پلازہ کمیٹی چوک راولپنڈی

051-5541452

مکتبہ رحیمیہ

اُردو بازار کراچی

021-32744994

احمد بک کارپوریشن

کمیٹی چوک راولپنڈی

051-5558320

رضوان بک ایجنسی

اقبال مارکیٹ کمیٹی چوک راولپنڈی

051-5777100

فہرست

اللہ جل جلالہ

ارشاد باری تعالیٰ

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ.(النور:۳۷-۳۸)

ترجمہ: ایسے مرد کہ انہیں اللہ کی یاد سے اور نماز کے قائم رکھنے اور زکوۃ دینے سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ بیع۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی تاکہ اللہ ان کو ان کے اچھے عملوں کا بدلہ دے اور اپنے فضل سے ان کو اور زیادہ دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوتُ الْخَمْسُ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچوں نمازیں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں جو ان کے درمیان کئے ہوں جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا ہو۔(مسلم شریف)

باب ۱

نماز

اسلام کے نظام عبادت میں نماز ایک بنیادی رکن ہے جو شاہ و گدا، مرد و عورت بوڑھے اور جوان پر یکساں فرض ہے، یہی وہ عبادت ہے جو کسی حال میں بھی کسی شخص سے ساقط نہیں ہوتی۔ درحقیقت تخلیق انسان کا مقصد ہی عبادت ہے۔ نماز سب سے اعلیٰ عبادت ہے۔ کیونکہ انسان خدا کا بندہ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس کا خالق، رب اور معبود ہے لہٰذا خدا کو اپنا معبود ماننے کا تقاضا ہی یہ ہے کہ اس کی بندگی کی جائے بلکہ بندہ کو چاہیئے کہ اپنی تمام زندگی اللہ تعالیٰ کی بندگی میں گزارے اور بندگی کا مطلب یہ ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کے آگے نہ جھکا جائے اور نہ کسی اور کی پرستش کی جائے۔ اس لئے نماز حقیقت میں خدا کی عبادت اور پرستش کا کامل طریقہ ہے۔ نماز میں بندہ بار بار اللہ کے حضور حاضر ہوتا ہے۔ اور اس کے آگے اپنی عاجزی اور بندگی کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے بتلائے ہوئے راستے یعنی صراط مستقیم پر چلنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اس لئے اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگتا ہے۔ اور نماز کے ذریعے ہی انسان خدا اور بندوں کے حقوق پہچانتا ہے۔

عبادت کا مطلب

عبادت کے معنی بندگی اور غلامی کے ہیں انسان پیدائشی طور پر اللہ کا غلام ہے۔ جو انسانوں میں سے اللہ کو اپنا آقا مانتے ہیں اور اس کی غلامی کرتے ہیں، وہ اللہ کے بندے کہلاتے ہیں اور جو غلامی نہیں کرتے وہ نافرمان، سرکش اور باغی کہلاتے ہیں۔

غلام کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے آقا کو دل و جان سے اپنا مالک اور حاکم مانے۔ چنانچہ اس نظریے کی رو سے انسان پر لازم ہے کہ وہ اللہ کی توحید پر یقین رکھے۔ اس کے علاوہ کسی کو اپنا معبود، خالق، رزاق نہ ماننے اور اللہ کی غلامی میں پورا پورا وفادار ہو۔ غلام کا دوسرا فرض یہ ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی اطاعت کرے۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل کرے۔ اسکی مرضی کے خلاف کوئی قدم نہ اُٹھائے اور یہ نہ کہے کہ میں اللہ

کی فلاں بات کی اطاعت تو کرتا ہوں اور فلاں کی اطاعت نہیں کرتا۔ اللہ کی اطاعت ہی دراصل عبادت ہے۔ انسانی فطرت کا ایک خاصا یہ ہے کہ وہ کسی نہ کسی صورت میں اپنے ارفع و اعلیٰ ذات کے سامنے جھکتا ہے۔ اس کی مدح کرتا ہے اس کے احسانات کے گُن گاتا ہے۔ اس کی خوبیوں کی حمد و ثناء کرتا ہے' مصائب اور مشکلات میں اپنی عاجزی اور درماندگی کا اظہار اسی ذات سے کرتا ہے۔ اور ایسی عظیم ہستی کی فرمانبرداری کو فخر سمجھتا ہے۔ حتیٰ کہ اسی اطاعت کو عبادت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

عبادت کی قسمیں

عبادت کئی قسم کی ہے۔ جو ہر حال میں فرض ہے اور ان فرض عبادات میں سے نماز بھی ایک فرض عبادت ہے جو مفہوم کے اعتبار سے اپنے اندر بے پناہ وسعت رکھتی ہے۔

اللہ کی عبادت کرنے والے کو عبد کہتے ہیں اور اللہ کو معبود کیوں کہ جس کی عبادت کی جائے اس کو معبود کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس عبد کو پیدا کیا پھر ایک مدت تک اسے حیات بخشی۔ اس کی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے اسباب پیدا فرمائے' ان اسباب سے انسان کو رزق مہیا کیا بے شمار نعمتوں سے نوازا' محدود اختیارات دیئے۔ اور ان کو استعمال کا حق دیا۔ پیدائش سے موت تک کی پرورش کا ذمہ لیا۔ پھر آخر کار اللہ انسان کو اپنی طرف بلا لیتا ہے جسے موت کہتے ہیں۔ اس لیے ہم اللہ کو اپنا معبود' مالک' خالق' رب' رحمٰن' رحیم اور حاکم تسلیم کرتے ہیں۔

دنیوی لحاظ سے ایک چیز جسے انسان بناتا ہے وہ اس کا مالک ہوتا ہے اس کی حفاظت، اس کے حقوق' اس کی تباہی' حتیٰ کہ اس کی حیات کا سارا دارو مدار اس کی مرضی سے وابستہ ہے۔ وہ چیز ہر طرح سے انسان کے تابع ہوتی ہے اور اس متابعت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس انسان اور چیز میں گہرا تعلق ہے۔ بعینہ اللہ اور بندے کی زندگی میں ایک گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ انسان قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی ذات کا محتاج ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ انسانی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے اسباب پیدا نہ کرے تو یہ حیات چشم زدن میں فنا ہو جائے گی۔ چنانچہ بندے کو اپنے رزق کے اسباب اللہ ہی سے مانگنے پڑتے ہیں مصائب میں اسی سے رحم کی امید کی جاتی ہے۔ گویا اللہ حاکم ہے اور بندہ محکوم' وہ بادشاہ ہے اور یہ رعایا ہے' وہ مالک ہے اور یہ غلام ہے' وہ رحمان ہے اور یہ محتاج ہے' وہ خالق ہے اور یہ مخلوق ہے یعنی انسان کی زندگی کا دارو مدار اللہ کی نظر کرم سے وابستہ ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ کی توجہ کے بغیر ایک لمحہ بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس گہرے تعلق کی بنا

پر انسان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ انسان اپنے معبود کی تعریف اور پاکی بیان کرے اور اسے ہی ہر وقت یاد رکھے اور اس یاد کو ہم عبادت کہتے ہیں جو اللہ اور بندے کے درمیان تعلق کی بنیاد ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے اور جن بندوں سے اللہ نے پیار کیا ان کو ولایت، نبوت اور رسالت سے نواز۔ اللہ کے ان پیارے لوگوں میں اللہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے اعلیٰ محبوب بنایا اور کامل عبد کا درجہ بھی آپ ہی کو عطا کیا ہے۔ اور اللہ نے لوگوں کو برملا کہہ دیا کہ اگر مجھے پانا چاہتے ہو تو میرے محبوب سے محبت کرو جو تمہیں مجھ تک پہنچا دے گی چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات معبود اکمل ایک ہے تو کامل عبد بھی ایک ہی ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ جن کی اطاعت ہی اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ ہے اور یہ وسیلہ بھی عبد و معبود کے درمیان گہرے تعلق کی علامت ہے۔ اسی لئے اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر میں نے اپنے محبوب کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں یہ جہان ہی نہ بناتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کی بہترین صورت نماز ہی ہے۔

دین اسلام کے پانچ رکن

دین اسلام کے پانچ رکن ہیں اور ان میں سے سب سے بڑا رکن نماز ہے لہٰذا اس رکن کو پورا کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس کے رکن ہونے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ذیل فرمایا:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَہَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ وَ اِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَ اِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَ الْحَجِّ وَ صَوْمِ رَمَضَانَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور نماز کا اچھی طرح پڑھنا اور زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (صحیح بخاری شریف)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ پانچ چیزیں دین اسلام کی بنیاد ہیں۔ اگر اسلام کو ایک خیمے سے تشبیہ دی جائے جو پانچ ستونوں پر قائم کیا جاتا ہے تو ان پانچ ستونوں میں کلمۂ شہادت درمیان والا ستون

ہوگا اور باقی چاروں ارکان یعنی نماز، روزہ زکوٰۃ اور حج ان چار ستونوں کی مانند ہیں جو خیمہ کے چاروں کونوں پر ہوتے ہیں۔ اگر خیمہ کے درمیان والا ستون گر جائے تو خیمہ کھڑا نہیں ہوسکتا اور اگر درمیان کا ستون تو موجود ہو مگر چاروں کونوں کے ستون گر پڑیں تو خیمہ کھڑا تو رہے گا مگر اس کے چار کنارے قائم نہیں رہیں گے اور اگر ان ستونوں میں کوئی ایک ستون گر جائے تو خیمے کا اس جانب والا حصہ گر جائے گا اور پورا خیمہ اپنی استقامت اور خوبصورتی کے ساتھ قائم نہیں رہے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز دین کا ستون ہے۔ اس کے متعلق ایک اور مقام پر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے۔ ''پانچوں نمازیں دین کا ستون ہیں اللہ تعالیٰ بغیر نماز کے دین کو قبول نہیں فرمائے گا۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؛ حضور علیہ السلام نے فرمایا پانچ نمازیں! اس شخص نے عرض کیا، کیا ان سے اول یا بعد کچھ اور بھی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جن سے پہلے یا بعد میں اور کچھ نہیں ہے۔'' اس شخص نے اللہ کی قسم کھا کہا کہ میں اس سے کم نہ کروں گا نہ زیادہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس شخص نے سچ کہا ہے تو یہ جنت میں جائے گا۔

نماز دین اسلام کا ستون ہے

نماز دین اسلام کا ستون ہے کہ اس کی ادئیگی میں وہ تمام حکمتیں موجود ہیں جس سے زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں سب سے زیادہ زور اور توجہ نماز پر ہی دی گئی ہے، نماز کی اہمیت کے پیش نظر ہی نماز کو اسلام میں سب سے اعلیٰ مرتبہ حاصل ہے۔

نماز میں انسان اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہے۔ دل دماغ کی توجہ اللہ کی طرف لگا تا ہے۔ ظاہراً انسان بارگاہ ربّ العزت میں جھکتا اور بیٹھتا ہے، اپنی پیشانی کو اللہ کے حضور میں سجدہ ریز کرتا ہے۔ ان اعمال سے اللہ کی ذات انسانی توجہ کا مرکز بنی رہتی ہے۔ اگر انسان باقاعدہ نماز نہیں پڑھے گا تو لامحالہ اس کے دل سے اللہ کا خوف جاتا رہے گا اور اس میں وہ خوبیاں پیدا نہیں ہوں گی جو معاشرہ کے ایک اچھے فرد میں ہونی چاہئیں۔ جس کا نقصان یہ ہوگا کہ ایک صالح اور نیک معاشرہ کی تشکیل مشکل ہو جائے گی۔

نماز کے بلند مرتبہ اور اعلیٰ مقام کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پر از حد زور دیا ہے۔ کیونکہ نماز چھوڑنے سے انسان کی توجہ دنیا کے دوسرے کاموں کی طرف لگ جائے گی اور ایسی حالت میں انسان کا کفر و شرک میں مبتلا ہونا آسان ہو جائے گا اور کفر میں مبتلا ہونے سے انسان اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

لفظ صلوٰۃ کی شرح

نماز کے لئے قرآن مجید میں صلوٰۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے عربی اور عبرانی زبان میں دعا کے معنی ہیں۔ اس لئے نماز کی لفظی حقیقت اللہ تعالیٰ سے درخواست اور التجا کی ہے۔ اس لفظی حیثیت کے متعلق حضرت شہاب الدین سہروردیؒ فرماتے ہیں کہ صلوٰۃ کے لغوی معنی دعا کے ہیں اور نمازی جب نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے تمام اعضاء اور جوارح کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے۔ گویا اس کے تمام اعضاء زبان بن جاتے ہیں۔ جن کے ساتھ بندہ ظاہر اور باطن میں اس کو پکارتا ہے۔ اس کی ظاہری حالت بھی گریہ زاری اور خضوع میں اور نیاز مند سائلوں کی طرح گڑگڑا کر مانگنے میں اپنے باطن کی شریک ہے پس جب وہ سراپا دعا بن کر رب جلیل کو پکارے گا تو وہ اپنے بندے کی دعاؤں کو ضرور سنے گا۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا ہے کہ تم ''مجھے پکارو میں ضرور تمہاری دعا کو قبول کروں گا''۔ (مومن: ۶۰)

حضرت خالد الربعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے مذکورہ بالا آیت بہت ہی پسند ہے۔ کیونکہ اس میں بندوں کو دعا کرنے کا حکم دے کر اس نے ان کے قبول کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے اور اس کے ساتھ کوئی شرط نہیں رکھی۔ استجابت اور اجابت کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ بندے کی دعا اثر کرے۔ (قبول ہو) کیونکہ وہ مخلص دعا مانگنے والے کی دعا جو اپنے نور یقین کے باعث پکارے جانے والے سے واقف ہے)۔ تمام حجابات کو پھاڑتی ہوئی اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچتی ہے اور اس کی ضرورت کو (پورا کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔

نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث پاک میں صلوٰۃ کی اس طرح وضاحت کی ہے جو سنن ابو داؤد میں درج ہے۔

معاویہ بن حکم سلمی ایک نو مسلم صحابی تھے انہیں جو اسلام کے آداب بتائے گئے ان میں ایک چیز یہ بھی تھی کہ جب کبھی کسی مسلمان کو چھینک آئے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو اس کے جواب میں تم یَرْحَمُكَ اللّٰهُ

کہو۔ اتفاق سے ایک دفعہ جماعت ہو رہی تھی، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس میں شریک تھے ان کے پاس کسی مسلمان کو چھینک آئی' انہوں نے نماز کی حالت میں یَرْحَمُكَ اللّٰه کہہ دیا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کو گھورنا شروع کر دیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ہی میں کہا تم سب مجھے نماز میں کیوں گھور رہے ہو؟ صحابہ نے زانوں پر ہاتھ مارے اور سُبْحَانَ اللّٰهِ کہا اب وہ سمجھے کہ بولنے سے منع کیا جا رہا ہے۔ نماز ہو چکی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ نماز میں کون باتیں کرتا تھا، لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے ان کو پاس بلا کر نہایت نرمی سے سمجھایا کہ ''نماز قرآن پڑھنے اور اللہ سے دعا کرنے اور اس کی پاکی اور بڑائی بیان کرنے کا نام ہے اس میں انسانوں کی باتیں کرنا مناسب نہیں''۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ ''دعا عبادت کا مغز ہے'' اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ''اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ دعا ہی عبادت ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ کہہ کر تمہارا پروردگار فرماتا ہے۔ اس تفسیر کی تائید میں یہ آیت پڑھی جس میں دعا ہی کا نام عبادت بتایا گیا ہے۔

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۝ (مومن:۶۰)

مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل وخوار ہو کر جائیں گے۔

اسی لفظ کے متعلق صوفیاء کا کہنا ہے کہ صلوۃ کا لفظ ''صلی'' سے مشتق ہے۔ اور وہ آگ ہے۔ چنانچہ جب ہم کسی ٹیڑھی لکڑی کو سیدھا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کو آگ دکھاتے ہیں (یعنی آگ کے قریب لے جاتے ہیں) اور وہ اس کی تپش سے سیدھی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح انسان میں اس کے نفس کے سبب سے کجی ہے جو برائی کا حکم دیتا ہے۔ اور ذات الٰہی کے انوار ایسے ہیں کہ اگر اس پر سے پردے ہٹا دیئے جائیں تو جو چیز بھی وہاں موجود ہوگی اس کو جلا ڈالیں گے۔ پس جب مومن سطوت الٰہی اور عظمت ربانی کے شعلہ سے سینک جاتا ہے تو اس سے (نفس کی برائی) کجی دور ہو جاتی ہے بلکہ اس کو دولت معراج حاصل ہو جاتی ہے۔ پس مُصَلِّی بھی اسی طرح ہوا جیسے کوئی آگ سینکتا ہے' لہٰذا جس شخص نے صلوٰۃ کی آگ سے سینک پائی اور اس کے سبب سے اس کی کجی دور ہو گئی تو ایسا شخص جہنم کی آگ سے محفوظ ہو گیا۔

انبیاء علیہم السلام اور نماز

نماز جس طرح دین اسلام کا ایک ضروری عمل ہے ایسے ہی نماز پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں میں بھی تھی۔ کیونکہ قرآن پاک کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس نے اپنی اُمت کو نماز کی تعلیم نہ دی ہو۔ بلکہ ہر نبی نے اپنے پیروکاروں کو اس کی تاکید کی۔

ا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نماز

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بڑے برگزیدہ پیغمبر تھے اور انہیں بھی نماز قائم کرنے کا حکم ہوا اور انہوں نے بھی اپنی زندگی میں نماز قائم کی جس کا ذکر قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات میں ہوا ہے۔

(۱) وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا ۖ وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۖ وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ○

وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کا مرجع اور امن کی جگہ بنا دیا اور آپ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا دیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ہم نے عہد لیا کہ میرے گھر کا طواف کرنے والوں، بیٹھنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک رکھو۔ (بقرہ: ۱۲۵)

(۲) رَّبَّنَا إِنِّي أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ○

اے ہمارے پروردگار! بیشک میں نے اپنی اولاد کو تیرے حُرمت والے گھر کے قریب اس جنگل میں بسایا ہے جہاں کھیتی نہیں۔ اے ہمارے پروردگار تاکہ وہ نماز قائم کریں۔ تو لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق بنا اور انہیں کھانے پینے کے لئے پھل دے تاکہ یہ تیرا شکر کریں (ابراہیم: ۳۷)

(۳) رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○

اے ہمارے پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو نماز پر قائم رکھ۔ اور میری دعا قبول کر۔ اے ہمارے پروردگار! مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو جس دن حساب ہو، بخش دینا۔

۲۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ جب منصبِ نبوت پر فائز ہوئے تو انہوں نے اپنے پیروکاروں کو نماز پڑھنے کی تاکید کی۔

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ ۚ اِنَّهٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ کَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ○ وَّ کَانَ یَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ ۠ وَ کَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِیًّا ○ (مریم:۵۴۔۵۵)

اور کتاب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یاد کیجئے۔ بے شک وہ وعدہ کا سچا تھا اور رسول نبی تھا اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیتا تھا۔ اور اپنے پروردگار کے ہاں بڑا مقبول تھا۔

۳۔ حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب اور حضرت لوط علیہم السلام کو نماز پڑھنے کی وحی

وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَ اِیْتَآءَ الزَّکٰوۃِ وَ کَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ○ۚ (انبیاء:۷۳)

اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کی طرف نیک کام کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے کی وحی کی اور وہ ہماری عبادت کرتے تھے۔

۴۔ حضرت ادریس علیہ السلام

فَخَلَفَ مِنْ ۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا ○ۙ

(مریم:۵۹)

پھر ان کے بعد ایسے جانشین ہوئے کہ انہوں نے نماز کو کھو دیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگے تو عنقریب گمراہی کی سزا پائیں گے۔

۵۔ حضرت لقمان علیہ السلام

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝

اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھو اور نیکی کا حکم دو اور بُرائی سے روکو۔ اور جو تکلیف تجھے پہنچے اس پر صبر کرو۔ بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے (لقمان: ۱۷)

۶۔ حضرت شعیب علیہ السلام

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝

انہوں نے کہا کہ اے شعیب علیہ السلام! کیا تجھے تیری نماز یہ حکم دیتی ہے کہ ہم ان کو پوجنا چھوڑ دیں جنہیں ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے ہیں یا یہ کہ ہم کو اپنے مال میں اپنے منشا کے مطابق خرچ کرنے کا اختیار نہ ہو۔ بیشک تو ہی حلیم اور رشید ہے۔ (ہود: ۸۷)

۷۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس کے بھائی کی طرف وحی کی کہ مصر میں چند مکان اپنی قوم کے لیے مہیا کرو اور اپنے ان مکانوں کو قبلہ ٹھہرالو اور نماز قائم کرو اور اہل ایمان کے لئے خوشخبری ہے۔ (یونس: ۸۷)

اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ

بے شک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس (موسیٰ علیہ السلام) میری عبادت کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔ (طہٰ: ۱۴)

۸۔ بنی اسرائیل کو نماز کا حکم

(۱) وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ قف وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ.

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو۔ ماں باپ سے بھلائی کرو۔ رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں سے بھی بھلائی کرو اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو۔ (البقرہ:۸۳)

(۲) وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ ج وَ بَعَثْنَا مِنْھُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا ط وَقَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مَعَکُمْ ط لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ (مائدہ:۱۲)

اور اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان میں سے بارہ سردار بنائے اور اللہ نے فرمایا میں تمہارے ساتھ ہوں بشرطیکہ تم نے نماز پڑھی اور زکوٰۃ دی اور رسولوں پر ایمان لائے۔

۹۔ حضرت زکریا علیہ السلام

فَنَادَتْہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَ ھُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ لا اَنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ○

پس جب فرشتوں نے اسے آواز دی جبکہ وہ (زکریا) محراب میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ اللہ تجھے یحیی کی خوشخبری دیتا ہے وہ اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی تصدیق کرنے والا بن کر آئے گا، وہ سید یعنی سردار اور ضبط کرنے والا ہوگا اور صالحین میں سے نبی ہوگا۔ (آل عمران ۳۹)

۱۰۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ قف اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۙ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا ۝

بے شک میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا اور مجھے برکت والا بنایا، جہاں کہیں بھی رہوں اور جب تک میں زندہ رہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے۔ (مریم ۳۰۔۳۱)

باب ۲

فرضیّتِ نماز

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب منصب نبوت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ کو سب سے پہلا حکم لوگوں میں خدائے واحد کی دعوت دینے کا ہوا۔ چنانچہ آپ نے اہلِ عرب میں سب سے پہلے توحید کا پیغام پہنچانا شروع کر دیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب کی بڑائی بیان کرنے کا حکم ہوا اور یہ بڑائی بیان کرنے کی بہترین صورت نماز تھی۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ ۝ (مدثر: ۱۔۳)

اے کملی اوڑھنے والے کھڑے ہو جایئے پھر اللہ سے ڈرایئے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔

اس حکم کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنا شروع کی اور خاص کر رات کے وقت تہجد کی نماز ادا فرماتے اور دیر تک نماز میں مشغول رہتے۔ کیونکہ رات کو دیر تک نماز پڑھنے کا حکم تھا۔ اور یہ سورت مزمل کی ابتدائی آیات سے عیاں ہے۔

یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ۝ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا ۝ اِنَّ لَکَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا ۝ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ۝

ترجمہ: اے کملی اوڑھ کر سونے والے! رات کو اُٹھ کر نماز پڑھا کرو مگر تھوڑا آرام بھی کر لیا کرو یعنی آدھی رات قیام کیا کرو یا اس میں بھی کمی کر لیا کرو اور قرآن کو نماز میں خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ ہم عنقریب تم پر ایک بھاری بات کا بوجھ ڈالنے والے ہیں۔ رات کا اُٹھنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے اور یہ وقت دعا کے لئے بھی زیادہ مناسب ہے۔ دن میں تم کو زیادہ مشغولیت رہتی ہے اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب سے بے تعلق ہو کر اسی کے ہو رہو۔ (مزمل: ۱۔۸)

رات کو دیر تک نماز پڑھنے کا یہ حکم ایک سال تک قائم رہا اس کے بعد صبح شام کی دو دو رکعتیں بھی فرض ہو گئیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَ سَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝

صبح شام اپنے پروردگار کو یاد کیجئے اور رات کے کچھ حصے میں اسے سجدہ کریں اور رات کے طویل حصے میں اس کی تسبیح بیان کریں۔ (الدھر: ۲۵۔۲۶)

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ سے پہلے تشریف لانے والے پیغمبروں کی تعلیمات میں بھی نماز کا درس تھا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کو جب نماز قائم کرنے کا حکم ہوا تو اس کے پڑھنے کا مکمل طریقہ اور اس کی کیفیت بھی اللہ تعالیٰ نے واضح کر دی اور وہ صورت یہی تھی کہ جس طرح آج مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز مسلسل ایک سال تک فرضیت کے طور پر پڑھتے رہے یہاں تک کہ نماز پڑھتے پڑھتے ان کے پاؤں مبارک سوج جاتے تھے لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اور حکم ہوا جس سے نماز تہجد نفل ہو گئی۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَ اللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ

ترجمہ: بے شک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی رات قیام کرتے ہو اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی۔ اور اللہ ہی رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ اے مسلمانو! تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا تو اس نے اپنی مہربانی سے تم پر رجوع فرمایا اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔ (مزمل: ۲۰)

نماز تہجد کے نفل ہو جانے کے بعد فجر، مغرب اور عشاء تین اوقات کی نمازیں فرض ہوئیں۔ اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝

ترجمہ: دن کے دونوں کناروں یعنی صبح و شام اور کچھ رات گزرنے کے بعد نماز قائم کریں۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت، نصیحت ماننے والوں کے لئے ہے۔ (ہود: ۱۱۴)

پانچ اوقات کی نماز باقاعدہ شب معراج میں فرض ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شب معراج میں جب

پانچ اوقات کی نماز باقاعدہ شبِ معراج میں فرض ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شبِ معراج میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ سے ملنے گئے تو آپ کو دن رات میں پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لا رہے تھے تو واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پچاس نمازوں کا بتایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ مجھے بنی اسرائیل کا خوب تجربہ ہے۔ آپ کی امت تو کہیں ان سے کمزور ہے وہ پچاس اوقات کی نمازیں ادا نہ کر سکے گی۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش پر تدریجاً کم ہوتے ہوتے پانچ اوقات کی نمازیں رہ گئیں۔ اس وقت سے لے کر قیامت تک امت مسلمہ پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ سورۃ اسراء جو معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اس میں نماز کے بارے میں یوں ارشاد ہوا ہے:۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور صبح کا قرآن۔ بے شک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے۔ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (بنی اسرائیل: ۷۸۔۷۹)

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فرضیت نماز کے متعلق لکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج، قربِ حق میں باریاب ہوئے تو آپ بند عالم کون وفساد سے آزاد ہو گئے اور حضورِ حق ایسے مقام پر پہنچ گئے کہ نفس کو دل کا درجہ مل گیا۔ دل کو جان کا، جان کو باطن کا اور باطن درجات سے فانی اور مقامات سے محو ہو کر ''شانِ بے شان'' ہو گیا۔ آپ عین مشاہدہ میں مشاہدہ سے غائب اور عین دید میں دید سے الگ تھے۔ انسانی خواص ختم ہو گئے، مادۂ نفسانی بھسم ہو گیا۔ طبعی رجحان نیست و نابود ہو گیا۔ شواہد حق اپنی سلطانی میں عیاں ہوئے۔ خود سے بے خود ہو گئے۔ حقیقت سے حقیقت مل گئی۔ مشاہدۂ لم یزلی میں محو ہو گئے۔ کمال شوق سے بے اختیار ہو کر عرض کی ''بار خدایا! اب مجھے اس مصیبت کدہ میں نہ ڈال اور طبعی ہوا و ہوس کی قید سے آزاد رکھ'' حکم ہوا ہمارا حکم یہی ہے کہ آپ دنیا میں قیام شریعت کے لئے واپس جائیں جو کچھ ہم نے عالم ملکوت میں آپ کو مرحمت کیا ہے وہ دنیا کو عطا کریں۔'' چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تو جب کبھی دل میں معراج کا شوق ہوا تو آپ نے فرمایا'' اے بلال!

ہمیں نماز سے راحت دے" ہر نماز آپ کے لئے معراج تھی اور ایک نئے تقرب کا باعث تھی۔ لوگ آپ کو مصروف نماز دیکھتے تھے، آپ کی جان نماز میں ہوتی تھی' دل محو نیاز' باطن سرگرم راز اور نفس مبتلائے گداز ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ نماز آنکھوں کا نور ہو جاتی تھی۔ آپ کا جسم دنیا میں، مگر جان عالم ملکوت میں ہوتی تھی۔ آپ کا بدن بظاہر انسانوں کی معیت میں ہوتا تھا مگر روح مبارک اُنس حق کے مقام پر ہوتی تھی۔

فرضیت نماز کے وقت مغرب کی نماز کے علاوہ ہر نماز کی دو رکعتیں ہی فرض ہوئیں لیکن ہجرت کے بعد مدینہ شریف میں ظہر' عصر اور عشاء کی نماز میں دو رکعتوں کی بجائے چار رکعتیں ہو گئیں۔

مکہ معظّمہ میں شروع شروع میں جب مسلمانوں نے نمازیں ادا کرنا شروع کیں تو اہل مکہ نے بہت تنگ کیا۔ اور نماز پڑھتے وقت ہر ممکن رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى ۝ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ۝

ترجمہ: کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو ایک بندہ کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔ (علق: ۹۔۱۰)

ایک بندہ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے آپ جب صحن حرم میں نماز پڑھتے تو قریش جو بے فکری کے ساتھ ادھر اُدھر بیٹھے رہتے۔ کبھی آپ کی ہنسی اڑاتے اور کبھی دِق کرتے تھے کبھی آپ کی گردن میں پھندا ڈال دیتے اور کبھی جب آپ سجدہ میں جاتے' پشت مبارک پر نجاست لا کر ڈال دیتے تھے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بار نجاست سے اُٹھنے میں تکلیف ہوتی تو ہنستے اور قہقہہ لگاتے تھے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے آغاز میں تو اخفاء کے خیال سے اور اس کے بعد ان کی حرکات کی وجہ سے عموماً رات کو اور دن کو کسی غار یا درّہ میں چھپ کر نماز پڑھا کرتے تھے اور مسلمان بھی عموماً ادھر اُدھر چھپ کر ہی نماز پڑھتے تھے۔ یا پھر رات کے سُناٹے میں اس فرض کو ادا کرتے تھے۔ مشرکین اگر کبھی اس حالت میں ان کو دیکھ پاتے تو مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے تھے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب نماز پڑھنا چاہتے تو گھاٹیوں میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے، ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند مسلمانوں کے ساتھ مکہ مکرمہ کی ایک گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مشرکین کی ایک جماعت آ گئی' اس نے اس نماز کو نیا کام سمجھا اور مسلمانوں کو بُرا بھلا کہا اور ان سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔

تو ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شروع شروع میں نماز قائم کرنے میں بہت تکالیف آئیں۔

قرآن اور حکمِ نماز

جاننا چاہئے کہ بندہ جب خدا پر ایمان لا کر اقرار بندگی میں داخل ہو گیا تو اس کے لئے لازم ہے کہ اسکی بندگی میں رہے۔ اور نماز اس کی بندگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اور اسے عبادت میں اول درجہ حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں جا بجا نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۱) وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور اپنے لئے جو نیکی تم آخرت کے لئے کرو گے اسے اللہ کے ہاں پاؤ گے۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (البقرہ:۱۱۰)

(۲) وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (البقرہ:۴۳)

(۳) وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّقُوْهُ ؕ وَ هُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝

اور یہ کہ نماز قائم کرو اور اللہ سے ڈرو۔ اور اسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔ (الانعام:۷۲)

(۴) فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ۝

ترجمہ: پس تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دیتے رہو اور اور اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑو۔ وہ تمہارا آقا ہے پس کتنا اچھا آقا ہے اور کتنا اچھا مددگار ہے۔ (الحج:۷۸)

(۵) قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝

ترجمہ: میرے بندوں میں سے جو ایمان لائے ہیں انہیں کہہ دیجئے کہ نماز قائم کریں اور اس رزق سے خرچ کریں جو ہم نے انہیں دیا ہے۔ چھپا کر یا ظاہر کر کے، اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے جس میں خرید و فروخت اور دوستی نہ ہوگی (ابراہیم:۳۱)

(۶) وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور اللہ کو قرضِ حسنہ قرضہ میں دو۔ (مزمل: ۲۰)

(۷) ءَ اَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۠

ترجمہ: کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ اپنی سرگوشیوں سے پہلے خیرات کیا کرو۔ پس جب تم نے یہ کام نہیں کیا اور اللہ تم پر مہربان ہو گیا۔ تو نماز کو قائم کرو اور زکوۃ دیتے رہو۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اللہ تمہارے اعمال کو جاننے والا ہے۔ (المجادلہ: ۱۳)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ نماز ہر مسلمان پر فرض ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات سال کے بچے کو نماز پڑھانے کی سختی سے تاکید کی ہے۔ کیونکہ سات سال کی عمر تک بچے کا شعور کھرے کھوٹے کی پہچان کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ اس لئے شرعاً یہ حکم دیا گیا ہے کہ سات سال کے بچے کو نماز پڑھنے کی ترغیب دی جائے۔ بڑے اپنے ساتھ اس عمر کے بچوں کو نماز پڑھنے کی تربیت دیں تاکہ بچپن ہی سے انسان نماز کا عادی بن جائے اور بچے بڑے ہو کر نماز کے پابند بنیں۔ اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ۔

(۸) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَ هُمْ اَبْنَآءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَیْهَا وَ هُمْ اَبْنَآءُ عَشْرِ سِنِیْنَ وَ فَرِّقُوْا بَیْنَهُمْ فِی الْمَضَاجِعِ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جبکہ وہ سات برس کے ہوں اور نماز نہ پڑھنے پر ان کو مارو اور وہ دس برس کے ہوں اور خواب گاہوں میں ان کو الگ الگ کر دو۔ (سنن ابوداؤد)

نبی اکرم صلی اللہ وعلیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں بتایا گیا ہے کہ اگر بچے نماز نہ پڑھیں تو انہیں تنبیہ کے طور پر پیٹا جائے تاکہ ان کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہو جائے اور وہ نماز کی طرف راغب ہو جائیں۔ ایسے ہی دس سال کی عمر تک بھی اگر بچے نماز کی طرف متوجہ نہ ہوں تو انہیں رغبت دلانے کے لئے گھر سے باہر نکال دینے کا خوف ڈالا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ بچوں کو جس طرح بھی ہو سکے نماز کا عادی بنایا جائے اور اسی میں بچوں اور والدین کی فلاح اور نجات ہے۔

نماز قائم کرنے کا مطلب شریعت اسلامیہ کے مطابق پڑھنا ہے اور نماز پڑھتے وقت نماز کے تمام قوائد وضوابط کو مدنظر رکھنا چاہئیے۔

نماز تقاضا ایمان ہے

انسانی اعمال کا دارومدار عقائد پر ہے۔ اور عقائد پر دل سے یقین اور زبان سے اقرار کو ایمان کہتے ہیں۔ کیوں کہ ایمان کے بغیر عمل صالح نہیں ہوسکتا۔ اسلام نے ایمان کے پانچ اصول بتائے ہیں۔ یعنی خدا پر ایمان، ملائکہ پر ایمان، خدا کے رسولوں پر ایمان، خدا کی کتابوں پر ایمان، اور اعمال جزاوسزا کے دن پر ایمان۔ نماز وہ عبادت ہے جس سے انسان کا ایمان پختہ ہوتا ہے اور ایمان کی یہی پختگی انسان کو دین و دنیا میں کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے نماز ہم اس لئے پڑھتے ہیں کہ وہ ہمارا معبود ہے اور اس سے عقیدہ توحید میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔ اگر توحید، رسالت، ملائکہ، آسمانی کتابوں اور جزاوسزا کے دن پر یقین نہیں رکھتا تو اسے نماز پڑھنے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ نماز پڑھنے سے قبل ان اصولوں پر پختہ ایمان رکھنا لازم ہے۔ کثرت عبادت سے انسان ایمانی دولت سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ اور یہ ایسی لازوال دولت ہے ہے جس کو حاصل ہو جائے تو وہ دین و دنیا میں بھی باعزت ہو جائے گا۔ سچے نمازیوں اور مومنین کے چہروں کو اللہ تعالیٰ منور کر دیتا ہے ایسے نورانی چہرہ والے بزرگوں کو دیکھنے سے اللہ کی شان یاد آتی ہے۔ کہ اہل ایمان نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمتوں سے نوازا ہے۔

ایمان کے بعد سب سے بہتر عمل نماز ہے۔ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اس امر کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ ایمان لانے کے بعد نماز قائم کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ صاحب ایمان بننے کے بعد فوراً نماز فرض ہوجاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

(۱) اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ○

ترجمہ: بے شک میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ (طٰہٰ:۱۴)

(۲) ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ○ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ

ہدایت ہے متقین کے لئے، جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ (بقرہ:۲-۳)

(۳) فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی ۙ وَلٰکِنْ کَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ۝ (القیامۃ ۳۱۔۳۲)

نہ وہ ایمان لایا اور نہ اس نے نماز پڑھی بلکہ اس نے حق کو جھٹلایا اور اس نے منہ پھیرا۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ایمان اور نماز دونوں آپس میں لازم وملزوم ہیں ان کے علاوہ قرآن مجید میں چند دیگر مقامات پر بھی نماز کو صاحب ایمان حضرات کا طرہ امتیاز قرار دیا گیا جو حسب ذیل ہیں۔

نماز وصفِ مومن ہے

نماز مومن کے اوصاف میں سے ہے اور یہ وصف ہی اسے دیگر قوموں سے ممتاز کرتا ہے اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝

ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں بعض بعض کے دوست ہیں، وہ اچھی بات کا حکم دیتے ہیں اور بری بات سے روکتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

(التوبہ:۷۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز مومنین کا طرۂ امتیاز ہے اور ایمان کی دلیل ہے اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی صبح سویرے نماز کی طرف گیا، وہ ایسے ہے جیسے ایمان کا جھنڈا لے کر گیا اور جو بازار کی طرف گیا وہ ایسے ہے جیسے ابلیس کا نمائندہ بن کر گیا۔ حدیث کا متن یہ ہے:۔

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ غَدَا اِلَى الصَّلٰوةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَايَةِ الْاِيْمَانِ وَ مَنْ غَدَا اِلَى السُّوْقِ غَدَا بِرَايَةِ اِبْلِيْسَ.

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جو کوئی علی الصبح صبح کی نماز کی طرف چلا وہ ایمان کا جھنڈا لے کر چلا اور جو علی الصبح بازار کی طرف گیا وہ ابلیس کا جھنڈا لے کر چلا (سنن ابن ماجہ)

اس حدیث میں نماز قائم کرنے کو ایمان کے جھنڈے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

نماز شمولیت دین کا عملی ثبوت ہے

اگر کوئی غیر مسلم توبہ کر کے اپنے پرانے مذہب کو چھوڑ کر دائرہ اسلام میں آ جائے اور پرانے عقائد کو ترک کر کے دین اسلام کی تعلیمات کو اپنا لے' نماز اور زکوٰۃ کو قائم کر لے تو وہ مسلمانوں کا بھائی بن جائے گا۔ معلوم ہوا کہ نماز کا قائم کرنا دراصل مسلمانی کی علامات میں سے ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ

پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو تم ان کی راہ چھوڑ دو۔ (توبہ: ۵)

فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ

پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ (توبہ: ۱۱)

نماز علامت صالحیت ہے

نماز قائم کرنے کے بعد اس میں کثرت کرنا یعنی نوافل پڑھنا' یہ نیک اور صالح لوگوں کی علامت ہے ان کے متعلق پروردگار عالم نے فرمایا ہے کہ

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

(بھلا ناشکرا' مشرک بہتر ہے) یا وہ جو رات کے وقتوں میں سجدہ میں پڑا اور کھڑا عبادت کرتا ہے آخرت سے ڈرتا ہے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہے۔ کہہ دیجئے کیا وہ لوگ برابر ہیں جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے۔ بات یہ ہے کہ نصیحت تو عقلمندی ہی پکڑتے ہیں۔ (الزمر: ۹)

اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَ اَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِيْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَ ذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تُخْفِرُو اللّٰهَ فِيْ ذِمَّتِهٖ

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے۔ ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہو۔ ہمارا ذبیحہ کھالے پس یہ مسلمان ہے جس کیلئے ذمہ اللہ کا اور اس کے رسول کا ہے پس اس کے ذمہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے خیانت نہ کرو۔ (بخاری)

باب ۳

حقائقِ نماز

ا۔نماز اور طہارت ظاہری و باطنی

اللہ تعالیٰ پاک و صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اس لئے پاکیزگی کو نصف ایمان کہا گیا ہے۔ پاکیزگی و طہارت کا سبق ہمیں نماز ہی سے ملتا ہے۔ کیونکہ نماز کی شرائط میں طہارت بھی ایک شرط ہے' کیوں کہ اہل طہارت کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ اس لئے ارشاد ہے کہ۔

فِيهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۚ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ○

ترجمہ: اس مسجد میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ وہ پاک وصاف رہیں اللہ تعالیٰ پاک وصاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (توبہ: ۱۰۸)

طہارت و پاکیزگی دو قسم کی ہے' ایک باطن کی اور دوسری ظاہر کی پاکی۔ باطن کی پاکی یہ ہے کہ انسانی دل غیر اللہ کی محبت سے خالی ہو اور صرف اللہ ہی کی یاد ہو اور اپنے دل کو ذکر حق سے آراستہ کرے۔ پھر دل کو بُری باتوں سے پاک رکھنا چاہئے یعنی دل کو حسد' بغض' کینہ' تکبر' ریاء' طمع اور عداوت وغیرہ سے پاک رکھے اور ان کی جگہ اپنے میں صبر' شکر' توبہ' خوف خدا اور محبت الٰہی کے اوصاف پیدا کرے۔ یعنی کہ اپنے دل کو گناہوں کی آلودگی سے پاک وصاف رکھے۔ ظاہری پاکیزگی میں نجاست سے پاک رہنا' مجامعت اور مباشرت کے بعد پاکیزہ ہونا اور اپنے جسم سے ناجائز ناخن' بال کو نہ بڑھنے دینا اور جسم اور لباس کو میل کچیل سے پاک رکھنا شامل ہے۔ نجس جسم کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔ اگر کوئی قصداً پڑھے گا تو سخت گناہگار ہوگا۔ چنانچہ جسم کو نجاست سے پاکیزہ رکھنے کا سبق بھی ہمیں نماز ہی سے ملتا ہے۔ دین اسلام نے کئی چیزوں کو نجس قرار دیا ہے اگر وہ بدن پر لگ جائیں تو جسم بھی ناپاک ہو جائے گا۔ جس سے بُو آئے گی جو کہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے۔

رفع حاجت سے کچھ گندگی انسان کے جسم کے ساتھ لگ جاتی ہے۔ پیشاب سے انسان کا جسم

ناپاک ہوجاتا ہے۔ مباشرت کرنے سے بھی ناپاک مادہ مردوعورت کے جسم کے ساتھ لگ جاتا ہے۔ یا ویسے ہی کسی اور طرح سے غلیظ مادہ انسان کے جسم پر لگ جائے تو انسان کا جسم ناپاک ہو جاتا ہے اور ان نجاستوں کو دور کرنے کے لئے غسل اور استنجاء کا کرنا لازم قرار دیا گیا ہے۔ جس سے نجاست دور ہو جاتی ہے۔ اور انسان کا جسم پھر پاک ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جسم سے ناپاک بالوں کو صاف کرنا چاہئے۔ جن کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں جسم کو میل کچیل سے صاف ستھرا رکھنا چاہئے۔ گندا جسم جس پر نجاست لگی ہوئی ہو۔ ہاتھ پیر میل کچیل سے بھرے ہوئے ہوں۔ سر میں دھول پڑی ہو تو ایسی گندگی میں جراثیم پرورش پائیں گے جس سے بیماری پھیلے گی اور لوگوں کو طرح طرح کی تکالیف اُٹھانا پڑیں گی۔ اور یہ تمام حفظان صحت کے اصولوں کے خلاف ہوگا۔ جس سے انسانی صحت بھی متاثر ہوگی۔

ظہور اسلام سے پہلے عرب لوگ اس طرف توجہ نہیں دیتے تھے اور انہیں طہارت کی کوئی تمیز نہ تھی۔ نماز کے فرض ہونے کے بعد لوگوں کو اس پہلو کی اصلاح درکار تھی۔ عرب لوگ پانی کی قلت کے باعث کم نہاتے تھے۔ ان کے کپڑے اُونی ہوتے تھے جب وہ لوگ سخت محنت کرتے جس سے وہ پسینہ سے شرابور ہو جاتے تھے۔ اور ایک کپڑے کو بہت دنوں تک پہنے رکھتے تھے۔ تو جب وہ مسجدوں میں آتے تو ان کے کپڑوں سے بدبُو آتی تھی اس لئے اسلام میں ہفتہ میں ایک مرتبہ جمعہ کے روز نہانے کی سختی سے تاکید کی گئی ہے۔ اور اس طرح نماز کے ذریعہ سے ان لوگوں کو جسمانی صحت برقرار رکھنے والے اصولوں سے اصلاح کی گئی۔

نماز پڑھنے کا عام فائدہ یہ ہے کہ نماز کے ذریعہ سے انسان دن میں اپنے جسم کے بعض اعضاء کو پانچ مرتبہ دھوتا ہے۔ ہاتھ' پاؤں' منہ کو دھوتا ہے' ناک میں پانی ڈالا جاتا ہے۔ ناک کے ذریعہ سے سانس میں بہت سے جراثیم بدن کے اندر چلے جاتے ہیں۔ اور وہاں سے جسم میں جا کر طرح طرح کی بیماریوں کا پیش خیمہ بنتے ہیں۔ اس لئے ناک میں پانی ڈالنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ طبی اور حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق یہ بہت ضروری ہے۔

عام لوگ اپنے دانتوں کو بہت کم صاف کرتے ہیں۔ خوراک کے ذرات پھنستے رہتے ہیں جو گل سڑ کر دانتوں کی بیماری میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ دانتوں کو کیڑا کھا جاتا ہے۔ اور دانتوں کو وقت سے پہلے نکلوانا پڑتا ہے۔ یا بار بار دانتوں کے لئے دوائی لگانا پڑتی ہے جو پریشانی کا باعث بنتی ہے۔ دانت نکلوانے سے انسان خوراک کو چبا کر اچھی طرح کھا نہیں سکتا۔ اس لئے کہاوت مشہور ہے کہ دانت گئے تو

سواد گیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

نماز پڑھنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے کپڑے اور نماز پڑھنے والی جگہ پاک وصاف ہو۔ اس پر کوئی ظاہری آلودگی اور نجاست نہ لگی ہو۔ اس سے ہمیں یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ انسان اپنے کپڑوں کو صاف ستھرا رکھے گا۔ اور گندا ہونے کی صورت میں ان کو پاک صاف کرے گا۔ جس سے نجاست کا کسی حد تک خاتمہ ہو جاتا ہے۔

نجاست اور گندگی سے طرح طرح کی بیماریاں پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اور بیماریاں انسانی صحت کے لئے ازحد نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اور دوسرے صاف ستھرا رہنا ایک اعلیٰ اور بلند معیار زندگی کی علامات میں سے ہے۔ چنانچہ اس پاکیزگی سے ہمیں جسمانی اور معاشرتی دونوں قسم کے فوائد حاصل ہوں گے۔

لوگ اگرچہ اپنے کپڑوں کو صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ آج کل لباس کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے مگر جب انسان سے کہا جاتا ہے کہ نماز پڑھو تو کہتے ہیں کہ ہمارے کپڑے پاک نہیں' ایسے صاف ستھرے رہنے کا اتنا فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ جتنا کے نماز کے پیش نظر اپنے کپڑوں کو پاک و صاف رکھنے کا۔ کپڑوں کے علاوہ جہاں نماز پڑھی جائے وہاں کی بھی صفائی ضروری ہے۔ اس طرح نماز کے قائم کرنے سے گھر والوں میں اور خاص کر مسجدوں میں صفائی ہوتی رہے گی۔ اور جو جگہ پلید ہو اس پر پانی ڈالنے سے پاک ہو جائے گی۔ لیکن اگر کسی جگہ پر نجاست غلیظہ لگی ہو تو اسے اس وقت تک دھوتے رہنا چاہئے۔ جب تک کہ وہ بالکل صاف نہ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کپڑوں کو صاف رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ یعنی اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔ (مدثر:۴)

۲۔ نماز اور اخلاقِ حسنہ

دنیاوی زندگی میں انسانوں کے آپس میں حقوق و فرائض کے کچھ تعلقات ہیں جس کا ادا کرنا ہر انسان کے لئے' انہی تعلقات کو احسن طریقے سے نبھانے کا نام اخلاق ہے دنیا کے تمام مذاہب میں اخلاق حسنہ کا تصور پایا جاتا ہے اور اس اخلاق حسنہ کا تصور سب سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور اس اخلاق حسنہ کا تصور اور ٹریننگ ہمیں نماز سے ملتی ہے۔ نماز سے دل و جسم کی طہارت اور پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ کیوں کہ نماز پڑھنے کے لئے وضو اور طہارت اور کپڑوں کو پاک وصاف رکھنے سے انسان گندگی اور آلودگیوں سے بچ جاتا ہے اور صاف ستھرا رہتا ہے۔ پاکیزگی اور صفائی سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ پیار کرتا ہے۔

جسمانی پاکیزگی سے قلب پر اثر پڑتا ہے۔اور دل ایک آئینہ کی طرح صاف شفاف ہو جاتا ہے اور اس پاکیزہ دل سے اللہ کی رحمت اور اخلاق حسنہ کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ چنانچہ اچھے اخلاق کی سب سے اولین تربیت ہمیں نماز ہی سے ملتی ہے۔

نماز پڑھنے میں انسان اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے کہ یا الٰہی مجھے صراط مستقیم دکھا اور سیدھا راستہ قرآن وسُنت کی تعلیمات کی پیروی ہے۔قرآن سُنت میں اخلاقی تعلیمات پر از حد زور دیا گیا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ انسان نماز ہی کے وسیلہ سے اخلاق حسنہ کے اوصاف اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے والوں میں صالح اخلاق کی خصوصیات پیدا فرما دیتا ہے۔

صالح اخلاق میں حق اور سچ بولنے پر زور دیا جاتا ہے۔نماز کے کلمات بعینہ حق ہیں۔جن کے پڑھنے سے انسان پر یہ اثر پڑتا ہے کہ نمازی حضرات زندگی کے دوسرے معاملات میں حق اور سچ کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں حتیٰ کہ اس میں زبان، دل اور عمل کی سچائی پیدا ہوتی ہے۔اور پاکبازی، دیانت داری، شرم وحیا، رحم، عدل و انصاف، احسان، عفو و درگزر، حلم و بردباری، تواضع و خاکساری، خوش کلامی، ایثار، میانہ روی، استقامت، حق گوئی اور استغناء جیسے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔جن کا انسانی عظمت اور نیک سیرت کے ساتھ خاصا تعلق ہے۔

۳۔نماز درسِ محبت ہے

نماز کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ نماز کے لئے جب مسلمان مسجد میں آتے ہیں تو علاقہ کے نمازیوں سے علیک سلیک ہو جاتی ہے۔پھر ایک دوسرے کا حال دریافت کرنے سے اچھی اچھی باتیں کرنے سے ایک دوسرے کا ادب واحترام کرنے سے دلوں میں الفت پیار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔یہ ایک فطری لہر ہے کہ مسلمان اگر دن میں پانچ وقت ایک جگہ پر اکٹھے ہوں گے اور ایک دوسرے سے ملاقات ہوگی تو آپس میں بیگانگی دور ہو جائے گی۔

سچے نمازیوں میں ایک دوسرے کے کام آنے اور مدد کرنے کا وہ لافانی شعور پیدا ہوتا ہے جو نماز کے علاوہ کسی اور سبب سے پیدا نہیں ہو سکتا۔اور جہاں تک لوگوں میں اُنس ہو جاتی ہے اگر کوئی مسجد میں نہ آئے تو اس کی خبر گیری کے لئے دوسرے نمازی اس کے پاس جانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔مگر آج کل مسجدوں میں ماحول کچھ بدل چکا ہے۔لوگوں میں یہ رسم عام ہے کہ مسجدوں میں بیٹھ کر ایک دوسرے کے خلاف

باتیں کرتے ہیں۔ لیکن میل ملاپ سے اگر کسی کے دل میں کوئی رنجش وغیرہ بھی ہو یا غلط فہمی ہو تو وہ دور ہو جاتی ہے۔ کیونکہ نماز مسلمانوں کی آپس میں دوستی کی بھی علامت ہے۔ اس کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ○

تمہارا دوست تو بس اللہ اور اس کا رسول اور مسلمان ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور وہ جو رکوع کرتے ہیں۔ (المائدہ:۵۵)

اس آیت سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ نیک لوگوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے چاہئیں' نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا نیک لوگوں کا وصف ہے۔

۴۔نماز ہمدردی سیکھاتی ہے

نماز مسلمانوں میں باہمی ہمدردی اور غم خواری کا بھی ذریعہ ہے۔ کیونکہ نماز پڑھنے کے لئے علاقہ کے تمام امیر وغریب ایک ہی مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ اور امیر لوگ جب غریبوں کی غربت کو دیکھیں گے تو ان کے پھٹے پرانے کپڑے ان کے دکھوں کی علامت ہے۔ امیر لوگوں کے دل میں ایسے لوگوں کو دیکھ کر فیاضی کا جذبہ پیدا ہوگا اور وہ لوگ جب فقیروں اور محتاجوں اور غریبوں کی مدد کریں گے تو غریبوں کے دلوں میں بھی امیروں کے بارے میں پیار اور اخوت اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوگا۔ قرآن پاک میں غریبوں اور بے کسوں کے دکھ درد میں شریک ہونے کو انتہائی افضل قرار دیا گیا ہے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں اصحاب صفحہ کا ایک گروہ تھا جو سب سے زیادہ امداد کا مستحق ہوتا تھا یہ گروہ مسجد میں رہتا تھا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے لئے مسجد کو جاتے تو ان اصحاب صفہ کو دیکھ کر ان کے دلوں میں پیار پیدا ہوتا۔ چنانچہ اکثر صحابہ کھجوریں لے کر مسجد میں رکھ دیتے جس سے ان لوگوں کا گزر اوقات ہوتا تھا۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز سے فارغ ہونے کے بعد ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے آتے اور اپنے گھروں میں لاکر انہیں کھانا کھلاتے۔ اب بھی مساجد کو صدقات اور خیرات کے تقسیم کرنے کا بڑا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج بھی نماز مسلمانوں میں باہمی الفت ومحبت پیدا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ

ہے۔ کیونکہ نماز کے ذریعے ایک جگہ ایک دوسرے سے ملیں تو ان کہ بیگانگی دور ہو جاتی ہے۔ اور آپس میں الفت و محبت پیدا ہوتی ہے اس طرح وہ ایک دوسرے کی امداد کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے۔ قرآن پاک نے نماز کے اس وصف اور اثر کی طرف یوں اشارہ کیا ہے۔

وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ

ترجمہ: اور اللہ سے ڈرتے رہو اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں میں سے نہ بنو ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور وہ گروہ بندی میں تقسیم ہو گئے۔ (روم: ۳۱۔۳۲)

۵۔ نماز سے مساوات پیدا ہوتی ہے

امیر غریب' شاہ و گدا کی طرز زندگی میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔ امیر لوگ بڑے بڑے عالی شان مکانات' کوٹھیوں اور محلات میں رہتے ہیں۔ جہاں عمدہ فرشوں پر قالین بچھے ہوتے ہیں۔ بیٹھنے کے لئے صوفے' لیٹنے کے لئے نرم نرم پلنگ' ادھر غریب لوگوں کے رہنے کے لئے چھوٹے چھوٹے کٹیا اور جہاں آرام و آسائش کی سہولتیں میسر نہیں ہوتیں۔ اسی طرح حسین لوگ' بدصورت اور کالے لوگوں سے نفرت کرتے ہیں۔ اور خود کو برتر اور اعلیٰ تصور کرتے ہیں۔ مگر جب لوگ مسجد میں چٹائیوں پر نماز پڑھتے ہیں تو سب برابر کھڑے ہوتے ہیں۔ وہاں امیر و غریب کی تفریق ختم ہو جاتی ہے۔ اور پھر سب لوگ ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر خدا کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

جماعت کی امامت کے لئے اعلیٰ حسب ونسب' رنگ روپ' قومیت' عہدہ' منصب' امارت و غربت کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ علم و عقل' فضل خداوندی' تقویٰ اور طہارت کے پیش نظر ہر شخص امامت کا مستحق ٹھہر سکتا ہے۔

جماعت میں کسی شخص کو ذاتی برتری کی بنا پر دوسرے کو اس جگہ سے ہٹانے کی اجازت نہیں۔ حتیٰ کہ نماز میں کسی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا جائز نہیں ہے۔ ان تمام واقعات سے انسان کو مساوات کا درس ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں تمام انسان برابر ہیں۔ اگر کوئی برتری حاصل ہو بھی تو صرف تقویٰ کی بنا پر حاصل ہوگی۔ اس مساوات سے انسان کو سبق حاصل کرنا چاہئے کہ غریبوں سے نفرت مت کرو۔ اور معاشرے کے افراد کو اپنے جیسا ہی خیال کرو۔

۶۔ نماز اور تزکیہ نفس

انسانیت کا عروج اور فلاح اس میں ہے کہ انسان کا نفس شریعت کے تابع ہو اور یادالٰہی میں فنا ہو جائے اور نفس اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں چُوں تک نہ کرے۔ اس کے لئے تربیت کی ضرورت ہے اور نفس کو وہ تربیت نماز سے حاصل ہوتی ہے۔ قرآن پاک کی اصطلاح میں تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس کو گناہوں سے بچا کر نیکی اور اطاعت الٰہی میں مگن کیا جائے اور عبادت الٰہی میں درجہ کمال تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۙ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۞

بے شک اس نے فلاح پائی جو پاک ہوا اور اپنے پروردگار کا نام لیا پھر نماز پڑھی (اعلیٰ: ۱۴۔۱۵)

نفس کو جب سکون حاصل ہوتا ہے تو اللہ کی نعمتیں خوب حاصل ہوتی ہیں اور جب ظاہری مصائب و آلام نہیں ہوتے تو نفس اللہ کی اطاعت چھوڑ کر سرکشی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اپنے آپ کو دوسروں کے مقابلے میں اعلیٰ اور بلند خیال کرنے لگتا ہے۔ مگر جب نفس کو کوئی تکلیف آتی ہے تو وہ روتا ہے اور اللہ پر شکوہ کرتا ہے۔ تقدیر کو بُرا بھلا کہتا ہے کہ ہماری قسمت میں یہی مصیبتیں لکھی ہیں۔ خدا کی بے ادبی کرتا ہے۔ حتیٰ کہ کفر اور سرکشی کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

نماز نفس کی اس کیفیت کو دور کرنے میں مدد دیتی ہے۔ کیونکہ نماز پڑھنے کے لئے انسان کو معمولی سی ظاہراً تکلیف اُٹھانا پڑھتی ہے۔ اس سے نفس میں تکالیف برداشت کرنے کی ہمت پیدا ہوتی ہے۔ نماز معرفت حق سے روشناس کرانے کا ایک زینہ ہے۔ وہ اللہ کی مدد سے مشکلات پر صبر کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس پر اپنے انعام واکرام کی بارش کرتا ہے اور اسے طرح طرح کی نعمتیں میسر آتی ہیں تو وہ ان پر اللہ کا شکر کرتا ہے۔ اور یہ تمام نعمتیں اس کو روشن ضمیری کی بدولت ملتی ہیں۔ اور روشن ضمیری کے لئے نماز اولین وسیلہ ہے۔

دن میں پانچ وقت نماز پڑھنے سے‘ وضو کرنے سے‘ سجدہ‘ رکوع‘ قیام‘ قعدہ سے انسانی نفس متاثر ہوتا ہے۔ اور جوں جوں نفس خلوص اور پیار سے ذات الٰہی کے آگے جھکتا ہے۔ اور نفس میں ایسی بیداری پیدا ہوتی ہے جو اسے ہر وقت اللہ کی اطاعت کی طرف لے جاتی ہے اور بُرائیوں سے روکتی ہے۔ حتیٰ کہ یہی اطاعت انسان کو دین و دنیا میں کامیاب و کامران کر دیتی ہے۔ نماز انسان کے تمام اعضاء کو جن سے

افعال سرزد ہوتے ہیں پاکیزہ کرتی ہے کیونکہ نفس ان اعضاء کو برائی میں مبتلا کر کے لذت محسوس کرتا ہے۔ لیکن نماز ان کی اصلاح کر کے انہیں راہ راست پر قائم رکھنے کی خوبی پیدا کرتی ہے۔

۷۔نماز کا دلی جذبات کو پاکیزہ کرنا

نماز ہمارے دلی جذبات اور احساست کو بُری سوچ سے پاکیزہ کرتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کی ہر قسم کی عبادت اور اطاعت کے لئے دل کا پاکیزہ ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ صالح نیت کا تعلق دل سے ہے۔ دل کے راز اور خیالات اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ پھر دل کی حیثیت جسم میں بادشاہ کی سی ہے۔ اور جسم کے باقی اعضاء دل کے ماتحت ہوتے ہیں۔ اگر بادشاہ درست ہو تو رعایا بھی درست اور ٹھیک ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جسم کی اچھائی اور نیکی کا سارا دارومدار دل کی اصلاح پر ہے اور دل کی اصلاح اللہ کی یاد سے ہوتی ہے۔ اور نماز اللہ کی بہترین یاد ہے۔

دل کی اہمیت کے پیش نظر شیطان انسان کے دل پر اپنے وار کرتا ہے۔ اور رحمٰن کی آماجگاہ بھی دل ہی میں ہے۔ چنانچہ دونوں انسانی دل پر اپنا تسلط قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ اگر دل قابو ہو گیا تو تمام جسم ماتحت ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ دل بہت زیادہ مصروف اعضاء رئیسہ ہے اس پر جذبات اور عقل حملے کرتے ہیں اور وساوس اُمڈ اُمڈ کر آتے ہیں اور وساوس کسی نہ کسی خطرے کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ جس سے دل بہت جلد لغزش کھا جاتا ہے اور دل کی لغزش انسان کو تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔

دل غرور کی طرف مائل ہوتا ہے اس میں حسد پیدا ہوتا ہے دنیوی خواہشات اُبھرتی ہیں۔ چنانچہ دل کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی توجہ کا مرکز بنائے۔ دنیوی خواہشات اور معاملات کو کم سے کم اپنے دل میں جگہ دی جائے۔ تکبر اور حسد کو کسی صورت بھی اختیار نہ کیا جائے۔

اصلاح قلب کے لئے جتنی بھی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں ان کا علاج نماز کی پابندی ہے۔ نماز سے دل میں اللہ کی یاد پیدا ہوتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ یاد الٰہی سے دل اللہ کی محبت اور عشق کا مرکز بن جاتا ہے۔ جوں جوں اللہ کی محبت گہری ہوتی ہے۔ دنیاوی خواہشات طمع ولالچ ختم ہو جاتے ہیں۔ اور وہ دل اللہ کے نور سے منور ہو جاتا ہے اور جب دل منور ہو جاتا ہے تو دنیا کے معاملات میں اللہ تعالیٰ سے براہ راست مدد طلب کرتا ہے۔ اور اللہ کی مدد سے انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے اور اپنے اللہ کو راضی کر لیتا ہے اور آخرت میں جزائے خیر پاتا ہے۔

۸۔نماز کا نظر کو پاکیزہ کرنا

انسانی نفس نگاہ کے ذریعے کئی گناہ کرتا ہے مثلاً کسی غیر محرم عورت کو شہوانی نظر سے دیکھنا گناہ ہے۔ لیکن ایسا کرنے سے نفس کو لذت حاصل ہوتی ہے۔اس طرح انسان فتنہ نظر میں مبتلا ہو کر گنہگار ہو جاتا ہے۔مگر نماز انسان کے اس فعل کی بھی اصلاح کرتی ہے۔ چونکہ نماز پڑھتے وقت نگاہوں کو جھکائے رکھنے کا حکم ہے اور نماز میں ادھر ادھر دیکھنا منع ہے۔ نگاہوں کو نیچا رکھنے سے انسان میں ادب پیدا ہوتا ہے اور آداب کا انسانی زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ آداب ہی سے انسانی اخلاق و کردار بلند ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا آقا اور مالک ہے ہم اس کے بندے اور غلام ہیں۔نماز کے وقت انسان اللہ کے حضور میں حاضر ہوتا ہے اور اپنی نگاہوں کو نیچا رکھ کر آداب غلامی بجالاتا ہے اور اس کی فرمانبرداری سے انسان اللہ کا منظور نظر بن جاتا ہے۔اور اللہ کی نعمتوں کا مستحق ٹھہرتا ہے۔نماز کے سکھائے ہوئے آداب سے ہماری عملی زندگی میں بھی کام آتے ہیں۔ چنانچہ اسی کے پیش نظر بچوں کو بڑوں اور ماتحتوں کو افسروں کے جائز ادب و احترام کا سبق دیا جاتا ہے۔

انسان اگر نماز کے اس بتلائے ہوئے اصولوں پر زندگی میں عمل نہ کرے اور اپنی نگاہ سے بلا مقصد آزادانہ ادھر اُدھر رنگا رنگ کے نظارے دیکھے تو لامحالہ ان کو حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوگی۔ مگر ان کو حاصل کرنے کی قدرت نہ ہوگی اور نہ ان کے حصول کے بغیر صبر ہو سکے گا۔اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ انسان خوانخواہ اپنے آپ کو مصائب میں مبتلا کرے گا۔ادھر اُدھر نہ دیکھنے سے ہمارا دماغ وساوس سے خالی ہوگا جس سے نیکی کی طرف زیادہ توجہ دی جا سکے گی۔

۹۔نماز کا قوت سماعت کو پاکیزہ کرنا

ہمارے کان بُری باتیں سُن کر ہمیں گنہگار بنا دیتے ہیں۔کیونکہ قوت سماعت کے ذریعہ سے بھی انسان جھوٹی باتیں سُن کر فرحت اور لذت محسوس کرتا ہے۔ جو سراسر گناہ میں شمار ہوتیں ہیں۔اور نماز نفس اس کے ہتھیار کو پاکیزہ کرتی ہے۔ کیونکہ نماز سے ہمیں اچھی بات سُننے کا درس ملتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت صرف امام صاحب کی قرأت سُننے کا حکم ہے۔اگر آس پاس کوئی نادان بات چیت کر رہا ہو تو اس کی گفتگو کی طرف توجہ کرنا نماز میں جائز نہیں۔اس وقت صرف اللہ کے کلام کو سُنتا ہی ہر حال

میں مقدم ہے۔ اور اللہ کا کلام با مقصد ہے۔ چنانچہ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے۔ کہ اپنے کانوں کو بُری گفتگو کے سُننے سے بچائیں۔ بُری باتیں سُننے سے اکثر اوقات ان کا جواب دینا پڑتا ہے جس سے بُری باتیں کرنے والوں کے ساتھ شمار ہو جاتا ہے۔ اور آدمی گنہگار ہو جاتا ہے۔

بُری باتیں سُننے کا اثر لازماً انسان کے دل اور دماغ پر ہوگا۔ دل میں طرح طرح کے بُرے جذبات اور وساوس پیدا ہوں گے۔ دماغ گندے خیالات کی آماجگاہ بن جائے گا۔ جو انسان کو کسی مصیبت میں پھنسانے کا پیش خیمہ ہوں گے مگر نماز کی حکمت سے اخذ کردہ نصیحت کے پیش نظر انسان اپنے کانوں کو فضول باتوں کے سُننے سے محفوظ رکھے تو بہت سی آفات سے بچ جائے گا۔

۱۰۔ نماز کا زبان کو پاکیزہ کرنا

انسانی نفس زبان کے ذریعے بھی گناہ میں مبتلا ہوتا ہے۔ مثلاً جھوٹ' غیبت اور بُری باتیں وغیرہ' لیکن نماز ہماری زبان کو بھی پاکیزہ کرتی ہے۔ کیوں کہ نماز سے ہمیں اصلاح گفتگو کا سبق بھی ملتا ہے۔ نماز میں ہم اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور وہ کلمات جو ہم نماز میں پڑھتے ہیں ان میں اللہ کی حمد وثنا کرتے ہیں اور اس سے راہ ہدایت پر رکھنے کی توفیق مانگتے ہیں۔ بندہ اور اللہ کی یہ گفتگو بر سر مقصد ہوتی ہے۔ نماز میں صرف قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے۔ جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رہے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ نماز میں قرآن پاک کی تلاوت کے علاوہ ہم ایک لفظ بھی اپنی طرف سے زائد نہیں کہہ سکتے۔ جس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ زبان کی گفتگو بر سر مقصد ہونی چاہئے اور زبان کو روز مرّہ کی گفتگو میں فضول باتوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ زبان سے نکلی ہوئی بات ہی فساد کی جڑ بنتی ہے۔

زبان کی اچھی بُری گفتگو سے جسم کے دوسرے اعضاء اثر قبول کرتے ہیں اس کے علاوہ فضول باتیں کرنے سے انسان کا وقت ضائع ہوتا ہے۔ وقت انتہائی قیمتی ہے اور اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ اللہ کی یاد کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ زبان کی حفاظت سے انسان کے نیک اعمال کی حفاظت ہوتی ہے۔ جو شخص با مقصد گفتگو نہیں کرتا وہ لامحالا لوگوں کی غیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔ غیبت اچھے اعمال کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ اور جھوٹ بھی انسان زبان ہی سے بولتا ہے۔ اور جھوٹ بے شمار برائیوں کی جڑ ہے۔ پھر اس کا یہ بھی نقصان ہے کہ ہماری گفتگو کا ریکارڈ کراما کاتبین تیار کر لیتے ہیں جو روزِ

قیامت اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا۔اور اس وقت بُرے اعمال کی وجہ سے دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھنا پڑے گا۔صالح گفتگو جس کا بنیادی تصور ہمیں نماز سے ملتا ہے۔ہم میں بے شمار اوصاف پیدا کرسکتی ہے۔جن پر عمل پیرا ہوکر انسان بے شمار برائیوں سے بچ سکتا ہے۔اور صرف زبان کی حفاظت کرنے سے انسان عذابِ جہنم سے بچ جائے گا۔مگر زبان کی حفاظت کا بنیادی درس ہمیں نماز ہی سے ملتا ہے۔

۱۱۔نماز کے ذریعے اصلاح شکم

پیٹ کی ہوس انسان کو گناہوں کی وادی میں بہت دور تک لے جاتی ہے۔کیوں کہ پیٹ ہی لذت نفس کا سب سے بڑا آلہ ہے لیکن نماز اس کی اصلاح کرتی ہے۔اسلام نے پیٹ کی اصلاح اور حفاظت کے لئے خصوصی احکامات دیئے ہیں کیونکہ اس کا تعلق جسمانی قوتوں کی پرورش سے ہے۔اگر ان کی پرورش صالح ہوتو جسم کے تمام اعضاء کے افعال نیکی کی طرف مائل ہوں گے۔حرام غذا فضول کھانے' ضرورت سے زائد کھانے سے انسان کو صحیح عبادت کی توفیق حاصل نہیں ہوتی اور ایسا شخص نیک کام کرنے سے محروم رہتا ہے۔

زیادہ کھانے سے انسان کا جسم بوجھل ہوجاتا ہے۔خوراک قوت اعضاء میں فتنہ پیدا کرتی ہے۔بیہودہ کاموں کی طرف رغبت ہوتی ہے۔شرم گاہ شہوت انگیز جذبات کا تقاضا کرتی ہے۔جس کی بنا پر انسان سے بیہودہ حرکات سرزد ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔انسان کی آنکھیں خواہ مخواہ حسن پرستی کا شکار ہوتی ہیں جن سے بے شمار برائیاں جنم لیتی ہیں اور انسان شہوت انگیز گناہ کر بیٹھتا ہے۔پھر اگر انسان حرام کمایا ہوا کھائے تو اور بھی بُرے اثرات ظاہر ہوں گے۔

نماز پڑھنے کے لئے انسان کا جسم ہلکا پھلکا ہونا چاہئے کیوں کہ زیادہ خوراک کھائی ہوگی تو بدن بوجھل ہوگا۔آنکھوں میں نیند کا غلبہ ہوگا۔اعضاء سُست ہوں گے،کوشش کے باوجود کوئی کام کرنا مشکل ہوگا۔نماز پڑھنے سے غافل ہوجائے گا۔اور نہ ہی احسن طریقہ سے کوئی امر سرانجام دے سکے گا۔اس لئے نماز پڑھنے کے لئے ہمیں اپنے شکم کی اصلاح کرنا ہوگی اور پیٹ کی اصلاح کے لئے حرام اشیاء' ناجائز ذرائع سے کمائے ہوئے رزق سے بچنا پڑے گا۔جس کی وجہ سے ہم چوری' سود' رشوت' بددیانتی' ناجائز منافع خوری سے بچ جائیں گے۔اور بے شمار گناہوں سے اجتناب ہوجائے گا۔اور یہ تمام فوائد نماز ہی کی بدولت حاصل ہوں گے۔

باب ۴

نماز کے فوائد

افراد اور قوم کی تعمیر میں نماز نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ کیونکہ دنیاوی و روحانی کامیابی حاصل کرنے کے لئے عمل اور محنت کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی کام بھی بیٹھے بٹھائے خود بخود نہیں ہو جاتا۔ حتیٰ کہ کھانا ہمارے سامنے پک کر تیار رکھا ہو تو جس وقت تک ہم اپنے ہاتھوں کو حرکت میں نہ لائیں گے نوالہ توڑ کر اپنے منہ میں نہ ڈالیں گے اس وقت تک خود بخود ہمارے منہ میں نہیں جا سکتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی کام کو پایہ تکمیل تک پہنچنے کے لئے عمل اور محنت کی اشد ضرورت پیش آتی ہے۔

مسلمانوں کو اسلامی ضابطہء حیات کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے ان دونوں چیزوں کو اپنانے کی ضرورت ہے کیوں کہ اسلام میں نہ ہی بالکل سُست اور کاہل رہنے کی اجازت ہے اور نہ ہی دولت اکٹھا کرنے کے لئے دن رات ایک کرنے کا حکم ہے۔ بلکہ اسلام میں درمیانی راستہ اختیار کرنے کا حکم ہے۔ نماز سے ہمیں استدلال، محنت اور عمل کی تربیت حاصل ہو سکتی ہے۔

نماز کے لئے انسان کو عملی طور پر اُٹھ کر مسجد میں یا گھر میں یا کسی اور مقام پر پہنچنا پڑتا ہے۔ پھر وضو کرنا پڑتا ہے، پھر اللہ کے حضور کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ رکوع، سجود اور قعدہ کے لئے انسان کو اُٹھ بیٹھ کر نماز کے ارکان ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اور اس میں عمل کا دخل ہے۔ اگر کوئی بیٹھے بٹھائے بلا وجہ خیال یا تصور میں نماز ادا کرنا چاہے تو ایسا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ بلا وجہ ایسا کرنے کا حکم نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ نماز سے بنیادی فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ نماز سے انسان میں عمل صالح کی عادت پڑ جاتی ہے۔

نماز پڑھنے کے لئے انسان کو جسمانی طور پر کچھ نہ کچھ محنت و مشقت بھی اُٹھانا پڑتی ہے۔ یعنی سردیوں میں شدت کی سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا، کاروباری اور قیمتی وقت سے وقت نکالنا، گرمیوں کی چلتی ہوئی گرم لُو میں آرام کو چھوڑ کر نماز میں حاضر ہونا، اس محنت و مشقت سے انسان کی تربیت ہوتی ہے۔

محنت اور مشقت کی عادت کے علاوہ بچوں کو اکثر بچپن ہی سے نماز پڑھنے کی عادت ڈالی جائے تو وہ

لڑکپن اور جوانی کے عالم میں صراط مستقیم کی طرف راغب ہو جاتے ہیں اور برائیوں سے بچ جاتے ہیں اور نماز پڑھنے کی وجہ سے ان میں نیک کام کرنے کی طرف توجہ مائل ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ راسخ العقیدہ مسلمان بن جاتے ہیں۔

نماز سے مجموعی طور پر افراد اور ملت میں مندرجہ ذیل اچھے خصائل پیدا ہوتے ہیں جن سے مسلمان نیک سیرت بن کر ایک مثالی معاشرہ کے افراد بن جاتے ہیں۔

۱۔ علمی بصیرت کو فروغ دینے میں نماز کا حصہ

نماز دینی علم اور علمی بصیرت کو بھی فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کیوں کہ امامت کے فرائض سرانجام دینے کے لئے ضروری ہے کہ امام صاحب ایسے عالم ہوں جو قرآن و حدیث اور علوم شرعیہ کا علم رکھتے ہوں۔ تقویٰ اور پرہیز گاری میں دوسروں سے بڑھ کر ہوں۔ اس لئے لوگ امام کے رتبہ کو حاصل کرنے کے لئے لامحالہ علم حاصل کریں گے اور علم بھی ایسا جو دنیوی نہیں بلکہ دین سے متعلق ہو، اس طرح نماز معاشرہ میں علم و فضل کی ترقی کے لئے بھی کارگر ثابت ہوگی۔ چنانچہ لوگوں میں علم سیکھنے اور سکھانے کا جذبہ پیدا ہوگا اور اچھا معاشرہ وہی تصور کیا جاتا ہے جس میں علم رکھنے والے لوگوں کی تعداد زیادہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امامت کے فرائض وہ شخص سرانجام دے جو سب سے زیادہ علم رکھتا ہو۔ ایک دفعہ ایک مقام سے کچھ لوگ مسلمان ہونے کے لئے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم میں جس کو قرآن زیادہ یاد ہو وہ امام بنے اتفاق سے اس میں قرآن سب سے زیادہ ایک کمسن بچے کو یاد تھا۔ چنانچہ مسلمانوں نے اس کمسن بچے کو امام مقرر کر دیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں میں نماز کی بدولت علم حاصل کرنے کا جذبہ جنم لیتا ہے۔

موجودہ دور میں امام اگرچہ پیشہ ورانہ ہو گئے ہیں اور دینی علوم اللہ کی رضا کی خاطر حاصل نہیں کرتے بلکہ پیشہ کے طور پر پیٹ پالنے کے لئے حاصل کرتے ہیں ایسے علوم کا کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

۲۔ اسلامی لباس کی ترویج میں نماز کا کردار

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ مسجدوں میں نماز کے لئے کپڑے پہن کر جاؤ۔ کیونکہ لباس انسان کی زینت

ہے۔ وحشیانہ دور میں اکثر لوگ لباس نہیں پہنتے تھے اور صرف اپنی شرمگاہوں کو کسی چیز سے ڈھانپ لیتے تھے۔ مگر اسلام نے جسم ڈھانپنے کا حکم دیا ہے کیونکہ جسم کی لباس سے ستر پوشی کرنے سے شرم وحیاء پیدا ہوتی ہے۔ اور شرم وحیاء اعمال صالحہ کا ایک ضروری جزو ہے۔ اسی افادیت کے پیش نظر نماز پڑھنے کی شروط میں ایک شرط یہ ہے کہ مردوں کا جسم کم از کم ناف سے گھٹنے تک اور عورتوں کا جسم پیشانی سے پاؤں تک چھپانا ضروری ہے۔ مگر سُنت اور احسن طریقہ یہ ہے کہ مرد ہاتھ پاؤں اور چہرے کو چھوڑ کر تمام جسم پر لباس پہنے۔ چنانچہ نماز کی اس شرط سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ مرد اور عورت ایسا لباس پہنیں جس سے جسم کے تمام اعضاء ننگے نہ ہوں اور نہ لباس اتنا عمدہ اور نمائشی ہو جسے پہن کر انسان کا نفس غرور اور تکبر کی طرف مائل ہو جائے۔ بلکہ لباس سیدھا سادہ عام طرز کا ہونا چاہئے۔

مغرب کی متمدن قومیں لباس کے استعمال میں حد سے آگے نکل گئی ہیں، زیب وزینت، حسن و آرائش کی زیادتی کی وجہ سے بے غیرتی، بے شرم اور بے حیائی عام ہوگئی ہیں، خاص کر عورتیں نیم برہنہ لباس استعمال کرتی ہیں یا ایسا باریک لباس استعمال کرتی ہیں جس میں سے جسم نظر آتا ہے۔ اور ایسا لباس انسانوں کو اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ معاشرے کی ایسی عورتیں نماز پڑھنا شروع کر دیں تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ ان کو برہنہ لباس چھوڑ کر شریفانہ طرز کا لباس پہننا پڑے گا جو شرم وحیاء اور عزت کی علامت ہے۔

اسلام سے قبل عرب کے بدو ستر پوشی کی طرف خاص توجہ نہ دیتے تھے اور یہاں تک کہ اکثر بدو عورتیں حج کے لئے آتیں تو برہنہ یا نیم عریانی کی حالت میں طواف کرتیں تھیں۔ عُریانیت سے عورت کی عصمت اور عفت پر زد پڑتی ہے۔ مگر اسلامی تعلیمات کے ذریعہ سے عربوں کو ستر پوشی کی تعلیم دی گئی اور یہ تعلیم انہیں نماز قائم کرنے کی بدولت حاصل ہوئی۔

۳۔ نماز اور مجاہدانہ اوصاف کی تعمیر

مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خود اللہ کا مطیع وفرمانبردار بندہ بنے مگر اس کا یہ فرض اپنی ذاتی اصلاح اور بندگی تک محدود نہیں بلکہ ساتھ ساتھ یہ حکم بھی ہے کہ وہ دنیا کو خدا کا مطیع وفرمانبردار بندہ بنانے کی کوشش کرے اور زمین پر اللہ کا قانون نافذ کرے اور اللہ کے پیغام کو دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا دے۔ اس فرض کو مسلمان الگ الگ سرانجام دیں سکتے ہیں۔ اس لئے مسلمان کو ایک منظم جماعت بننے کی ضرورت

ہے۔ جو جماعت اللہ کے راستے میں جہاد کرے' دوسرے انسانوں کو اللہ کے دین کی طرف لائے اور دشمنان دین کے حملے کی صورت میں اپنا دفاع کر سکے۔ اس لئے مسلمانوں میں سپاہیانہ تربیت کی ضرورت تھی۔ فوجی سپاہیوں کو تیار کرنے کے لئے بڑی سخت تربیت دی جاتی ہے۔ مگر مسلمانوں کو بنیادی تربیت نماز ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ نماز پڑھنے کے لئے سب سے پہلے مسلمانوں کو اذان کے ذریعے مسجد کی طرف بلایا جاتا ہے۔ مسلمان بُلاوا سُن کر مسجد کی طرف آتے ہیں۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جس طرح فوجیوں کو پریڈ کے لئے بلایا جاتا ہے۔ پھر نماز میں اُٹھنے بیٹھنے سے ہلکی سی پریڈ بھی ہو جاتی ہے اور اس سے مسلمانوں میں مجاہدانہ اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔

پھر نماز سے ہمیں امام کی اطاعت کا سبق ملتا ہے۔ جماعت کے ساتھ جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو امام صاحب کی متابعت کے علاوہ ہم اپنی مرضی سے کوئی حرکت یا فعل سرزد نہیں کر سکتے۔ جب امام کانوں تک ہاتھ اُٹھاتا ہے تو ہر مقتدی اس کی پیروی کرتا ہے۔ امام جیسے ہی رکوع کرتا ہے، سجدہ کرتا ہے' قعدہ کرتا ہے' اُٹھتا ہے یا بیٹھتا ہے تو نمازیوں کو بھی ویسے ہی کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح نماز ہمیں ہر صورت میں امام کی اطاعت سکھلاتی ہے۔ اور یہ بعینہ فوج میں کمانڈر کے حکم کی اطاعت کی طرح ہے۔

سخت اور مشکل وقت کے لئے نماز استقامت کا سبق دیتی ہے۔' جاڑوں میں جبکہ سخت سردی ہوتی ہے' پانی ٹھنڈا یخ ہوتا ہے' ہوا سرد ہوتی ہے۔ مگر نمازیوں کو وضو کرنا پڑتا ہے۔ صبح کے وقت گرم گرم لحاف کو چھوڑ کر مسجد میں جانا پڑتا ہے۔ گرمیوں میں جبکہ دوپہر کے وقت سخت لُو چلتی ہے' ظہر کے وقت دھوپ کی سخت شدت ہوتی ہے' گھر سے مسجد تک جانا محال ہوتا ہے آرام کا وقت ہوتا ہے مگر نمازیوں کو مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے آنا پڑتا ہے۔

عصر کے وقت جب شہروں میں اور دیہاتوں میں لہولعب کا سماں ہوتا ہے بازاروں میں رونق ہوتی ہے' سیر گاہوں میں خوبصورت نظارے، پھر عشاء کے وقت رات' جس کی تاریکی میں کیا کچھ ہوتا ہے۔ کلبوں کی رنگین محفلیں اور ہوٹلوں کے لذت کدے انسانوں کو اپنی طرف دعوت دے رہے ہوتے ہیں' ان تمام راحتوں اور تکلفوں سے بے پرواہ ہو کر عمل کی طرف آنا پڑتا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی تکالیف برداشت کر کے انسان میں سخت سے سخت مشکل کو برداشت کرنے کے لئے ہمت پیدا ہو جاتی ہے جو کہ ایک دلیر اور بہادر سپاہی میں ہوتی ہے۔

نماز کی تمام مشقتیں اصل میں ہم کو غیروں کے مقابلے کے لئے تیار کرتی ہے تاکہ بوقت ضرورت

مسلمان دشمنان دین کے خلاف ہمت اور شجاعت سے مقابلہ کر سکیں۔

۴۔نماز اور پابندئ وقت کا فروغ

پابندئ وقت کا یہ مطلب ہے کہ ہر کام کو اس کے وقت مقررہ پر انجام دیا جائے۔ مگر اکثر لوگ وقت کی پابندی کا خیال نہیں رکھتے۔ لیکن وہ نادان یہ نہیں جانتے کہ وقت کتنی قیمتی چیز ہے۔ پابندی وقت کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہر کام اعتدال پر رہتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ پوری کائنات کا نظام وقت کی پابندی کے ساتھ چل رہا ہے۔ دن رات اپنے وقت پر آتے ہیں موسم اپنے وقت پر تبدیل ہوتا ہے۔ چاند اپنے مقررہ وقت پر گھٹتا بڑھتا ہے۔

وقت کی پابندی ہر شعبے میں ضروری ہے۔ دنیا کا کوئی شخص اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ وقت کی پابندی نہیں کرے گا۔ اور انسان کی عملی زندگی کا راز وقت کی پابندی میں ہے۔ انسان فطرتاً آرام پسند اور راحت طلب ہے۔ چنانچہ اس کو وقت کا پابند بنانے کے لئے ضروری ہے کہ بعض کام مقررہ وقت میں اس سے ضرور کروائے جائیں۔

نماز کے اوقات مقرر ہیں اور دن میں پانچ ہیں اور لوگوں کو ان مقررہ اوقات پر نماز کا پابند کیا جاتا ہے۔ نماز باجماعت سے بھی ہمیں پابندئ وقت کا سبق ملتا ہے۔ جب انسان میں پابندئ وقت کی عادت پڑ جاتی ہے تو وہ کاموں کو مقررہ وقت پر سرانجام دینے لگتا ہے۔ جس سے کام احسن اور بخوبی سرانجام پاتے ہیں اور اس طرح سے انسان کی کارکردگی کا معیار دوسرے لوگوں کی نظر میں زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور وقت کی پابندی سے انسان عہد بھی آسانی سے پورا کر سکتا ہے۔ مگر یہ پابندی نماز قائم کرنے کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔

۵۔نماز اور جماعتی نظم و نسق کا فروغ

مہذب معاشرہ عمدہ نظم و نسق سے پیدا ہوتا ہے' نظم و نسق معاشرہ میں ریڑھ کی ہڈی کی سی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ انسانی زندگی کا کوئی بھی پہلو نظم و نسق کے بغیر نشوونما نہیں پا سکتا۔ پھر قوم کی بقا کے لئے بھی انسانی نظم و نسق بہت ضروری ہے جو قومیں نظم و نسق کو پس پشت ڈال دیتی ہیں وہ صفحہ ہستی سے مٹ جانے کے آثار پیدا کر لیتی ہیں۔

نماز باجماعت سے ہمیں نظم ونسق کا درس ملتا ہے۔نماز باجماعت میں مسلمان صف در صف کھڑے ہوتے ہیں' ایک دوسرے کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں۔رکوع' سجود' قعدہ حتیٰ کہ جماعت میں شریک لوگوں کو یکساں حرکت کرنی پڑتی ہے جو نظم ونسق کا ایک نمونہ پیش کرتے ہیں۔

جو لوگ پانچ وقت نماز ادا کرتے ہیں ان میں نظم ونسق کا احساس رہتا ہے۔ چنانچہ وہ نظم ونسق قائم رکھنے کے لئے اس اصول کو مد نظر رکھتے ہیں جو انہیں نماز سے حاصل ہوتا ہے۔نمازی حضرات قوائد و ضوابط کی پابندی میں دوسرے عام لوگوں کی نسبت نمایاں ہوتے ہیں۔

جماعت کے نظم ونسق میں امام کی پیروی ضروی ہوتی ہے۔ یہ اس امر کی رہنمائی کرتی ہے کہ خاندانوں کے افراد کو اپنے کنبے کے سربراہ کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے۔اگر ہر کوئی اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کے اصولوں کو رد کرے گا اور مَن مانی کرتا پھرے گا تو گھر کا نظم ونسق ختم ہو جائے گا اور خاندان بدنظمی کا شکار ہو جائے گا۔

۶۔نماز اور اصلاح معاشرہ

انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ مختلف اوقات میں ایک جگہ اکٹھا ہو کر بیٹھنا اُٹھنا پسند کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی تقاضے کے پیش نظر مذاہب میں لوگ مختلف اجتماعات منعقد کرتے ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں تہواروں کا نام دیا گیا ہے۔ان اجتماعات میں اسلام میں روزانہ کی نمازیں' ہفتہ میں جمعہ کی نمازیں پھر سال میں دو عیدوں کی نمازیں اور مکہ مکرمہ میں حج کا عظیم اجتماع قابل ذکر ہیں۔اسلام میں یہ اجتماعات نماز ہی کی بدولت ہیں۔ جو قومیں مذہبی پابندیوں سے آزاد ہو کر اپنے رجحان کو اصلی اجتماعات کی طرف سے ہٹا کر نمائشوں' کلبوں' کانفرنسوں' جلسے جلوسوں کی طرف لگاتی ہیں اور آخر ان اجتماعات کی بدولت اپنے آپ کو برائیوں اور بداخلاقیوں میں ملوث کر لیتی ہیں، یہ اجتماعات ایسے ہیں کہ جن کی آڑ میں بے شمار برائیاں انسانیت کا گلا گھوٹنے کے لئے دبی بیٹھی ہیں۔چنانچہ ایسی محفلوں میں رقص وسرور' شراب نوشی' قمار بازی' بدنظری' بدکاری' رشک' حسد' قتل وغارت کی وارداتیں ہوتی ہیں۔ یہ اجتماعات ایسے ہیں جو انسان کو سیدھی راہ سے کھینچ کر بُرائی کی طرف لے جاتے ہیں اور انسان بدترین گناہوں اور فتنہ وفساد میں مبتلا ہو جاتا ہے۔جس سے شیطان انسان کو دوزخ کی طرف لے جانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

باب ۵

نماز میں خشوع وخضوع

نماز کی روحانی کیفیات خشوع وخضوع سے پیدا ہوتی ہیں جس کا مطلب خشیت الٰہی پیدا کرنا ہے۔ لغت کے اعتبار سے اس کے معنی بدن کا جھکا ہونا' آواز کو پست کرنا اور نگاہ نیچی رکھنا ہے' نماز میں خشوع و خضوع سے مراد یہ ہے کہ بندہ نماز میں پوری طرح اپنے معبود حقیقی کی طرف متوجہ ہو۔ اس کی ہیبت اور جلالت کا خوف دل پر طاری ہو اور جسم میں عاجزی اور مسکینی ہو۔ دراصل یہ ایک ایسی کیفیت ہے کہ جس پر وارد ہوتی ہے وہی جانتا ہے۔

ارشادات الٰہیہ

اللہ تعالیٰ نے خشوع کے متعلق قرآن مجید میں مندرجہ ذیل مقامات پر ارشاد فرمایا ہے کہ

(۱) قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝

بے شک مومنین نے فلاح پائی جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں (المومنون: ۱۔۲)

(۲) اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝

میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو (اے موسیٰ!) میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔ (طٰہٰ: ۱۴)

ایک آیت میں یہ بھی فرمایا؛

(۳) الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝

جو اپنی نماز ہمیشہ ادا کرتے ہیں (معارج: ۲۳)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھتے وقت انسان اللہ سے اپنا تعلق وابستہ کئے ہوتا ہے لہٰذا بندے کے لئے ضروری ہے کہ اس تعلق میں خشوع قائم کرے تاکہ اس کے جذبہ عبادت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول رہے۔ اور نماز پڑھتے وقت رحمتِ الٰہی کا نزول تجلیات کی صورت میں ہوتا ہے۔ اس لئے نماز میں

جو شخص جتنا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوگا اتنی ہی زیادہ تجلیات اس پر نمودار ہوتی ہیں۔ اگر نماز میں خشوع پیدا نہیں ہوتا تو بندہ اللہ کی رحمت سے دور رہتا ہے۔ لہٰذا دل سے خشوع کا زوال فلاح کا زوال ہے۔

اوپر فرمایا گیا ہے کہ میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو پس جب نماز ذکر خداوندی کے لئے ہوگی تو اس میں ادھر اُدھر کے خیالات کیسے آسکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ۝

اے ایمان والو نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ (نسا:۴۳)

نشے کی حالت میں انسان کی توجہ قائم نہیں رہتی جس سے خشوع اور خضوع قائم ہونا ہوتا ہے اس لئے نشے کی حالت میں نماز پڑھنا منع کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ تمام نماز میں دل کا حاضر رہنا ضروری ہے۔ اور نشے میں دل کیسے حاضر رہے گا۔

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو چوری کا ذکر آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چوریوں میں سے سب سے بُری چوری کونسی چوری ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بُری چوری نماز کی چوری ہے'' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! کوئی شخص نماز میں چوری کیسے کر سکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص نماز میں چوری کرتا ہے جو اپنے رکوع اور سجدوں کو مکمل نہیں کرتا اور قرأت پوری نہیں کرتا اور اس کی نماز میں خشوع نہیں ہوتا۔

خشوع اور خضوع کو سمجھنے کے لئے ذرا یہ بات ذہن میں رکھیں کہ نماز کی ایک ظاہراً حیثیت ہے جسے نماز کا جسم یا صورت کہا جاتا ہے مگر نماز کے اس جسم کی ایک حقیقت ہے جسے روح کہتے ہیں۔ اور جسے خشوع کہا جاتا ہے۔ لہٰذا نماز ادا کرتے وقت اس کی روح کو بھی قائم کرنا چاہئے۔ اگر نماز کی روح قائم نہ کی جائے گی تو وہ نماز ایک مردہ جسم کی طرح ہوگی پھر روح کے ساتھ نماز کے آداب کو بھی قائم کرنا چاہئے۔

نماز کی اصل روح بارگاہ رب العزت میں دل کی عاجزی اور حضوری ہے۔ کیونکہ نماز کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی محبت کی طرف اتنا راغب ہو کہ خوف الٰہی اور تعظیم خداوندی اور اللہ کی اطاعت جسم کے ہر عضو سے ظاہر ہو۔ کوئی لمحہ بھی یاد الٰہی سے خالی نہ ہو۔ اس لئے قرآن پاک میں ہے کہ نماز قائم رکھو تاکہ مجھے یاد رکھ سکو اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کتنے لوگ ایسے ہیں کہ انہیں نماز سے سوائے

رنج و تکلیف کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ وہ صرف جسم سے ظاہراً نماز ادا کرتے ہیں اور ان کے دل غافل ہوتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے لوگ وہ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں لیکن ان کی نماز کا چھٹا یا دسواں حصہ ہی لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ نماز کا صرف وہی حصہ لکھا جاتا ہے جس میں دل حاضر ہوتا ہے' پھر آپ نے فرمایا کہ نماز یوں ادا کرو جیسے آپ کسی کو الوداع کر رہے ہیں۔ یعنی کہ بغیر حق جو کچھ بھی ہے اس کو وداع کر رہے ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بزرگان دین نماز کی روح کو قائم کرنے اور نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف اس قدر متوجہ ہوتے کہ وہ دنیا سے بے خبر ہو جاتے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی وقت باتوں میں مشغول ہوتے اور نماز کا وقت آ جاتا تو وہ نماز میں اس طرح مشغول ہوتے گویا کہ وہ ان لوگوں کو پہچانتے ہی نہیں جن سے وہ نماز سے قبل باتیں کر رہے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں ہوتے تو آپ کا دل اس قدر جوش مارتا جیسا کہ تانبے کی دیگ آگ پر جوش کھا رہی ہو اور آواز دے رہی ہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز ادا کرتے تو ان کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا۔ رنگ بدل جاتا اور کہا کرتے تھے کہ اس امانت کو اُٹھانے کا وقت آ پہنچا ہے جس کو ساتوں آسمان اور زمین اُٹھانے کی ہمت نہ کر سکے۔

اللہ کے بندے نماز میں اپنے دل کو بے حد عجز و انکساری کے ساتھ حاضر کرتے ہیں۔ کیونکہ دل اگر نماز میں اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہوگا تو رحمت خداوندی کا حق دار کس طرح ٹھہرے گا۔ اس کی مثال یوں سمجھیے جیسا کہ کسی شہنشاہ یا سربراہ کے دربار میں اس کے غلام حاضر ہوں اور اپنی زبان سے اس کی مدح سرائی کریں۔ لیکن ان کی توجہ کا مرکز بادشاہ کی ذات نہ ہو وہ بلکہ خیال ان کا کہیں اور پہنچا ہوا اور نہ بادشاہ کی طرف صحیح طرح دیکھ رہے ہوں تو بادشاہ کہے گا کہ کس کی مدح سرائی کر رہے ہو کہ دل تمہارا کہیں اور ہے، مگر میری حضوری بھرنے آئے ہو۔ حتیٰ کہ وہ بادشاہ ان کو جھڑک دے گا جاؤ ایسی حاضری کی مجھے کیا ضرورت ہے۔ بالکل اسی طرح جب ہم اللہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں مگر ہماری حاضری میں توجہ اور محبت نہ ہو تو ایسی حاضری کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔ چنانچہ ایسی نمازیں جن کی روح قائم نہ ہو پڑھنے سے کیا فائدہ؟

ہم دنیاداروں کی نمازوں میں بے پناہ ادھر اُدھر کے خیالات اُمڈ اُمڈ کر آتے ہیں بعض اوقات ایسی بات نماز میں یاد آ جاتی ہے۔ جو کہ انسان کے وہم و گمان میں نہیں ہوتی اور یہ سب شیطانی وساوس کا دخل

ہوتا ہے چنانچہ صحیح نماز قائم کرنے کے لئے بھی اللہ ہی سے توفیق اور مدد مانگنی چاہئے۔ اور شیطانی وساوس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے تو اللہ ہی کی مدد سے نماز کی صحیح روح پیدا ہوسکتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نماز میں خشوع اس امر کا نام ہے کہ نمازی کو اپنے دائیں بائیں کی کچھ خبر نہ ہو۔ حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جس کی نماز میں خشوع نہیں اس کی نماز فاسد ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس سے بھی زیادہ کڑی شرط بیان کی ہے کہ جو کوئی نماز میں قصداً یہ معلوم کرے کہ اس کے دائیں بائیں کیا ہے اس کی نماز نہیں ہوئی۔

حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کا بیان

حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے متعلق بیان کیا ہے کہ مشائخ کی ایک جماعت کہتی ہے کہ نماز بارگاہِ حق میں حاضر ہونے کا ذریعہ ہے۔ دوسری جماعت کہتی ہے کہ خود سے غائب ہونے کا نام ہے۔ جو لوگ غائب ہوتے ہیں وہ نماز میں حاضر ہوتے ہیں اور جو پہلے ہی حاضر ہوں وہ نماز میں غائب ہوجاتے ہیں۔ جیسا کہ قیامت میں رؤیت باری کے مقام پر جو لوگ رویت سے بہر یاب ہوں گے وہ پہلے غائب ہوں گے تو حاضر ہوجائیں گے اور جو حاضر ہوں گے وہ غائب ہوجائیں گے اور میں علی بن عثمان جلابی کہتا ہوں کہ نماز حکم حق ہے نہ حاضری کا سبب ہے نہ غائب ہونے کا ذریعہ۔ حکم حق کسی چیز کا آلہ کار نہیں ہوتا۔ حضور کا سبب عین حضور ہے اور اسی طرح غیبت کی علت عین غیبت ہے۔ حکم حق کسی شکل میں بھی ناقص نہیں ہوتا۔ اگر نماز آلہ حضور ہوتی تو یقیناً نماز کے سوا کوئی چیز حضور حق حاضر نہ کرسکتی۔ اور اسی طرح نماز اگر وجہ غیبت ہوتی تو ''غائب'' ترکِ نماز سے بھی حضور حق سے بہرہ یاب ہوسکتا ہے۔ جب حاضر اور غیب دونوں میں سے کوئی نماز ادا کرنے سے معذور نہیں ہوسکتا تو نماز بنفسہٖ ایک قوت ہے۔ غیبت اور حضور سے اس کو کوئی تعلق نہیں، اہل مجاہدہ اور صاحبان استقامت نماز میں کثرت کرتے ہیں اور دوسروں کو حکم دیتے ہیں تاکہ جسم کو عبادت کی عادت ہوجائے۔ اہل استقامت بھی نماز ادا کرتے ہیں تاکہ حضور حق شکر قبولیت ادا کریں۔ باقی رہے ''اہل احوال'' ان کے دو گروہ ہیں۔ ایک وہ لوگ جن کی نماز کمال سلوک اور محویت کے سبب ''جمع'' کے مقام پر ہوتی ہے اور وہ اپنی نماز میں ''مجتمع'' ہوتے ہیں۔ دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جن کی نماز قطع سلوک فقدان محویت کے عالم میں '' تفرقہ'' کے مقام پر ہوتی ہے وہ اس '' تفرقہ'' سے دوچار ہوتے ہیں۔ مجتمع لوگ شبانہ روز نماز میں مصروف رہتے ہیں اور

فرائض وسُنن کے علاوہ نوافل کثرت سے ادا کرتے ہیں۔ اہل تفرقہ فرائض وسنن ادا کرتے ہیں اور نوافل کم پڑھتے ہیں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میری آنکھوں کی روشنی نماز میں ہے''۔ یعنی میری جملہ راحت نماز میں ہے۔ اہل استقامت کا طریق نماز میں مشغول رہنا ہے۔ (کشف المحجوب)

اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم کے فرمودات

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ نماز کے چار شعبے بنائے گئے ہیں اول محراب میں جسم کی موجودگی، دوم خداوند تعالیٰ کے حضور میں عقل وشعور کے ساتھ حاضر ہونا، سوم دل کا خشوع وخضوع کے ساتھ ہونا، چہارم ارکان نماز میں خضوع کا ہونا۔

حضورِ قلب سے حجابات اُٹھ جاتے ہیں اور شہود عقل سے عتاب رفع ہوتا ہے اور حضورِ نفس سے رحمت و کرم کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ارکان نماز میں خضوع سے ثواب کا حصول ہوتا ہے۔ لیکن جو نمازی بغیر حضور قلب نماز ادا کرتا ہے وہ ایک غافل نمازی ہے اور مشہود عقل کے بغیر جو نماز ادا کرتا ہے وہ بے پرواہ نمازی ہے اور جس نمازی کی نماز میں خشوع وخضوع نفس نہیں ہوتا وہ خطا کار نمازی ہے۔ اور جو خضوع ارکان کے بغیر نماز پڑھتا ہے وہ ایک غلط کار نمازی ہے۔ اور جو نمازی ان تمام اوصاف بالا کے ساتھ نماز پڑھتا ہے وہ ایک کامل نمازی ہے۔

شیخ ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص رکوع کرے تو رکوع کے آداب یہ ہیں کہ وہ اس طرح رکوع میں جھکے کہ اس کا ہر عضو اس وقت حالت رکوع میں ہو۔ گویا وہ عرش عظیم کی طرف جھکا ہو اور اس وقت وہ اللہ تعالیٰ بھی کی تعظیم بجا لائے کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ عظمت والی اور کوئی چیز موجود نہ رہے۔

حضرت سہل رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قول بیان کیا گیا ہے کہ جس نے اپنے دل کو آخرت کے ذکر سے خالی رکھا وہ شیطانی وسوسوں میں گرفتار ہو گیا اور جس نے اپنے دل کو صفائے باطن اور نور معرفت سے معمور رکھا اس کے لئے کسی تصور اور مشاہدہ کی ضرورت نہیں۔

شیخ عامر بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ نماز میں آپ کو دنیا کے کسی کام کا خیال آتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نیزوں کی نوک سے مجھے چھیدا جانا زیادہ گوارا ہے بمقابلہ اس کے کہ مجھے نماز میں ان چیزوں کا دھیان آئے جن کا تم کو نماز میں دھیان آتا ہے۔

ایک اور بزرگ سے دریافت کیا گیا کہ نماز میں آپ کے دل میں دنیا کے بارے میں کوئی خیال آتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نماز میں اور نہ نماز کے علاوہ کسی اور وقت میں دنیا کے کاموں کے بارے میں غور کرتا ہوں۔

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب تم نماز میں پہلی تکبیر کہو تو اس وقت یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری طرف دیکھ رہا ہے اور جو کچھ تمہارے دل میں ہے' اس سے باخبر ہے۔ تم اپنی نماز میں جنت کو اپنے دائیں طرف اور دوزخ کو بائیں طرف خیال کرو۔ یہ ہم نے اس لئے کہا ہے کہ جب تمہارا دل آخرت کے ذکر میں مشغول ہوگا تو اس سے تمام وسوسے دور ہو جائیں گے یعنی یہ تصور اور یہ خیال دل سے وسوسوں کو دور کرنے کی ایک تدبیر ہے۔

بعض ایسے حضرات ہیں کہ جب وہ نماز میں اللہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں تو انابت کے درجے کو پہنچنے میں اس صفت کے مصداق بن جاتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے رجوع الی الحق (انابت) کو مقدم رکھا ہے اور فرمایا ہے۔

مُنِیْبِیْنَ اِلَیْہِ وَاتَّقُوْہُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ

تم اس کی طرف رجوع کرو اور اس سے ڈرو اور نماز کو قائم کرو۔ (الروم:۳۱)

پس ایک بندۂ حق یعنی مخلص بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اس طرح کہ وہ ماسواء الحق سے بری اور بیزار ہوتا ہے اور وہ ایسے سینے کے ساتھ جو اسلام کے ذریعہ سے کشادہ ہے اور ایسے دل کے ساتھ جو نور ایمان سے منور ہے۔ نماز پڑھتا ہے۔ پس کلمہ قرآن پاک کا اس کی زبان سے نکلتا ہے اس کا دل اس کو سنتا ہے اور وہ کلمات اس کے دل کی فضا میں اس طرح گونجتے ہیں کہ ان کے علاوہ کوئی اور آواز اس فضا میں سنائی ہی نہیں دیتی۔ اس وقت وہ کلامات حُسنِ فہم اور توجہ کی لذت ونعمت کی بدولت اس کے دل پر طاری ہو جاتے اور چھا جاتے ہیں اور اس وقت اس کا دل استماع کی حلاوت اور کامل یادداشت کے ساتھ اس کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے اور وہ ان کلمات کے معانی' لطیف اور مضامین شرف کا ادراک کر لیتا ہے۔ یہ معنی اس کو حاصل ہوتے ہیں' ایسے ہیں جن کی تفسیر بیان نہیں کی جاسکتی بلکہ وہ محض پوشیدہ غور و فکر کا نتیجہ ہوتے ہیں اس لئے کہ قرآن کے ظاہری معنی نفس کی غذا ہیں' جن کا تعلق عالم حکمت اور شہادت سے ہے نفس سے بہت قریب ہیں' جو حکمت کے قوائد کو قائم کرنے کے لئے بنائے گیا ہے۔ اور نفس مطمئنہ ان کو حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن قرآن کے جو باطنی معنی ہیں ان کا انکشاف عالم ملکوت کی

طرف سے ہوتا ہے اور وہ نفس کی بجائے دل کی غذا ہیں، جن کی بدولت روح جبروت الٰہی کے مقدس پردوں تک اس کی عظمت کا مشاہدہ کر کے پہنچ جاتی ہے اور اس کو مشاہدہ اور مطالعہ عالم جبروت کے ذریعہ شوق ومحبت کے گرداب میں رہ کر ہی کامل استغراق نصیب ہوتا ہے۔

اللہ کے خاص بندوں اور عام دنیا داروں کی نماز میں فرق ہوتا ہے۔ ہم دنیا داروں سے نماز اس خشوع وخضوع سے نہیں پڑھی جاتی جس طرح اللہ کے خاص بندے نماز ادا کرتے ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ ہے کہ عام انسان اپنے جسم کی طہارت اس طرح نہیں کر سکتا جس طرح کے اللہ کے خاص بندے طہارت پر کاربند ہوتے ہیں۔ عام لوگ اتنی توجہ سے نماز نہیں پڑھتے بلکہ اکثر لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ میں زبان سے کیا کہہ رہا ہوں اور دنیا داری کے بارے میں طرح طرح کے خیالات اُبھرتے ہیں اور توجہ اللہ کی طرف سے ہٹ کر دنیا داری میں کھو جاتی ہے۔

اللہ کے بندے جب نماز پڑھتے ہیں تو ان کے دل میں اللہ کی ذات کا تصور ہوتا ہے۔ ان کی پوری توجہ اللہ کی طرف ہوتی ہے۔ وہ اللہ کو اپنی باطنی آنکھوں سے دیکھتے اور ان کی روح اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہے، رکوع کرتی ہے۔ ان کے جسم پر اللہ کے خوف سے رِقت طاری ہوتی ہے کہ حقیر سے گوشت پوست کا انسان اتنی عظیم ہستی کے سامنے حاضر ہے جسم کا بال بال اللہ کی مدح میں مشغول ہے اور بارگاہ الٰہی میں وہ اپنی عاجزی پیش کرتے ہیں ان کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کا اللہ کی ذات کی طرف سے ان کو جواب ملتا ہے۔

ابتدائی منازل میں اللہ کے بندوں کا روحانی تصور خانہ کعبہ میں نماز ادا کرنا ہے اگرچہ وہ نماز علاقہ کی مسجد میں پڑھتے ہیں۔ مگر ان کی باطنی آنکھ خود کو خانہ کعبہ میں دیکھتی ہے۔ پھر رفتہ رفتہ وہ اولیاء کرام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز ادا کرتے ہیں۔ پھر بیت المعمور میں ان کا روحانی تصور نماز ادا کرتا ہے حتیٰ کہ آخر میں اللہ کے سامنے ان کی روح نماز ادا کرتی ہے۔ ادھر معبود سامنے جلوہ گر ہوتا ہے اور ادھر بندہ خالق حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے۔

دنیا داروں کی نماز میں پس پردہ کئی قسم کا مقصد ہوتا ہے۔ مگر اللہ کے بندے کے سامنے نماز کی ادائیگی میں اللہ ہی کی رضا ہے۔ ایسی نمازیں پڑھنے کی اللہ تعالیٰ ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

باب ۶

فضیلتِ مسواک

مسواک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب سنتوں میں سے ایک بہت ہی پیاری سنت ہے اور فقہ کے چاروں ائمہ کا اس سنت پر اتفاق ہے۔ احناف نے خاص طور پر وضو اور نماز کے وقت مسواک کرنا مسنون قرار دیا ہے۔ ایسے ہی نماز فجر اور نماز ظہر سے بھی پہلے مسواک کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ مسواک میں بڑی خیر و برکت ہے۔ مسواک کرنے سے نہ صرف ثواب ہی ملتا ہے بلکہ اس سے جسمانی طور پر بھی بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ مسواک سے منہ کی بدبو دور رہتی ہے۔ بلغم کو دور کرتی ہے۔ نظر کو تیز رکھتی ہے۔ معدہ کو درست رکھتی ہے۔ عقل کو بڑھاتی ہے۔ دل کو پاک کرتی ہے۔ مسواک کرنے سے دانت سفید اور چمک دار رہتے ہیں۔ مسواک مسوڑھوں میں قوت پیدا کرتی ہے اور دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔ یوں تو ہر حال میں مسواک کرنا بہتر ہے۔ مگر بعض حالتوں میں اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ مثلاً وضو کرنے کے وقت۔ قرآن مجید پڑھنے کے لئے دانتوں پر جب میل جمی ہو تو اسے صاف کرنے کے لئے، سونے کے وقت، چپ رہنے، بدبودار چیز کھانے کے وقت مسواک کرنا زیادہ بہتر ہے۔

مسواک کرنا سنتِ انبیاء کرام ہے

مسواک کرنا انبیاء کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے یعنی جو باتیں پہلے انبیاء کرام کیا کرتے تھے ان میں سے ایک کام مسواک بھی ہے۔ اس لئے اسے انبیاء کی سنت کہا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ اَلْحَیَآءُ وَیُرٰی اَلْخِتَانُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاکُ وَالنِّکَاحُ.

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں رسولوں کی سنت ہیں۔ حیاء کرنا اور روایت کیا گیا کہ ختنہ کرنا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا، نکاح

کرنا۔ (جامع ترمذی)

ایک اور حدیث میں یہی بات حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ تین چیزیں رسولوں کی سنتوں میں سے ہیں۔ (۱) جلدی افطار کرنا۔ (۲) سحری کھانے میں دیر کرنا۔ (۳) مسواک کرنا۔ (طبرانی)

مسواک کرنے سے حصول رضا

پاکیزگی میں رضائے الٰہی کا راز مضمر ہے اور مسواک پاکیزگی کا ایک ذریعہ ہے یعنی یہ اس منہ کو صاف اور پاک رکھتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ذکر کیا جاتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّوَاكُ مُطَهِّرَةٌ لِّلْفَمِ وَ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک منہ کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب ہے۔ (سنن نسائی)

جامع صغیر کی ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے کپڑوں کو دھوؤ اور اپنے بالوں کی اصلاح کرو اور مسواک کر کے زینت اور پاکی حاصل کرو کیونکہ بنی اسرائیل ان چیزوں کا اہتمام نہیں کرتے۔ اس لئے بنی اسرائیل کی عورتیں بدکاری کی طرف مائل ہوگئیں۔

مسواک کرنا فطرت میں شامل ہے

دس باتیں فطرت میں شامل ہیں ان میں سے ایک مسواک بھی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَ اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكِ وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَ غَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَ نَتْفُ الْاِبْطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَ انْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الْاِسْتِنْجَاءَ قَالَ الرَّاوِيْ وَ نَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت میں شامل ہیں (۱) لبوں کا کم کرنا (۲) داڑھی کا بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں

پانی ڈالنا (۵) ناخن ترشوانا (۶) جوڑوں کی جگہ دھونا (۷) بغلوں کے بال صاف کرنا (۸) زیر ناف مونڈنا۔ پانی احتیاط سے استعمال کرنا یعنی استنجاء کرنا۔ روای کہتے ہیں کہ دسویں بات مجھے یاد نہیں رہی غالباً وہ کلی کرنا تھا۔ (مسلم شریف)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مسواک کو لازم کرلو اور اس سے غفلت نہ کرو۔ کیونکہ اس سے چوبیس قسم کے فائدے حاصل ہوتے ہیں ان میں سب سے زیادہ فائدہ یہ ہے کہ مسواک کرنے سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ دولت میں برکت حاصل ہوتی ہے منہ سے خوشبو آتی ہے مسوڑھے مضبوط ہوجاتے ہیں۔ اگر سر میں درد ہو تو اس سے سکون ملتا ہے اگر دانت میں درد ہو تو وہ بھی دور ہوجاتا ہے چہرے کے نور اور دانتوں کی چمک کی وجہ سے فرشتے مصافحہ کرتے ہیں۔

جمعہ کے دن مسواک کرنا سنت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن جہاں طہارت، غسل اور اچھے کپڑے پہننے کی تاکید فرمائی۔ وہاں مسواک کرنے کی بھی ترغیب دی ہے کیونکہ اس سے نیکیوں میں اضافہ ہوجاتا ہے اور گناہوں کی معافی ہوجاتی ہے۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمَعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طِيْبٌ فَلَا يَضُرُّهٗ اَنْ يَّمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ. (مسند امام مالک)

حضرت عبید بن سباق رضی اللہ عنہ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جمعہ کے خطبہ میں فرمایا اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے اس جمعہ کے دن کو عید مقرر کیا ہے اس دن غسل کرو اور اگر کسی کے پاس خوشبو ہو تو اس کے لگانے میں کوئی ضرر نہیں، لیکن تم پر مسواک کرنا لازم ہے۔

ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کیا اور مسواک کی، خوشبو لگائی، عمدہ کپڑے پہنے پھر مسجد میں آیا اور لوگوں کی گردنوں کو نہیں پھلانگا۔ بلکہ نماز پڑھی اور امام کے آنے کے بعد یعنی خطبہ میں خاموش رہا۔ تو اللہ اس کے تمام گناہوں کو جو اس سے پورے ہفتے میں ہوئے تھے، معاف فرمادیتا ہے۔ (شرح معانی الآثار)

جاگنے پر مسواک کرنا سنت ہے

سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا سنت ہے۔ کیونکہ سوتے وقت منہ میں بدبو پیدا ہوتی ہے اور اس سنت کی برکت سے منہ صاف ہو جاتا ہے اور بدبو زائل ہو جاتی ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سو کر اٹھنے کے بعد سب سے پہلے مسواک ہی کرتے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَامَ لِيَتَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ اَ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ.

جناب حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو پہلے اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے تھے۔ (مسلم)

ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی رات یا دن میں سو کر بیدار ہوتے تو وضو سے پہلے مسواک کرتے۔ (ابوداؤد)

ایک اور حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب وضو کا پانی اور مسواک رکھ دی جاتی تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت اٹھتے تو پہلے قضائے حاجت کرتے اور پھر مسواک کرتے۔ (ابوداؤد)

مسواک کرنے کا حکم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسواک کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ حدیث پاک یہ ہے:۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمھیں مسواک کی بہت زیادہ تاکید کی ہے (بخاری شریف)

اس حدیث پر عمل کرنے کا ایک عملی واقعہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے اور وہ یوں ہے کہ ایک بار حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کو وضو کرتے وقت مسواک کی ضرورت ہوئی تو آپ نے مسواک تلاش کی

مگر نہ ملی۔ پھر آپ نے ایک دینار (سونے کی اشرفی) میں مسواک خرید کر استعمال فرمائی۔ بعض لوگوں نے حضرت شبلی علیہ الرحمۃ سے کہا۔ یہ تو آپ نے بہت زیادہ خرچ کر ڈالا۔ اتنی مہنگی بھی مسواک لی جاتی ہے۔ فرمایا یہ دنیا اور اس کی تمام چیزیں اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتیں قیامت کے روز کیا جواب دوں گا جبکہ اللہ تعالیٰ مجھ سے دریافت فرمائے گا کہ تو نے میرے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت (مسواک) کو کیوں ترک کیا۔ جو مال و دولت میں نے تجھے دیا تھا جس کی حقیقت میرے نزدیک مچھر کے برابر بھی نہیں تھی اس کو اس سنت (مسواک) کے حاصل کرنے میں کیوں خرچ نہیں کیا۔ پھر انہوں نے فرمایا۔ میرے بھائی! میرا خیال تو یہ ہے کہ اگر تجھ سے کوئی مسواک بیچنے والا آدھا دینار بھی مسواک کی قیمت مانگے تو تو ہر گز نہ دے گا۔ اور مسواک چھوڑ دے گا۔ سنت سے اس قدر غفلت کے باوجود تو اپنے آپ کو ''اولیاء اللہ'' اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ''عاشقین'' میں شمار کرتا ہے۔ خدا کی قسم! یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ (لوامح الانوار)

مسواک اور حصول ثواب

اگر کوئی شخص وضو سے پہلے مسواک کر لے اور پھر اچھی طرح وضو کرے اور اس کے بعد نماز پڑھے تو اس طرح کرنے سے نماز کے ثواب میں اضافہ ہو جائے گا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفْضُلُ الصَّلٰوةُ الَّتِي يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلٰوةِ الَّتِي لَا يُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِيْنَ ضِعْفًا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نماز کے لئے مسواک کی جاتی ہے وہ اس نماز سے ستر درجہ زیادہ افضل ہوتی ہے جس کیلئے مسواک نہ کی گئی ہو۔ (بیہقی)

اس حدیث کے سلسلے میں مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسواک کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز کا ثواب بغیر مسواک والی نماز پر ننانوے گنا یا چار سو گنا تک بڑھ جاتا ہے۔ علماء نے اس کی شرح یوں فرمائی ہے کہ اس قدر ثواب اور اجر میں اضافہ ہونا اخلاص کے سبب ہوتا ہے۔

مسواک کے متعلق فرمان

مسواک کے چونکہ بہت سے فوائد ہیں ان کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا اظہار فرمایا کہ اگر مسواک کرنے میں قوم کی دقت پیش نظر نہ ہوتی تو مسواک ہر نماز سے قبل لازم قرار دی جاتی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاخِیْرِ الْعِشَآءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوةٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر مجھے اپنی امت کی مشکل کا خیال نہ ہوتا تو میں ان کو نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنے کا حکم دیتا۔ اور ہر نماز میں مسواک کرنے کا کہتا۔ (بخاری شریف)

حضرت حسان بن عطیہ کا قول ہے کہ مسواک نصف ایمان ہے اور وضو بھی نصف ایمان ہے۔

(ابن ابی شیبہ)

مسواک کی افادیت کے بارے میں ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسواک کیا کرو کیونکہ یہ قوت حافظہ میں اضافہ کرتی ہے اور بلغم دور کرتی ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مسواک انسانی فصاحت میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔

مسواک کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کے متعلق ایک خواب دیکھا جس سے مسواک کی فضیلت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم قَالَ اَرَانِیْ فِی الْمَنَامِ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَآءَنِیْ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَکْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِیْلَ لِیْ کَبِّرْ فَدَفَعْتُهٗ اِلَی الْاَکْبَرِ مِنْهُمَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خواب میں یہ دکھایا گیا کہ میں مسواک کروں۔ میرے پاس دو اشخاص آئے ان میں ایک بڑا تھا دوسرا

چھوٹا۔ میں نے چھوٹے کو مسواک دینا چاہی تو اس وقت مجھ سے کہا گیا کہ میں بڑے کو مسواک دوں لہٰذا میں نے ان میں سے بڑے کو مسواک دے دی۔ (بخاری شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہی بات مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے تھے، اور آپ کے پاس دو آدمی تھے جن میں سے ایک بڑا تھا۔ چنانچہ مسواک کی فضیلت میں آپ کی طرف وحی کی گئی کہ بڑے کو مقدم رکھو اور ان دونوں میں سے بڑے کو مسواک دے دو۔ (ابوداؤد)

ان احادیث سے مسواک کی اہمیت کا اظہار ہوتا ہے، اسی لئے تو مسواک بڑے کو دینے کا حکم دیا گیا کہ بڑا چھوٹے سے افضل تھا۔

گھر میں داخل ہو کر مسواک کرنا سنت ہے

گھر میں جب دنیوی کام کاج سے فارغ ہو کر آئیں تو اس وقت سب سے پہلے مسواک کرنی چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آنے پر سب سے پہلے مسواک ہی کیا کرتے تھے۔

عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیٍٔ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَیِّ شَیْءٍ کَانَ یَبْدَأُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ بَیْتَهٗ قَالَتْ بِالسِّوَاكِ.

حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے کام کیا کرتے تھے آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔ (مسلم شریف)

مسواک سے صحت برقرار رہتی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مسواک میں دس خصلتیں ہیں۔ دانتوں کی زردی دور کرتی ہے۔ آنکھوں کی بینائی کو تیز اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتی ہے۔ منہ کو صاف کرتی ہے۔ ملائکہ خوش ہوتے ہیں۔ اللہ کی رضا۔ سنت کی اتباع، نماز کے ثواب میں اضافہ، جسم کی تندرستی، یہ سب امور حاصل ہوتے ہیں۔

مسواک کے بعد اسے دھونا سنت ہے

مسواک کرنے کے بعد اسے دھونا سنت ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے دھو ڈالتے کیونکہ

دھونے سے اس کی میل کچیل دور ہو جاتی ہے اور دوبارہ کرنے کے قابل ہو جاتی ہے اس لئے یاد رکھیے۔ جس مسواک کو دوبارہ استعمال کرنے کا ارادہ ہو اسے ہر حال میں پاک صاف رکھنا چاہیے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ فَيُعْطِيْنِي السِّوَاكَ لِاَغْسِلَهُ فَاَبْدَأُ بِهِ فَاَسْتَاكُ ثُمَّ اَغْسِلُهُ وَاَدْفَعُهُ اِلَيْهِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرنے کے بعد مجھے دھونے کے لئے دیتے تو میں دھو کر اس مسواک کو استعمال کرتی اور دھو کر سرکار کو واپس کر دیتی۔ (سنن ابوداؤد)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسواک لے کر دھونے سے پہلے اپنے منہ میں اس لئے پھیر لیتی تھیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک کی برکت حاصل ہو اور پھر اسے دھو کر صاف کر لیتیں۔ لعاب دہن سے برکت حاصل کرنے کا ایک واقعہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے ایک انعام یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال میرے گھر میں میری باری کے دن ہوا اور یہ بھی اللہ کا انعام ہے کہ آپؐ کے مبارک لعاب دہن کو تھوک کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ظاہری سے پہلے اکٹھا کر دیا اور (وہ اس طرح کہ) میرے پاس عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما آئے اور ان کے ہاتھ میں ایک مسواک تھی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دے رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک پسند فرماتے ہیں۔ اس لئے میں نے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسواک لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اقدس کے اشارے سے فرمایا۔ "ہاں" چنانچہ میں نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے مسواک لے کر آپ کو پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کرنا چاہا لیکن مسواک سخت تھی۔ اس لئے میں نے عرض کیا کہ نرم کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک کے اشارے سے فرمایا۔ "ہاں" چنانچہ میں نے دانتوں سے چبا کر نرم کر کے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دانتوں پر پھیرنا شروع کیا۔ آپؐ کے سامنے ایک برتن رکھا تھا جس میں پانی تھا آپؐ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے اور چہرہ انور پر پھیر لیتے اور فرماتے لا الہ الا اللہ۔ بیشک موت کے لئے سختیاں ہیں۔ پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ، مجھے رفیق اعلیٰ (انبیاء کرام) میں شامل کر اور اس طرح کہتے

رہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک قبض کر لی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھ مبارک نیچے تشریف لائے۔ (مدارج النبوت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت سے مسواک کرنا

حضرت جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسواک کرنے کو کہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی اتنی کثرت کی کہ آپ نے فرمایا کہ میں مسواک اتنی کثرت سے کرتا ہوں کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ مسواک کی زیادتی سے کہیں میرا منہ نہ چھل جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کے استعمال میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے۔

عَنْ اَبِی اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاجَآءَنِیْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَطُّ اِلَّا اَمَرَنِیْ بِالسِّوَاكِ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ اُحْفِیَ مُقَدَّمَ فِیَّ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب بھی جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تو انھوں نے مجھے مسواک کرنے کو کہا اور مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ کثرت مسواک سے منہ کا ظاہری حصہ نہ چھل جائے۔

مسواک کرنے کے مسائل

مسواک کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ مسواک دائیں ہاتھ میں لیں اور اس کی ابتدا منہ کے اندر دائیں طرف سے کریں۔ مسواک ہاتھ میں پکڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ چھنگلیا مسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں مسواک کے اوپر اور انگوٹھا سرے پر ہو۔ دائیں طرف کے دانتوں پر اوپر نیچے اور پھر بائیں طرف کے دانتوں پر اوپر نیچے مسواک کریں۔ کم از کم تین مرتبہ مسواک پھیریں کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے اور ہر بار مسواک کو دھونا چاہئے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ مسواک کرتے وقت یہ نیت ہونی چاہئے کہ مسواک کر کے ذکر الٰہی کی راہ صاف کر رہا ہوں۔ مسواک کے متعلق چند مسائل اور سنتیں حسب ذیل ہیں:۔

(۱) مسواک کسی نرم شاخ کی ہونی چاہئے اور سخت بالکل نہ ہو اس سے دانتوں اور مسوڑھوں کو تکلیف ہوگی۔

(۲) مسواک کڑوے درخت مثلاً نیم، پیلو یا زیتون وغیرہ کی ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

(۳) مسواک موٹائی میں زیادہ موٹی نہیں ہونی چاہئے بلکہ چھنگلیا یعنی چھوٹی انگلی کے برابر ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

(۴) مسواک زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو۔ اگر اس سے کم ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۵) مسواک دانتوں کی چوڑائی پر کی جائے، لمبائی پر نہ کی جائے۔

(۶) چت لیٹ کر مسواک نہ کریں اس سے تلی بڑھنے کا خطرہ ہے۔

(۷) بیت الخلاء میں مسواک کرنا مکروہ ہے۔

(۸) مسواک کے ریشے ایک ہی طرف بنائیں، دونوں طرف نہ بنائیں۔

(۹) نماز کے وضو کے لئے سنت ہے۔

(۱۰) جب بھی منہ کی بدبو پیدا ہو جائے تو اس کو دور کرنے کے لئے مسواک کرنا سنت ہے۔

(۱۱) مسواک جب قابل استعمال نہ رہے تو پھینک نہ دیں بلکہ اسے کسی محفوظ جگہ پر رکھ دیں یا کسی کنویں یا چلتے پانی میں بہا دیں۔

باب ۷

وضو

جسم کے چند اعضاء کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان اور سنت کے مطابق دھونے کو وضو کہا جاتا ہے۔ وضو نماز کے لئے ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ

ترجمہ: یعنی اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرلو تو اپنے منہ اور کہنیوں تک ہاتھوں کو دھوؤ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ۔ (المائدہ:۶)

ا۔ احادیث

وضو کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند ارشادات گرامی حسب ذیل ہیں۔

پورا وضو کرنے کی تاکید

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا يَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطٰى اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ وَفِيْ حَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ مَرَّتَيْنِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس سے اللہ خطائیں مٹادے درجے بلند کردے لوگوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا! وضو پورا کرنا، مشقتوں میں مسجد کی طرف زیادہ قدم رکھنا

نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اس کا ثواب ایسے ہے جیسے سرحد کی حفاظت اور مالک ابن انس کی حدیث میں ہے کہ یہ ہے سرحد کی حفاظت' یہ ہے سرحد کی حفاظت' (مسلم شریف)

وضو سے خطائیں معاف ہونا

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاءَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰی تَخْرُجُ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو وضوء کرے تو اچھا وضوء کرے اس کی خطائیں اس کے جسم سے نکل جاتی ہیں تا آنکہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتی ہیں (بخاری شریف)

ہر اعضاء کا پاک ہو جانا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاءَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِالْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَّجْهِهٖ كُلُّ خَطِیْئَةٍ نَّظَرَ اِلَیْهَا بِعَیْنَیْهِ مَعَ الْمَآءِ اَوْمَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَاِذَا غَسَلَ یَدَیْهِ خَرَجَ مِنْ یَدَیْهِ كُلُّ خَطِیْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا یَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْمَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَیْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِیْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ حَتّٰی یَخْرُجَ نَقِیًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان بندہ یا مومن وضو کرنے لگتا ہے' اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے ہر وہ خطا نکل جاتی ہے جدھر آنکھوں سے دیکھا ہوا پانی یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ پھر جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں سے وہ ہر خطا نکل جاتی ہے جسے اس کے ہاتھ نے پکڑا تھا' پانی یا پانی کی آخری بوند کے ساتھ پھر جب اپنے پاؤں دھوتا ہے تو ہر وہ خطا نکل جاتی ہے جدھر اس کے پاؤں چلے' پانی یا پانی کے آخری قطرہ کے ساتھ حتیٰ کہ گناہوں سے پاک وصاف نکل جاتا ہے (مسلم شریف)

گزشتہ گناہوں کا بخش دیا جانا

عَنْ عُثْمَانَ غَنِیٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاءَ نَحْوَ

وُضُوْئِی هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاءَ وُضُوْئِی هٰذَا ثُمَّ يُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهٗ فِيْهِمَا بِشَیْءٍ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو ہاتھوں پر تین بار پانی بہایا پھر کلی کی ناک میں پانی لیا پھر تین بار چہرہ دھویا' پھر کہنی تک داہنا ہاتھ تین بار پھر کہنی تک بایاں ہاتھ تین بار دھویا پھر سر کا مسح کیا پھر دایاں پاؤں تین بار دھویا' پھر بایاں پاؤں تین بار دھویا پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے میرے وضو کی طرح وضو کیا پھر فرمایا جو میری طرح وضو کرے پھر دو نفل پڑھ لے جن میں اپنے دل سے کچھ باتیں نہ کرے تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے (بخاری شریف)

وضو سے جنت کا واجب ہونا

عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وَضُوْءَهٗ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ

حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے اور پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نفل پوری توجہ سے پڑھے تو اس پر جنت واجب ہو جائے گی (مسلم شریف)

آخرت وضو کے باعث جنت کے دروازوں کا کھل جانا

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّاءُ فَيُبْلِغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَفِیْ رِوَايَةٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَآءَ هٰكَذَا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں

ایسا کوئی نہیں جو وضو کرے تو اچھی طرح پورا وضو کرے پھر کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں مگر اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جائیں گے کہ جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (مسلم شریف)

قیامت کے روز آثار وضو کا ظاہر ہونا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّتِیْ یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ یُّطِیْلُ غُرَّتَهٗ فَلْیَفْعَلْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری اُمت کے اُن لوگوں کو بُلایا جائے گا جو اچھی طرح وضو کرتے ہوں گے اور ان کے وضو کے باعث ان کے اعضاء چمکتے ہوں گے۔ (بخاری شریف)

مومن کا زیور وضو ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَبْلُغُ الْحِلْیَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ یَبْلُغُ الْوُضُوْءُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا زیور اس حد تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔ (مسلم شریف)

مومن کا وضو کی حفاظت کرنا

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اسْتَقِیْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَیْرَ اَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةَ وَلَا یُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیدھے رہو مگر تم یہ نہ کرسکو گے اور جان رکھو کہ تمہارا بہترین عمل نماز ہے اور وضو کی حفاظت مومن ہی کرتا ہے (سنن ابن ماجہ)

وضو کا صلہ دس نیکیاں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰی طُھْرٍ کُتِبَ لَہٗ عَشْرُ حَسَنٰتٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پاکی پر وضو کرے اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں (جامع ترمذی)

وضو نماز کی کنجی ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔ (مسند امام احمد)

طہارت نصف ایمان ہے

عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ قَالَ عَدَّھُنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ یَدِیْ اَوْ فِیْ یَدِہٖ قَالَ التَّسْبِیْحُ نِصْفُ الْمِیْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ یَمْلَأُہٗ وَالتَّکْبِیْرُ یَمْلَأُ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالطُّھُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ

بنی سلیم کے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے یا اپنے ہاتھ مبارک پر یہ چیزیں گنوائیں فرمایا تسبیح آدھی ترازو ہے اور الحمد للہ اسے بھر دے گی اور تکبیر آسمان و زمین کے درمیان کو بھر دیتی ہے اور روزہ آدھا صبر ہے اور طہارت نصف ایمان ہے۔ (جامع ترمذی)

وضو سے خطاؤں کا نکل جانا

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ الصُّنَابِحِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ فِیْہِ وَاِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ

الْخَطَايَا مِنْ اَنْفِهٖ فَاِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَّجْهِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِ يَدَيْهِ فَاِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهٖ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ اُذُنَيْهِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رِّجْلَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِ رِجْلَيْهِ ثُمَّ كَانَ مَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلٰوتُهٗ نَافِلَةً لَّهٗ

حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے منہ کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا تو ناک کے گناہ نکل گئے اور جب منہ دھویا تو اس کے چہرے کے گناہ نکلے یہاں تک کہ پلکوں کے نکلے اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں سے نکلے اور جب سر کا مسح کیا تو سر کے گناہ نکلے یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں یہاں تک کہ ناخنوں سے، پھر اس کا مسجد کی طرف جانا اور اس کا نماز پڑھنا اس کے لئے زیادہ ثواب کا باعث ہوگا۔ (نسائی شریف)

حوضِ کوثر پر وضو پہچان بنے گا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُّ اَنَّا قَدْرَ اَيْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْا اَوَلَسْنَا اِخْوَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ وَ اِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَاْتُوْا فَقَالُوْا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَّمْ يَاْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَرَءَيْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَّهٗ خَيْلٌ غُرٌّ مُّحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَیْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهٗ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّهُمْ يَاْتُوْنَ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے تو فرمایا اے مومن قوم کی جماعت تم پر سلام ہو انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں مجھے یہ تمنا ہے کہ اپنے بھائیوں کو دیکھتا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ کے بھائی

نہیں فرمایا تم میرے ساتھی دوست ہو ہمارے بھائی وہ ہیں جواب تک آئے نہیں لوگوں نے عرض کیا، کیا آپ کے جو امتی اب تک نہیں آئے انہیں حضور کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا بتاؤ تو اگر کسی شخص کے پاس گھوڑے ہوں اور وہ نہایت سیاہ گھوڑوں میں مخلوط ہو گئے ہوں کیا یہ اپنے گھوڑے نہ پہچان لے گا؟ تو جواب دیا کہ جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا وہ آثار وضو سے چمکتے ہوئے آئیں گے اور میں حوض پر ان کا پیش رو ہوں گا۔ (مسلم شریف)

آخرت میں وضو پہچان بنے گا

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّؤْذَنُ لَهٗ بُالسُّجُوْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّؤْذَنُ لَهٗ اَنْ يَّرْفَعَ رَأْسَهٗ فَاَنْظُرُ اِلٰى مَابَيْنَ يَدَیَّ فَاَعْرِفُ اُمَّتِیْ مِنْ بَيْنِ الْاُمَمِ وَمِنْ خَلْفِیْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ يَّمِيْنِیْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ شِمَالِیْ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَعْرِفُ اُمَّتَكَ مِنْ بَيْنِ الْاُمَمِ فِیْ مَابَيْنَ نُوْحٍ اِلٰى اُمَّتِكَ قَالَ هُمْ غُرٌّ مُّحَجَّلُوْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ لَيْسَ اَحَدٌ كَذٰلِكَ غَيْرُهُمْ وَاَعْرِفُهُمْ اَنَّهُمْ يُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِاَيْمَانِهِمْ وَاَعْرِفُهُمْ تَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ ذُرِّيَّتُهُمْ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سب سے پہلا ہوں گا جسے قیامت کے دن سجدے کی اجازت ملے گی اور میں ہی پہلا وہ ہوں گا جسے سر اٹھانے کی اجازت ملے گی تو اپنے سامنے بھیڑ دیکھوں گا تو تمام امتوں میں سے اپنی امت کو پہچان لوں گا اور میرے پیچھے بھی اسی طرح اور میرے داہنے بھی اسی طرح اور میرے بائیں بھی اسی طرح ہوں گے تب ایک صاحب نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نوح علیہ السلام سے اپنی امت تک کی اتنی امتوں میں اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا چمکتے ہوئے آثار وضو سے ان کے سوا اور کوئی ایسا نہ ہوگا اور انہیں یوں پہچانوں گا کہ ان کی کتابیں ان کے داہنے ہاتھ میں ہوں گی اور ایسے پہچانوں گا کہ ان کے بچے ان کے آگے دوڑتے ہوں گے۔

(مسند امام احمد)

۲-وضو کا مسنون طریقہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق وضو کا مسنون طریقہ حسب ذیل ہے۔

وضو کرنے والے کو چاہئے کہ اپنے دل میں وضو کا ارادہ کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے اور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ کر پہلے دونوں ہاتھ تین مرتبہ گٹوں تک دھوئے۔ پھر مسواک کرے اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے اپنے دانتوں اور مسوڑھوں کو مل کر صاف کرے اور اگر دانتوں یا تالو میں کوئی چیز اٹکی یا چپکی ہو تو اس کو انگلی سے نکالے اور چھڑائے۔ پھر تین مرتبہ کلی کرے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ بھی کرے لیکن اگر روزہ دار ہو تو غرغرہ نہ کرے کہ حلق کے اندر پانی چلے جانے کا خطرہ ہے، پھر داہنے ہاتھ سے تین دفعہ ناک میں پانی چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے۔ پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر تین مرتبہ اس طرح چہرہ دھوئے کہ ماتھے پر بال نکلنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور داہنے کان کی لو سے بائیں کان کی لو تک سب جگہ پانی بہ جائے اور کہیں ذرا بھی پانی بہنے سے نہ رہ جائے۔ اگر داڑھی ہو تو اسے بھی دھوئے اور داڑھی میں انگلیوں سے خلال بھی کرے لیکن اگر احرام باندھا ہو تو خلال نہ کرے۔ پھر تین مرتبہ کہنی سمیت یعنی کہنی سے کچھ اوپر داہنا ہاتھ دھوئے پھر اسی طرح تین مرتبہ بایاں ہاتھ دھوئے۔ اگر انگلی میں تنگ انگوٹھی یا چھلہ ہو یا کلائیوں میں تنگ چوڑیاں ہوں تو ان سب کو ہلا پھرا کر دھوئے تاکہ سب جگہ پانی بہ جائے۔ پھر ایک بار پورے سر کا مسح کرے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیوں کی نوک کو ایک دوسرے سے ملائے اور ان چھٹوں انگلیوں کو اپنے ماتھے پر رکھ کر پیچھے کی طرف سر کے آخری حصہ تک لے جائے۔ اس طرح کہ کلمہ کی دونوں انگلیاں اور دونوں انگوٹھے اور دونوں ہتھیلیاں سر سے نہ لگنے پائیں۔ پھر سر کے پچھلے حصہ سے ہاتھ ماتھے کی طرف اس طرح لائے کہ دونوں ہتھیلیاں سر کے دائیں بائیں حصہ پر ہوتی ہوئی ماتھے تک واپس آجائیں۔ پھر کلمہ کی انگلی کے پیٹ سے کانوں کے اندر کے حصوں کا اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے اوپر کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے۔ پھر تین بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت یعنی ٹخنے سے کچھ اوپر تک دھوئے پھر بایاں پاؤں اسی طرح تین دفعہ دھوئے۔ پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے دونوں پیروں کی انگلیوں کا اس طرح خلال کرے کہ پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے۔ وضو ختم کر لینے کے بعد ایک مرتبہ یہ دعا

پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ اور کھڑے ہوکر وضو کا بچا ہوا پانی تھوڑا سا پی لے کہ یہ بیماریوں سے شفا ہے اور بہتر یہ ہے کہ وضو میں ہر عضو کو دھوتے ہوئے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ لیا کرے اور درود شریف وکلمہ شہادت بھی پڑھتا رہے اور یہ بھی بہت بہتر ہے کہ وضو پورا کر لینے کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ اور سورہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ یعنی سورہ قدر پڑھے مگر ان دعاؤں کا پڑھنا ضروری نہیں، پڑھ لے تو اچھا اور ثواب ہے، نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اوپر جو کچھ بیان ہوا یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے لیکن یاد رکھو کہ وضو میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو فرض ہیں کہ جن کے چھوٹنے یا ان میں کچھ کمی ہو جانے سے وضو نہ ہوگا اور کچھ باتیں سنت ہیں کہ جن کو اگر چھوڑ دیا جائے تو گناہ ہوگا اور کچھ چیزیں مستحب ہیں کہ ان کے چھوڑ دینے سے وضو کا ثواب کم ہو جاتا ہے۔

۳- وضو کے فرائض

وضو میں چار چیزیں فرض ہیں۔ (۱) پورے چہرے کا ایک بار دھونا۔ (۲) ایک ایک بار دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا۔ (۳) ایک ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا یعنی گیلا ہاتھ سر پر پھیر لینا۔ (۴) ایک بار ٹخنوں سمیت دونوں پیروں کو دھونا۔

ا۔ منہ دھونا:

شروع پیشانی سے یعنی جہاں تک عموماً سر کے بال ہوتے ہیں۔ ٹھوڑی کے نیچے تک لمبائی میں اور ایک کان سے دوسرے کان کی لو تک چوڑائی میں اس حد کے اندر جلد کے ہر حصے پر پانی بہانا فرض ہے۔

مسئلہ: لبوں کا وہ حصہ جو عموماً اور عادتاً لب بند کرنے کے بعد ظاہر رہتا ہے اس کا دھونا فرض ہے یونہی رخسار اور کان کے بیچ میں جو جگہ ہے جسے کنپٹی کہتے ہیں۔ اس کا دھونا بھی فرض ہے۔

مسئلہ: نتھ کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی بہانا فرض ہے اگر تنگ ہو تو پانی ڈالنے میں نتھ کو حرکت دے ورنہ حرکت دینا ضروری نہیں۔ (درمختار)

۲: ہاتھ دھونا:

اس حکم میں کہنیاں بھی داخل ہیں۔ اگر کہنیوں سے ناخنوں تک کوئی جگہ ذرا برابر دھلنے سے رہ جائے گی۔ وضو نہ ہوگا۔

مسئلہ: ہر قسم کے جائز و ناجائز گہنے، چھلّے، انگوٹھیاں، پہنچیاں، کنگن، کانچ لاکھ وغیرہ کی چوڑیاں، ریشم کے لچھے وغیرہ اگر اتنے تنگ ہوں کہ نیچے پانی نہ بہے تو اتار کر دھونا فرض ہے اور اگر صرف ہلا کر دھونے سے پانی بہ جاتا ہو تو حرکت دینا ضروری ہے اور اگر ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی نیچے پانی بہ جائے گا تو کچھ ضروری نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: ہاتھوں کی آٹھوں گھائیاں، انگلیوں کی کروٹیں، ناخنوں کے اندر جو جگہ خالی ہے، کلائی کے بال جڑ سے نوک تک، ان سب پر پانی بہ جانا ضروری ہے۔ اگر کچھ بھی رہ گیا یا بالوں کی جڑوں پر پانی بہ گیا مگر کسی ایک بال کی نوک پر نہ بہا تو وضو نہ ہوا مگر ناخنوں کے اندر کا میل معاف ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: عورتوں کو فینسی چوڑیوں کا شوق ہوتا ہے۔ انہیں ہٹا ہٹا کر پانی بہائیں۔ (فتاویٰ رضویہ)

۳: سر کا مسح:

سر پر بال نہ ہوں تو جلد کی چوتھائی اور جو بال ہوں تو خاص سر کے بالوں کی چوتھائی کا مسح فرض ہے، سر سے نیچے جو بال لٹکتے ہیں ان کا مسح کافی نہیں۔

مسئلہ: مسح کرنے کے لئے ہاتھ تر ہونا چاہئے۔ خواہ کسی عضو کو دھونے کے بعد ہاتھ میں تری رہ گئی ہو یا نئے پانی سے تر کرلیا ہو۔ ہاں کسی عضو کے مسح کے بعد ہاتھ میں جو تری رہ جائے گی وہ دوسرے عضو کے مسح کے لئے کافی نہ ہوگی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: دوپٹہ پر مسح ہرگز کافی نہیں مگر جبکہ دوپٹہ اتنا باریک، اور تری اتنی زیادہ ہو کہ کپڑے سے پھوٹ کر چوتھائی سر یا بالوں کو تر کردے تو مسح ہو جائے گا (بحر وغیرہ)

۴: پاؤں دھونا:

اس حکم میں گٹے بھی داخل ہیں۔ گھائیاں، انگلیوں کی کروٹیں، تلوے، ایڑیاں اور کونچیں سب کا دھونا

فرض ہے۔(عامہ کتب)

مسئلہ: چھلّے اور سب گہنے کہ گٹوں پر یا ان سے نیچے ہوں ان کا حکم وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

۴-وضو کی سنتیں

۱-نیت کرنا۔

۲-بسم اللہ سے شروع کرنا۔

۳-پہلے ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھونا۔

۴-مسواک کرنا۔

۵-تین چلو پانی سے تین کلیاں کرنا۔

۶-تین چلو سے تین بار ناک میں پانی چڑھانا۔

۷-بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔

۸-ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔

۹-ہر عضو کو تین تین بار دھونا۔

۱۰-پورے سر کا ایک بار مسح کرنا۔

۱۱-کانوں کا مسح کرنا اور گردن کا مسح کرنا۔

۱۲-ترتیب سے وضو کرنا۔

۱۳-داڑھی میں خلال کرنا۔

۱۴-اعضاء کو لگا تار دھونا۔

۵-وضو کے مستحبّات

۱-جو اعضاء جوڑے ہیں مثلاً دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں تو ان میں سے داہنے سے دھونے کی ابتداء کریں مگر دونوں رخسار کہ ان دونوں کو ایک ہی ساتھ دھونا چاہیۓ۔اسی طرح دونوں کانوں کا مسح ایک ہی ساتھ ہونا چاہیۓ۔

۲-انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرنا۔

۳-اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا۔

۴-وضو کا پانی پاک جگہ گرانا۔

۵-اپنے ہاتھ سے وضو کا پانی بھرنا۔

۶-دوسرے وقت کے لئے پانی بھر کر رکھ لینا۔

۷-بلا ضرورت وضو کرنے میں دوسرے سے مدد نہ لینا۔

۸-ڈھیلی انگوٹھی کو بھی پھرا لینا۔

۹-صاحب عذر نہ ہو تو وقت سے پہلے وضو کر لینا۔

۱۰-اطمینان سے وضو کرنا۔

۱۱-کانوں کے مسح کے وقت چھنگلیاں کان کے سوراخوں میں داخل کرنا۔

۱۲-کپڑوں کو ٹپکتے ہوئے قطرات سے بچانا۔

۱۳-وضو کا برتن مٹی کا ہو۔

۱۴-اگر تانبے وغیرہ کا ہو تو قلعی کیا ہوا ہو۔

۱۵-اگر وضو کا برتن لوٹا ہو تو بائیں طرف رکھیں۔

۱۶-اگر وضو کا برتن طشت یا لگن ہو تو داہنی طرف رکھیں۔

۱۷-اگر لوٹے میں دستہ لگا ہوا ہو تو دستہ کو تین بار دھولیں۔

۱۸-اور ہاتھ دستہ پر رکھیں، لوٹے کے منہ پر ہاتھ نہ رکھیں۔

۱۹-ہر عضو کو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا تاکہ قطرے بدن یا کپڑے پر نہ ٹپکیں۔

۲۰-ہر عضو کے دھوتے وقت دل میں وضو کی نیت کا حاضر رہنا۔

۲۱-ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ اور درود شریف وکلمہ شہادت پڑھنا۔

۲۲-ہر عضو کو دھوتے وقت الگ الگ عضو کے دھونے کی دعاؤں کو پڑھتے رہنا۔

۲۳-اعضاء وضو کو بلا ضرورت پونچھ کر خشک نہ کرے اور اگر پونچھے تو کچھ نمی باقی رہنے دے۔

۲۴-وضو کر کے ہاتھ نہ جھٹکے کہ یہ شیطان کا پنکھا ہے۔

۲۵-وضو کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھ لے۔ اس کو تحیۃ الوضوء کہتے ہیں۔

(عالمگیری ج ا ص ۹، بہار شریعت وغیرہ)

۶-مکروہات وضو

۱-عورت کے غسل یا وضو کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا۔۲-وضو کے لئے نجس جگہ بیٹھنا۔۳-نجس جگہ وضو کا پانی گرانا،۴-مسجد کے اندر وضو کرنا،۵-اعضائے وضو سے لوٹے وغیرہ میں قطرہ ٹپکانا،۶-پانی میں رینٹھ یا کھنکار ڈالنا۔۷-قبلہ کی طرف تھوک یا کھنکار ڈالنا یا کلی کرنا،۸-بے ضرورت دنیا کی بات کرنا۔ ۹-زیادہ پانی خرچ کرنا،۱۰-اتنا کم خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو۔۱۱-منہ پر پانی مارنا ۱۲۔یا منہ پر پانی ڈالتے وقت پھونکنا،۱۳۔ایک ہاتھ سے منہ دھونا کہ رفاض و ہنود کا شعار ہے۔۱۴- گلے کا مسح کرنا،۱۵-بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا،۱۶-داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا،۱۷-اپنے لئے کوئی لوٹا وغیرہ خاص کر لینا۔۱۸-تین جدید پانیوں سے تین بار سر کا مسح کرنا۔۱۹-جس کپڑے سے استنجے کا پانی خشک کیا ہو اس سے اعضائے وضو پونچھنا،۲۰-دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا،۲۱-ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند کرنا اور اگر کچھ سوکھا رہ جائے تو وضو ہی نہ ہوگا۔ ہر سنت کا ترک مکروہ ہے۔ یونہی ہر مکروہ کا ترک سنت ہے۔(بہار شریعت)

۷-وضو کرنے کی صورتیں

مسئلہ۱: اگر وضو نہ ہو تو نماز اور سجدۂ تلاوت اور نماز جنازہ اور قرآن عظیم چھونے کے لئے وضو کرنا فرض ہے۔

مسئلہ۲: طواف کے لئے وضو واجب ہے۔ غسل جنابت سے پہلے اور جنبی کو کھانے پینے، سونے اور اذان و اقامت اور خطبہ جمعہ و عیدین اور روضہ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور وقوف عرفہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لئے وضو کر لینا سنت ہے۔

مسئلہ۳: سونے کے لئے اور سونے کے بعد اور میت کے نہلانے یا اٹھانے کے بعد اور جماع سے پہلے اور جب غصہ آجائے اس وقت اور زبانی قرآن عظیم پڑھنے کے لئے اور حدیث اور علم دین پڑھنے پڑھانے اور علاوہ جمعہ و عیدین باقی خطبوں کے لئے اور کتب دینیہ چھونے کے لئے اور بعد ستر غلیظ چھونے اور جھوٹ بولنے، گالی دینے، فحش لفظ نکالنے، کافر سے بدن چھو جانے، صلیب یا بت چھونے، کوڑھی یا سپید داغ والے سے مس کرنے، بغل کھجانے سے جبکہ اس میں بدبو ہو، غیبت کرنے، قہقہہ

لگانے، لغو اشیاء پڑھنے اور اونٹ کا گوشت کھانے، کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بے حائل مس ہو جانے سے اور باوضو شخص کے نماز پڑھنے کے لئے، ان سب صورتوں میں وضو مستحب ہے۔

مسئلہ ۴: جب وضو جاتا رہے وضو کر لینا مستحب ہے۔ نابالغ پر وضو فرض نہیں مگر ان سے وضو کرانا چاہئے تاکہ عادت ہو اور وضو کرنا آجائے اور مسائل وضو سے آگاہ ہو جائے۔

۸- وضو توڑنے والی چیزیں

کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ انہیں شریعت مطہرہ نے نواقض وضو قرار دیا ہے یعنی ان میں سے اگر ایک بھی پائی جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱- آگے یا پیچھے کے مقام سے پیشاب پاخانہ وغیرہ کسی نجاست یا کیڑے یا پتھری کا نکلنا یا پیچھے سے ہوا کا خارج ہونا۔

۲- خون، پیپ یا زرد پانی جبکہ کہیں سے نکل کر ایسی جگہ بہ کر چلا جائے کہ جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے۔

۳- آنکھ، کان، ناف، پستان وغیرہ میں دانہ یا ناسور یا کوئی بیماری ہو اور اس وجہ سے جو آنسو یا پانی بہے گا، وضو توڑ دے گا۔ دکھتی ہوئی آنکھ سے جو پانی بہتا ہے اس کا یہی حکم ہے بلکہ یہ پانی خود بھی نجس ہے۔

۴- کھانے یا پانی یا صفرا کی منہ بھر قے، یونہی جمے ہوئے خون کی منہ بھر قے اور بہتے ہوئے خون کی قے جبکہ تھوک اس پر غالب نہ ہو، وضو توڑ دیتی ہے۔

۵- بے ہوشی، غشی، پاگل پن اور اتنا نشہ کہ چلنے میں پاؤں لڑکھڑائیں، وضو توڑ دیتا ہے۔

۶- بالغ کا قہقہہ، یعنی اتنی آواز سے ہنسی کہ آس پاس والے سنیں جبکہ جاگتے میں اور رکوع و سجود والی نماز میں ہو، وضو توڑ دیتا ہے۔

۷- سو جانے سے بھی وضو جاتا رہتا ہے۔ مثلاً لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز کے سہارے بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی کہ اگر وہ چیز نہ ہوتی تو گر پڑتا تو وضو جاتا رہا اور اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا سجدے میں قصداً سو گیا تو بھی وضو گیا اور نماز بھی گئی۔

۸- منہ سے خون کا نکلنا بھی جبکہ تھوک پر غالب ہو، ناقض وضو ہے۔

۹-وضو نہ ٹوٹنے والی صورتیں

جن صورتوں میں وضو نہیں ٹوٹتا، وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱-خون یا پیپ یا زرد پانی ابھرا اور بہا نہیں۔ جیسے سوئی کی نوک یا چاقو کا کنارہ لگ جاتا ہے اور خون ابھر آتا ہے۔

۲-اپنی یا پرائی شرمگاہ (پیشاب یا پاخانہ کی جگہ) پر ہاتھ لگایا۔

۳-خلال کیا یا مسواک یا انگلی سے دانت مانجھے یا دانت سے کوئی چیز کاٹی، اس پر خون کا اثر پایا۔ یا ناک میں انگلی ڈالی۔ اس پر خون کی سرخی آ گئی مگر وہ خون بہنے کے قابل نہیں۔

۴-ناک صاف کی اس میں سے جما ہوا خون نکلا۔

۵-کان میں تیل ڈالا تھا اور ایک دن بعد کان یا ناک سے نکلا۔

۶-جوں، کھٹمل، مچھر یا پسو نے خون چوسا۔

۷-بلغم کی قے جتنی بھی ہو۔

۸-بیٹھے بیٹھے جھونکا آ گیا یا اونگھ آ گئی مگر نیند نہ آئی تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

باب ۸

غسل

سر سے لے کر پاؤں تک یعنی جسم کے تمام اعضاء کے دھونے کو غسل کہا جاتا ہے مگر اسلام میں غسل اسے کہا جاتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہانے کا طریقہ بتایا ہے جسم پر صرف پانی بہا لینا غسل نہیں۔ غسل سے انسانی جسم پاکیزہ ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی بہت تاکید کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا ؕ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَیْدِیْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝

ترجمہ: اور نہ ناپاکی کی حالت مگر راستہ عبور کرتے نماز نہ پڑھو، یہاں تک کہ تم غسل کر لو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں کو چھوا ہو، اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کر لو اور اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ (النساء:۴۳)

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ

ترجمہ: اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو غسل کر لو۔ (مائدہ:۶)

۱۔ احادیث مبارکہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی غسل کی بہت تاکید کی ہے۔ آپ کے ارشادات حسب ذیل ہیں۔

وجوب غسل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ بَیْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ لَّمْ یُنْزِلْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی عورت سے خلوت میں بیٹھے اور نفسانی لطف اٹھائے تو اس پر غسل واجب ہوجائے گا اگرچہ مرد کا جوہر حیات خارج نہ ہوا ہو۔ (بخاری شریف)

غسل جنابت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ یَدَیْهِ ثُمَّ یَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ یُدْخِلُ اَصَابِعَهٗ فِی الْمَآءِ فَیُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ شَعْرِهٖ ثُمَّ یَصُبُّ عَلٰی رَاْسِهٖ ثَلٰثَ غَرَفَاتٍ بِیَدَیْهِ ثُمَّ یُفِیْضُ الْمَآءَ عَلٰی جِلْدِهٖ کُلِّهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةِ الْمُسْلِمِ یَبْدَأُ فَیَغْسِلُ یَدَیْهِ قَبْلَ اَنْ یُّدْخِلَهُمَا الْاِنَآءَ ثُمَّ یُفْرِغُ بِیَمِیْنِهٖ عَلٰی شِمَالِهٖ فَیَغْسِلُ فَرْجَهٗ ثُمَّ یَتَوَضَّأُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے۔ پھر نماز کا سا وضو کرتے۔ پھر پانی میں اپنی انگلیاں داخل کرتے پھر ان سے بالوں کی جڑوں کو تر کرتے پھر اپنے سر مبارک پر پانی بہاتے پھر تمام جسم پر پانی بہاتے۔ (مسلم شریف)

غسل مسنون

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَتْ مَیْمُوْنَةُ وَضَعْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غُسْلًا فَسَتَرْتُهٗ بِثَوْبٍ وَّصَبَّ عَلٰی یَدَیْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِیَمِیْنِهٖ عَلٰی شِمَالِهٖ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ فَضَرَبَ بِیَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَیْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلٰی رَاْسِهٖ وَاَفَاضَ عَلٰی جَسَدِهٖ ثُمَّ

تَنَحّٰی فَغَسَلَ قَدَمَیْهِ فَنَاوَلْتُهٗ ثَوْبًا فَلَمْ یَاْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ یَنْفُضُ یَدَیْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہانے کے لئے میں نے پانی رکھا اور کپڑے سے پردہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان کو دھویا، پھر پانی ڈال کر ہاتھوں کو دھویا پھر داہنے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈالا پھر استنجاء فرمایا، پھر ہاتھ زمین پر مار کر ملا اور دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور منہ اور ہاتھ دھوئے پھر سر پر پانی ڈالا اور تمام بدن پر بہایا، پھر اس جگہ سے الگ پاؤں مبارک دھوئے۔ اس کے بعد میں نے بدن پونچھنے کے لئے ایک کپڑا دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ لیا اور ہاتھوں کو جھاڑتے ہوئے تشریف لے گئے۔ (بخاری شریف)

عورت کا غسل جنابت

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ امْرَاَةٌ اَشُدُّ ضَفْرَ رَاْسِیْ اَفَاَنْقُضُهٗ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا اِنَّمَا یَكْفِیْكِ اَنْ تَحْثِیَ عَلٰی رَاْسِكِ ثَلٰثَ حَثَیَاتٍ ثُمَّ تُفِیْضِیْنَ عَلَیْكِ الْمَآءَ فَتَطْهُرِیْنَ

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے یہ عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اپنے سر کی چوٹی مضبوط گوندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لئے اسے کھول ڈالوں؟ فرمایا نہیں، تجھ کو صرف یہی کفایت کرتا ہے کہ سر پر تین لپ پانی ڈالے، پھر اپنے اوپر پانی بہالے، پاک ہوجائے گی یعنی جبکہ بالوں کی جڑیں تر ہوجائیں اور اگر اتنی سخت گندھی ہو کہ جڑوں تک پانی نہ پہنچے تو کھولنا فرض ہے (مسلم شریف)

حیض کے بعد غسل

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِیْضِ فَاَمَرَهَا كَیْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ قَالَ خُذِیْ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ فَتَطَهَّرِیْ بِهَا قَالَتْ كَیْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَ تَطَهَّرِیْ بِهَا قَالَتْ كَیْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِیْ بِهَا فَاجْتَذَبْتُهَا اِلَیَّ فَقُلْتُ لَهَا تَتَبَّعِیْ بِهَا اَثَرَ الدَّمِ

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انصار کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیض کے بعد غسل کے متعلق سوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو کیفیت غسل کی تعلیم فرمائی۔ پھر فرمایا کہ مشک آلودہ ایک کپڑے کا ٹکڑا لے کر اس سے طہارت کر۔ عرض کی کیسے اس سے طہارت کروں؟ فرمایا اس سے طہارت کر، عرض کی کیسے طہارت کروں؟ فرمایا سبحان اللہ اس سے طہارت کر۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے اسے اپنی طرف کھینچ کر کہا اس سے خون کے اثر کو صاف کر لے اس کے بعد غسل کر لے۔ (مسلم شریف)

بالوں کو اچھی طرح دھونا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَاَنْقُوا الْبَشَرَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہے تو بال دھوؤ اور جلد کو صاف کرو۔ (ترمذی شریف)

غسل کے لئے پانی کی مناسب مقدار

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَیَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلٰى خَمْسَةِ اَمْدَادٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد و رطل سے وضو کرتے تھے اور ایک صاع سے پانچ مد تک غسل فرماتے تھے۔ (بخاری شریف)

عورتیں مردوں کی مثل ہیں

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ یَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا یَذْكُرُ احْتِلَامًا قَالَ یَغْتَسِلُ وَعَنِ الرَّجُلِ یَرٰى اَنَّهٗ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا یَجِدُ بَلَلًا قَالَ لَا غُسْلَ عَلَیْهِ قَالَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ هَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ تَرٰى ذٰلِكَ غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ اِنَّ النِّسَآءَ

شَقَائِقُ الرِّجَال

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو تری تو پائے اور خواب یاد نہ ہو فرمایا غسل کرے اور اس کے بارے میں پوچھا گیا جو خیال کرے کہ اسے بدخوابی ہوئی ہے اور تری نہ پائے فرمایا اس پر غسل نہیں حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیا عورت پر بھی غسل ہے جو یہ دیکھے فرمایا ہاں عورتیں مردوں کی مثل ہیں۔ (جامع ترمذی)

غسل کے بعد وضو نہیں

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے (جامع ترمذی)

غسل کے وقت پردہ کرنا

عَنْ يَّعْلٰى قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَّغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ يُّحِبُّ الْحَيَاءَ وَالتَّسَتُّرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَآئِيُّ وَ فِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ سِتِّيْرٌ فَاِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّغْتَسِلَ فَلْيَتَوَارَ بِشَيْءٍ

حضرت یعلیٰ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو میدان میں نہاتے دیکھا تو آپ منبر پر چڑھے پھر اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حیا دار ہے، پردہ پوش ہے، حیا اور پردے کو پسند کرتا ہے تو جب تم میں سے کوئی نہائے تو پردہ کر لیا کرے (سنن ابوداود۔سنن نسائی) اور نسائی کی روایت میں ہے کہ اللہ پردہ پوش ہے جب تم میں سے کوئی نہانا چاہے تو کسی چیز سے آڑ کر لیا کرے

خشک جگہ کا مسح کرنا

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ اَغْتَسَلْتُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ فَرَءَيْتُ قَدْرَ مَوْضِعِ الظُّفُرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتَ مَسَحْتَ عَلَيْهِ بِيَدِكَ اَجْزَاكَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا میں نے جنابت سے غسل کیا اور فجر پڑھ لی۔ پھر دیکھا کہ ناخن برابر جگہ کو پانی نہ پہنچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس جگہ ہاتھ پھیر لیتے تو کافی ہوتا (سنن ابن ماجہ)

غسل جنابت کا حکم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتِ الصَّلٰوةُ خَمْسِيْنَ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّ غُسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثَّوْبِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْئَالُ حَتّٰى جُعِلَتِ الصَّلٰوةُ خَمْسًا وَّغُسْلُ الْجَنَابَةِ مَرَّةً وَّغَسْلُ الثَّوْبِ مِنَ الْبَوْلِ مَرَّةً

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نمازیں پچاس تھیں اور جنابت کا غسل سات بار اور کپڑے سے پیشاب دھونا سات بار پس حضور انور عرض کرتے رہے یہاں تک کہ نمازیں پانچ ہو گئیں اور جنابت کا غسل ایک بار اور کپڑا پیشاب سے دھونا ایک بار (سنن ابوداؤد)

حالت جنابت میں سونا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ انہیں رات میں جنابت پہنچتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کر و عضو خاص دھولو پھر سو جاؤ۔ (بخاری شریف)

عورت کے ساتھ سونا

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ اَھْلَہٗ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یَّعُوْدَ فَلْیَتَوَضَّأْ بَیْنَھُمَا وَضُوْءًا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے اور پھر دوبارہ جانا چاہے تو اسے جانے سے پہلے وضو کر لینا چاہئے (مسلم شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مسنون طریقہ

عَنْ شُعْبَةَ قَالَ اِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ یُفْرِغُ بِیَدِہِ الْیُمْنٰی عَلٰی یَدِہِ الْیُسْرٰی سَبْعَ مِرَارٍ ثُمَّ یَغْسِلُ فَرْجَہٗ فَنَسِیَ مَرَّةً کَمْ اَفْرَغَ فَسَأَلَنِیْ فَقُلْتُ لَا اَدْرِیْ فَقَالَ لَا اُمَّ لَکَ وَمَا یَمْنَعُکَ اَنْ تَدْرِیَ ثُمَّ یَتَوَضَّاُ وُضُوْءَہٗ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ یُفِیْضُ عَلٰی جِلْدِہِ الْمَآءَ ثُمَّ یَقُوْلُ ھٰکَذَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَطَھَّرُ

حضرت شعبہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب ناپاکی سے غسل کر لیتے تو داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر سات بار پانی ڈالتے پھر استنجا کرتے ایک دفعہ بھول گئے کہ کتنی بار پانی ڈالا ہے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم فرمایا تمہاری ماں نہ رہے تمہیں کس چیز نے جاننے سے روکا پھر نماز کا سا وضو کرتے پھر اپنے جسم پر پانی بہاتے پھر فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں ہی طہارت فرماتے تھے (سنن ابوداؤد)

غسل کے پانی کا حکم

عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طَھُوْرِ الْمَرْأَةِ

حضرت حکم بن عمرو سے روایت ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ مرد عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے (سنن ابوداؤد)

ان احادیث سے غسل کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے اس لئے جب غسل کی ضرورت ہو جائے تو اولین فرصت میں غسل کر لینا چاہیے۔

۲-اقسام غسل

غسل کی چار قسمیں ہیں۔ ۱-فرض، ۲-واجب، ۳-سنت، ۴-مستحب۔

۱-فرض غسل: فرض غسل تین ہیں۔(۱) غسل جنابت (۲) غسل بعد انقطاع حیض (۳) غسل بعد انقطاع نفاس۔

۲-واجب غسل: واجب غسل صرف دو ہیں۔(۱) زندوں پر مردہ کو غسل دینا واجب ہے۔(۲) اگر کل بدن نجاست آلود ہو جائے یا بدن کے کسی حصہ پر نجاست لگ جائے لیکن مقام نجاست معلوم نہ ہو تو سارے بدن کا غسل واجب ہے۔

۳-سنت غسل: سنت غسل حنفیہ کے نزدیک پانچ ہیں۔(۱) جمعہ کی نماز کے لئے (۲) عیدین کے لئے (۳) احرام حج یا عمرہ کے لئے (۴) عرفات میں ٹھہرنے کے لئے۔(۵) اسلام میں داخل ہونے کے وقت۔

۴-مستحب غسل: مستحب غسل بیس (۲۰) ہیں۔(۱) دیوانگی، غشی اور نشہ کی سرمستی دور ہونے کے بعد (۲) پچھنے لگوانے کے بعد (۳) شعبان کی پندرہ تاریخ کو (۴) نویں ذی الحجہ کی رات کو (۵) مقام مزدلفہ میں ٹھہرنے کے وقت (۶) ذی الحجہ میں قربانی کرنے کے وقت (۷) پتھر پھینکنے کے لئے منیٰ میں داخل ہونے کے وقت (۸) طواف زیارت کے لئے مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے وقت (۹) شب قدر میں (۱۰) سورج اور چاند کے گرہن ہونے کے وقت (۱۱) طلب بارش کی نماز کے لئے (۱۲) کسی خوف کے وقت (۱۳، ۱۴) اگر سخت آندھی آجائے یا کوئی اور ارضی وسماوی آفت ہو تو اس کو دفع کرنے کے لئے (۱۵) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے وقت (۱۶) نئے کپڑے یا سفید لباس پہننے کے وقت (۱۷) مردہ نہلانے کے بعد (۱۸) مقتول کو غسل دینا خواہ قتل کیسا ہی ہو، حرام یا حلال (۱۹) سفر سے مراجعت کے وقت (۲۰) مستحاضہ عورت پر ہر نماز کے لئے۔

۳- غسل کا مسنون طریقہ

غسل کرنے کا سنت طریقہ یوں ہے کہ دل سے نیت کرنے کے ساتھ زبان سے بھی کہے تو افضل ہے۔ پھر پانی لیتے وقت بسم اللہ پڑھے۔ پھر دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے، پھر استنجے کی جگہ دھوئے خواہ نجاست ہو یا نہ ہو۔ پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کو دور کرے پھر نماز کا سا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے۔ ہاں اگر چوکی یا پتھر وغیرہ پر نہائے تو پاؤں بھی دھوئے۔ پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چپڑے خصوصاً جاڑے میں، پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر، پھر تین بار بائیں کندھے پر، پھر سر پر اور تمام بدن پر تین بار پانی بہائے پھر غسل کی جگہ سے علیحدہ ہو جائے اور اگر وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھولے اور نہانے میں قبلہ رخ نہ ہو اور ایسی جگہ نہائے کہ کوئی نہ دیکھے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ناف سے گھٹنے تک کا ستر تو ضروری ہے اور کسی قسم کا کلام نہ کرے، نہ دعا پڑھے، عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔

اکثر ہمارے مسلمان بھائی علم دین سے بے خبری کے باعث سنت طریقے سے غسل کرنا نہیں جانتے بلکہ غیر اسلامی طریقے سے یوں کرتے ہیں کہ غسل خانے میں داخل ہوتے ہی سر پر پانی ڈالا اور پھر صابن لگا کر نہانا شروع کر دیا۔ پھر دو تین مرتبہ پانی بہایا اور غسل کو مکمل کرتے ہوئے غسل خانے سے باہر تشریف لے آئے اگرچہ اس طرح جسم سے میل کچیل تو اتر جاتی ہے لیکن انسان کا جسم پاکیزہ نہیں ہوتا کیونکہ جب تک اسلامی طریقے سے غسل نہیں کیا جائے گا۔ جسم طہارت اور پاکیزگی کے زمرے میں نہیں آئے گا جب اسلامی طریقے سے جسم پاکیزہ نہیں ہوگا تو غیر اسلامی طریقے سے کیے ہوئے غسل کے بعد نماز پڑھنے سے نماز نہ ہوگی۔

۴- فرائض غسل

غسل کے لئے تین باتیں فرض ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی رہ جائے تو غسل نہ ہوگا اور نہ ہی نہانے والا سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق پاکیزہ ہوگا۔

۱- کلی کرنا: کلی اس طرح کی جائے کہ منہ کے اندر ہر گوشے، ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہ جائے۔ آج کل بہت سے بے علم یہ سمجھتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر اُگل دینے کو کلی کہتے ہیں

اگرچہ زبان کی جڑ اور حلق کے کنارے تک پانی نہ پہنچے، یوں غسل نہیں ہوتا۔ نہ اس غسل سے نماز ہوگی۔ بلکہ فرض ہے کہ ڈاڑھوں کے نیچے گالوں کی تہ میں، دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں اور زبان کی ہر کروٹ میں حلق کے کنارے تک ہر حصے پر پانی بہے۔ دانتوں کی جڑوں یا کھڑکیوں میں کوئی ایسی چیز جمی ہو جو پانی بہنے سے روکے تو اس کا چھڑانا ضروری ہے جبکہ چھڑانے میں ضرر اور حرج نہ ہو۔ جیسے چھالیہ کے دانے، گوشت کے ریزے اور اگر چھڑانے میں ضرر اور حرج ہو جیسے بہت زیادہ پان کھانے سے دانتوں کی جڑوں میں چونا جم جاتا ہے کہ چھڑانے کے قابل نہیں ہوتا۔ یا عورتوں کے دانتوں میں مسّی کی ریخیں جم جاتی ہیں اور ان کے چھیلنے میں ضرر اندیشہ ہے تو اس کی معافی ہے۔

۲- ناک میں پانی ڈالنا: دونوں نتھنوں کا جہاں تک نرم حصہ ہے یعنی سخت ہڈی کے شروع تک اس کا دھونا کہ پانی کو سونگھ کر اوپر چڑھائے۔ بال برابر جگہ بھی دھلنے سے نہ رہ جائے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ ناک کے اندر کثافت (رینٹھ) جم گئی ہے تو اسے صاف کرنا چاہئے۔ نیز ناک کے بالوں کا بھی دھونا فرض ہے۔ بلاق کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔ پھر اگر تنگ ہے تو حرکت دینا ضروری ہے، ورنہ نہیں۔

۳- تمام ظاہری بدن: یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلوؤں تک جسم کے ہر حصے پر پانی بہانا ضروری ہے جب تک ایک ایک ذرے پر پانی بہتا ہوا نہ گزرے گا۔ غسل ہرگز نہ ہوگا یعنی تمام جسم پر پانی ڈالنا ضروری ہے۔

بدن کے بہت سے ایسے حصے ہیں کہ اگر احتیاط کے ساتھ غسل میں ان کا دھیان نہ رکھا جائے تو وہاں پانی نہیں پہنچتا اور وہ سوکھا ہی رہ جاتا ہے یاد رکھو کہ اس طرح نہانے سے غسل نہیں ہوگا اور آدمی نماز پڑھنے کے قابل نہیں ہوگا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ غسل کرتے وقت خاص طور پر ان چند جگہوں پر پانی پہنچانے کا دھیان رکھیں۔ سر اور داڑھی، مونچھ بھنوؤں کے ایک ایک بال اور بدن کے ہر ہر رونگٹے کی جڑ سے نوک تک دھل جانے کا خیال رکھیں۔ اسی طرح کان کا جو حصہ نظر آتا ہے اس کی گھراریوں اور سوارخ، اسی طرح ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ، پیٹ کی بلٹیں، بغلیں، ناف کے غار، ران اور پیڑو کا جوڑ، جنگا سا، دونوں سرینوں کے ملنے کی جگہ، خصیوں کے نیچے کی جگہ، عورتوں کے ڈھلکے ہوئے پستان کے نیچے کا حصہ، ان سب کو خیال سے پانی بہا بہا کر دھوئیں تاکہ ہر ہر جگہ پانی پہنچ کر بہ جائے۔ (درمختار)

۵-غسل کی سنتیں

غسل کی سنتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱-غسل کی نیت کر کے پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئیں۔

۲-پھر استنجے کی جگہ دھوئیں خواہ ناپاکی ہو یا نہ ہو۔

۳-پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اسے دور کریں۔

۴-پھر نماز کا سا وضو کریں مگر پاؤں نہ دھوئیں۔ ہاں اگر چوکی یا تختے یا پتھر یا پکے فرش پر نہائیں تو پاؤں بھی دھولیں۔

۵-پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چپڑ لیں خصوصاً جاڑے میں۔

۶-پھر تین مرتبہ داہنے مونڈھے پر پانی بہائیں۔

۷-پھر تین مرتبہ بائیں مونڈھے پر۔

۸-پھر تین بار سر پر اور تمام بدن پر پانی بہائیں اور یہاں سے ہٹ جائیں اور وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھولیں۔

۹-نہاتے وقت قبلہ کو منہ نہ کریں۔

۱۰-تمام بدن پر ہاتھ پھیریں اور ملیں۔

۱۱-ایسی جگہ نہائیں کہ کوئی نہ دیکھے۔ عورتوں کو اس میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

۱۲-کسی قسم کی بات چیت نہ کریں نہ کوئی دعا پڑھیں۔

۱۳-بیٹھ کر نہائیں اور نہانے کے بعد فوراً کپڑے پہن لیں۔

۱۴-وضو کی سنتوں اور مستحبات کا غسل میں بھی خیال رکھیں۔

۶-شرعی مسائل

مسئلہ ۱: پانچ چیزیں ہیں کہ ان میں سے ایک بھی پائی جائے تو غسل فرض ہو جاتا ہے۔

(۱) منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ الگ ہو کر شرمگاہ سے نکلنا، لہٰذا اگر منی شہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے جدا نہ ہوئی بلکہ بوجھ اٹھانے یا بلندی سے گرنے کے سبب نکلی، یا پیشاب کے وقت ویسے ہی کچھ

قطرے بلاشہوت نکل آئے تو ان دونوں صورتوں سے غسل فرض نہیں البتہ وضوٹوٹ جائے گا۔

(۲) احتلام یعنی سوتے سے اٹھے اور بدن یا کپڑے پر تری پائے تو غسل واجب ہے اگرچہ خواب یاد نہ ہو۔ ہاں اگر یقین ہے کہ یہ منی یا مذی نہیں بلکہ پیشاب یا پسینہ ہے یا کچھ اور ہے تو اگرچہ احتلام یاد ہو اور خیال میں انزال (منی نکلنے) کی لذت ہو تو غسل واجب نہیں۔ اگر منی نہ ہونے کا یقین ہے اور مذی کا شک ہے تو اگر خواب میں احتلام ہونا یاد نہیں تو غسل نہیں اور یاد ہے تو غسل فرض ہے۔ (ردالمحتار)

مرد اور عورت ایک چارپائی پر سوئے اور جاگے تو بستر پر منی پائی گئی اور ان میں سے ہر ایک احتلام کا انکار کرتا ہے تو دونوں غسل کریں۔

(۳) جماع، یعنی مرد کی شرمگاہ کا سر عورت کی شرمگاہ میں داخل ہونا، شہوت وخواہش ہو یا نہ ہو، انزال ہو یا نہ ہو، دونوں پر غسل فرض ہے اور اگر ایک بالغ ہو اور دوسرا نابالغ تو بالغ پر غسل فرض ہے اور نابالغ پر اگرچہ غسل فرض نہیں مگر غسل کا حکم دیا جائے گا۔ (بہار شریعت)

(۴) حیض سے فارغ ہونے کے بعد غسل کرنا ضروری ہے۔

(۵) نفاس کے ختم ہونے پر بھی غسل کرنا فرض ہے۔

مسئلہ ۲: جس پر چند غسل ہوں۔ سب کی نیت سے ایک غسل کرلیا جائے۔ سب ادا ہو گئے اور چونکہ غسل کی نیت کی ہے تو سب کا ثواب ملے گا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ ۳: عورت پر غسل فرض تھا اور ابھی غسل نہیں کیا تھا کہ حیض شروع ہو گیا تو چاہے اب نہالے یا حیض ختم ہونے کے بعد نہالے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ ۴: جس پر غسل فرض تھا اسے چاہئے کہ نہانے میں دیر نہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں جُنب (جس پر غسل فرض ہوتا ہے) ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا آخر وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے۔ اب دیر لگائے گا تو گنہگار ہوگا۔

مسئلہ ۵: جب اگر کھانا کھانا چاہتا ہے تو وضو کر لے یا ہاتھ منہ دھو کر کلی کر لے اور اگر ویسے ہی کھا پی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاجی لاتا ہے اور بے نہائے یا بے وضو کیے جماع کر لیا تو بھی کچھ گناہ نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: رمضان میں اگر غسل کی حاجت ہوگئی تو بہتر یہی ہے کہ صبح صادق سے پہلے نہالے تاکہ روزے کا ہر حصہ ناپاکی سے خالی ہو اور غسل نہ کیا تو بھی روزے میں کچھ نقصان نہیں مگر مناسب یہ ہے کہ

غرغرہ اور ناک میں پانی چڑھانا یہ دونوں کام فجر کا وقت شروع ہونے سے پہلے کرلے کہ پھر روزے میں نہ ہوسکیں گے اور اگر نہانے میں اتنی دیر لگادی کہ دن نکل آیا اور نماز قضا کردی تو یہ اور دنوں میں بھی گناہ ہے اور رمضان میں اور زیادہ گناہ ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ ۷: جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا، قرآن مجید چھونا یا بے چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا ایسا تعویذ چھونا جس پر آیت لکھی ہوئی ہے، حرام ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ ۸: قرآن جزدان میں ہو تو جزدان پر ہاتھ لگانے میں حرج نہیں۔ یوں ہی رومال وغیرہ ایسے کپڑے سے پکڑنا جو نہ اپنے جسم پر ہے نہ قرآن پر چڑھا ہوا تو جائز ہے۔ ہاں کرتے کی آستین دوپٹے کے آنچل یا جو چادر چڑھی ہوئی ہے اس کے کونے سے چھونا حرام ہے۔ (درمختار)

مسئلہ ۹: درود شریف اور دعاؤں کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کرکے پڑھیں اور نہا کر پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ ۱۰: اذان کا جواب دینا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۱: قرآن کی کوئی آیت اگر دعا کی نیت سے پڑھی جیسے شکر کے موقع پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یا بری خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا تو کچھ حرج نہیں۔ (ردالمختار)

مسئلہ ۱۲: جس کا وضو نہ ہو، اسے بھی قرآن کریم یا اس کی کسی آیت کو چھونا حرام ہے ہاں بے چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔ (درمختار)

۷۔ غسل کے پانی کے مسائل

غسل میں استعمال کرنے والے پانی کے متعلق مندرجہ ذیل مسائل ہیں۔

مسئلہ ۱: مینہ، ندی نالے، چشمے، سمندر، دریا، کنویں اور برف، اولے کے پانی سے وضو غسل جائز ہے۔

مسئلہ ۲: جس پانی میں کوئی چیز مل گئی ہو کہ بول چال میں اسے پانی نہ کہیں بلکہ اس کا کوئی اور نام ہوگیا جیسے شربت یا پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال کر پکائیں جس سے مقصود میل کاٹنا نہ ہو جیسے شوربا، چائے، گلاب اور عرق، تو اس سے وضو اور غسل جائز نہیں۔ (نورالایضاح)

مسئلہ ۳: اگر ایسی چیز ملائیں یا ملا کر پکائیں جس سے مقصود میل کاٹنا ہو جیسے صابن یا بیری کے پتے، تو وضو جائز ہے۔ ہاں اگر وہ پانی گاڑھا ہوجائے تو وضو و غسل جائز نہیں۔ (درمختار وغیرہ) اور اگر کوئی پاک

چیز ملی جس سے پانی کا رنگ یا مزہ یا بو بدل گئی مگر اس کا پتلا پن نہ گیا جیسے ریتا، چونا یا تھوڑی سی زعفران کا رنگ اتنا آجائے کہ کپڑا رنگنے کے قابل ہوجائے تو وضو و غسل جائز نہیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ۴: بہتا پانی کہ اس میں تنکا ڈال دیں تو بہا لے جائے پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ نجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا۔ ہاں اگر نجس چیز سے پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا تو ناپاک ہوگیا اب یہ پانی اس وقت پاک ہوگا کہ نجاست نیچے بیٹھ جائے اور اس کا رنگ، بو، مزہ ٹھیک ہوجائیں۔ (ردالمختار)

مسئلہ۵: مینہ برستے میں چھت کے پرنالے سے جو مینہ کا پانی گرے، وہ پاک ہے اگر چھت پر جا بجا نجاست پڑی ہو، جب تک کہ نجاست سے پانی کا کوئی وصف رنگ، مزہ، بو نہ بدلے اور اگر مینہ رک گیا اور پانی کا بہنا موقوف ہوگیا تو اب چھت پر ٹھہرا ہوا پانی اگر چھت سے ٹپکے، ناپاک ہے

(فتاوی عالمگیری)

مسئلہ۶: وہ بڑے حوض جو عموماً مسجدوں میں بنائے جاتے ہیں یا جنگل کے وہ گڑھے اور تالاب جو دہ دردہ ہوں (یعنی جس کی لمبائی چوڑائی سو ہاتھ ہو) ان کا پانی بہتے پانی کے حکم میں ہے۔ نجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا جب تک کہ نجاست رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ۷: کسی درخت یا پھل کے نچوڑے ہوئے پانی سے وضو و غسل جائز نہیں۔ جیسے کیلے کا پانی یا انگور و انار اور تربوز کا پانی اور گنے کا رس۔ (فتاوی عالمگیری)

مسئلہ۸: جو پانی گرم ملک میں، گرم موسم میں، سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کے برتن میں دھوپ میں گرم ہوگیا تو جب تک گرم ہے اسے کسی طرح استعمال نہ کرنا چاہئے۔ یہاں تک کہ اگر اس سے کپڑا بھیگ گیا تو جب تک ٹھنڈا نہ ہوجائے اس کے پہننے سے بچیں کہ اس پانی کے استعمال میں برص (سفید داغ) کا اندیشہ ہے۔ مگر پھر بھی اگر وضو یا غسل کرلیا تو ہوجائے گا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ۹: جو پانی وضو یا غسل کرنے میں بدن سے گرا وہ پاک ہے مگر اس سے وضو و غسل جائز نہیں۔ وضو یا غسل کرتے وقت پانی کے قطرے لوٹے یا گھڑے میں ٹپکے تو اگر اچھا پانی زیادہ ہے تو یہ وضو اور غسل کے کام کا ہے ورنہ سب بیکار ہوگیا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ۱۰: نابالغ کا بھرا ہوا پانی کہ شرعاً اس کی ملک ہوجائے اسے پینا یا اس سے وضو و غسل کرنا یا کسی اور کام میں لانا، اس کے ماں باپ یا جس کا وہ نوکر ہے اس کے سوا کسی اور کو جائز نہیں۔ اگرچہ وہ اجازت بھی دے دے اور اگر وضو و غسل کرلیا تو ہوجائے گا۔ مگر گنہگار رہوگا۔ یہاں سے استادوں اور استانیوں کو

سبق لینا چاہئے وہ اکثر نابالغوں سے نل یا کنویں سے پانی بھروا کر اپنے کام میں لایا کرتے ہیں۔ اسی طرح بالغ کا بھرا ہوا پانی بغیر اجازت استعمال کرنا بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۱۱: بچہ نے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تو اگر معلوم ہے کہ اس کے ہاتھ پر نجاست تھی جب تو ظاہر ہے کہ پانی نجس ہو گیا ورنہ نجس نہ ہوا مگر دوسرے پانی سے وضو کرنا بہتر ہے۔ (بہار شریعت)

باب ۹

تیمّم

تیمّم شرعی طور پر اس قصد کو کہتے ہیں جو پاک کرنے والی مٹی وغیرہ کے لئے طہارت حاصل کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

۱- حکم خداوندی

تیمّم کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ یہ ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (المائدہ:۶)

ترجمہ: اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی رفع حاجت سے فارغ ہو کر آیا یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو، اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کر لو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں تکلیف دینا نہیں چاہتا بلکہ تم کو پاک کرنا چاہتا ہے تم پر اپنی نعمت پوری کرے تا کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

۲- احادیث

تیمّم کے بارے میں احادیثِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مندرجہ ذیل ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تیمّم کرنے کا طریقہ

عَنْ عَمَّارٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِنِّىْ اَجْنَبْتُ فَلَمْ اُصِبْ

الْمَآءَ فَقَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ اَمَا تَذْكُرُ اَنَّا كُنَّا فِيْ سَفَرٍ اَنَا وَاَنْتَ فَاَمَّا اَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَاَمَّا اَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ يُكْفِيْكَ هٰكَذَا فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْاَرْضَ وَنَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَ كَفَّيْهِ

حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور بولا کہ میں جنبی ہو جاتا ہوں اور پانی نہیں پاتا۔ تب حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! کیا آپ کو یاد نہیں کہ ہم اور آپ سفر میں تھے۔ آپ نے تو نماز نہ پڑھی اور میں جب لوٹا پھر نماز پڑھ لی۔ پھر میں نے یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تو فرمایا کہ تم کو یہ کافی تھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں مبارک ہاتھ زمین پر مارے اور ان میں پھونکا، پھر انہیں منہ اور ہاتھ پر پھیر لیا۔ (بخاری شریف)

پاک مٹی سے تیمّم

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلٰثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلٰئِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَّجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَآءَ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کو دوسرے لوگوں پر تین چیزوں سے بزرگی دی گئی۔ ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح کی گئیں۔ ہمارے لئے ساری زمین مسجد بنادی گئی اور جب پانی نہ پائیں تو اس کی مٹی پاک کرنے والی کردی گئی۔ (مسلم شریف)

حالتِ جنابت میں تیمّم

عَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُّعْتَزِلٍ لَّمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَّلَا مَآءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَكْفِيْكَ

حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص کو دیکھا جو الگ تھا، قوم کے ساتھ نماز نہ پڑھی۔ فرمایا اے فلاں! تجھے قوم کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس نے روکا۔ عرض کیا، مجھے جنابت پہنچی اور پانی ہے نہیں۔ تو فرمایا تیرے لئے مٹی ہے۔ وہ تجھے کافی ہے۔ (بخاری شریف)

پانی نہ ملنے تک جواز تیمّم

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّعِيْدَا الطَّيِّبَ وُضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَاِنْ لَّمْ يَجِدِ الْمَآءَ عَشَرَ سِنِيْنَ فَاِذَا وَجَدَ الْمَآءَ فَلْيَمَسَّهٗ بَشَرَهٗ فَاِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کا آبِ وضو ہے اگرچہ دس سال تک پانی نہ پائے پھر جب پانی پائے تو اس سے اپنا بدن دھوئے کہ یہ یقیناً بہتر ہے (جامع ترمذی)

معذوری پر تیمّم کا جواز

عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا فِیْ سَفَرٍ فَاَصَابَ رَجُلًا مِّنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهٗ فِیْ رَاْسِهٖ فَاحْتَلَمَ فَسَاَلَ اَصْحٰبَهٗ هَلْ تَجِدُوْنَ لِیْ رُخْصَةً فِی التَّيَمُّمِ قَالُوْا مَانَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَّاَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَآءِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُخْبِرَ بِذٰلِكَ قَالَ قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَلَا سَاَلُوْا اِذْ لَمْ يَعْلَمُوْا فَاِنَّمَا شِفَآءُ الْعِیِّ السُّؤَالُ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْهِ اَنْ يَّتَيَمَّمَ وَيُعَصِّبَ عَلٰى جُرْحِهٖ خِرْقَةً ثُمَّ يَمْسَحُ عَلَيْهَا وَيَغْسِلُ سَآئِرَ جَسَدِهٖ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ایک سفر میں گئے تو ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگ گیا جس نے اس کے سر میں زخم کر دیا۔ پھر اسے احتلام ہوگیا تو اپنے ساتھیوں سے پوچھا کیا تم میرے لئے تیمّم کی اجازت پاتے ہو وہ بولے تیرے لئے تیمّم کی اجازت نہیں پاتے، تو پانی پر قادر

ہے اس نے غسل کر لیا پس مر گیا۔ جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو اس کی خبر دی گئی فرمایا انہیں خدا غارت کرے اسے انہوں نے مار دیا جب جانتے نہ تھے پوچھ کیوں نہ لیا بے علمی کا علاج پوچھ لینا ہے اسے یہ کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر کپڑا لپیٹ لیتا پھر اس پر ہاتھ پھیر لیتا اور باقی جسم دھوڈالتا۔ (سنن ابوداؤد)

نماز لوٹانے کی صورت

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ رَجُلَانِ فِیْ سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ وَلَیْسَ مَعَهُمَا مَآءٌ فَتَیَمَّمَا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَصَلَّیَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَآءَ فِی الْوَقْتِ فَاَعَادَ اَحَدُهُمَا الصَّلٰوۃَ بِوُضُوْءٍ وَّلَمْ یُعِدِ الْاٰخَرُ ثُمَّ اَتَیَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَا ذٰلِكَ فَقَالَ لِلَّذِیْ لَمْ یُعِدْ اَصَبْتَ السُّنَّةَ وَاَجْزَاءَتْكَ صَلٰوتُكَ وَقَالَ لِلَّذِیْ تَوَضَّأَ وَاَعَادَ لَكَ الْاَجْرُ مَرَّتَیْنِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو شخص سفر میں گئے وقت نماز آ گیا ان کے ساتھ پانی نہ تھا تو انہوں نے پاک مٹی سے تیمم کر لیا پھر نماز پڑھ لی پھر وقت ہی میں پانی پالیا تو ان میں سے ایک نے وضو سے نماز لوٹائی پھر دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ ماجرا عرض کیا تو جس نے نماز نہ لوٹائی تھی اس سے فرمایا کہ تو نے سنت پالی اور تیری نماز کافی ہو گئی اور جس نے وضو کر کے لوٹائی تھی اس سے فرمایا کہ تجھے دوہرا ثواب ہے۔ (سنن ابوداؤد)

مٹی سے مسح کرنا

عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ اَنَّهٗ کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّهُمْ تَمَسَّحُوْا وَهُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّعِیْدِ لِصَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَضَرَبُوْا بِاَکُفِّهِمُ الصَّعِیْدَ ثُمَّ مَسَحُوْا بِوُجُوْهِهِمْ مَسْحَةً وَّاحِدَةً ثُمَّ عَادُوْا فَضَرَبُوْا بِاَکُفِّهِمُ الصَّعِیْدَ مَرَّةً اُخْرٰی فَمَسَحُوْا بِاَیْدِیْهِمْ کُلِّهَا اِلَی الْمَنَاکِبِ وَالْاٰبَاطِ مِنْ بُطُوْنِ اَیْدِیْهِمْ

حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ صحابہ نے پاک مٹی سے نماز فجر کیلئے تیمم کیا جبکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو انہوں نے مٹی پر اپنے ہاتھ پھیرے پھر ایک بار

اپنے منہ پر ہاتھ پھیر لیا پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مارے تو اپنی ہتھیلیوں سے پورے ہاتھوں کا کندھوں اور بغلوں تک مسح کیا۔ (سنن ابوداؤد)

۳- ارکان تیمّم

تیمّم کے ارکان یہ ہیں۔ (۱) ایک ضرب لگا کر منہ پر مسح کرے۔ (۲) دوسری ضرب لگا کر ہاتھوں پر کہنیوں سمیت مسح کرے۔ کوئی جگہ مسح سے خالی نہ چھوڑے۔

۴- تیمّم کی سنتیں

تیمّم کی آٹھ سنتیں ہیں۔ (۱) کفِ دست کو پاک مٹی پر مارنا۔ (۲) ہتھیلیوں کو مٹی پر مار کر اپنی طرف کھینچنا۔ (۳) اس کے بعد ہتھیلیوں کو ذرا پیچھے ہٹانا۔ (۴) ہاتھوں کو جھاڑنا۔ (۵) بسم اللہ پڑھنا۔ (۶) مٹی پر ہاتھ رکھنے کے وقت انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔ (۷) ترتیب یعنی اول منہ پر مسح کرنا اور پھر ہاتھوں پر۔ (۸) پے در پے مسح کرنا، توقف نہ کرنا۔

۵- شرائط تیمّم

تیمّم کرنے والا مسلمان ہو، نیت بھی کرے۔ تین یا زائد انگلیوں سے مسح کرے۔ مسح پاک مٹی یا اس چیز پر ہو جو مٹی کی جنس سے ہے۔ مٹی وغیرہ صرف پاک ہی نہ ہو بلکہ پاک کرنے والی بھی ہو۔ پانی موجود نہ ہو، یا بیماری ہو یا اس بات کا خوف ہو کہ اگر پانی استعمال کیا جائے گا تو ہلاکت واقع ہو جائے گی یا کم از کم بیماری میں ترقی ہو جائے گی۔

۶- تیمّم کرنے کا طریقہ

پہلے دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مار کر پورے چہرے کا مسح کرے۔ کوئی حصہ باقی نہ رہے اور دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر بائیں ہاتھ کی انگلیاں اور ہتھیلی کا کچھ حصہ دائیں ہاتھ کی چھنگلی کے پور کے نیچے رکھ کر سیدھے ہاتھ کے بیرونی حصہ پر کھینچتا ہوا کہنیوں تک لے جائے پھر بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی اور انگوٹھا اور ہتھیلی کا بقیہ حصہ سیدھے ہاتھ کی کہنی کے اندرونی حصہ سے کھینچتا ہوا انگلیوں کے سروں تک

پہنچائے اور بائیں ہاتھ کا بھی اسی طرح مسح کرے۔

۷۔ تیمّم کرنے کی نیت

اگر جنابت والا آدمی جنابت دور کرنے اور نماز پڑھنے کی نیت کرتا ہے تو یہ نیت کرے۔

نَوَیْتُ اَنْ اَتَیَمَّمَ لِرَفْعِ الْجَنَابَۃِ وَاسْتِبَاحَۃِ الصَّلٰوۃِ۔

اگر مسجد میں داخل ہونے کی نیت ہو تو یہ کہے۔ نَوَیْتُ اَنْ اَتَیَمَّمَ لِدُخُوْلِ الْمَسْجِدِ۔

اگر قرآن کو ہاتھ لگانے کی نیت ہو تو یہ کہے۔ نَوَیْتُ اَنْ اَتَیَمَّمَ لِمَسِّ الْقُرْاٰنِ۔

اگر بے وضو آدمی حدث دور کرنے اور نماز پڑھنے کی نیت کرے تو یہ کہے۔

نَوَیْتُ اَنْ اَتَیَمَّمَ لِرَفْعِ الْحَدَثِ وَاسْتِبَاحَۃِ الصَّلٰوۃِ۔

۸۔ تیمّم کن اشیاء سے جائز ہے

مٹی پر، پتھر پر، چونہ پر، گیرو اور ملتانی مٹی پر، سرمہ، ہڑتال اور گندھک پر، یاقوت، زمرد، عقیق اور فیروزہ پر۔ سیندھا نمک اور معمولی نمک پر وغیرہ۔

۹۔ کن حضرات کو تیمّم کرنا جائز ہے؟

۱۔ اگر پانی نہ مل سکے، یا ملے تو اتنا ہو کہ کافی نہ ہو تو تیمّم جائز ہے۔

۲۔ پانی کے استعمال سے بیماری پیدا ہونے یا بیماری کے زائد ہونے کا خوف ہو تو تیمّم جائز ہے۔

۳۔ پانی لینے کے لئے اگر عورت جائے تو اس کو کسی بدچلن مرد کا خوف ہو تو حفظ آبرو کے لئے تیمّم جائز ہے۔

۴۔ مقروض مفلس ہو اور پانی کی تلاش کے لئے جاتا ہے تو قرض خواہ کا خوف ہے کہ کہیں قید نہ کرلے۔

۵۔ کوئی سانپ، بھیڑیا، شیر وغیرہ درندہ یا کوئی اور دشمن ہو کہ پانی کے لئے جاتا ہے تو جان کا خوف ہے لہٰذا تیمّم جائز ہے۔

اگر نجاست حقیقی بدن پر یا کپڑے پر اتنی لگی ہے کہ نماز نہیں پڑھ سکتا اور پانی صرف اتنا ہے کہ یا تو وضو

کر لے یا نجاست دھو ڈالے تو کپڑے اور بدن کو دھو ڈالنا چاہئے اور وضو کی بجائے تیمّم کافی ہے۔ اسی طرح اگر خود یا کوئی دوسرا آدمی سخت پیاسا ہو اور پانی زائد نہ ہو تو پانی سے پیاس بجھائے اور تیمم کر لے۔

۱۰- تیمّم توڑنے والی چیزیں

جو چیزیں ناقضِ وضو ہیں انہی سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور اس کے علاوہ اگر پانی کے استعمال پر قدرت ہو جائے تب بھی تیمّم جاتا رہتا ہے۔

۱۱- تیمّم سے جو عبادات کی جا سکتی ہیں

۱- اگر بدچلن آدمی یا قرض خواہ کی وجہ سے خود بخود خوف پیدا ہوا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی ہو تو رفع خوف کے بعد اس نماز کو دوبارہ پڑھے اور ان دونوں اشخاص کے خوف دلانے کی وجہ سے خوف پیدا ہوا ہے تو رفع خوف کے بعد نماز کو مکرر پڑھنا ضروری نہیں۔

۲- اگر کسی نے قرآن پڑھنے کے لئے یا قبرستان میں جانے کے لئے یا دفن میت کے لئے یا اذان دینے کے لئے یا مسجد میں داخل ہونے کے لئے تیمم کیا تو اس سے فرض نماز ادا نہیں کر سکتا۔ (عالمگیری)

۳- اگر سجدۂ تلاوت کے لئے یا نماز جنازہ کے لئے تیمم کیا تو اس سے فرض نماز ادا کر سکتا ہے۔

۴- اگر جنازہ کی نماز فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو اور یہ شخص میت کا ولی بھی نہ ہو تو باوجود پانی ہونے کے نماز جنازہ پڑھنی روا ہے خواہ بیمار ہو یا تندرست، جنبی ہو یا حائضہ، اسی طرح کسوف خسوف اور عیدین کی نمازوں کے فوت ہو جانے کا اندیشہ اگر ہو تو باوجود تندرست ہونے اور پانی موجود ہونے کے آدمی تیمم کر کے پڑھ سکتا ہے کیونکہ یہ نمازیں اگر فوت ہو جائیں گی تو پھر نہ ان کی قضا ہے نہ ان کے قائم مقام دوسری نماز ہو سکتی ہے۔

۵- سجدۂ تلاوت کے اگر فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو تیمم کر کے ادا نہیں کر سکتا۔ وضو کرنا لازم ہے۔

۶- جمعہ کی نماز بھی تیمم سے ادا نہیں کر سکتا کیونکہ اگر جمعہ کی نماز فوت ہو جائے گی تو ظہر کی نماز اس کی قائم مقام ہو سکتی ہے۔

۷- انسان کو جب تک پانی پر قدرت حاصل نہ ہو، ایک ہی تیمّم سے مختلف اوقات کی نمازیں ادا کر سکتا ہے مثلاً فجر کو پانی نہ ملا ہو اور اس نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی تو اگر پورے دن بھر نہ ملے اور اس کو

کوئی حدث یا کوئی امر ناقض وضو نہ پیدا ہو تو اسی تیمّم سے دن بھر کی نمازیں پڑھ سکتا ہے۔

۸- اگر کوئی شخص مجبور ہو اور تیمّم خود نہ کر سکتا ہو تو دوسرا شخص اس کو تیمّم کرا سکتا ہے مگر نیت اسی پر ہے۔ تیمّم کرانے والے پر نیت کرنی نہیں ہے۔

۹- اگر کسی کافر نے اسلام لانے سے قبل تیمّم کیا تو اسلام کے بعد اسی تیمّم سے نماز ادا نہیں کر سکتا ہاں اگر اسلام سے پہلے وضو کیا ہے تو اسلام کے بعد اسی وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے وجہ فرق یہ ہے کہ تیمّم میں نیت مشروط ہے۔ وضو میں نیت شرط نہیں اور کافر کی نیت بحالت کفر صحیح نہیں کیونکہ وہ مکلّف ہی نہیں ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

۱۰- غسل و وضو دونوں کا تیمّم ایک ہی طرح سے ہوتا ہے۔

۱۱- ایک مٹی سے ایک آدمی کئی مرتبہ یا ایک جماعت مل کر تیمّم کر سکتی ہے یعنی مختلف آدمی ایک مٹی سے تیمّم کر سکتے ہیں۔ تیمّم کرنے سے مٹی مستعمل نہیں ہوتی پانی مستعمل ہو جاتا ہے۔

۱۲- شرعی مسائل

تیمّم کے متعلق شرعی مسائل حسب ذیل ہیں۔

مسئلہ ۱: اگر کنویں پر رسی ڈول نہ ہو اور پانی نکالنے کی اور صورت بھی ممکن نہ ہو تو تیمّم درست ہے۔

مسئلہ ۲: اگر ڈول رسی نہ ہو اور کپڑا پاس موجود ہو کہ اس کو کنویں میں لٹکا کر بھگو کر نچوڑ کر وضو کر سکتا ہے لیکن کپڑا بہت بیش قیمت ہے کہ بھیگنے سے خراب ہو جائے گا تو تیمّم درست ہے۔

مسئلہ ۳: اگر ایک جنبی آدمی کے پاس کوئی جانور ہو اور صرف اس قدر پانی ہو کہ یا غسل کر سکتا ہے یا جانور کو پلا سکتا ہے اور برتن ایسا موجود ہے کہ اس میں دھوون جمع کر سکتا ہے تو اس کو نہا کر دھوون جمع کر کے جانور کو پلانا چاہئے ورنہ پانی جانور کو پلا دے اور خود تیمّم کر لے۔

مسئلہ ۴: ایک مسافر کے پاس کوئی آدمی تھا جس سے پانی کے متعلق دریافت کر سکتا تھا لیکن اس نے بغیر دریافت کیے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی اور نماز کے بعد اس سے دریافت کیا اس نے پاس ہی پانی کا پتہ بتا دیا تو نماز باطل ہو گئی۔ دوبارہ پڑھنی چاہیے۔ ہاں اگر دریافت کر لیتا اور وہ شخص نہ بتاتا اور یہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لیتا اور بعد کو وہ پانی کا پتہ بتا دیتا تو نماز باطل نہ ہوتی۔

مسئلہ ۵: اگر مسافر بغیر تلاش کیے تیمّم کر کے نماز پڑھ لے گا تو نماز ہو جائے گی مگر یہ گنہگار ہو گا کیونکہ

اس پر تیمّم سے پہلے پانی کی تلاش واجب ہے اور ترک واجب سے آدمی گناہگار ہوتا ہے۔ اگر پانی کے ملنے کی امید ہو تو نماز اخیر وقت تک نہ پڑھنی اور پانی کا انتظار کرنا مستحب ہے ہاں اگر پانی کی امید نہ ہو تو نماز میں تاخیر نہ کرنی چاہیے۔

مسئلہ ۶: ہاتھ پاؤں کٹا ہوا آدمی مجبور و معذور ہے۔ طہارت کا حکم اس سے ساقط ہے نہ اس کو وضو کرنا ضروری ہے نہ تیمّم۔

مسئلہ ۷: سفر میں ایک مرد، ایک عورت اور ایک میت ہے، مرد جنبی ہے اور عورت پر غسل واجب ہے اور پانی صرف اتنا ہے کہ ایک کے غسل کے لیے کافی ہو سکتا ہے تو جس کا پانی ہے وہ غسل کرلے یہی اولیٰ ہے اگر پانی مشترک ہے تو میت کو غسل دینا چاہیے اور دونوں مرد و عورت تیمّم کرلیں اور اگر پانی کسی کی ملک نہیں، مباح ہے تو جنبی کو غسل کرنا چاہیے، حائضہ تیمّم کرلے۔

مسئلہ ۸: اگر کوئی شخص آبادی سے ایک میل دور نکل گیا اور ایک میل تک کہیں پانی نہ ہو تو تیمّم درست ہے خواہ مسافر ہو یا مسافر نہ ہو۔ یونہی تفریح یا کسی ضرورت سے گیا ہو۔

مسئلہ ۹: اگر اتنا پانی مل سکے کہ ایک ایک دفعہ منہ اور دونوں ہاتھ پاؤں دھو سکتا ہے تو تیمّم درست نہیں۔ ایک ایک دفعہ ان چیزوں کو دھولے۔ سر کا مسح کرلے اور باقی کلی وغیرہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۰: عورتوں کے لیے پردہ کی وجہ سے یا مردوں کی شرم کی وجہ سے پانی لینے نہ جانا اور بیٹھے بیٹھے تیمّم کرلینا درست نہیں۔ ایسا پردہ جس سے شریعت کا کوئی حکم چھوٹ جائے ناجائز اور حرام ہے۔ برقع اوڑھ کر یا چادر لپیٹ کر پانی لینے چلی جائے۔ ہاں مردوں کے سامنے بیٹھ کر وضو نہ کرے اور لوگوں کے سامنے منہ ہاتھ نہ کھولے۔

مسئلہ ۱۱: اگر پانی مول بکتا ہے اور دام نہیں ہیں تو تیمّم درست ہے۔ اگر دام بھی ہیں لیکن کرایہ بھاڑا اور راستہ کے مصارف سے زائد نہیں ہیں تو تیمّم درست ہے۔ اگر مصارف سے زائد بھی ہیں مگر پانی اتنا گراں ملتا ہے کہ اتنی قیمت پر کوئی دوسرا نہیں لے سکتا تو تیمّم درست ہے البتہ مصارف سے زائد دام موجود ہوں اور پانی بھی مروجہ قیمت پر ملے تو خریدنا واجب ہے اور تیمّم درست نہیں۔

مسئلہ ۱۲: اگر کہیں اتنی سردی پڑتی ہے اور برف کٹتی ہے کہ نہانے سے مرجانے یا بیمار ہوجانے کا خوف ہے اور کوئی گرم کپڑا بھی نہیں کہ نہا کر اس کو لپیٹ لیا جائے تو تیمّم درست ہے۔

مسئلہ ۱۳: اگر کسی کے آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہوں یا چیچک نکلی ہو تو نہانا واجب نہیں تیمّم درست

ہے۔

مسئلہ۱۴: اگر کسی میدان میں نماز پڑھ لی اور پانی وہاں سے قریب ہی تھا لیکن اس کو خبر نہ مل سکی تو تیمّم و نماز دونوں درست ہیں۔

مسئلہ۱۵: اگر زمزمی میں زمزم کا پانی بھرا ہے تو کھول کر پانی نکال کر وضو کرے۔ تیمّم درست نہیں۔

مسئلہ۱۶: اگر کسی کے پاس پانی تو ہے لیکن راستہ ایسا خراب ہے کہ کہیں آگے پانی مل سکنے کی امید نہ ہو اور راستہ میں پیاس کے مارے تکلیف وہلاکت کا خوف ہو تو وضو نہ کرے تیمّم کر لینا درست ہے۔

مسئلہ۱۷: اگر غسل کرنا نقصان کرتا ہو اور وضو کرنا نقصان نہ دیتا ہو تو غسل کی بجائے تیمّم کر لے اور وضو کی بجائے وضو۔

مسئلہ۱۸: جو چیز نہ تو آگ میں جلے نہ گلے وہ چیز مٹی کی قسم سے شمار ہو گی اس پر تیمّم درست ہے اور جو چیز جل کر راکھ ہو جائے یا پگھل جائے اس پر تیمّم درست نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اناج پر سونے چاندی رانگ لوہے وغیرہ پر تیمّم درست نہیں۔ ہاں اگر ان اشیاء پر غبار اور خاک ہو تو تیمّم درست ہے۔

مسئلہ۱۹: تانبے کے برتن اور تکیے گدے توشک لحاف وغیرہ پر تیمّم کرنا درست نہیں۔ ہاں اگر ان پر اتنا غبار ہو کہ ہاتھ مارنے سے خوب اڑتا ہو اور ہتھیلیوں میں خوب اچھی طرح لگ جاتا ہو تو تیمّم درست ہے اور اگر ذرا ذرا اڑتا ہو تو تیمّم درست نہیں۔

مسئلہ۲۰: مٹی کے گھڑے برہنے پر تیمّم درست ہے خواہ ان میں پانی بھرا ہو یا نہ بھرا ہو البتہ اگر ان پر روغن اور لک کیا ہو تو ان پر تیمّم درست نہیں۔

مسئلہ۲۱: اگر پتھر پانی سے بھی دُھلا ہوا ہو اور گرد کا نام ونشان نہ ہو تب بھی اس پر تیمّم کرنا درست ہے کیونکہ پتھر خود مٹی کی جنس سے ہے۔ اسی طرح پکی اینٹ پر بھی تیمّم درست ہے چاہے اس پر گرد ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ۲۲: کیچڑ سے تیمّم کرنا اگرچہ درست ہے مگر مناسب نہیں ہے اگر کیچڑ کے سوا کوئی اور چیز نہ ملے تو یہ ترکیب کرے کہ کیچڑ کو کپڑے میں بھر کر خشک کرے اور اس پر تیمّم کرے۔ اگر نماز کا وقت ہی نکلا جاتا ہے تو جس طرح بن پڑے کیچڑ سے ہی تیمّم کر لے۔

مسئلہ۲۳: اگر یہ یقینی معلوم ہو کہ زمین پر پیشاب پڑا تھا اور وہ دھوپ سے خشک ہو گیا جس کا نشان باقی نہ رہا تو وہ زمین پاک ہو گئی' نماز اس پر جائز ہے مگر تیمّم درست نہیں اور اگر یقینی نہ معلوم ہو تو وہم نہ کرے

تیمّم کر لے۔

مسئلہ ۲۴: اگر کسی کو دکھانے اور سکھانے کے لیے تیمّم کیا اور اپنے تیمّم کی نیت نہ کی تو اپنا تیمّم نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۵: تیمّم کی نیت صرف اتنی ہی کافی ہے کہ میں طہارت حاصل کرنے کے لیے تیمّم کرتا ہوں نماز کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ غسل کی یا وضو کی نیت کرے اگر کرے گا تو بہتر ہے۔

مسئلہ ۲۶: جو تیمّم نماز کے لیے کیا ہے اس سے قرآن پڑھنا، چھونا، قبرستان اور مسجدوں میں جانا سب کچھ درست ہے۔

مسئلہ ۲۷: اگر کسی کو نہانے کی ضرورت ہو تو وضو اور غسل کا جدا جدا تیمّم کرنے کی ضرورت نہیں۔ صرف غسل کی نیت سے تیمّم کر لے یا مطلق طہارت کی نیت سے، بس کافی ہے۔ وضو کا تیمّم بھی ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۸: اگر پانی ایک میل سے کم دور ہو لیکن وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر پانی لینے جاتا ہے تو نماز قضا ہو جاتی ہے تب بھی تیمّم درست نہیں۔ پانی لا کر وضو کر کے قضا نماز پڑھے۔

مسئلہ ۲۹: اگر پانی پاس ہے لیکن یہ ڈر ہے کہ اگر پانی لینے جائے گا تو ریل چھوٹ جائے گی تو تیمّم درست ہے۔

مسئلہ ۳۰: اسباب کے ساتھ پانی بندھا تھا لیکن یاد نہیں رہا اور تیمّم کر کے نماز پڑھ لی۔ بعد میں یاد آیا تو نماز دہرانی لازم نہیں۔

مسئلہ ۳۱: اگر وضو کا تیمّم ہے تو وضو کے موافق پانی ملنے سے تیمّم نہ ٹوٹے گا اور غسل کا تیمّم ہے تو غسل کے لائق پانی ملنے سے تیمّم ٹوٹے گا کم پانی ملنے سے تیمّم نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ ۳۲: اگر راستہ میں پانی ملا لیکن ریل چھوٹ جانے کے خوف سے نہ اتر سکا تو تیمّم نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ ۳۳: اگر نہانے کی ضرورت تھی اس لیے غسل کیا لیکن ذرا سا بدن سوکھا رہ گیا اور پانی ختم ہو گیا تو ابھی غسل مکمل نہیں ہوا۔ تیمّم کر لینا چاہیے۔ پھر جہاں کہیں پانی ملے تو خشک جگہ کو دھو لینا چاہیے۔ دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۳۴: اگر ایسے وقت میں پانی ملا کہ وضو بھی ٹوٹ گیا ہے کہ اول اس سوکھی جگہ کو دھو لے بعد میں وضو کرے۔ اگر وضو کے لیے پانی کافی نہ ہو تو تیمّم کر لے۔

باب ۱۰

احکامِ نفاس

بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون عورت کو آتا ہے اسے نفاس کہا جاتا ہے جس کے متعلق شرعی مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

مسئلہ ۱: نفاس میں کمی کی جانب کوئی مدت مقرر نہیں۔ آدھے یا زیادہ بچہ نکلنے کے بعد ایک آن بھی خون آیا تو وہ نفاس ہے اور زیادہ سے زیادہ اس کا زمانہ چالیس دن رات ہے اور نفاس کی مدت کا شمار اس وقت سے ہوگا کہ آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا اور اس بیان میں جہاں بچہ پیدا ہونے کا لفظ آئے گا اس کا مطلب آدھے سے زیادہ باہر آجانا ہے (فتاویٰ عالمگیری)

مسئلہ ۲: حمل ساقط ہونے سے پہلے کچھ خون آیا' کچھ بعد تو پہلے والا استحاضہ ہے۔ بعد والا نفاس۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب کوئی عضو بن چکا ہو ورنہ پہلے والا اگر حیض ہوسکتا ہے تو حیض ہے ورنہ استحاضہ جیسا کہ اوپر ابھی گزرا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ ۳: حمل ساقط ہوگیا اور اس کا کوئی عضو بن چکا ہے جیسے پاؤں' ہاتھ' انگلیاں' تو یہ خون نفاس ہے ورنہ اگر تین دن رات تک رہا اور اس سے پہلے پندرہ دن پاک رہنے کا زمانہ گزر چکا ہے تو حیض ہے اور اگر تین دن سے پہلے ہی بند ہوگیا یا ابھی پورے پندرہ دن طہارت کے نہیں گزرنے ہیں تو استحاضہ ہے۔ (ردالمختار)

مسئلہ ۴: حمل ساقط ہوا اور یہ معلوم نہیں کہ کوئی عضو بنا تھا یا نہیں' نہ یہ یاد ہے کہ حمل کتنے دن کا تھا کہ اسی سے عضو کا بننا معلوم ہو جاتا۔ یعنی ۱۲۰ دن (چار ماہ) ہوگئے ہیں تو عضو بن جانا قرار دیا جائے گا اور بعد اسقاط کے خون ہمیشہ کے لیے جاری ہوگیا تو اسے حیض کے حکم میں سمجھے کہ حیض کی جو عادت تھی اس کے گزرنے کے بعد نہا کر نماز شروع کردے اور عادت نہ تھی تو دس دن بعد۔

مسئلہ ۵: بچہ پیدا ہونے سے پیشتر جو خون آیا' نفاس نہیں بلکہ استحاضہ ہے اگرچہ آدھا باہر آگیا ہو' اگر پیٹ سے بچہ کاٹ کر نکالا گیا تو اس کے آدھے سے زیادہ نکالنے کے بعد نفاس ہے۔

مسئلہ۶: کسی عورت کو چالیس دن سے زیادہ خون آیا تو اگر اس کے پہلی بار بچہ پیدا ہوا ہے۔ یا یہ یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا تو چالیس دن رات نفاس ہے۔ باقی استحاضہ اور جو پہلی عادت معلوم ہو تو عادت کے دنوں تک نفاس ہے اور جتنا زیادہ ہے وہ استحاضہ۔ جیسے عادت تیس دن کی تھی۔ اس بار پینتالیس دن آیا تو تیس دن نفاس کے ہیں اور پندرہ دن استحاضہ کے۔ (درمختار)

مسئلہ۷: جس عورت کے دو بچے جڑواں پیدا ہوئے یعنی دونوں کی پیدائش کے درمیان چھ مہینے سے کم زمانہ ہے تو پہلا ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد سے نفاس سمجھا جائیگا پھر اگر دوسرا چالیس دن کے بعد پیدا ہوا اور خون آیا تھا تو پہلے سے چالیس دن تک نفاس ہے پھر استحاضہ۔ اور اگر چالیس دن کے بعد پیدا ہوا تو اس پچھلے کے بعد جو خون آیا استحاضہ ہے نفاس نہیں مگر دوسرے کے پیدا ہونے کے بعد بھی نہانے کا حکم دیا جائے گا۔ (ردالمختار)

نفاس کے شرعی مسائل

نفاس کے متعلق شرعی مسائل مندرجہ ذیل ہیں:۔

مسئلہ۱: حیض و نفاس کی حالت میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا حرام ہے۔ ان دنوں میں نماز معاف ہیں۔ ان کی قضا بھی نہیں۔ البتہ روزوں کی قضا دوسرے دنوں رکھنا فرض ہے اور حیض و نفاس والی عورت کو قرآن مجید پڑھنا حرام ہے۔ خواہ دیکھ کر پڑھے یا زبانی پڑھے۔ یونہی قرآن مجید کا چھونا بھی حرام ہے۔ ہاں اگر جزدان میں قرآن مجید ہو تو اس جزدان کو چھونے میں کوئی حرج نہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری، ج۱ص۳۶)

مسئلہ۲: قرآن مجید پڑھنے کے علاوہ دوسرے تمام وظائف کلمہ شریف، درود شریف وغیرہ حیض و نفاس کی حالت میں عورت بلا کراہت پڑھ سکتی ہے بلکہ مستحب ہے کہ نمازوں کے اوقات میں وضو کر کے اتنی دیر تک درود شریف اور دوسرے وظائف پڑھ لیا کرے۔ جتنی دیر میں نماز پڑھا کرتی تھی تاکہ عادت باقی رہے (فتاویٰ عالمگیری، ج۱ص۳۶)

مسئلہ۳: حیض و نفاس کی حالت میں عورت کو مسجد میں جانا حرام ہے۔ ہاں اگر چور یا درندے سے ڈر کر یا کسی بھی شدید مجبوری سے مجبور ہو کر مسجد میں چلی گئی تو جائز ہے مگر اس کو چاہیے کہ تیمم کر کے مسجد میں جائے۔ حیض و نفاس والی عورت اگر عید گاہ میں داخل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ حیض و نفاس کی حالت

میں اگر مسجد کے باہر رہ کر اور ہاتھ بڑھا کر مسجد سے کوئی چیز اٹھا لے یا مسجد میں کوئی چیز رکھ دے تو جائز ہے۔ حیض ونفاس والی کو خانہ کعبہ کے اندر جانا اور اس کا طواف کرنا اگرچہ مسجد حرام کے باہر سے ہو حرام ہے۔

مسئلہ ۴: حیض ونفاس کی حالت میں ہمبستری یعنی جماع حرام ہے بلکہ اس حالت میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن کو مرد اپنے کسی عضو سے نہ چھوئے کہ یہ بھی حرام ہے۔ ہاں البتہ ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے اس حالت میں عورت کے بدن کو چھونا یا بوسہ لینا جائز ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ا ص ۳۷)

مسئلہ ۵: حیض ونفاس کی حالت میں بیوی کو اپنے بستر پر سلانے میں غلبہ شہوت یا اپنے قابو میں نہ رکھنے کا اندیشہ ہو تو شوہر کے لیے لازم ہے کہ بیوی کو اپنے بستر پر نہ سلائے بلکہ اگر گمان غالب ہو کہ غلبہ شہوت پر قابو نہ رکھ سکے گا تو شوہر کو ایسی حالت میں بیوی کو اپنے ساتھ سلانا گناہ اور حرام ہے۔

مسئلہ ۶: حیض ونفاس کی حالت میں بیوی کے ساتھ ہمبستری کو حلال سمجھنا کفر ہے اور حرام سمجھتے ہوئے کر لیا تو سخت گناہ گار ہوا۔ اس پر توبہ کرنا فرض ہے اور اگر شروع حیض ونفاس میں اگر ایسا کر لیا تو ایک دینار، اور اگر قریب ختم کے کیا تو نصف دینار خیرات کرنا مستحب ہے تا کہ خدا کے غضب سے امان پائے۔

(عالمگیری ج ا ص ۳۷)

مسئلہ ۷: پورے دس دن پر حیض ختم ہوا تو پاک ہوتے ہی اس سے جماع (صحبت) جائز ہے اگرچہ اب تک غسل نہ کیا ہو مگر مستحب یہ ہے کہ نہانے کے بعد جماع کرے اور دس دن سے کم میں پاک ہوئی تو جب تک غسل نہ کرے یا نماز کا وہ وقت جس میں پاک ہوئی وہ گزر نہ جائے۔ جماع جائز نہیں اور اگر اتنا وقت نہیں تھا کہ اس میں نہا کر کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکے تو اس کے بعد کا وقت گزر جائے یا غسل کر لے تو جماع جائز ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۸: عادت کے دن پورے ہونے سے پہلے ہی ختم ہو گیا تو اگرچہ غسل کر لے جماع ناجائز ہے جب تک کہ عادت کے دن پورے نہ ہو جائیں۔ مثلاً کسی کی عادت چھ دن کی تھی اور اس مرتبہ پانچ ہی روز آیا تو اسے حکم ہے کہ نہا کر نماز شروع کر دے مگر جماع کے لیے ایک دن اور انتظار کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۹: عورت حیض سے پاک ہوئی اور پانی پر قدرت نہیں کہ غسل کرے اور غسل کا تیمّم کیا تو اس سے صحبت جائز نہیں جب تک کہ اس تیمّم سے نماز نہ پڑھ لے۔ نماز پڑھنے کے بعد اگرچہ پانی پر قادر ہو غسل

نہ کیا صحبت جائز ہے۔

مسئلہ ۱۰: عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنا حیض شوہر سے چھپائے کہ کہیں وہ نادانستہ جماع نہ کر لے۔ جیسا کہ یہ جائز نہیں کہ وہ خود کو حیض والی ظاہر کرے حالانکہ وہ حیض والی نہیں۔

مسئلہ ۱۱: اگر عورت نے پاکیزگی کی حالت میں نماز یا روزہ شروع کیا اور پھر درمیان میں حیض شروع ہو گیا تو اگر روزہ نماز نفلی ہے تو دونوں کی قضا لازم ہے اور اگر فرضی ہے تو فرض روزہ کی قضا لازم ہے۔ فرض نماز کی قضا نہیں کیونکہ شروع کرنے سے قبل ہر نفل نفل ہوتا ہے اور شروع کرنے کے بعد اس کی تکمیل واجب ہو جاتی ہے۔ لہٰذا صورت مذکورہ میں نفل ادا کرنا بعد انقطاع حیض واجب ہو گیا کیونکہ خود اس نے اپنے ذمہ میں لے لیا ہے اور فرض خدا کا مقرر کردہ ہے لہٰذا خدا نے اپنا واجب معاف فرما دیا۔ قضا لازم نہیں اور جو انسان نے خود اپنے اوپر واجب کیا ہے تو اس کی تکمیل لازم ہے اور تکمیل نہ ہو سکے تو قضا ضروری ہے۔ رہی یہ بات کہ فرض نماز کی قضا نہیں اور فرض روزہ کی قضا ضروری ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ فرض روزے سال بھر میں ایک ماہ کے ہوتے ہیں اور چونکہ مدت حیض کی زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتے ہیں اس لیے سال بھر میں حیض کی وجہ سے اگر روزے قضا ہو سکتے ہیں تو زائد سے زائد دس۔ ایسی صورت میں دس روزوں کی قضا سال بھر میں کوئی مشکل بات نہیں ہے اور نماز روزانہ پانچ وقت فرض ہے اس لیے ہر ماہ کی پچاس اور سال بھر کی چھ سو نمازیں ہوتی ہیں۔ ایسی صورت میں ہر ماہ پچاس نمازوں کی قضا سخت دشوار ہے اس لیے قضا معاف ہے۔

مسئلہ ۱۲: حیض والی کو تین دن سے کم خون آ کر بند ہو گیا تو روزے رکھے اور وضو کر کے نماز پڑھے' نہانے کی ضرورت نہیں۔ پھر اس کے بعد اگر پندرہ دن کے اندر خون آیا تو اب نہائے اور عادت کے دن نکال کر باقی دنوں کی قضا کرے اور جس کی کوئی عادت نہیں وہ دس دن کے بعد نمازیں قضا کرے۔ ہاں اگر عادت کے دنوں کے بعد یا بے عادت والی نے دس دن کے بعد غسل کر لیا تھا تو ان دنوں کی نمازیں ہو گئیں' قضا کی ضرورت نہیں اور عادت کے دنوں سے پہلے کے روزوں کی قضا کرے اور بعد کے روزے ہر حال میں ہو گئے۔

مسئلہ ۱۳: جس عورت کو تین دن رات کے بعد حیض بند ہو گیا اور عادت کے دن ابھی پورے نہ ہوئے یا نفاس کا خون عادت پوری ہونے سے پہلے بند ہو گیا تو بند ہونے کے بعد ہی غسل کر کے پڑھنا شروع کر دے۔ عادت کے دنوں کا انتظار نہ کرے۔

مسئلہ۱۴: عادت کے دنوں سے خون زیادہ آ گیا (دن چڑھ گئے) تو حیض میں دس دن اور نفاس میں ۴۰ دن تک انتظار کرے اگر اس مدت کے اندر بند ہو گیا تو اب سے نہا دھو کر نماز پڑھے اور جو اس مدت کے بعد بھی جاری رہا تو نہائے اور عادت کے بعد باقی دنوں کی قضا کرے۔ نماز کی بھی اور روزوں کی بھی۔

مسئلہ۱۵: حیض یا نفاس عادت کے دن پورے ہونے سے پہلے بند ہو گیا تو آخر وقت مستحب تک انتظار کر کے نماز پڑھے اور جو عادت کے دن پورے ہو چکے تو انتظار کی کچھ حاجت نہیں۔

مسئلہ۱۶: حیض پورے دس دن پر اور نفاس پورے چالیس دن پر ختم ہوا اور نماز کے وقت میں اگر اتنا بھی باقی ہو کہ اللہ اکبر کا لفظ کہے تو اس وقت کی نماز اس پر فرض ہو گئی نہا کر اس کی قضا کرے اور اس سے کم میں بند ہوا اور اتنا وقت ہے کہ جلدی سے نہا کر اور کپڑے پہن کر ایک بار اللہ اکبر کہہ سکتی ہے تو فرض ہو گئی قضا کرے اور اتنا وقت نہ ہو تو نہیں۔

مسئلہ۱۷: اگر پورے دس دن پر پاک ہوئی اور اتنا وقت بھی رات کا باقی نہیں کہ ایک بار اللہ اکبر کہہ لے تو اس دن کا روزہ بھی اس پر واجب ہے اور جو کم میں پاک ہوئی اور اتنا وقت ہے کہ صبح صادق ہونے سے پہلے نہا کر کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکتی ہے تو روزہ فرض ہے۔ اگر نہا لے تو بہتر ورنہ بے نہائے نیت کر لے اور صبح کو نہا لے اور جو اتنا وقت بھی نہیں تو اس دن کا روزہ اس پر فرض نہ ہوا۔ البتہ روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے کوئی بات ایسی جو روزے کے خلاف ہو مثلاً کھانا پینا حرام ہے۔

مسئلہ۱۸: نفاس کی حالت میں عورت کو زچہ خانہ سے نکلنا جائز ہے۔ یوں ہی حیض و نفاس والی عورت کو ساتھ کھلانے اور اس کا جھوٹا کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ بعض جاہل عورتیں حیض و نفاس والی عورتوں کے برتن الگ کر دیتی ہیں بلکہ ان برتنوں کو اور حیض و نفاس والی عورتوں کو نجس جانتی ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ سب ہندوؤں کی رسمیں ہیں۔ ایسی بے ہودہ رسموں سے مسلمان عورتوں مردوں کو بچنا لازم ہے۔ اکثر عورتوں میں رواج ہے کہ جب تک چلہ پورا نہ ہو جائے اگر چہ نفاس کا خون بند ہو چکا ہو وہ نہ نماز پڑھتی ہیں نہ خود اپنے کو نماز کے قابل سمجھتی ہیں یہ بھی محض جہالت ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ جیسے ہی نفاس کا خون بند ہو اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں اور اگر نہانے سے بیماری کا اندیشہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھے۔

باب ۱۱

حیض

حیض کا عام مطلب بہنا ہے مگر حیض اس خون کو کہتے ہیں جو بالغ عورت کے رحم سے ہر ماہ نکلتا ہے اور جو خون بچے کی ولادت کے وقت خارج ہوتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں اور جو خون کسی بیماری کی وجہ سے رحم سے خارج ہوا سے خون استحاضہ کہتے ہیں۔ حیض کے بارے میں شرعی احکامات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ فرمان الٰہی

وَ یَسْـئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ○

ترجمہ: اے پیغمبر! لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں کہہ دیجئے وہ گندگی ہے تو حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ رہو یعنی جماع نہ کرو اور جب تک پاک نہ ہو جائیں ان کے پاس نہ جاؤ پھر جب ستھرائی کر لیں تو جہاں سے اللہ نے حکم دیا ہے ان کے پاس آؤ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور ستھرائی کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ (البقرہ: ۲۲۲)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیض کے بارے میں پوچھا کہ اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حیض نجاست یعنی گندگی ہے جو عورت کے جسم سے خون کی صورت میں خارج ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ خون حیض پیدا کرنے کی حکمت یہ بھی ہے کہ زمانہ حمل میں یہ خون بچے کی تربیت اور پرورش کا ذریعہ بنتا ہے۔ پھر اللہ کی شان رزاقیت ہے کہ وہی گندا خون بچے کی غذا بن جاتا ہے اسی وجہ سے زمانہ حمل میں عورت کو حیض آنا بند ہو جاتا ہے اور جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہی خون جو بچے کی غذا تھا ' خون نفاس کی صورت میں بوقت پیدائش خارج ہوتا ہے۔ اس کے بعد خون حیض بچے کیلئے دودھ بن

جاتا ہے۔ اسی وجہ سے دودھ پلانے والی عورت کو حیض کم آتا ہے اور جب عورت حاملہ نہیں ہوتی تو وہی خون ہر ماہ حیض کی صورت میں خارج ہوتا ہے لہٰذا اللہ کے فرمان کے مطابق جب عورت اس گندے خون کی حالت میں ہو تو اس وقت عورتوں سے کنارہ کش رہنا چاہیے۔

۲-احادیث

حیض کے متعلق احادیث مندرجہ ذیل ہیں:۔

حالت حیض میں کھانے پینے کا مسئلہ

عَنْ عَائِشَةَ ا قَالَتْ كُنْتُ اَشْرَبُ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرِبُ وَاَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زمانہ حیض میں، میں پانی پیتی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دیتی تو جس جگہ میرا منہ لگا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہیں دہن مبارک رکھ کر پیتے اور حالتِ حیض میں ہڈی سے گوشت نوچ کر کھاتی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دیتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا دہن شریف اس جگہ پر رکھتے جہاں میرا منہ لگا تھا۔

(مسلم شریف)

حیض میں چادر اوڑھنے کا مسئلہ

عَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ مِرْطٍ بَعْضُهُ عَلَيَّ وَبَعْضُهُ عَلَيْهِ وَاَنَا حَائِضٌ

حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چادر میں نماز پڑھتے تھے جس کا کچھ حصہ مجھ پر تھا اور کچھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور میں حیض کی حالت میں تھی۔ (بخاری شریف)

حائضہ کے ساتھ بیٹھنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّكِئُ فِي حَجْرِي وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب مجھ پر حیض کی حالت آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے (مسلم شریف)

حیض کی حالت میں کام کاج کرنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاوِلِيْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ اِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ اِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ہاتھ بڑھا کر مسجد سے مصلّٰی اٹھا دینا۔ عرض کی کہ میں حائضہ ہوں۔ فرمایا کہ تیرا حیض تیرے ہاتھ میں نہیں۔ (مسلم شریف)

عورت سے ہم بستری کے آداب

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰى حَائِضًا اَوِ امْرَاَةً فِي دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَ فِي رِوَايَتِهِمَا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ لَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّا مِنْ حَكِيْمِ الْاَثْرَمِ عَنْ اَبِي تَمِيْمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حیض والی عورت سے یا عورت کے پیچھے کے مقام میں جماع کرے۔ یا کاہن کے پاس جائے تو اس کا فعل ایسے ہوگا جیسے اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو ہدایت نازل فرمائی گئی ہے اس کا انکار کیا۔ (جامع ترمذی)

حائضہ سے میل وجول کی شرعی حد

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ فِيْهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوْهَا وَلَمْ يُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ فَسَأَلَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ الْاٰيَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْيَهُوْدَ فَقَالُوْا مَا يُرِيْدُ هٰذَا الرَّجُلُ اَنْ يَّدَعَ مِنْ اَمْرِنَا شَيْئًا اِلَّا خَالَفَنَا فِيْهِ فَجَآءَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا اَفَلَا نُجَامِعُهُنَّ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَ فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِّنْ لَبَنٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ فِيْ اٰثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا اَنَّهٗ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا (مسلم شریف)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں میں جب کسی عورت کو حیض آتا تو نہ اپنے ساتھ کھلاتے نہ اپنے ساتھ گھروں میں رکھتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ.... نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جماع کے سوا ہر شے کرو اس کی خبر یہود کو پہنچی تو کہنے لگے یہ (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہماری ہر بات کا خلاف کرنا چاہتے ہیں اس پر اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما نے آکر عرض کی کہ یہود ایسا ایسا کہتے ہیں تو کیا ہم ان سے جماع نہ کریں (کہ پوری مخالفت ہو جائے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روئے مبارک متغیر ہو گیا یہاں تک کہ ہم کو گمان ہوا کہ ان دونوں پر غضب فرمایا۔ وہ دونوں چلے گئے اور ان کے آگے دودھ کا ہدیہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی بھیج کر ان کو بلوایا اور پلایا تو وہ سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر غضب نہیں فرمایا تھا۔

حالت حیض میں عورت کے ساتھ بیٹھنے کی حدود

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يَحِلُّ لِيْ مِنِ امْرَاَتِيْ وَهِيَ حَآئِضٌ قَالَ

مَا فَوْقَ الْاِزَارِ وَالتَّعَفُّفِ عَنْ ذٰلِكَ اَفْضَلُ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میری بیوی سے بحالت حیض کیا کام حلال ہے فرمایا وہ جو تہبند سے اوپر ہو اور بچنا اس سے بھی بہتر ہے۔ (رزین)

حالت حیض میں صحبت کا کفارہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَ الرَّجُلُ بِاَهْلِهِ وَهِيَ حَآئِضٌ فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے بحالت حیض صحبت کر بیٹھے تو آدھا دینار خیرات کرے (جامع ترمذی)

حیض میں ازواجی تعلقات کی حد

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَحِلُّ لِيْ مِنْ اَمْرَاَتِيْ وَهِيَ حَآئِضٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشُدُّ عَلَيْهَا اِزَارَهَا ثُمَّ شَانُكَ بِاَعْلَاهَا

حضرت زید ابن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب میری بیوی بحالت حیض ہو تو میرے لئے کون سی چیز حلال ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا تہبند مضبوطی سے باندھ لے پھر تہبند کے اوپر تمہارا کام ہے۔

(سنن دارمی)

حیض کے بعد طہارت

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اِذَا حِضْتُ نَزَلْتُ عَنِ الْمِثَالِ عَلَى الْحَصِيْرِ فَلَمْ تَقْرُبْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تَدْنُ مِنْهُ حَتّٰى تَطْهُرَ (سنن ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں حیض سے ہوتی تو بستر سے چٹائی پر آجاتی اور

اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہ جاتی جب تک کہ پاک نہ ہو جاتی۔

دوران حج حیض آنے کے آداب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب ہم لوگ حج کے لیے نکلے۔ جب مقامِ سرف میں پہنچے مجھے حیض آیا تو میں رو رہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے' فرمایا تجھے کیا ہوا؟ کیا تو حائضہ ہے؟ عرض کی ہاں! فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنات آدم پر لکھ دیا ہے تو سوائے خانہ کعبہ کے طواف کے سب کچھ ادا کر جسے حج کرنے والا ادا کرتا ہے اور فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے ایک گائے کی قربانی کی۔ (بخاری شریف)

حائضہ خاوند کی خدمت کر سکتی ہے

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ حیض والی عورت میری خدمت کر سکتی ہے اور جنبی عورت مجھ سے قریب ہو سکتی ہے۔ عروہ نے جواب دیا یہ سب مجھ پر آسان ہیں اور یہ سب میری خدمت کر سکتی ہیں اور کسی پر اس میں کوئی حرج نہیں۔ مجھے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ وہ حیض کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھا کرتیں اور حضور معتکف تھے' اپنے سر مبارک کو ان سے قریب کر دیتے اور اور یہ اپنے حجرے ہی میں ہوتیں (بخاری شریف)

حیض کے مسائل

خون حیض تین رات دن یعنی ۷۲ گھنٹے سے کم اور دس دن رات سے زائد نہیں ہوتا۔ اگر اس مدت سے کم یا زیادہ ہو تو حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے جس سے غسل واجب نہیں اور نہ یہ نماز روزہ سے مانع ہے کیونکہ استحاضہ ایک بیماری ہے جس میں رگوں سے خون آتا ہے۔ رحم کے اندر سے نہیں آتا مثلاً ایک عورت کو صبح ۶ بجے حیض شروع ہوا اور چوتھے دن پونے چھ بجے خون منقطع ہوا تو یہ حیض شمار نہ کیا جائے گا۔ اگر ٹھیک سوا چھ بجے ختم ہو گا تو حیض ہو گا۔ اسی طرح اگر دس روز سے ۱۵ منٹ کی بھی زیادتی ہو گئی تو حیض شمار نہ کیا جائے گا۔ مثلاً ایک عورت کو صبح ۶ بجے خون آنا شروع ہوا اور گیارھویں روز ۶ بجے منقطع ہوا

تو حیض ہے اور اگر سوا چھ بجے ختم ہوا تو حیض نہیں بلکہ بیماری ہے جس کو استحاضہ کہتے ہیں۔یعنی گیارہویں دن کے ۶ بجے دن تک حیض شمار ہوگا اور باقی پندرہ منٹ طہر کے سمجھے جائیں گے۔اس کے متعلق شرعی مسائل مندرجہ ذیل ہیں:۔

مسئلہ ۱: کرن چمکتی تھی کہ حیض شروع ہوا اور تین دن راتیں پوری ہو کر کرن چمکتے ہی ختم ہو گیا تو حیض ہے اگر چہ ان تین دن رات کی مقدار ۷۲ گھنٹے نہیں ہے مگر طلوع سے طلوع تک اور غروب سے غروب تک ضرور ایک دن رات ہے۔

مسئلہ ۲: طلوع و غروب کے علاوہ اگر کسی اور وقت حیض شروع ہوا تو وہی ۲۴ گھنٹے کا ایک دن رات لیا جائے گا۔مثلاً آج صبح کو ٹھیک ۹ بجے شروع ہوا تو کل ٹھیک ۹ بجے ایک دن رات ہوگا۔

مسئلہ ۳: دس رات دن سے کچھ بھی زیادہ خون آیا تو اگر یہ حیض اسے پہلی مرتبہ آیا تو دس دن تک حیض ہے بعد کا استحاضہ۔اور اگر پہلے اسے حیض آچکے ہیں اور عادت دس دن سے کم تھی تو عادت سے جتنا زیادہ ہوا استحاضہ ہے۔اسے یوں سمجھو کہ اسے عادت پانچ دن کی تھی اب خون آیا دس دن تو کل حیض ہے اور یہ سمجھا جائے گا کہ اس کی عادت بدل گئی لیکن اگر دس دن سے زیادہ مثلاً گیارہ یا بارہ دن خون آیا تو پانچ دن حیض کے، باقی سات دن استحاضہ کے اور اگر ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن خون آیا کبھی پانچ دن تو پچھلی بار جتنے دن تھے وہی اب بھی حیض کے ہیں باقی دن استحاضہ کے۔

مسئلہ ۴: یہ ضروری نہیں کہ مدت میں ہر وقت خون جاری رہے جبھی حیض ہو بلکہ اگر بعض بعض وقت بھی آئے جب بھی حیض ہے۔

مسئلہ ۵: کم از کم نو برس کی عمر سے حیض شروع ہوگا اور انتہائی عمر حیض آنے کی پچپن سال ہے۔اس عمر والی عورت کو آئسہ اور اس عمر کو سنِ ایاس کہتے ہیں تو نو برس کی عمر سے پیشتر جو خون آئے وہ استحاضہ ہے اور پچپن سال کی عمر کے بعد جو خون آئے، وہ بھی استحاضہ ہے۔ہاں اس پچھلی صورت میں اگر خالص خون آئے جیسے آتا تھا اسی رنگ کا آیا، تو حیض ہے۔(ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۶: حمل والی عورت کو خون آیا استحاضہ ہے یونہی بچہ ہوتے وقت جو خون آیا اور ابھی آدھے سے زیادہ بچہ باہر نہیں نکلا وہ استحاضہ۔

مسئلہ ۷: دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے یونہی حیض و نفاس کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے تو اگر نفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہونے تھے

کہ خون آیا تو یہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۸: حیض اسی وقت سے شمار کیا جائے گا کہ خون فرج خارج میں آ گیا تو اگر کوئی کپڑا رکھ لیا ہے جس کی وجہ سے خون فرجِ خارج میں نہیں۔ داخل ہی میں رکا ہوا ہے تو جب تک کپڑا نہ نکالے گی حیض والی نہ ہوگی۔ نماز پڑھے گی، روزہ رکھے گی۔

مسئلہ ۹: حیض کے چھ رنگ ہیں، (۱) سیاہ، (۲) سرخ، (۳) سبز، (۴) زرد، (۵) گدلا (۶) مٹیالا، سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں۔ تو دس دن کے اندر رطوبت میں ذرا بھی میلا پن ہے تو وہ حیض ہے، دس دن رات کے بعد بھی میلا پن باقی رہے تو عادت والی کے لیے جو دن عادت کے ہیں وہ حیض ہوا اور عادت سے بعد والے دن استحاضہ اور اگر کچھ عادت نہیں تو دس دن رات تک حیض باقی استحاضہ۔

مسئلہ ۱۰: گدی جب تر تھی تو اس میں زردی یا میلا پن تھا۔ بعد سوکھ جانے کے سفید ہوگئی تو مدت حیض میں حیض ہی ہے اور اگر جب دیکھا تھا سفید تھی مگر سوکھ کر زرد ہوگئی تو یہ حیض نہیں۔

مسئلہ ۱۱: جس عورت کو پہلی مرتبہ خون آیا اور اس کا سلسلہ مہینوں یا برسوں جاری رہا کہ بیچ میں پندرہ دن کے لیے بھی نہ رکا تو جس دن سے خون آنا شروع ہوا اس روز سے دس دن تک حیض اور باقی بیس دن استحاضہ کے سمجھے اور جب تک خون جاری رہے یہی قاعدہ برتے اور اگر اس سے پیشتر حیض آ چکا ہے تو اس سے پہلے جتنے دن حیض کے تھے۔ ہر تیس دن میں اتنے دن حیض کے سمجھے باقی جو دن بچیں وہ استحاضہ۔

مسئلہ ۱۲: جس عورت کو عمر بھر خون نہیں آیا، یا آیا مگر تین دن سے کم آیا تو عمر بھر وہ پاک ہی رہی اور ایک بار تین دن رات خون آیا پھر کبھی نہ آیا تو فقط وہ تین دن رات حیض کے ہیں باقی ہمیشہ کے لیے پاک۔

مسئلہ ۱۳: جس عورت کو دس دن خون آیا اس کے بعد سال بھر تک پاک رہی پھر برابر خون جاری رہا تو وہ اس زمانہ میں نماز روزہ کے لیے ہر مہینہ میں دس دن حیض کے سمجھے اور بیس دن استحاضہ۔

مسئلہ ۱۴: کسی کو ایک دو دن خون آ کر بند ہو گیا اور شروع ہوئے دس دن پورے نہ ہوئے تھے کہ پھر خون آیا اور دسویں دن بند ہو گیا تو یہ دس دن حیض کے ہیں اور اگر دس دن کے بعد بھی جاری رہا تو دو صورتیں ہیں۔ اگر پہلے کی عادت معلوم ہے تو عادت کے دنوں میں حیض، باقی استحاضہ اور اگر پہلے کی عادت معلوم نہیں تو دس دن حیض کے باقی استحاضہ کے۔

مسئلہ ۱۵: جس کی ایک عادت مقرر نہ ہو بلکہ کبھی مثلاً چھ دن حیض کے ہوں اور کبھی سات دن۔ اب

خون آیا تو بند ہوتا ہی نہیں تو اس کے لیے نماز روزے کے حق میں کم مدت یعنی ۶ دن حیض کے قرار دیے جائیں گے اور ساتویں روز نہا کر نماز پڑھے اور روزہ رکھے (جبکہ رمضان ہو) مگر سات دن پورے ہونے کے بعد پھر نہانے کا حکم ہے اور ساتویں دن جو فرض روزہ رکھا ہے اس کی قضا کرے اور مدت گزرنے اور شوہر کے پاس رہنے کے بارے میں زیادہ مدت یعنی سات دن حیض کے مانے جائیں گے یعنی ساتویں دن اس سے قربت جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۶: کسی کی عادت تھی کہ فلاں تاریخ میں حیض ہوا اب اس سے ایک دن پہلے خون آ کر بند ہو گیا پھر دس دن تک نہیں آیا اور گیارہویں دن پھر آ گیا تو خون نہ آنے کے جو یہ دس دن ہیں ان میں سے اپنی عادت کے دنوں کے برابر حیض قرار دے اور اگر تاریخ تو مقرر تھی مگر حیض کے دن معین نہ تھے تو یہ دسوں دن خون نہ آنے کے حیض کے ہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: جس عورت کو تین دن سے کم خون آ کر بند ہو گیا اور پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ پھر آ گیا تو پہلی مرتبہ جب سے خون آنا شروع ہوا ہے حیض ہے۔ اب اگر اس کی کوئی عادت ہے تو عادت کے برابر حیض کے دن شمار کرے ورنہ شروع سے دس دن تک حیض اور پچھلی مرتبہ کا استحاضہ۔

باب ۱۱

استحاضہ کے احکام

عورت کو حیض اور نفاس کے علاوہ جو خون کسی بیماری یا کسی اور سبب سے آئے وہ استحاضہ ہے اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات مندرجہ ذیل ہیں:۔

حالت استحاضہ میں نماز پڑھنے کا حکم

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِیْ حُبَیْشٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ امْرَاَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ لَا اِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ وَّلَیْسَ بِحَیْضٍ فَاِذَا اَقْبَلَتْ حَیْضَتُكِ فَدَعِی الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِیْ عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّیْ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک صحابیہ فاطمہ بنت ابی جیش رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے استحاضہ آتا ہے اور میں پاک نہیں رہتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" یہ تو ایک رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے تو جب حیض کے دن آئیں نماز چھوڑ دو اور جب جاتے رہیں تو خون دھوؤ اور نماز پڑھو۔ (مسلم شریف)

استحاضہ کی حالت میں شرعی فرائض کیسے انجام دے؟

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ اِنَّ امْرَاَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا اُمُّ سَلَمَةَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِتَنْظُرْ عَدَدَ اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ الَّتِیْ كَانَتْ تَحِیْضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ اَنْ یُّصِیْبَهَا الَّذِیْ اَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلٰوةَ قَدْرَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَاِذَا خَلَّفَتْ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ

بِثَوْبٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ

اُم المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک عورت کو استحاضہ کا خون بہت آتا تھا تو میں نے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آپ نے ارشاد فرمایا وہ خاتون اس بیماری میں مبتلا ہونے سے پہلے مہینے میں جتنے دن اور رات حیض آتا تھا اس کو گنے اور ہر مہینے میں اتنے دن رات نماز چھوڑ دے پھر جب وہ دن گزر جائیں تو نہائے اور لنگوٹ باندھ کر نماز پڑھے۔ (سنن ابوداؤد)

استحاضہ کے خون کی پہچان

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَبِیْ حُبَیْشٍ اَنَّهَا کَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ دَمُ الْحَیْضِ فَاِنَّهٗ دَمٌ اَسْوَدُ یُعْرَفُ فَاِذَا کَانَ ذٰلِكَ فَاَمْسِکِیْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِذَا کَانَ الْاٰخَرُ فَتَوَضَّاِیْ وَصَلِّیْ فَاِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ

فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے راویت ہے کہ وہ مستحاضہ ہو جاتی تھیں ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حیض کا خون ہو تو وہ کالا خون ہوتا ہے جو پہچان لیا جاتا ہے تو جب یہ ہو تو نماز سے رک جاؤ اور جب دوسرا ہو تو وضو کر و اور نماز پڑھو کہ وہ تو رگ ہے۔ (سنن ابوداؤد، نسائی)

مستحاضہ کے لئے نماز اور روزہ کا حکم

عَنْ یَحْیٰی بْنِ مُعِیْنٍ قَالَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِی الْمُسْتَحَاضَةِ تَدَعُ الصَّلٰوةَ اَیَّامَ اَقْرَائِهَا الَّتِیْ کَانَتْ تَحِیْضُ فِیْهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّاُ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوةٍ وَّتَصُوْمُ وَتُصَلِّیْ

حضرت یحییٰ بن معین سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا استحاضہ والی کو اپنی عادت کے مطابق (ہر ماہ) جتنے دن حیض آتا تھا اتنے دن نماز چھوڑ دے پھر نہائے اور ہر نماز کے وقت (تازہ) وضو کرے اور روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔ (ترمذی شریف)

حیض اور استحاضہ میں فرق

عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ كُنْتُ اُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيْرَةً شَدِيْدَةً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْتَفْتِيْهِ وَاُخْبِرُهٗ فَوَجَدْتُّهٗ فِيْ بَيْتِ اُخْتِيْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيْرَةً شَدِيْدَةً فَمَا تَأْمُرُنِيْ فِيْهَا قَدْ مَنَعَتْنِي الصَّلٰوةَ وَالصِّيَامَ قَالَ اَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ فَاِنَّهٗ يُذْهِبُ الدَّمَ قَالَتْ هُوَ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَتَلَجَّمِيْ قَالَتْ هُوَ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَاتَّخِذِيْ ثَوْبًا قَالَتْ هُوَ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ اِنَّمَا اَثُجُّ ثَجًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاٰمُرُكِ بِاَمْرَيْنِ اَيُّهُمَا صَنَعْتِ اَجْزَاَ عَنْكِ مِنَ الْاٰخَرِ وَاِنْ قَوِيْتِ عَلَيْهِمَا فَاَنْتِ اَعْلَمُ قَالَ لَهَا اِنَّمَا هٰذِهٖ رُكْضَةٌ مِّنْ رَكَضَاتِ الشَّيْطٰنِ فَتَحَيَّضِيْ سِتَّةَ اَيَّامٍ اَوْ سَبْعَةَ اَيَّامٍ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ ثُمَّ اغْتَسِلِيْ حَتّٰى اِذَا رَاَيْتِ اَنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ وَاسْتَنْقَاْتِ فَصَلِّيْ ثَلٰثًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً اَوْ اَرْبَعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَاَيَّامَهَا وَصُوْمِيْ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُجْزِئُكِ وَكَذٰلِكَ فَافْعَلِيْ كُلَّ شَهْرٍ كَمَا تَحِيْضُ النِّسَآءُ وَكَمَا يَطْهُرْنَ مِيْقَاتَ حَيْضِهِنَّ وَ طُهْرِهِنَّ وَاِنْ قَوِيْتِ عَلٰى اَنْ تُؤَخِّرِيْنَ الظُّهْرَ وَتُعَجِّلِيْنَ الْعَصْرَ وَتَغْتَسِلِيْنَ وَتَجْمَعِيْنَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَتُؤَخِّرِيْنَ الْمَغْرِبَ وَتُعَجِّلِيْنَ الْعِشَآءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِيْنَ وَتَجْمَعِيْنَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فَافْعَلِيْ وَتَغْتَسِلِيْنَ مَعَ الْفَجْرِ فَافْعَلِيْ وَصُوْمِيْ اِنْ قَدَرْتِ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هٰذَا اَعْجَبُ الْاَمْرَيْنِ اِلَيَّ ۔

حضرت حمنہ بنت جحش فرماتی ہیں کہ مجھے بہت سخت استحاضہ آتا تھا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسئلہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئی کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بہن زینب بنت جحش کے گھر پایا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بہت سخت استحاضہ آتا ہے آپ اس بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں مجھے تو اس نے روزہ نماز سے روک دیا ہے فرمایا میں تمہارے واسطے گدی تجویز کرتا ہوں کہ یہ خون چوس لے گی عرض کیا وہ تو اس سے زیادہ ہے فرمایا تو لنگوٹ باندھو عرض کیا وہ اس سے بھی زیادہ ہے فرمایا تو کپڑا رکھ لو عرض کیا وہ خون

اس سے بھی زیادہ ہے میں تو خون ڈالتی بہاتی ہوں تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو دو باتوں کا حکم دیتا ہوں ان میں جو کرلوگی وہ دوسرے سے کفایت کرے گا اگر دونوں کرسکو تو تم جانو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بیماری شیطان کے چوکھوں ہی سے ایک چوکھ ہے تم چھ یا سات دن حیض کے شمار کرلیا کرو ربّ کے علم میں پھر نہالیا کرو پھر جب یہ سمجھو کہ تم خوب پاک اور صاف ہوگئیں تو تیئیس چوبیس دن ورات نمازیں پڑھو' روزے رکھو کہ یہ تمہیں کافی ہوگا۔ ہر مہینہ یوں ہی کرلیا کرو جیسے عموماً عورتیں اپنے حیض وطہر کے اوقات میں ناپاک وپاک رہتی ہیں اور اگر تم اس پر طاقت رکھو کہ ظہر دیر سے اور عصر جلدی پڑھو تو ایک غسل کرو اور دو نمازیں ظہر وعصر جمع کرلیا کرو اور مغرب دیر سے عشاء جلدی پڑھو تو غسل کرو اور دو نمازیں جمع کرلو تو ایسا کرو اور فجر کے ساتھ غسل کرو' تو ایسا کرلیا کرو اور روزے رکھو اگر اس پر قادر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں کاموں میں مجھے یہ زیادہ پسند ہے (مسند امام احمد۔ سنن ابوداؤد۔ جامع' ترمذی)

مسائل استحاضہ

استحاضہ میں عورت کو نہ نماز معاف ہے اور نہ روزہ معاف ہے بلکہ ایسی عورت جس کو ہر وقت خون آتا رہتا ہو وہ معذور ہے وہ ایک وضو سے اس وقت میں جتنی نماز چاہے پڑھے۔ خون آنے سے اس کا وضو نہیں جائے گا اور نماز کا وقت ختم ہوتے ہی اس کا وضو جاتا رہے گا۔ لہٰذا ایسی معذور عورت ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرکے نماز پڑھے۔ ایسی عورت کو مسجد میں جانا۔ قرآن پاک پڑھنا' قرآن پاک کو ہاتھ لگانا' طواف کرنا' اس سے ہمبستری کرنا اور وہ سب کام جو حیض ونفاس والی عورت پر حرام ہوتے ہیں۔ استحاضہ والی عورت کے لیے جائز ہیں۔

باب ۱۲

احکامِ معذور

ہر وہ آدمی جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ نماز کا پورا ایک وقت باوضو نہ رہ سکے یعنی نماز فرض باوضو ادا نہ کر سکے وہ معذور ہے۔ مثلاً پیشاب کے قطرے کا مرض' یا ہر وقت ہوا خارج ہوتے رہنا' یا پھوڑے یا نا سُور سے ہر وقت پیپ بہتے رہنا' کان یا ناف یا پستان سے پانی نکلتے رہنا یا دست آنا یا دکھتی آنکھ سے رطوبت بہتے رہنا' بواسیر وغیرہ یہ سب بیماریاں وضو توڑنے والی ہیں ان میں جب پورا ایک وقت ایسا گزر جائے کہ باوجود کوشش کے وضو اور طہارت کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکے تو عذر ثابت ہو گیا یہ آدمی معذور ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ وقت میں وضو کر لے اور نماز کا وقت ختم ہونے تک جتنی نمازیں چاہے اس وضو سے پڑھے۔ اس بیماری سے اس کا وضو نہیں جاتا لیکن فرض نماز کا عذر ختم ہوتے ہی معذور کا وضو جاتا رہے گا۔

مسئلہ ۱: جب کوئی شخص شریعت میں معذور مان لیا گیا تو جب تک ہر نماز کے وقت میں ایک بار بھی اس کا عذر پایا جاتا رہے گا وہ معذور ہی رہے گا۔ جب اس کو اتنی شفا حاصل ہو جائے کہ ایک نماز کا پورا وقت گزر جائے اور اس کو ایک مرتبہ قطرہ وغیرہ نہ آئے تو اب یہ شخص معذور نہیں مانا جائے گا۔

مسئلہ ۲: معذور کا وضو اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب سے معذور ہے لیکن اگر وضو توڑنے والی دوسری چیز پائی گئی تو اس کا وضو جاتا رہے گا جیسے کسی کو قطرے کا مرض ہے اور وہ معذور مان لیا گیا تو نماز کے پورے وقت میں قطرہ آنے سے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن ہوا نکلنے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ ۳: اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں قطرہ آ جاتا ہے اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں قطرہ نہیں آتا تو اس پر فرض ہے کہ نماز بیٹھ کر پڑھا کرے اور وہ معذور نہیں شمار کیا جائے گا۔

باب ۱۳

مسائلِ جنابت

ایسے مرد اور عورت کو جن پر غسل فرض ہو گیا "جنب" کہتے ہیں اور اس ناپاکی کی حالت کو "جنابت" کہتے ہیں۔ جنب خواہ مرد ہو یا عورت جب تک غسل نہ کر لے وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ نہ قرآن شریف پڑھ سکتا ہے نہ قرآن دیکھ کر تلاوت کر سکتا ہے۔ نہ زبانی پڑھ سکتا ہے۔ نہ قرآن مجید کو چھو سکتا ہے نہ کعبہ میں داخل ہو سکتا ہے نہ کعبہ کا طواف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱: جُنب کو ساتھ کھلانے اس کا جوٹھا کھانے اس کے ساتھ سلام و مصافحہ اور معانقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲: جُنب کو چاہیے کہ جلد سے جلد غسل کر لے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں تصویر، کتا اور جنب ہو۔

اسی طرح ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ فرشتے تین شخصوں سے قریب نہیں ہوتے ایک کافر کا مردہ، دوسرے خلوق، (عورتوں کی رنگین خوشبو) استعمال کرنے والا، تیسرے جنب آدمی مگر یہ کہ وضو کر لے۔

مسئلہ ۳: حیض و نفاس والی عورت یا ایسے مرد و عورت جن پر غسل فرض ہے اگر یہ لوگ قرآن شریف کی تعلیم دیں تو ان کو لازم ہے کہ قرآن مجید کے ایک ایک لفظ پر سانس توڑ توڑ کر پڑھائیں۔ مثلاً اس طرح پڑھائیں کہ الحمد پڑھ کر سانس توڑیں پھر للہ پڑھ کر سانس توڑ دیں پھر رب العالمین پڑھیں۔ ایک سانس میں پوری آیت لگاتار نہ پڑھیں اور قرآن شریف کے الفاظ کو ہجے کرانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۴: قرآن مجید کے علاوہ اور دوسرے وظیفے کلمہ شریف و درود شریف وغیرہ کا پڑھنا، جنب کے لیے بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے جیسے کہ حیض و نفاس والی عورت کے لیے قرآن شریف کے علاوہ دوسرے تمام اذکار و وظائف کو پڑھنا جائز و درست بلکہ مستحب ہے۔

باب ۱۴

احکامِ نجاست

گندگی اور پلیدی کو نجاست کہا جاتا ہے یہ دو طرح کی ہے۔ ایسی نجاست جس کے لیے شرعی احکام سخت ہیں وہ نجاست غلیظہ کہلاتی ہے اور دوسری نجاست جس کے لیے شرعی احکام ہلکے اور نرم ہیں نجاست خفیفہ کہلاتی ہے۔ نجاست غلیظہ سے مراد پیشاب پاخانہ' منی' مذی' حیض کا خون' خونِ استحاضہ' پیپ' جاری خون' منہ بھر کرتے ہے' ان کے علاوہ ہر طرح کی شراب اور نیز پاخانہ اور پیشاب ان چوپایہ جانوروں کا جن کا گوشت حرام ہے جیسے کتا' شیر' بلی' لومڑی' گدھا' خچر' ہاتھی' خنزیر اور چوہا وغیرہ اور بطخ اور مرغی کی بیٹ اور گائے بھینس کا گوبر' گھوڑے کی لید' اونٹ اور بکری کی مینگنی اور ہر حلال چوپایہ جانور کا پاخانہ' حرام پرندوں کا پیشاب اور مردار وغیرہ یہ سب پلیدیاں نجاست غلیظہ میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ چھپکلی یا گرگٹ کا خون' شیر' کتے' چیتے کا لعاب (منہ کا تھوک) اور دوسرے درندوں چوپایوں کے منہ کا لعاب' نیز ہاتھی کی سونڈ کی رطوبت نجاست غلیظہ ہیں۔ عام لوگوں اور عورتوں میں اکثر مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب نجاست نہیں یہ بالکل غلط ہے بلکہ پیشاب خواہ بڑے کا ہو یا چھوٹے بچے کا وہ نجاست غلیظہ ہے۔

جن جانوروں کا گوشت حلال ہے جیسے گائے' بیل' بھینس' بھیڑ' بکری' اونٹ وغیرہ ان کا پیشاب اور گھوڑے کا پیشاب اور حرام پرندے جیسے کوا' چیل' شکرا' باز وغیرہ' ان کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے۔

احادیث

نجاست کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

کتے کی نجاست کو پاک کرنا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَرِبَ الْکَلْبُ فِیْ اِنَاۤءِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا پی جائے تو اسے سات بار دھوؤ (بخاری شریف)

نجاست پر پانی بہانے کا واقعہ

عَنْ اَنَسٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُوْلُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ مَهْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوْهُ دَعُوْهُ فَتَرَكُوْهُ حَتّٰى بَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَالْقَذَرِ وَاِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَقِرَاْءَةِ الْقُرْاٰنِ اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاَمَرَ رَجُلًا مِنَ الْقَوْمِ فَجَآءَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَآءٍ فَسَنَّهٗ عَلَيْهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور مسجد میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے فرمایا ٹھہرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے نہ روکو چھوڑ دو لوگوں نے چھوڑ دیا حتیٰ کہ اس نے پیشاب کر لیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا یہ مسجدیں پیشاب اور گندگی کیلئے نہیں۔ یہ تو صرف اللہ کے ذکر، نماز اور تلاوت قرآن کیلئے ہیں یا جیسا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرماتے ہیں کہ قوم کے آدمی کو حکم دیا وہ پانی کا ڈول لایا جسے اس پر بہادیا۔

(بخاری شریف)

نجاست حیض کو پاک کرنا

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ سَاَلَتِ امْرَاَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِحْدَانَا اِذَا اَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اِحْدٰكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَاءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيْهِ

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب ہم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا کپڑا حیض کے خون سے آلودہ ہو جائے تو وہ اسے کھرچے' پھر پانی سے دھوئے' تب اس کپڑے میں نماز پڑھے۔ (مسلم شریف)

چھوٹے بچے کے پیشاب کو دھونے کا حکم

عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ اَنَّهَا اَتَتْ بِابْنٍ لَّهَا صَغِيْرٍ لَّمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْلَسَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجْرِهٖ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَآءٍ فَنَضَحَهٗ وَلَمْ يَغْسِلْهُ (بخاری شریف)

اُم قیس بنتِ محصن سے روایت ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بیٹے کو جو کھانا نہ کھاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائیں حضور نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگایا اس پر پانی بہا دیا اور خوب نہ دھویا۔

کھال یا چمڑے کو پاک کرنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِّمَيْمُوْنَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهٖ فَقَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ اِنَّمَا حُرِّمَ اَكْلُهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت میمونہ کی لونڈی کو بکری صدقہ دی گئی وہ مر گئی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر گزرے تو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی کہ دباغت کے بعد اس سے فائدہ حاصل کر لیتے لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو مردار ہے فرمایا کہ اس کا کھانا حرام ہے (بخاری شریف)

درندوں کی کھال کی ممانعت

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ

جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبُ عَلَيْهَا

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھال پہننے اور اس پر سوار ہونے سے منع فرمایا (سنن ابوداؤد)

زمین اور متعلقات کو پاک کرنا

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَهَا امْرَأَةٌ إِنِّي أُطِيلُ ذَيْلِي وَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان سے کسی عورت نے کہا میرا دامن لمبا اور میں گندی جگہ میں چلتی ہوں آپ بولیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے بعد والی زمین پاک کردے گی (جامع ترمذی)

صاف جگہ پر چلنے سے وضو کا قائم رہنا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَتَوَضَّأُ مِنَ الْمَوْطِيءِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ننگے پاؤں چلنے سے وضو نہ کرتے تھے (جامع ترمذی)

کُتے کی نجاست کو پاک کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تمہارے برتن میں سے کُتا پانی پی لے تو اس کو سات بار دھولو۔ (مسلم شریف)

چمڑے کو پاک کرنے کا طریقہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا

دُبِغَ الْاَهَابَ فَقَدْ طَهُرَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ چمڑا جب گرم پانی میں اچھی طرح گرم کرلیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

شرعی مسائل

نجاست کے متعلق شرعی احکام مندرجہ ذیل ہیں:۔

مسئلہ ۱: نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن پر ایک درہم (روپے) سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک اور صاف کرنا فرض ہے۔ اگر بغیر پاک کیے نماز پڑھی تو قطعاً نماز نہیں ہوگی اور اگر جان بوجھ کر اس نجاست اور پلیدی کے ساتھ پڑھی تو سخت گناہ ہے اور بانیت استخفاف (توہین) پڑھی تو کفر ہوگا اور اگر نجاست غلیظہ درہم کے برابر ہے تو اس کا پاک کرنا واجب اور ضروری ہے کہ اگر بغیر پاک کیے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہوگی یعنی ایسی نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب اور ضروری ہے اگر جان بوجھ کر پڑھی تو گناہ بھی ہوگا۔ اگر نجاست غلیظہ درہم سے کم ہے تو اس کا پاک اور صاف کرنا سنت ہے کہ ایسی نجاست کو پاک کیے بغیر اگر نماز پڑھی تو نماز تو ہوگی لیکن خلافِ سنت ہوئی جس کا اعادہ یعنی دوبارہ پڑھنا بہتر اور مستحب ہے۔

مسئلہ ۲: نجاست غلیظہ اگر گاڑھی ہو جیسے پاخانہ' لید' گوبر' تو درہم کے برابر یا کم زیادہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وزن میں درہم کے برابر یا کم یا زیادہ ہو۔ درہم کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے اور اگر نجاست غلیظہ پتلی ہو جیسے پیشاب اور شراب وغیرہ تو درہم سے مراد اس کی لمبائی چوڑائی ہے اور شریعت نے درہم کی لمبائی اور چوڑائی کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر بتائی ہے۔ یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی نہ رک سکے۔ اب پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے اتنی بڑی درہم کی لمبائی چوڑائی ہوتی ہے یعنی روپے کی لمبائی چوڑائی کے برابر (درمختار ج ا ص ۲۱۱)

مسئلہ ۳: نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے کے جس حصہ یا بدن کے جس عضو پر لگی ہو اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے مثلاً آستین پر لگی ہے تو اس کی چوتھائی' اسی طرح اگر ہاتھ پر لگی ہے تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہے تو معاف ہے یعنی اس میں نماز ہو جائے گی اور اگر نجاست خفیفہ پوری چوتھائی میں لگی ہو تو بن دھوئے اور پاک صاف کیے بغیر نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ۴: نجاست غلیظہ، خفیفہ میں مل جائے تو کل غلیظہ ہو جائے گی۔ ہر چوپائے کی جگالی کا وہی حکم ہے جو اس کے پاخانے کا ہے۔ ہر جانور کے پتے کا بھی وہی حکم ہے جو اس کے پیشاب کا ہے۔ حرام جانوروں کا پتا نجاست غلیظہ ہے۔

مسئلہ۵: مچھلی اور پانی کے دیگر جانوروں اور کھٹمل اور مچھر کا خون وغیرہ، نیز گدھے اور خچر کا لعاب یعنی منہ کا تھوک اور ان کا پسینہ پاک ہے۔ گوشت، تلی، کلیجی میں جو خون باقی رہ جاتا ہے وہ پاک ہے۔ حرام جانوروں کا دودھ نجس اور ناپاک ہے۔

مسئلہ۶: نجاست غلیظہ اور نجاست خفیفہ کے جدا جدا جو حکم بیان ہوئے ہیں یہ اس وقت ہیں کہ بدن یا کپڑے پر لگیں۔ اگر یہ نجاست کسی پتلی چیز پانی وغیرہ میں گرے تو نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ تو وہ سب ناپاک ہو جائے گا اگرچہ ایک قطرہ ہی گرے۔ بشرطیکہ پانی حد کثرت پر یعنی دہ دردہ نہ ہو۔

مسئلہ۷: اگر نماز پڑھی اور جیب میں شیشی ہے اور اس میں پیشاب یا خون یا شراب ہے تو نماز نہ ہوگی۔ کسی کپڑے یا بدن پر چند جگہ نجاست غلیظہ لگی لیکن کسی جگہ درہم کے برابر نہیں لیکن مجموعہ درہم کے برابر ہے تو وہ نجاست درہم کے برابر سمجھی جائے گی اس کو پاک کیے بغیر نماز پڑھی تو نماز نہ ہوگی۔

ناپاک چیز کو پاک کرنے کے طریقے

پاک اور صاف چیز پر جب کوئی نجاست یا گندگی لگ جائے تو وہ ناپاک ہو جائے گی اسے دوبارہ پاکیزہ کرنے کے طریقے حسب ذیل ہیں:۔

مسئلہ۱: اگر نجاست پتلی ہو جیسے پیشاب اور شراب وغیرہ تو کپڑا وغیرہ نچوڑی جانے والی چیز تین مرتبہ دھونے اور تینوں بار بقوت نچوڑنے سے پاک ہو جائے گا۔ نچوڑنے کے بعد ہر بار اپنے ہاتھ بھی ساتھ ساتھ دھونے لازمی ہیں۔ دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا ایک ہی حکم ہے کہ ان کا پیشاب کپڑے کو لگا تو تین بار دھونا اور تین بار ہی اچھی طرح نچوڑنا پڑے گا اگر بدن کو لگا تو تین بار دھونے سے بدن پاک ہوگا۔ جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں جیسے چٹائی جوتا وغیرہ۔ اس کو دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ اسی طرح دو بار اور دھوئیں تیسری بار جب ٹپکنا بند ہو گیا وہ چیز پاک ہو گئی۔

مسئلہ۲: منی کپڑے یا بدن پر لگ کر خشک ہو گئی تو فقط مل کر جھاڑ دینے اور صاف کرنے سے کپڑا اور بدن پاک ہو جائے گا۔ مرد و عورت کا اس مسئلہ میں کوئی فرق نہیں۔ اگر منی کپڑے یا بدن پر لگی اور اب تک تر

اور گیلی ہے تو کپڑا اور بدن دھونے سے ہی پاک ہوگا۔ موزے یا جوتے میں گاڑھی نجاست گوبر' پاخانہ' منی وغیرہ لگی تو اگرچہ وہ نجاست تر ہو کھرچنے اور رگڑنے سے پاک ہو جائیں گے۔ اگر کوئی پتلی نجاست جیسے پیشاب و شراب وغیرہ لگی ہو اور اس پر مٹی ریتا یا راکھ وغیرہ ڈال کر رگڑ ڈالیں اور پونچھ دیں جب بھی وہ پاک ہو جائیں گے اگر ایسا نہ کیا یہاں تک کہ وہ نجاست سوکھ گئی تو اب بن دھوئے پاک نہ ہوں گے۔

مسئلہ ۳: نجاست اگر پتلی نہ ہو بلکہ گاڑھی ہو جیسے گوبر' پاخانہ' خون وغیرہ تو دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں بلکہ اس کا دور کرنا اور اچھی طرح صاف کرنا ضروری ہے تاکہ نجاست کا اثر و رنگ و بو وغیرہ نہ رہے اگر ایسی نجاست ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک مرتبہ سے ہی پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو اتنی بار ہی دھونا فرض ہے۔ ہاں اگر نجاست تین بار سے کم میں دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مستحب اور بہتر ہے۔

مسئلہ ۴: اگر نجاست دور ہو گئی مگر اس کا اثر' رنگ و بو وغیرہ باقی ہے تو اس کا زائل کرنا بھی لازم اور ضروری ہے ہاں اگر اس کا اثر بدقت جائے تو اثر دور کرنے کی ضرورت نہیں۔ تین بار دھو لینے سے وہ پاک ہو گیا۔

مسئلہ ۵: اگر ایسی چیز ہو جس میں نجاست جذب نہ ہوتی ہو جیسے چینی یا لوہے' تانبے' پیتل وغیرہ کے برتن تو وہ صرف تین بار دھونے سے پاک ہو جائیں گے۔ ہاں پہلی بار مٹی سے مانجھ لینا بہتر اور مستحب ہے۔ اگر کپڑے کا کوئی حصہ ناپاک ہو گیا اور اب یاد نہیں کہ وہ کون سی جگہ سے ناپاک ہوا تھا تو بہتر یہی ہے کہ پورا کپڑا ہی دھو ڈالیں۔ یعنی اگر بالکل ہی معلوم نہ ہو کہ نجاست کہاں لگی ہے۔ اگر اتنا معلوم ہو کہ نجاست کپڑے کے فلاں حصہ میں لگی ہے اور خاص نجاست والی جگہ معلوم نہیں۔ جیسے قمیص کی آستین یا دامن میں نجاست لگی ہو' تو آستین اور دامن کا دھونا ہی ساری قمیص کا دھونا ہے۔

مسئلہ ۶: لوہے کی چیز مثلاً چاقو' چھری وغیرہ جس میں رنگ اور نقش و نگار وغیرہ نہ ہو اگر یہ چیزیں ناپاک ہو جائیں تو اچھی طرح مٹی وغیرہ سے پونچھ ڈالنے سے پاک ہو جائیں گی اگر یہ چیزیں زنگ آلود اور نقش و نگار والی ہوں تو ان کا دھونا ضروری ہے۔ بن دھوئے پاک نہ ہوں گی۔

مسئلہ ۷: جائے نماز میں ہاتھ پاؤں' پیشانی اور ناک رکھنے کی جگہ کا نماز پڑھنے میں پاک ہونا فرض ہے باقی جگہ اگر نجاست ہو تو نماز میں حرج نہیں لیکن نماز میں نجاست اور پلیدی کے قرب سے بچنا چاہیے کپڑے کے ایک طرف نجاست لگی ہو تو کپڑے کی دوسری طرف جدھر نجاست نہیں لگی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اگرچہ دوسری طرف نجاست کا اثر ظاہر نہ ہوا ہو اور کپڑا کتنا ہی موٹا کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۸: جو کپڑا دو تہ کا ہو۔ اگر ایک تہ اس کی نجس اور پلید ہو جائے تو اگر دونوں ملا کر سی لیے ہوں تو دوسری تہ پر نماز جائز نہیں اور اگر سلے نہ ہوں تو نماز جائز ہے۔

مسئلہ ۹: خنزیر کے سوا ہر مردار جانور کی کھال سکھانے اور پکانے دباغت وغیرہ سے پاک ہو جاتی ہے اس پر نماز پڑھنا درست ہے۔ ہاں درندے کی کھال اگرچہ پکالی گئی ہو اس پر بیٹھنا اور نماز پڑھنا نہیں چاہیے کہ مزاج میں تکبر اور غرور پیدا ہوتا ہے۔ کتے کی کھال کا استعمال ممنوع ہے۔

مسئلہ ۱۰: کپڑے یا بدن میں ناپاک تیل یا چکنائی والی چیز لگی تو تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جائے گا۔ ہاں اگر مردار کی چربی لگی تو جب تک اس کی چکنائی نہ جائے پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۱: ناپاک زمین اگر خشک ہو جائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتا رہے وہ زمین پاک ہوگئی۔ خواہ ہوا سے سوکھی یا دھوپ یا آگ وغیرہ سے' اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ہاں اس سے تیمم جائز نہیں۔ ایسے ہی جو زمین گوبر سے لیسی گئی اگرچہ سوکھ گئی ہو۔ اس پر نماز جائز نہیں۔ ہاں اگر وہ سوکھ گئی ہو اور اوپر کوئی موٹا کپڑا بچھالیا تو اس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۲: کافروں کے استعمال شدہ کپڑوں خاص کر ان کے پاجامہ' شلوار' تہبند وغیرہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ یہی حکم فاسق و فاجر لوگوں کے کپڑوں کا ہے کیونکہ فاسق لوگ پیشاب پاخانہ میں لباس کی طہارت کا خیال نہیں رکھتے۔ لہٰذا کافروں' فاسق و فاجروں کے استعمال شدہ کپڑے بن دھوئے اور پاک کیے بغیر پہننا اور ان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

باب ۱۵

فضائلِ نماز

اہل ایمان کے لیے سب سے اہم ترین فریضہ پنجگانہ نماز ہے۔ یہ دین اسلام کا دوسرا رکن ہے اور اسلامی عبادات میں سب سے اہم اور افضل عبادت ہے اور اللہ کو بہت پسند ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نمازیوں کو اپنی خاص نعمتوں اور رحمتوں سے مالا مال کر دیتا ہے بلکہ نماز وہ خزانہ ہے جس سے دین و دنیا میں ہر وہ چیز مل سکتی ہے جو خدا نے اپنے بندوں کی بہتری کے لیے بنائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث میں اس کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔ فضائل فضیلت کی جمع ہے جس کا مطلب مہربانی، رحمت مغفرت، برتری اور فیوض و برکات کا حصول ہے۔ کیوں کہ نماز پڑھنے سے یہ سب چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ اس لیے نماز کے فضائل بے شمار ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

1- نماز اور حصولِ آخرت

انسان یہ چاہتا ہے کہ اس کی آخرت بہتر ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان اس راستے پر گامزن ہو جسے پروردگار نے راہِ ہدایت قرار دیا ہے۔ پھر اس راستے پر چلنے سے اسے فلاح یعنی کامیابی حاصل ہوگی اور کامیابی یہ ہے کہ روز حشر اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت خاص میں جگہ عنایت کر دے یعنی جنت میں داخل کر دے لہٰذا یہ تمام مراحل حصول آخرت کے زمرے میں شامل ہیں اور یہ نماز ہی سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان مراحل کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

ا- نمازیوں کے لیے فلاح

نماز پڑھنے والوں کے لیے فلاح ہے فلاح کا مطلب کامیابی ہے کامیابی خواہ دنیوی ہو یا اُخروی ہو

اس کے لیے فلاح کا لفظ استعمال ہوتا ہے لیکن قرآن میں فلاح کا لفظ زیادہ تر ان لوگوں کے لیے استعمال ہوا ہے جو آخرت میں کامیابی پائیں گے اور قرآن کریم میں متعدد مقامات پر جہاں یہ لفظ آیا ہے جن کے لیے آخرت میں فلاح ہے ان کی کچھ خصوصیات بھی بیان ہوئی ہیں۔ ان خصوصیات میں ایک خصوصیت نماز پڑھنا بھی ہے جس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۚ فِيْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۗ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

یہ کتاب ہے اس میں شک نہیں ہے ہدایت ہے متقیوں کے لیے جو بن دیکھے ایمان لائے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور اس مال میں سے جو ہم نے ان کو دیا ہے خرچ کرتے ہیں اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی فلاح پانے والے ہیں۔ (البقرہ ۱-۵)

ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ متقین کو آخرت میں فلاح یعنی کامیابی حاصل ہوگی اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ متقین وہ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ نماز ہی فلاح کا راستہ ہے۔ فلاح کا لغوی مطلب چیرنا، کھلنا اور قطع کرنا ہے۔ مگر اصلاحاً کامیابی کو فلاح کہا جاتا ہے کیوں کہ کامیابی بھی مشکلات کے پردوں کو چیر کر حاصل ہوتی ہے اس لیے اسے فلاح کہا جاتا ہے۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ نماز انسان کو زندگی کی ایک ایسی راہ پر گامزن کرتی ہے کہ جس سے انسان دین و دنیا میں کامیاب و کامران ہو جاتا ہے۔

۲-نماز ذریعہ ہدایت

نماز ہدایت کی علامت ہے اور ہدایت کا مطلب سیدھی راہ پر چلنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مقرر کی ہے۔ قرآن پاک میں یہ لفظ مختلف مقامات پر استعمال ہوا ہے جس سے مراد وہ فطری راستہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بقائے حیات کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عقل و دانش آیات آفاقیہ پیغمبرانِ حق اور صحف سماوی کے ذریعے انسان کو ہدایت عطا کی ہے اور یہ ہدایت دین اسلام کی

صورت میں ہمارے سامنے ہے جو شخص اس پر عمل پیرا ہو گا وہی ہدایت یافتہ کہلائے گا۔

قرآن مجید میں ان تمام عقائد اعمال اور معاملات کا تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے جن پر عمل پیرا ہونا ہدایت کی نشانی ہے انہی اعمال میں ایک عبادت کا عمل نماز ہے جس کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ نماز پڑھنے والے ہدایت پانے والوں میں سے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمۡ یَخۡشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰۤی اُولٰٓئِکَ اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُہۡتَدِیۡنَ ○

ترجمہ: اللہ کی مسجدوں کو تو بس وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اور اس نے نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ ادا کی سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈرا تو امید ہے تو ایسے ہی لوگ ہدایت پانے والوں میں ہوں۔ (التوبہ:۱۸)

ظاہر ہے کہ جو لوگ نماز پڑھیں گے وہی مساجد کو آباد کریں گے اور اس فعل کو علامت ہدایت قرار دیا گیا ہے مسند احمد کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی کو مسجد میں آنے جانے والا دیکھو تو اس کے ایمان کی شہادت دو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا آیت تلاوت فرمائی پھر فرمایا کہ اللہ کی مساجد کو آباد کرنے والے نمازی ہی اللہ کے خصوصی بندے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نمازیوں کو دیکھ کر پوری قوم سے عذاب کو ہٹا دیتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ جب میں برے لوگوں کی وجہ سے زمین والوں کو عذاب کرنا چاہتا ہوں تو لوگوں کا گھروں کو یاد الٰہی سے آباد کرنا اور میرے لیے آپس میں محبت کرنا اور سحری کے وقت گڑ گڑا کر استغفار کرنا دیکھ کر اپنا عذاب ہٹا لیتا ہوں۔

ایک صحابی کا قول ہے کہ مسجدیں اس زمین پر خدا کا گھر ہیں اور جو یہاں آئے اس کی عزت کرو۔ لہٰذا صاحب ایمان ہونے کے ساتھ ہی سب سے پہلا فریضہ نماز ہے اور جو نماز قائم کر لیتا ہے وہی ہدایت یافتہ اور کامیاب ہے ایک اور مقام پر ارشادِ الٰہی ہے کہ نماز قائم کرنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور آخرت پر یقین رکھنے والے ہی ہدایت یافتہ مومن ہیں۔

طٰسٓ ۚ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَکِتَابٍ مُّبِیۡنٍ ○ۙ ہُدًی وَّبُشۡرٰی لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ○ۙ الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ○

ترجمہ: یہ قرآن اور کھول کر بیان کرنے والی کتاب کی آیتیں ہیں مومنوں کے لیے ہدایت اور

خوشخبری ہے جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔
(النمل:۱ تا ۳)

۳۔ نمازیوں کیلئے بشارت

نمازیوں کے لیے اللہ کی طرف سے نیک انجام کی بشارت ہے۔ یہ بشارت موت کے بعد راحت پانے کی صورت میں ہوگی۔ کیوں کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے وہ اس کی بدولت روز آخرت کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ تو اس کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر خوشخبری دی کہ نماز پڑھنے والو گھبراؤ نہیں تمہارا انجام بخیر ہوگا۔ جن آیات میں اللہ تعالیٰ نے نمازیوں کو خوشخبری دی ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ۝ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۝

ترجمہ: اور عاجزی کرنے والوں کے لیے بشارت ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور (نیز) ان تکلیفوں میں صبر کرنے والوں کو اور نماز کے قائم رکھنے والوں کو ان کو جو اس مال میں سے جو ہم نے انہیں دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔ (الحج ۳۴-۳۵)

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ۔

ترجمہ: ایسے مرد کہ انہیں اللہ کی یاد سے اور نماز کے قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ بیع۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی تاکہ اللہ ان کو ان کے اچھے عملوں کا بدلہ دے اور اپنے فضل سے ان کو اور زیادہ دے۔

(النور: ۳۷-۳۸)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ۝

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے رہتے ہیں اور انہوں نے نماز کو قائم رکھا اور اس مال

میں سے جو ہم نے ان کو دیا ہے چھپا کر اور علانیہ طور پر خرچ کیا اور ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جس میں گھاٹا نہیں ہے تا کہ اللہ ان کو پورا اجر دے اور اپنے فضل سے ان کو اور زیادہ دے بے شک وہ بخشنے والا قدردان ہے۔ (فاطر: ۲۹-۳۰)

4- نمازیوں کے لیے اجرِ عظیم

نمازیوں کے لئے آخرت میں اجر عظیم ہے اجر کے معنی اچھی جزا کے ہیں خواہ وہ جزا دنیاوی نعمتوں کی صورت میں ہو یا آخرت میں دخول جنت کی صورت میں ہو۔ بہر کیف اللہ تعالیٰ کے اجر کی عنایت بہت بہتر صورت میں ہوتی ہے لیکن اس اجر عظیم کے لیے ایمان اور عمل صالح بنیاد ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

لیکن ان میں سے جو لوگ علم میں پکے ہیں اور مومن اس پر ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف اتارا گیا ہے اور جو تجھ سے پہلے اُتارا گیا ہے اور نمازیں پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہی ہیں جن کو ہم عنقریب ہی بڑا ثواب دیں گے۔

(النساء: ۱۶۲)

ان آیات میں دونوں باتوں کی وضاحت کی گئی ہے جن کی بنا پر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ پہلی بات تو ایمان ہے اور دوسری بات نیک اعمال ہیں اور ان اعمال میں سے ایک نیک عمل نماز بھی ہے۔ لہٰذا جو لوگ نماز قائم کریں گے انہیں ضرور اجرِ عظیم ملے گا۔

5- نمازی کے لیے خوف وغم نہیں

خوف دو طرح کا ہے ایک خوفِ خدا ہے یعنی اللہ کی جلالیت سے ڈرنا یہ خوف باعث رحمت ہے دوسرا خوف دنیا کا خوف ہے ہر پُر ہیبت اور نقصان دہ چیز سے خوف پیدا ہوتا ہے ایسا خوف باعث تکلیف اور دکھ ہے پریشانیوں اور دکھوں کے باعث ہی انسان غمگین ہوتا ہے نماز ایسے خوف اور غم سے نجات دلاتی

ہے لہٰذا وہ لوگ جو ایمان لا کر نیک اعمال یعنی نماز اور زکوٰۃ دینے پر عمل پیرا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں بہتر اجر سے نوازے گا۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ دیتے رہے ان کے لیے ان کا اجر ان کے پروردگار کے ہاں موجود ہے اور ان پر خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ (البقرہ: ۲۷۷)

موت کے بعد انسان میں برے اعمال کی بنا پر مختلف سزاؤں کا غم اور خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ جیسا کہ موت کے بعد عذاب قبر کا ڈر روز قیامت کا غم ہے پھر روز محشر میں حساب و کتاب میں ناکامی کا خطرہ پھر سزا ملنے کی صورت میں عذاب جہنم کا خوف اگر ان تمام مراحل میں کامیاب ہونے کی امید ہو تو خوف دور غم ختم ہو جاتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ جو لوگ صاحب ایمان ہونے کے ساتھ نیک اعمال جن میں نماز بھی شامل ہے پر کاربند ہوں گے تو وہ آخرت پر انہیں بالکل کامیاب و کامران کرے گا جس وجہ سے آخرت میں ان پر کسی قسم کا خوف نہ ہوگا۔

6- نماز سے روکنے والا آگ میں جائے گا

کسی کو نماز سے روکنا بہت بڑا گناہ ہے کیوں کہ جو لوگ خدائی کاموں میں رکاوٹ ڈالتے ہیں وہ اللہ کے ہاں بہت برے ہیں بلکہ ان کا ایسا طرز عمل شیاطین کے اعمال سے ہے شیطان ہی اچھے کاموں میں رکاوٹ ڈالتا ہے کیونکہ وہ اطاعت الٰہی کا ازلی دشمن ہے اور نماز اطاعت الٰہی کی سب سے اچھی صورت ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے سخت عذاب ہوگا۔ کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُونَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوتَهُمْ وَ قُبُورَهُمْ نَارًا.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے دن فرمایا کافروں نے ہم کو درمیانی نماز جو عصر کی نماز ہے سے روکے رکھا۔ اللہ ان کے گھروں کو اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ (مسلم شریف)

7- نمازیوں کے لیے فرشتوں کا خیر مقدم

فرشتے اللہ کے مقرب ہیں اور مختلف کاموں کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔ کچھ ایسے فرشتے ہیں جو انسان کا نامہ اعمال مرتب کرتے ہیں۔ ان میں رات اور دن کا اعمال نامہ لکھنے والے الگ الگ فرشتے ہیں وہ فرشتے جو نماز فجر کے وقت آتے ہیں وہ دن کے فرشتے ہیں اور جو عصر کے وقت آتے ہیں وہ رات کا اعمال نامہ لکھنے والے ہیں جب انسان فجر کی نماز ادا کرتا ہے تو اس وقت دن کے فرشتے آتے ہیں اور رات والے اپنی ڈیوٹی سرانجام دے کر چلے جاتے ہیں۔ اور عصر کی نماز کے وقت دن والے چلے جاتے ہیں اور رات والے آ جاتے ہیں۔ اور جو شخص ان دونوں اوقات یعنی ان کے آنے اور جانے پر نماز میں مصروف ہوتا ہے تو وہ بڑا اچھا تاثر قائم کر کے جب بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوئے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلَائِکَةٌ بِاللَّیْلِ وَ مَلَائِکَةٌ بِالنَّهَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ یَاتُوْا فِیْکُمْ فَیَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَکْنٰهُمْ وَهُوْ یُصَلُّوْنَ وَاَتَیْنٰهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں رات اور دن کو فرشتے باری باری آتے ہیں اور وہ فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر چڑھتے ہیں وہ فرشتے جنہوں نے تم میں رات گزاری ہوتی ہے۔ ان سے ان کا رب پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کو خوب جانتا ہے کس طرح چھوڑا ہے تم نے میرے بندوں کو وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو چھوڑا اس حال میں کہ وہ نماز پڑھتے تھے اور ہم ان کے پاس گئے جب کہ وہ نماز پڑھتے تھے۔

(بخاری شریف)

8- آسانی موت

موت اور حالت نزع کی سختی ایسی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا مانگا کرتے تھے کہ مجھ پر موت اور نزع کی سختی آسان فرما۔ ہم موت کی سختی اور شدت کا حال نہیں جانتے بلکہ موت کا حال تو وہ جانتا ہے جس پر وہ حالت گزرتی ہے مرنے والے کو دیکھ کر انسان صرف تھوڑا سا قیاس کر سکتا ہے مگر

حقیقت نہیں جان سکتا۔

جسم اور روح کا آپس میں گہرا تعلق ہے مردہ جسم جس میں روح نہیں ہوتی اگر کوئی تکلیف بھی پہنچے تو اسے کوئی احساس نہیں ہوتا۔ مگر جس جسم میں روح موجود ہو تو اسے ذرا سی تکلیف بھی پہنچے تو روح چونک اٹھتی ہے۔ چونکہ روح سارے جسم میں پھیلی ہوئی ہے تو جب اسے جسم سے نکالا جاتا ہے تو انسان کو انتہائی شدت کی تکلیف ہوتی ہے۔ مگر نمازی لوگوں کی موت آسانی سے ہوتی ہے۔

موت کے بارے میں ارشاد باری ہے کہ کبھی تو دیکھے جس وقت گناہگار موت کی بے ہوشی میں ہوں اور فرشتے ان کی طرف ہاتھ بڑھا رہے ہوں، اپنی جانیں ہمارے حوالے کر دو، آج تم کو اس پر ذلت کی سزا ملے گی جو خدا کی شان میں جھوٹی باتیں کہتے تھے۔ (سورۃ انعام آیت ۹۳)

ایک اور جگہ پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ پھر کیوں نہیں جس وقت روح حلق تک پہنچ جاتی ہے اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو اور ہم اس سے تمہاری نسبت زیادہ تر نزدیک ہوتے ہیں لیکن تم کو دکھائی نہیں دیتا تو اگر تم کسی اور کے حکم کے نیچے نہیں ہو تو کیوں نہیں اس روح کو پھر پلٹا دیتے اگر تم اپنے کفر میں سچے ہو۔
(سورت واقعہ، آیت ۳۷۔ ۳۸)

گناہگاروں کی روح کو قبضہ کرنے کے لیے جب فرشتے آتے ہیں تو وہ ان کے چہروں اور پیٹھوں پر ضرب لگاتے ہیں اسی کو سورت محمد میں بیان کیا گیا ہے کہ پھر کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کو وفات دیں گے ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر مارتے ہوئے یہ اس لیے کہ انہوں نے اس کی پیروی کی جس نے خدا کو ان سے ناخوش کر دیا اور جنہوں نے خدا کی خوشنودی کو پسند نہ کیا تو خدا نے ان کے کاموں کو بے نتیجہ کر دیا۔

ایک اور جگہ پر یوں فرمایا گیا ہے کہ اگر تو دیکھے جب گناہ گار موت کی سکرات میں ہوں اور فرشتے ہاتھ بڑھائے ہوں کہ نکالو اپنی روحوں کو آج تم کو ذلت کی سزا ملے گی۔

قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موت کا وقت کتنا شدید ہوتا ہے مگر جو شخص پانچ وقت کی باقاعدگی سے نماز پڑھے اور نیک کام کرے تو فرشتے ان نیک روحوں کو بڑی آسانی و عزت و احترام سے نکالتے ہیں اور عالم سکرات کے وقت نماز ہی ایک چیز ہے جو انسان کو سختی سے بچاتی ہے مگر یہ نادان انسان پھر بھی نماز کی طرف توجہ نہیں دیتا۔

2- برکاتِ نماز

نماز کی بے شمار برکات ہیں جو خلوص دل سے نماز قائم کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

۱- عنایات خداوندی کا حصول

انسان کی نماز سے جب اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتے ہیں تو مندرجہ ذیل عنایات سے نوازتے ہیں اور یہ اللہ کی نوازشات نماز ہی کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔

انسان جب ہر روز اللہ کی ثناء بیان کرتا ہے اور اللہ کی یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کا ذکر فرشتوں میں کرتے ہیں کہ یہ میرا بندہ کتنا معزز ہے اور میری حمد و ثنا کرتا ہے اور جس بندے کو اللہ یاد کرے کیا یہ اس کی سعادت کچھ کم ہے۔

نمازی سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں کیونکہ نمازی دنیا کی ہر چیز کو چھوڑ کر اللہ ہی سے محبت کرتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت اور تعظیم کا احساس ڈال دیتے ہیں جس سے نمازی کی لوگ بھی بے پناہ عزت کرتے ہیں۔

نماز اللہ تعالیٰ پر رضا کا درس دیتی ہے جس سے انسان اپنی زندگی کے ہر لمحے میں اللہ سے مدد مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے معاملات اور امور کی تدبیر کرتا ہے۔

نمازی میں صبر اور توکل کی خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہوتی ہیں اور اس کے رزق کی کفالت اللہ کے ذمہ ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص نمازیوں کو رزق کے حصول سے بےفکر اور آزاد کر دیتا ہے اور ہر حال میں آسانی سے رزق مہیا کرتا ہے۔

نماز انسان میں ہمت پیدا کرتی ہے اور اس کی توجہ کا مرکز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے جس سے وہ دنیا کی طرف توجہ بہت کم دیتا ہے جس سے وہ دنیا کے کھیل تماشوں اور خرافات سے بچ جاتا ہے۔

نماز کی بدولت اللہ نمازی کے دل کو غنی کر دیتے ہیں وہ دنیا کے غنیوں سے بہت زیادہ غنی ہوتا ہے اور فراخ دل ہوتا ہے دنیاوی اشیاء کے کھونے سے اس کے دل پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

نماز کی بدولت اس میں مصائب کو برداشت کرنے کی اتنی ہمت ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کی عیاریوں

اور دھوکوں سے بالکل نہیں گھبراتا۔

نماز کی بدولت اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کر کے لوگوں سے احترام کرواتا ہے۔ اس کے رعب اور دبدبے کی ہیبت لوگوں کے دلوں پر بٹھا دیتا ہے جس سے بے اختیار لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں۔

نماز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انسان کی ہر چیز میں برکت ڈال دیتا ہے۔ رزق میں برکت' مال میں برکت گویا کہ کسی چیز کی کمی اللہ تعالیٰ رہنے نہیں دیتے۔ نمازی کی دعا بارگاہ رب العزت منظور و قبول فرماتے ہیں۔ وہ اللہ سے جو مانگنا چاہے مانگ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سفارش قبول کرتے ہیں۔

جن نمازیوں پر اللہ تعالیٰ حد سے زیادہ خوش ہو جاتے ہیں اللہ کے حکم سے دنیا پر ان کو تسخیر حاصل ہو جاتی ہے حتیٰ کہ جو وہ کرنا چاہے کر سکتا ہے۔

۲- شیطان سے پناہ

شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اور اس وقت تک دشمنی کرتا رہے گا۔ جب تک یہ دنیا قائم ہے اور وہ ایسا دشمن ہے کہ جس سے مفاہمت نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا منشاء انسان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے وہ ہر وقت اپنی شیطانیت کے زور پر انسان سے ایسے کام کروانا چاہتا ہے جو اللہ کی نافرمانی پر مبنی ہوں اور اس نافرمانی پر مبنی ہوں اور اس نافرمانی کے نتیجہ میں انسان بھی اللہ کی رحمت سے ایسے ہی لعین اور مردود ہو جائے جس طرح وہ خود ہے اور اس طرح سے اسے عداوت کا انتقام مل سکے گا۔ پھر شیطان ہر انسان کی مخالفت کرتا ہے خواہ وہ اس کے ساتھی ہی کیوں نہ ہوں مگر ان لوگوں کی تو بہت زیادہ مخالفت کرتا ہے جو اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں۔ مخالفت کرنے میں وہ صرف اکیلا ہی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ایک شیاطین کا گروہ ہے جس میں انسانی نفس کی کمزوری اور خواہشات بھی شامل ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیطان جب انسان کا ایسا دشمن ہے جو کسی صورت میں انسان کی مخالفت کیے بغیر نہیں رہ سکتا تو پھر شیطان سے کس طرح اپنے آپ کو بچایا جائے۔ اس کے لیے میرے محترم بزرگ حاجی صاحب اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ شیطان سے بچنے کے لیے ہمیشہ اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ اور جب کوئی ایسا واقعہ ہوتا نظر آئے جس میں شیطان بندہ پر وار کر رہا ہو تو اس وقت اللہ کی پناہ میں رہنے کی دعا مانگنے کے علاوہ اور کوئی بہتر صورت نہیں ہو سکتی۔

شیطان سے بچنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ شیطان سے جہاد کیا جائے اس کی مخالفت کے لیے انسان کو اللہ کی عطا کردہ قوت کے ذریعہ شیطان کے حملوں کا جواب دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ چنانچہ شیطان سے بچنے کے لیے دونوں اصولوں پر عمل کرنا چاہیے۔ پھر کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ سے پناہ مانگنے کے باوجود شیطان کو مخالفت کرنے کی اجازت مل جاتی ہے اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کا امتحان لیتا ہے۔

شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنے کا تصور ہم کو نماز سے ملتا ہے کیونکہ نماز میں ہم پڑھتے ہیں کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ شیطان مردود سے یہ الفاظ پانچوں نمازوں میں پڑھتے ہیں اس کا یہ مطلب ہے کہ یاالٰہی مجھے ایک نماز سے لے کر دوسری نماز تک شیطان کی شرارتوں سے محفوظ رکھ۔ جو لوگ بڑے عجز و انکسار سے نماز ادا کرتے ہیں انہوں نے محسوس کیا ہے کہ وہ نماز کی وجہ سے لاتعداد برائیوں سے بچ جاتے ہیں۔

نماز پڑھنے سے انسان میں استقامت پیدا ہوتی ہے اور اس استقامت کی بنا پر انسان شیطان کے حملوں کی صورت میں اپنی ایمانی قوت سے اس کا مقابلہ کرتا ہے اور اپنے آپ کو فتنہ فساد اور گناہوں سے محفوظ کر لیتا ہے اور یہ سب فوائد نماز ہی کی بدولت انسان کو میسر آتے ہیں۔

۳- دعا کی قبولیت کا وسیلہ

قرآن پاک میں نماز کے لیے صلوٰۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جس کے معنی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اور نماز کی قبولیت کا بہترین وسیلہ ہے۔ مادی جسم کو پالنے اور نشو و نما کے لیے انسان کو بے شمار ذرائع کی ضرورت ہے۔ ان میں سے پیٹ کو پالنے کے لیے خوراک، رہنے کے لیے مکان پہننے کے لیے کپڑے اور دیگر بے شمار ضروریات زندگی درکار ہیں۔ ان ضروریات میں سے کچھ تو اللہ تعالیٰ نے دائمی طور پر اس کرۂ ارض پر عطا فرما دی ہیں جن سے انسانی نسل کی بقا وابستہ ہے۔ جیسے ہوا، آگ، پانی، بارش، دھوپ، سردی، گرمی، سبزہ، دریا، سمندر، پہاڑ، میدان حتیٰ کہ بے شمار نعمتیں ہیں جن کا گننا محال ہے۔

انسانی زندگی میں سب سے بڑا مسئلہ رزق کا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور یہ رزق منجانب اللہ ہے اللہ خواہ کسی کو زیادہ عطا فرما دے اور کسی کو کم اس لیے انسان نماز کے ذریعہ سے کشائش رزق کی دعا کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ سنتا ہے ایسے ہی بے شمار مواقع ہیں کہ انسان کو اللہ سے دعا کے ذریعہ مانگنا پڑتا ہے کیونکہ بن مانگے کیا ملتا ہے مثال کے طور پر اگر زمین بارانی ہو اور اس میں گندم اُگا دی جائے

تو اس کے لیے پانی کی ضرورت پیش آئے گی تو بارش کی اللہ سے دعا مانگنی پڑے گی۔ ایسے انسان کو قدم قدم پر اللہ سے دعا کرنی پڑتی ہے۔

نماز دراصل اللہ کے حضور میں ایک دعا ہی ہے۔ قرآن پاک میں بے شمار موقعوں پر ارشاد ہوا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے انکار کرتے ہیں ان کو عنقریب جہنم میں ذلیل وخوار کر کے داخل کیا جائے۔

''کامیاب ہوا جس نے پاکی حاصل کی اور اپنے اللہ کا نام پکارا اور نماز پڑھی۔'' جب انسان دنیا کے مصائب ومشکلات میں گر جاتا ہے۔ بیماریوں سے تنگ آ جاتا ہے غربت سے تنگ آ کر خودکشی کی طرف سوچتا ہے دلی بے چینی اور ذہنی کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے اور دنیا میں اپنی عقل وتدبیر دوڑاتا ہے جسم کی قوت اسے جواب دے دیتی ہے حتیٰ کہ جب وہ اپنے آپ کو ہر طرف سے عاجز پاتا ہے تو وہ نیکی کی طرف دوڑتا ہے اور اس کی طرف رجوع قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر اپنی پکار التجا اور دعا کو اللہ تک پہنچانے کا سب سے اعلیٰ ذریعہ نماز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم صبر اور نماز سے اپنی مصیبتوں میں مدد مانگو۔ اس مدد سے مراد یہی ہے کہ نماز پڑھو گے اور مجھ سے دعا کرو گے تو میں قبول فرمالوں گا۔ نماز کے اصلی الفاظ جو عربی ہیں ان سے بھی دو چیزیں ظاہر ہوتی ہیں ایک یہ کہ انسان اللہ کی تعریف بیان کرتا ہے اور پھر اس سے مانگتا ہے کہ یاالٰہی میری مدد کر اور مجھے اپنے متعین کردہ راستے پر چلا اور قائم رکھ اور پھر مغفرت کی دعا مانگتا ہے۔

۴۔ خوفِ الٰہی

نماز پڑھنے سے دلوں میں خوف خدا پیدا ہو جاتا ہے اور یہی خوف خدا انسان کو برائیوں سے بچاتا ہے اللہ کا خوف ہی دراصل دین اسلام کی بنیاد ہے۔ جسے اپنانے سے انسان توحید پر عمل پیرا ہو جاتا ہے۔ بندہ جب یہ سوچتا ہے کہ اللہ مجھے ہر وقت دیکھ رہا ہے اور اس کے ہر فعل کا اللہ کو علم ہے۔ وہ اپنے بندے کو اجالے میں، تاریکی میں خلوت میں جلوت میں، غرضیکہ وہ ہر حال میں دیکھتا ہے تمام دنیا سے انسان چھپ تو سکتا ہے مگر اللہ سے چھپا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ وہ ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے جب کسی بشری کمزوری یا شیطان کے فریب سے انسان کا قدم ڈگمگانے لگتا ہے اور راہ حق سے پھسلنے لگتا ہے تو اللہ کا خوف جو ہر حال میں مقدم ہے انسان کو پھسلنے سے بچاتا ہے، رحمتِ الٰہی اس کا ہاتھ تھام لیتی ہے اس کو اپنے

فعل پر ندامت آتی ہے، وہ اللہ سے ڈر جاتا ہے کہ میں برائی کر کے کس منہ سے اللہ کے سامنے جاؤں۔ اس کا ضمیر اس کو ملامت کرتا ہے اس کے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ لوگ اسے کیا کہیں گے کہ نمازی ہو کر طرح طرح کے برے افعال کرتا ہے جب اس کے قدم برائی کی طرف بڑھتے ہیں تو وہ خوف خدا سے کانپ اٹھتا ہے اور اس کو اللہ کی کرم نوازی برائی سے بچاتی ہے۔ کیونکہ اللہ کے حضور میں پانچ وقت حاضر ہونے سے انسان کی توجہ اللہ کی طرف مبذول رہتی ہے اور اس توجہ مبذول ہونے سے یہ اثر پڑتا ہے کہ انسان کے دل میں اللہ کی محبت کا خوف پیدا ہوتا ہے جس سے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

اس کا ایک فائدہ تو یہ حاصل ہوتا ہے کہ وہ برائیوں سے اجتناب کرتا ہے اور اعمال صالح کی طرف اس کی رغبت دن بدن زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ دوسرے اس میں وہ بیداری پیدا ہوتی ہے جو اس کے دل میں اخلاق حسنہ پیدا کرتی ہے جو ایک اچھے مسلمان کی بنیادی علامت ہے۔ اس کا ایک اور فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ کا خوف دل میں رکھ کر دنیا کے ہر قسم کے خوف و خطر سے آزاد ہو جاتا ہے۔ پھر وہ دنیا کے بڑے سے بڑے جابر بادشاہ سے بھی نہیں ڈرتا کیوں کہ وہ اپنا ناصر و مددگار صرف اللہ کی ذات کو سمجھتا ہے لہٰذا دنیا کے مجازی ٹھیکیداروں سے وہ انسان قطعاً نہیں ڈرتا۔ اللہ کے بندوں کی سب سے پہلی منزل بھی یہی خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے خوف دے کر آزماتا ہے۔ حتیٰ کہ انسان دنیا کے خوف سے بالکل نہیں گھبراتا۔ وہ اپنی زندگی میں قدم قدم پر اللہ کا خوف ہی مقدم رکھتا ہے۔

اللہ کے خوف سے انسان میں اخلاص پیدا ہوتا ہے، خیالات میں صداقت پیدا ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص بغیر غسل کے ناپاک جسم اور ناپاک کپڑوں کے ساتھ بغیر وضو کے نماز پڑھے تو اس کو دنیا میں کون پکڑ سکتا ہے لیکن انسان ایسا نہیں کرتا ایسے ہی اگر جو کلام نماز میں پڑھتے ہیں وہ نہ پڑھیں تو ہمیں کون دیکھنے والا ہوتا ہے یا اگر انسان بالکل نماز نہ پڑھے تو ہم پر ظاہراً کوئی گرفت کرنے والا نہیں ہوتا مگر اللہ کی ذات حاضر و ناظر ہے علیم و خبیر ہے۔ وہ بندے کی ہر حرکت کو دیکھتی ہے چنانچہ بندہ اللہ سے ڈرتے ہوئے ہی سچائی کا راستہ اختیار کرتا ہے اور بلا جبر و تشدد نماز کی طرف آتا ہے۔

3- نماز اور حصولِ مغفرت و بخشش

نماز حصولِ مغفرت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے کیوں کہ ہمارے مذہب دین اسلام میں ثواب اور گناہ کا تصور پایا جاتا ہے۔ نیک اور صالح اعمال کے اجر کو ثواب کہتے ہیں برائی اور بدی کو گناہ سے تعبیر کیا گیا

ہے۔ نماز پڑھنے سے خیالات پر قدرتی اثر پڑتا ہے اور انسانی توجہ برائیوں سے ہٹ کر نیکی کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ جوں جوں انسان نمازی ہوتا جاتا ہے برائی خود بخود اللہ کی رحمت سے دور ہوتی چلی جاتی ہے اس طرح سے انسان بے شمار گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

نماز کے بے شمار فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نمازیوں کے گناہ معاف فرماتا رہتا ہے اور اس کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل ہیں۔

۱- پانچ نمازوں کے ذریعے گناہوں کا مٹ جانا

پانچوں نمازوں کے ذریعے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوتُ الْخَمْسُ مُکَفِّرَاتٌ لِمَا بَیْنَھُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْکَبَائِرُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچوں نمازیں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں جو ان کے درمیان کئے ہوں جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا ہو۔ (مسلم شریف)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ پانچوں نمازوں کے درمیان میں نادانستہ کیے ہوئے گناہ نماز کی بدولت معاف ہو جاتے ہیں۔ یعنی نماز فجر کے بعد جب ظہر ادا کی جائے گی تو دونوں نمازوں کے درمیانی وقت میں ہونے والی خطاؤں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ ایسے ہی دوسری نمازیں گناہوں کی معافی کا سبب بنتی ہیں۔

۲- بخشش کا وعدہ

نماز پڑھنے والوں کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ انہیں ضرور بخشے گا۔ اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوٰتٍ افْتَرَضَھُنَّ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَھُنَّ وَصَلّٰھُنَّ لِوَقْتِھِنَّ وَاَتَمَّ رُکُوْعَھُنَّ وَخُشُوْعَھُنَّ کَانَ لَہٗ عَلَی اللّٰہِ عَھْدٌ اَنْ یَّغْفِرَلَہٗ وَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَلَیْسَ لَہٗ عَلٰی

اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَآءَ غَفَرَلَهٗ وَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرض کیا ہے جو ان کا وضو اچھی طرح کرے اور وقت پر انہیں پڑھے ان کا رکوع اور خشوع مکمل کرے اس کے لیے اللہ پر عہد ہے کہ اسے بخش دے اور جو کوئی نہ کرے اس کا اللہ پر عہد نہیں ہے اگر چاہے اس کو بخش دے اور اگر چاہے اسے عذاب کرے۔

(سنن ابوداؤد)

خلوص دل کے ساتھ پانچوں نمازوں کو اچھی طرح وضو کر کے خشوع وخضوع کرنے والوں کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ ان کے گناہ معاف کر کے انہیں بخش دے گا اور جو نمازیں ادا نہ کرے انہیں چاہے اللہ بخشے یا عذاب دے یہ اس کی مرضی پر مبنی ہے۔

۳-نمازیں گناہوں کا کفارہ ہیں

ایسا عمل جس کے عوض میں کوئی کوتاہی یا گناہ معاف ہو جائے کفارہ کہلاتا ہے۔ بقاعدگی سے نماز کی ادائیگی ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے دوران ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن کر انہیں ختم کر دیتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوتُ الْخُمُسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَی الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَیْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَآئِرُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ نمازیں اور جمعہ سے لے کر جمعہ تک اور رمضان تا رمضان ان گناہوں کا کفارہ ہیں جو ان کے درمیان ہوتے ہیں۔ جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔ (صحیح مسلم)

یہ انسانوں پر اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ انسان نماز ادا کریں جو ان کے ذمے فرض ہے مگر اس کے عوض اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کرتا چلا جائے لہٰذا ہمیں ہر وقت اللہ کے اس احسان عظیم کا شکر کرنا چاہیے۔ اسی نفس مضمون کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فرمان یہ ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَامِنِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ

تَحْضُرُ صَلٰوةٌ مَّكْتُوبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَ هَا وَخُشُوْعَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَالَمْ يُؤْتِ كَبِيْرَةً وَّذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص مسلمان نہیں کہ اس کو فرض نماز کو پائے پس اچھا وضو کرے اور اس کو خشوع اور خضوع سے ادا کرے مگر یہ نماز اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے اور یہ ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔ (مسلم شریف)

اس حدیث میں بھی پہلی بات کو دہرایا گیا ہے کہ ہماری عبادت اور نیکیاں کیے ہوئے گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں اور نیکیوں کی کثرت کے باعث گناہوں کو نامہ اعمال سے مٹا دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اگر تم ان بڑے گناہوں سے جن سے تمہیں روکا جارہا ہے بچو تو چھوٹے گناہوں کو ہم تم سے دور کردیں گے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ اس سے گناہوں کو دور کردیتا ہے۔ ایسے ہی ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ دن کے دونوں اطراف میں اور رات کے وقت نماز کو قائم کرو بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا ڈالتی ہیں یعنی نماز انسان کے گناہوں کو ختم کرنے کا ذریعہ بنتی ہے اسی لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ نماز گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔

ایک اور حدیث میں یہی بات یوں بیان کی گئی ہے۔

عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ لَّقِيَ اللّٰهَ لَايُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّيُصَلِّي الْخَمْسَ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ غُفِرَلَهٗ قُلْتُ اَفَلَا اُبَشِّرُهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ دَعْهُمْ يَعْمَلُوْا. (مسند امام احمد)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جو شخص اللہ سے ملاقات کرے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو۔ پانچوں نمازیں پڑھتا ہو رمضان کے روزے رکھتا ہو اسے بخش دیا جائے گا۔ میں نے کہا میں اس کی بشارت ان کو نہ دوں۔ فرمایا چھوڑ دے ان کو وہ عمل کریں۔

۴-نماز سے گناہوں کے ختم ہونے کی مثال

گناہ انسان کی دنیا اور آخرت میں تباہی کا سامان ہے لہٰذا انسان کے نامہ اعمال کا گناہوں سے مبرا ہونا بہت ضروری ہے عبادت الٰہی اور نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ عبادت میں نماز کو ایک بلند مقام حاصل ہے لہٰذا فرض نماز گناہوں کا کفارہ ہے بلکہ نمازیں پڑھنے سے انسان کے گناہ اس کے نامہ اعمال سے ختم کر دیئے جاتے ہیں اور انسان کے گناہ اس طرح ختم ہو جاتے ہیں جس طرح سردیوں میں درختوں سے پتے جھڑ جاتے ہیں اس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَآءِ وَالْوَرَقُ یَتَھَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَیْنِ مِنْ شَجَرَۃٍ قَالَ فَجَعَلَ ذَالِکَ الْوَرَقُ یَتَھَافَتُ قَالَ فَقَالَ یَا اَبَاذَرٍّ قُلْتُ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَیُصَلِّی الصَّلٰوۃَ یُرِیْدُ بِھَا وَجْہَ اللّٰہِ فَتَھَافَتُ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ کَمَا تَھَافَتُ ھٰذَا الْوَرَقُ عَنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم موسم سرما میں باہر نکلے اور درختوں کے پتے جھڑتے تھے آپ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر انہیں ہلایا پتے ان سے جھڑنے لگے کہ آپ نے فرمایا اے ابوذرؓ میں نے کہا میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول۔ فرمایا مسلمان بندہ البتہ نماز پڑھتا ہے ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا اس سے گناہ گر جاتے ہیں جیسے یہ پتے درخت سے گر رہے ہیں۔ (مُسند امام احمد)

نماز پڑھنے کا ایک اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ نمازی کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس حدیث پاک میں یہ بتایا گیا ہے کہ سردی کے موسم میں درختوں کے پتے اتنی کثرت سے گرتے ہیں کہ موسم خزاں کے آخیر میں درختوں پر ایک پتہ تک نہیں رہتا۔ تو ایسے ہی جو شخص اخلاص اور توجہ سے نماز پڑھتا ہے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۵-نماز پڑھنے سے گناہ کی معافی کا ایک واقعہ

نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ گناہوں کی معافی کے لیے توبہ بھی بہت ضروری ہے کیونکہ علماء کا کہنا ہے کہ گناہ کبیرہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ البتہ صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ

وسلم کے زمانہ میں ایک آدمی سے ایک گناہ ہوگیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سارا معاملہ بتا دیا آپ نے اسے حکم دیا کہ نماز پڑھا کرو کیوں نماز پڑھنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ عَالَجْتُ امْرَاَةً فِيْ اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَاِنِّيْ اَصَبْتُ مِنْهَا مَادُوْنَ اَنْ اَمَسَّهَا فَاَنَا هٰذَا فَاقْضِ فِيَّ مَاشِئْتَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَكَ اللّٰهُ لَوْ سَتَرْتُ عَلٰى نَفْسِكَ قَالَ وَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا وَّقَامَ الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ فَاَتْبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَدَعَاهُ وَ تَلَا عَلَيْهِ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذَا لَهٗ خَاصَّةً فَقَالَ بَلْ لِّلنَّاسِ كَآفَّةً.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میں نے مدینہ کے کنارے میں ایک عورت کو گلے لگا لیا اور صحبت کی حد تک نہ پہنچا تو میں یہ ہوں میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ کریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ نے تیری پردہ پوشی کی تھی کاش کہ تو بھی اپنے پردہ پوشی کرتا فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا وہ شخص کھڑا ہو کر چل دیا اس کے پیچھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا اسے بلایا اس پر یہ آیت تلاوت فرمائی کہ نماز قائم کرو دن کے کناروں اور رات کی ساعتوں میں یقیناً نیکیاں گناہ مٹا دیتی ہیں یہ ماننے والے کے لیے نصیحت ہے قوم میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ کیا یہ اسی کے لیے ہے فرمایا سارے لوگوں کے لیے۔ (مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر وہ خفیہ گناہ کی توبہ بھی خفیہ کر لیتا تو اچھا تھا' کیونکہ چھپے گناہ پر اعلان کرنا برا ہے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ چھپے گناہ کی توبہ چھپ کر کرے اور علانیہ کی توبہ علانیہ کرے' دوسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے گناہ ظاہر کرنا گناہ نہیں' بیمار اپنی بیماری طبیب پر ظاہر کرتا ہے علاج کے لیے' اس لیے حضور نے ان پر ملامت نہ فرمائی کہ تو نے اپنا گناہ کیوں ظاہر کیا صحابی کا چل دینا بھاگنے کے لیے نہ تھا بلکہ وہ سمجھے کہ شاید میرے بارے میں کوئی آیت کریمہ آئے گی تب

مجھے بلا کر فیصلہ کر دیا جائے گا اگر معافی ہوگی شکر کروں گا سزا تجویز ہوگی تو برداشت کروں گا لہٰذا ان صاحب پر یہ اعتراض نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر پوچھے کیوں چل دیئے کیونکہ یہ کام منع جب ہے جب لوٹنے کا ارادہ نہ ہو جیسے اذان کے بعد مسجد سے نکلنا اس وقت ممنوع ہے جب لوٹنے کا قصد نہ ہو لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے بغیر پوچھے نہ جاؤ۔ مقصد یہ ہے کہ اس گناہ پر سزا کوئی نہیں کیونکہ یہ صغیرہ ہے جو تجھ سے اتفاقاً سرزد ہو گیا خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی اسے یہ آیت نہ سنا دی بلکہ چلے جانے کے بعد اسے واپس بلا کر سنائی کیونکہ غالباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امید تھی کہ شاید اس کے بارے میں کوئی اور آیت اترے (مرات)

٦-نماز اور گناہوں کی مغفرت

جیسا کہ اس سے پہلے بیان کیا گیا ہے کہ نماز گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے کیونکہ گناہ کا سرزد ہونا ہماری فطرت کا خاصا ہے مگر اللہ تعالیٰ معاف کرنے کے بھی اسباب پیدا فرماتا ہے۔ چنانچہ نماز پڑھنے سے انسان کے اکثر گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُسْلِمِ التَّغْلَبِیِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اَبِیْ اُمَامَةَ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ یَا اَبَا اُمَامَةَ اِنَّ رَجُلًا حَدَّثَنِیْ مِنْكَ اَنَّكَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّأَفَاَ سْبَغَ الْوُضُوْءَ غَسَلَ یَدَیْهِ وَوَجْهَهٗ وَمَسَحَ عَلٰی رَأْسِهٖ وَاُذُنَیْهِ ثُمَّ قَامَ اِلٰی صَلٰوةٍ مَفْرُوْضَةٍ غَفَرَاللّٰهُ لَهٗ فِیْ ذٰلِكَ الْیَوْمِ مَامَشَتْ اِلَیْهِ رِجْلَاهُ وَ قَبَضَتْ عَلَیْهِ یَدَاهُ وَسَمِعَتْ اِلَیْهِ اُذُنَاهُ وَ نَظَرَتْ اَلَیْهِ عَیْنَاهُ وَحَدَّثَ بِهٖ نَفْسُهٗ مِنْ سُوْءٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُهٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِرَارًا۔

حضرت ابو مسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مسجد میں تشریف فرما تھے میں نے عرض کیا کہ مجھ سے ایک صاحب نے آپ کی طرف سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہے جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز پڑھے تو حق تعالیٰ جل شانہ اس دن وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کو اس کے ہاتھوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے کانوں سے صادر ہوئے ہیں اور وہ

گناہ جن کو اس نے آنکھوں سے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس دل میں پیدا ہوئے ہوں سب کو معاف فرما دیتے ہیں۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ مضمون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی دفعہ سنا ہے۔ (مسند امام احمد)

اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ انسان جان بوجھ کر خطائیں کرے اور پھر خیال کرے کہ نماز تو میں نے پڑھ ہی لینی ہے جس سے میرے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ نمازوں میں نیت کا عمل دخل ہے۔ اس لیے گھمنڈ اور فخر سے کیے جانے والے گناہوں سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ انسان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ میری عبادت قبول ہوئی ہے یا نہیں۔ ہماری عبادت جیسی ہوتی ہے وہ ہر شخص کو معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالیں تو یہ اللہ کی خاص کرم نوازی ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يُبْعَثُ مُنَادٍ عِنْدَ حَضْرَةِ كُلِّ صَلٰوةٍ فَيَقُوْلُ يَا بَنِيْٓ اٰدَمَ قُوْمُوْا فَاطْفِئُوْا مَا اَوْقَدْتُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ فَيَقُوْمُوْنَ فَيَتَطَهَّرُوْنَ وَ يُصَلُّوْنَ الظُّهْرَ فَيُغْفَرُلَهُمْ مَا بَيْنَهُمَا فَاِذَا حَضَرَتِ الْعَصْرُ فَمِثْلُ ذَالِكَ فَاِذَا حَضَرَتِ الْمَغْرِبُ فَمِثْلُ ذَالِكَ فَاِذَا حَضَرَتِ الْعَتَمَةُ فَمِثْلُ ذَالِكَ فَيَنَامُوْنَ فَمُدْلِجٌ فِيْ خَيْرٍ وَ مُدْلِجٌ فِيْ شَرٍّ.

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے آدم کی اولاد اٹھو اور جہنم کی اس آگ کو جسے تم نے (گناہوں کی بدولت) اپنے اوپر جلانا شروع کر دیا ہے بجھاؤ چنانچہ (دیندار لوگ) اٹھتے ہیں وضو کرتے ہیں فجر کی نماز پڑھتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے گناہوں کی (صبح سے ظہر تک کی) مغفرت کر دی جاتی ہے اسی طرح پھر عصر کے وقت پھر مغرب کے وقت پھر عشاء کے وقت (غرض ہر نماز کے وقت یہی صورت ہوتی ہے) عشاء کے بعد لوگ سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں اس کے بعد اندھیرے میں بعض لوگ برائیوں (زنا کاری بدکاری چوری وغیرہ) کی طرف چل دیتے ہیں اور بعض لوگ بھلائیوں (نماز وظیفہ ذکر وغیرہ) کی طرف چلنے لگتے ہیں۔ (طبرانی)

اس طرح بے شمار احادیث میں بتایا گیا ہے کہ نماز کے ذریعہ سے انسان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں نماز پڑھنے کے بعد اپنے گناہوں پر اللہ سے توبہ مانگنی چاہیئے کیونکہ توبہ ایک ایسا راستہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف فرما دیتے ہیں کیونکہ انسان سے دن رات ایسے افعال سرزد ہو جاتے ہیں جن

کے بارے میں انسان کو معلوم نہیں ہوتا کہ یہ گناہ بھی ہے یا نہیں۔ یہ انسان اتنا بھولا بھالا ہے کہ گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتا اور بے خوف وخطر گناہ پر گناہ کرتا چلا جاتا ہے لہٰذا گناہوں کی تخفیف کے لیے ساتھ ساتھ انسان کو نماز کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایک بڑے مشہور صحابی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب عشاء کی نماز ہو لیتی ہے تو تمام آدمی تین جماعتوں میں منقسم ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ جماعت ہے جس کے لئے یہ رات نعمت ہے اور کمائی ہے اور بھلائی ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں جو رات کی فرصت کو غنیمت سمجھتے ہیں اور جب لوگ اپنے اپنے راحت وآرام اور سونے میں مشغول ہو جاتے ہیں تو یہ لوگ نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ان کی رات ان کے لئے اجر وثواب بن جاتی ہے۔ دوسری وہ جماعت ہے جس کے لئے رات وبال اور عذاب ہے یہ وہ جماعت ہے جو رات کی تنہائی اور فرصت کی غنیمت سمجھتی ہے اور گناہوں میں مشغول ہو جاتی ہے ان کی رات ان پر وبال بن جاتی ہے۔ تیسری وہ جماعت ہے جو عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتی ہے اس کے لئے نہ وبال ہے نہ کمائی نہ کچھ گیا نہ آیا۔ (تفسیر در منثور)

۷- دن میں پانچ مرتبہ نہر میں نہانے کی مثال

نماز ظاہری اور باطنی غلاظت سے پاکیزگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ جس طرح پانی انسانی جسم کی ظاہری گندگی کو دھو ڈالتا ہے ایسے ہی نماز انسان کے ظاہر اور باطن کو پاکیزہ کر دیتی ہے اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حسب ذیل ہے۔

عَنْ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتُمْ لَوْاَنَّ نَهَرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار اگر تم میں سے کسی ایک کے دروازے کے سامنے سے جاری نہر گزرتی ہو اور وہ ہر روز پانچ مرتبہ اس میں غسل کرے کیا اس کی میل باقی رہ جائے گی صحابہ نے عرض کیا اس کی میل باقی نہ رہے گی۔ فرمایا یہ پانچوں نمازوں کی مثال ہے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (بخاری شریف)

اس حدیث میں مثال بیان کر کے نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص روزانہ پانچ مرتبہ

نہر میں غسل کرے تو اس کے نہانے سے اس کے جسم سے میل کچیل اتر جائے گی اور اس کا جسم بالکل صاف ہو جائے گا۔ یعنی اگر گرد اڑ کر پڑے بھی تو نہانے سے وہ دور ہو جائے گی۔ پھر جب گرد پڑے تو پھر نہانے سے وہ دور ہو جائے گی اس طرح جب بار بار نہانے سے گرد دور ہو جائے گی تو جسم بالکل صاف رہے گا۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص ایک نماز پڑھتا ہے پھر دوسری نماز تک اس سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو دوسری نماز پڑھنے سے اس کا وہ گناہ معاف ہو جائے گا۔ تو دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنے سے درمیانی اوقات کی خطائیں اور لغزشیں معاف ہو جاتی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس قسم کی مثالوں سے لوگوں کو یہ سمجھانا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کو گناہوں کا کفارہ بننے میں بڑی قوی تاثیر عطا کر رکھی ہے۔ چونکہ مثال سے بات اچھی طرح سمجھ آ جاتی ہے۔ اس لئے مندرجہ بالا حدیث میں مثال کے ذریعے سمجھایا گیا ہے انسان بار بار گناہ کرتا ہے حکم عدولی کرتا ہے عمل میں کوتاہیاں کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کی تلافی کے لئے ہمیں نماز جیسا عظیم نسخہ بتا دیا ہے۔

4- نماز اور نجات عذاب

انسان جب اس دور فانی سے مر جاتا ہے تو اس کی روح اس عالم سے منتقل ہو کر عالم برزخ میں پہنچ جاتی ہے عالم برزخ کا عرصہ قیامت تک ہے اور اس عرصہ کو قبر سے تعبیر کیا گیا ہے خواہ مردے کو دفن کیا جائے یا کسی اور طرح سے مردے کے جسم کو مٹی کے حوالے کر دیا جائے عالم برزخ میں نیک لوگوں کے لیے راحت اور گنہگاروں کے لیے عذاب ہے۔ عذاب قبر بڑا دردناک ہے۔ نماز انسان کو عذاب قبر سے بچائے گی۔ اس کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت یہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَاَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا رَءَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت اس کے پاس آئی عذاب قبر کا اس نے ذکر کیا اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا اللہ تجھے قبر کے عذاب سے بچائے۔

حضرت عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا ہاں قبر کا عذاب حق ہے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں اس کے بعد میں نے نہیں دیکھا کہ آپ سے کبھی کوئی نماز چھوٹی ہو مگر اس میں اللہ تعالیٰ سے عذاب قبر سے پناہ مانگتے۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ نماز عذاب قبر سے نجات دلانے کا ایک ذریعہ ہے۔ لہٰذا اسے ہمیشہ کے لئے قائم کرنا چاہیے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔

عالم برزخ کے بعد قیامت آئے گی قیامت کے روز جزا یا سزا کا اعلان کیا جائے گا اور جن لوگوں کے لئے سزا کا اعلان ہوگا انہیں دوزخ میں داخل کر دیا جائے جہاں آگ کا عذاب دیا جائے گا۔ لیکن اس مرحلے پر بھی نماز ہمیں عالم دوزخ میں جانے سے نجات دلائے گی۔ اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ.

عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے وہ شخص ہرگز آگ میں داخل نہ ہوگا جس نے سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھی یعنی فجر اور عصر کی نماز۔ (مسلم شریف)

اس حدیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جو شخص نماز قائم کرے گا۔ اس کو ہرگز عذاب نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس حدیث میں دو نمازوں کا ذکر ہے لیکن اس سے مراد یہی ہے کہ نماز کسی حالت میں بھی نہ چھوڑی جائے۔

عذاب الٰہی ایک سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی جاتی ہے۔ یہ عذاب معینہ مدت کے لئے بھی ہوسکتا ہے اور غیر معینہ مدت کے لئے بھی ہوسکتا ہے۔ نماز نہ پڑھنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا مگر نمازیوں کو نماز ہر قسم کے عذاب سے بچاتی ہے۔

حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کو حقیر سمجھے گا اللہ تعالیٰ اس کو پندرہ سزائیں دے گا۔ چھ قسم کے عذاب مرنے سے پہلے، تین مرتے وقت، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلتے وقت!

چھ دنیاوی عذاب

چھ دنیاوی عذابوں میں پہلا عذاب یہ ہے۔(۱) غافل نمازی کو صالحین کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا۔(2) اس سے زندگی کی برکت دور کردی جائے گی۔(3) اس کے رزق سے برکت دور ہو جائے گی۔(4) اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جاتا۔(5) اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔(6) وہ نیکوں کی دعاؤں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

مرتے وقت کا عذاب

ایسے نمازی کو مرتے وقت تین عذاب ہوتے ہیں یہ ہیں۔(1) وہ پیاسا مرتا ہے اگرچہ اس کے حلق میں سات دریا الٹ دیئے جائیں۔(2) اس کی موت اچانک ہوگی۔(توبہ کی مہلت ہی نہیں ملے گی)۔(3) اس کے کاندھوں پر دنیاوی لوہے' لکڑی اور پتھروں کا بوجھ ڈالا جائے گا جس سے وہ بوجھل ہو جائے گا۔

قبر کے تین عذاب

قبر کے تین عذاب یہ ہیں۔(1) قبر اس پر تنگ کردی جائے گی۔(2) قبر میں زبردست اندھیرا ہو گا۔(3) منکر نکیر کے سوالوں کا جواب نہیں دے سکے گا۔

قبر سے نکلنے پر تین عذاب

قبر سے نکلنے پر یہ تین عذاب ہوں گے۔

(1) اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا۔(2) اس سے حساب بہت زیادہ سخت ہوگا۔(3) اللہ تعالیٰ کے دربار سے اس کی واپسی دوزخ کی طرف ہوگی۔(اگر اللہ معاف فرما دے تو خیر)۔دوزخ سے نجات کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد یہ ہے۔

عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَافَظَ عَلٰى اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَاَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ.

حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ

فرماتے تھے جس نے محافظت کی ظہر سے پہلے چار رکعتوں پر اس کے بعد چار رکعتوں پر اس پر اللہ آگ کو حرام کر دے گا۔ (جامع ترمذی)

5- نماز اور حصولِ جنت

جنت مقام خیر ہے۔ اور جلوہ گاہ رب جلیل ہے یہ ازل سے بنی ہے اور ابد تک رہے گی یہ ساتویں آسمان کے بعد ہے۔ یہ اتنی بڑی ہے کہ انسانی عقل سے بالا ہے بلکہ لامحدود ہے یہ ایسا مقام ہے جو ایمان والوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس کی بناوٹ دنیا کی بناوٹ سے بالکل مختلف ہے یہ دنیا جس میں ہم رہتے ہیں اس میں راحت اور دکھ ساتھ ساتھ ہیں۔ لیکن جنت ایسا ٹھکانا ہے جہاں راحت ہی راحت ہے وہاں غم اور دکھ بالکل نہیں وہاں کی زندگی دنیا کے مصائب اور آلام سے پاک ہے۔ یہاں موسم کے تغیر و تبدیل کا اثر انسانی زندگی پر اثر پذیر ہے یہاں کبھی سخت گرمی ہے اور کبھی شدید سردی کبھی شدید بارش ہے اور کبھی بارش کا نام و نشان نہیں۔ یہاں کبھی شدید ہوا چلتی ہے اور کبھی بالکل ہوا بند ہوتی ہے تو اس شدت کے تغیر و تبدیل سے انسان تلخی محسوس کرتا ہے طبیعت میں پریشانی اور رنج والم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن جنت کی فضا ان سب شدتوں اور تلخیوں سے پاک ہے وہاں کی فضا سہانی ہے جہاں گرمی اور سردی معتدل ہے۔

اس دنیا میں انسان کو کھانے کمانے کی مشقت اور تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے لیکن وہاں کی زندگی دنیا کے دھندوں سے آزاد ہے بلکہ آسانی اور راحت کی ہر وہ چیز ملے گی جس کی انسان خواہش کرے گا بلکہ دنیا کی زندگی سے اس قدر زیادہ نعمتیں اور سہولتیں ہیں کہ انسان اندازہ نہیں کر سکتا۔ رہنے کے محلات آسائش سے مزین ہیں۔ وہاں کا لباس بڑا فاخرانہ خوبصورت اور من پسند ہوگا۔ وہاں کے پھلوں میں وہ لذت ہے جو دنیا کے پھلوں میں نہیں پھر انسان جتنا پھل کھانے کی خواہش کرے گا۔ اتنا ہی مل جائے گا۔ وہاں کے پینے میں وہ کیف و سرور ہے جو دنیا کے مشروبات میں نہیں۔ یہاں اگر کسی شخص کے پاس نوکر ہو تو اسے بڑی سہولت ہوتی ہے۔ وہاں ہر جنتی کے پاس کئی کئی خادم ہوں گے اور پھر وہ خادم ایسے ہوں گے جو خوبصورتی اور شکل میں بے مثل تابعداری میں اطاعت گذار عمریں ان کی نوخیز پرکشش ہوں گی ایسے ہی جنتی کو تسکین کے لئے وہاں جنتی عورتیں جنہیں حوریں کہا جاتا ہے وہ ملیں گی۔ وہ اپنی خوبصورتی میں بے مثل ہوں گی ان کا حسن سدا بہار ہے ان کے تین نقش پرکشش ہوں گے۔ گویا کہ وہ انسانی فرحت مہیا

کرنے کے ہر لحاظ سے ایسی کامل عورتیں ہیں۔ جن کا دنیا میں بدل نہیں، وہ ہر لحاظ سے بے نظیر ہیں ان حوروں سے انسان کو حسب خواہش لذت حاصل ہوگی۔

یہاں انسان سبزے باغات اور نہروں سے بڑی فرحت حاصل کرتا ہے اور خوشی محسوس کرتا ہے جنت میں بے نظیر قسم کی نہریں ہیں۔ وہاں پانی، دودھ، شہد اور شراب کی نہریں ہیں۔ جن کا مزہ یہاں کے مزے سے کئی گنا بہتر ہے۔ وہاں کی زندگی عیش ونشاط کی زندگی ہے۔ لڑائی جھگڑے اور دنیا کے دُکھوں سے بالکل پاک ہے۔ وہاں تندرستی اور صحت ہے نہ بچپن ہے نہ بڑھاپا بلکہ جوانی ہی جوانی ہے۔ گویا کہ جنت میں وہ نعمتیں ہیں جو آنکھوں نے دیکھی نہیں۔ اور نہ ہی کانوں نے سنی ہیں یعنی جنت وہ غیر فانی گلستان ہے جہاں لذت جاودانی ہے اور زندگی غیر فانی ہے غم نہیں مسرت ہے جنت کے 9 درجے ہیں۔ اور آٹھ دروازے ہیں اور سب سے بلند درجہ جنت الفردوس ہے جس کے دو حصے ہیں ایک حصے میں سابق انبیاء کے محلات ہیں اور بقایا آدھے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے صحابہ کرام اور جلیل القدر اولیاء کے عالی شان محلات ہیں الغرض جنت وہ مقام ہے جہاں ہم کو سب کچھ ملے گا۔ اور اس مقام کو پانے کا بہترین ذریعہ نماز ہے جس کے متعلق قرآن مجید کے ارشادات باری تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار موقعوں پر فرمایا ہے کہ جو لوگ نماز قائم کریں گے ان کو جنت دی جائے گی اور یہ لوگ رحمٰن کے خاص بندے ہیں جو زمین میں عاجزی سے رہتے ہیں اور لوگوں سے سلامتی کی بات کرتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے لیے سجدہ کرتے ہیں اور کھڑے رہتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت کے سب سے بلند مقام میں جگہ دے گا اور جنت میں فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ ایک اور جگہ پر ارشاد ہے کہ انسان غیر مستقل مزاج پیدا ہوا ہے۔ جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ بہت زیادہ گھبراتا ہے اور جب کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے کہ دوسروں کو یہ بھلائی نہ پہنچے مگر اس کے علاوہ جو ہمیشہ نماز کی پابندی کرتے ہیں ان کا جنتوں میں اکرام کیا جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۞

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ انہیں جنت میں عزت کے مقام سے نوازا جائے گا۔ (معارج ۳۴-۳۵)

ایک اور جگہ پر ہے کہ بے شک مومنین فلاح پائیں گے وہ مومنین جو نماز میں خشوع کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں اور جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں بجز اپنی بیبیوں اور باندیوں کے ان میں کوئی حرج نہیں البتہ جو لوگ ان کے علاوہ اور جگہ اپنی شہوت پوری کرنا چاہیں وہ حد سے گزرنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہدو پیمان کا خیال کرنے والے ہیں اور اپنی نمازوں کا اہتمام کرنے والے ہیں یہی لوگ جنت کے وارث ہیں جو فردوس کے وارث بنیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ○ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

ترجمہ: اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (مومنون آیت ۹-۱۱)

یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ نماز کی حفاظت کرتے ہیں یعنی پابندی سے نماز پڑھتے ہیں تو وہ جنت میں داخل ہوں گے نماز کی حفاظت کا یہ مطلب ہے کہ نماز وقت پر ادا کی جائے اس کے پہلے طہارت قائم کی جائے آداب نماز کو ملحوظ خاطر رکھا جائے ایسے ہی نماز پڑھ کر برائیوں میں ملوث نہ ہونا حفاظت صلوٰۃ میں شامل ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ نے فرمایا کہ ہم نیک عمل کرنے والے یعنی نمازی پرہیز گار متقیوں کو ان باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (نساء۔ ۸) جنت کا میوہ دائمی ہوگا اور جتنا میوہ چاہو اتنا کھاؤ اور وہاں کوئی روکنے والا نہیں ہوگا۔ اور ان نعمتوں تک پہنچنے کا بنیادی وسیلہ نماز ہی ہے۔ اور فرمان نبوی ہے اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کیں، جو شخص انہیں باعظمت سمجھتے ہوئے مکمل شرائط کے ساتھ ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا اس کے لئے وعدہ ہے کہ وہ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا اور جو انہیں ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کا اس کے لئے کوئی وعدہ نہیں ہے چاہے تو اسے عذاب دے اور اگر چاہے تو جنت میں داخل فرما دے۔

۱- نماز جنت کی کنجی ہے

اگر کسی مقام پر تالا لگا ہو لیکن اس تالے کی کنجی آپ کے پاس ہو تو آپ بلا رکاوٹ کنجی سے تالا کھول

کر اس مقام پر داخل ہو جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ داخل ہونے کا ذریعہ آپ کے ہاتھ میں تھا اگر آپ کے پاس چابی نہ ہوتو آپ داخل نہیں ہوسکیں گے۔ ایسے جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ نماز ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جنت کی کنجی قرار دیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔

۲- وضو اور نماز وجوب جنت کی دلیل ہے

جو شخص خلوص دل سے وضو کرتا ہو اور پھر نماز پڑھتا ہوتو جنت اس پر واجب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ نماز ایک ایسا عمل ہے جس میں جتنا بھی خلوص ہو کم ہے اور یہی خلوص انسان کو منزل تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ذیل فرمایا۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْ مُّسْلِمٍ يَّتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی مسلمان جو وضو کرے پس اچھا وضو کرے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھے متوجہ ہو ان دونوں پر اپنے دل کے ساتھ اور اپنے چہرہ کے ساتھ مگر اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مسلم شریف)

۳- جنتی ہونے کی خبر

ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ جنت میں لے جانے والا عمل بتا دیجیے تو آپ نے عقائد اور عبادت پر عمل پیرا ہونے کی تاکید فرمائی کیونکہ یہ دونوں چیزیں انسان کو جنتی بنا دیتی ہیں جس شخص نے یہ سوال کیا تھا آپ نے اسے جنتی ہونے کی بشارت دی۔ اس کے متعلق آپ کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَتٰی اَعْرَابِیٌّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُاللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا وَّتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّی الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ و تَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا شَیْئًا وَّلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی (دیہاتی شخص) آیا اس نے کہا مجھے ایک ایسا عمل بتلاؤ جب میں اسے کرلوں جنت میں داخل ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ فرض نماز پڑھ اور فرض زکوۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے' نہ میں اس پر کچھ زیادتی کروں گا اور نہ اس سے کم کروں گا۔ جب وہ پھرا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ ایک جنتی آدمی کو دیکھے وہ اس کی طرف دیکھ لے۔ (بخاری شریف)

۴۔ نماز کے وقت جنت کے دروازوں کا کھلنا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لئے جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو حجاب ہے اسے اٹھا دیا جاتا ہے اور حوریں اس کا استقبال کرتی ہیں جب تک کہ نمازی ناک نہ صاف کرے۔ (طبرانی)

۵۔ نماز اور نیک اعمال

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْ اشَهْرَكُمْ وَاَدُّوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ وَاَطِیْعُو اِذَا اَمَرَكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی پانچ نمازیں پڑھو اپنے مہینے کے روزے رکھو اپنے مال کی زکوۃ ادا کرو اور اپنے حاکم کی تابعداری کرو۔

اپنے رب کی جنت میں تم داخل ہو جاؤ گے۔ (جامع ترمذی)

اس حدیث میں چند اعمال کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا گیا ہے جو انسان کو جنت میں لے جاتے ہیں۔ ان میں پہلا عمل پانچ وقت کی نماز ہے پھر رمضان المبارک کے روزے ہیں۔ تیسرا عمل زکوۃ کی ادائیگی ہے اور چوتھا عمل حکام کی اطاعت ہے۔ جس کا مطلب احکام کی فرمانبرداری ہے لیکن جو حکم خلاف شرع ہو اس پر حاکم کی اطاعت لازم نہیں۔ المختصر حدیث مبارکہ کا مفہوم یہی ہے کہ نماز پابندی سے پڑھنی چاہیے تاکہ آخرت میں انسان جنت میں داخل ہو سکے۔

۶- نماز انسان کو جنت میں لے جائے گی

عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِیْ الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ عَظِيْمٍ وَاِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَّسَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ تَعْبُدُاللّٰهَ وَلَاتُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِی الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ تَلٰى تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ عَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ بَلٰى يَانَبِیَّ اللّٰهِ فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ وَقَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا فَقُلْتُ يَانَبِیَّ اللّٰهِ وَاِنَّالَمُوَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ قَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَامُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْعَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّاحَصَآئِدُ اَلْسِنَتِهِمْ. (سنن ابن ماجہ)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو ایک ایسے عمل کی خبر دیں جو مجھ کو جنت میں داخل کر دے اور آگ سے دور رکھے فرمایا تحقیق تو نے ایک بڑے کام سے پوچھا ہے اور تحقیق البتہ یہ آسان ہے جس پر اللہ آسان کر دے۔ وہ یہ ہے تو اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر۔ نماز قائم کر اور زکوۃ ادا کر رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔ پھر فرمایا کیا میں تجھ کو خیر کے دروازے نہ بتلاؤں روزہ ڈھال

ہے اور صدقہ گناہ بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا آدھی رات کے وقت نماز پڑھنا۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ تتجافى جنوبهم عن المضاجع یہاں تک کہ یعملون تک پہنچے پھر فرمایا کیا نہ بتلاؤں تجھ کو سرامر کا ستون اس کا اور اس کی کوہان کی بلندی میں نے کہا بتلائیے، آپ نے فرمایا سر کام کا اسلام ہے اس کا ستون نماز ہے اور بلندی کوہان اس کی جہاد ہے۔ فرمایا کیا نہ خبر دوں میں تجھ کو ایک ایسے کام کی جس پر اس کا مدار ہے میں نے کہا کیوں نہیں' بتلائیے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنی زبان پکڑ لی اور فرمایا اس کو تو بند کر لے۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اس چیز کے ساتھ پکڑے جائیں گے جو بولتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گم کرے تجھ کو تیرا ماں اے معاذ لوگوں کو آگ میں ان کے منہ کے بل یا ناک کے بل ان کی زبان کی باتیں ہی گرائیں گی۔

اس حدیث میں بھی اچھے اعمال کی ترغیب دی گئی ہے کہ اچھے اعمال ہی انسان کو جنت کا حق دار ٹھہراتے ہیں۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کے سوال کے جواب میں انہیں یہ تاکید کی اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ اس امر کو ضروری قرار دیا کہ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ پھر عبادت کے امور کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ ارکان اسلام یعنی نماز روزہ حج زکوٰۃ کو پابندی سے قائم کرو۔ پھر اس کے ساتھ ہی نفلی نماز اور نفلی صدقہ کا بھی ذکر فرمایا کہ ان عبادات پر عمل پیرا ہونے سے انسان کا بیڑا پار ہو جاتا ہے اور یہ امور انسان کو جنت میں لے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس حدیث میں سچ بولنے کی بھی تاکید کی گئی ہے۔

۷- ایک صحابی کا خواب

سنن ابن ماجہ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جو خواب دیکھنے والے ہیں وہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک قبیلہ کے دو آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ساتھ آئے اور اکھٹے ہی مسلمان ہوئے۔ ایک صاحب بہت زیادہ مستعد اور ہمت والے تھے وہ ایک لڑائی میں شہید ہو گئے اور دوسرے صاحب کا ایک سال بعد انتقال ہوا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوں اور وہ دونوں صاحب بھی وہاں ہیں اندر سے ایک شخص آئے اور ان صاحب کو جن کا ایک سال بعد انتقال ہوا تھا اندر جانے کی اجازت ہو گئی اور جو صاحب شہید ہوئے تھے وہ کھڑے رہ گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر

اندر سے ایک شخص آئے اور ان شہید کو بھی اجازت ہو گئی اور مجھ سے یہ کہا کہ تمہارا ابھی وقت نہیں آیا تم واپس چلے جاؤ۔ میں نے صبح کو لوگوں سے اپنے خواب کا تذکرہ کیا۔ سب کو اس پر تعجب ہوا کہ ان شہید کو بعد میں اجازت کیوں ہوئی ان کو تو پہلے ہونی چاہیے تھی۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے اس کا تذکرہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ شہید بھی ہوئے اور بہت زیادہ مستعد اور ہمت والے بھی تھے اور جنت میں یہ دوسرے صاحب پہلے داخل ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے ایک سال عبادت زیادہ نہیں کی؟ عرض کیا گیا بے شک کی۔ ارشاد فرمایا کیا انہوں نے پورے ایک رمضان کے روزے ان سے زیادہ نہیں رکھے؟ عرض کیا گیا بے شک رکھے ارشاد فرمایا کیا انہوں نے اتنے اتنے سجدے ایک سال کی نمازوں کے زیادہ نہیں کئے؟ عرض کیا گیا بے شک کئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر ان دونوں میں آسمان زمین کا فرق ہو گیا۔

۸۔ مسلم وغیر مسلم میں نشان امتیاز

شب و روز میں مسلمانوں کا کوئی نہ کوئی ظاہر عمل ایسا ہونا چاہیے تھا۔ جو مسلمانوں کو غیر مسلموں سے جدا کرتا ہے۔ نماز کی ادائیگی میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے اور نماز ہی اسلام کا امتیازی نشان ہے چنانچہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کفر اور اسلام کے درمیان فرق کرنے والا عمل صرف نماز ہی ہے۔

دنیا کے مذاہب ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی، بدھ، پارسی وغیرہ میں کوئی نہ کوئی چیز ایسی مل جاتی ہے جو مذاہب میں مشترک پائی جاتی ہیں۔ مثلاً جھوٹ بولنے کو ہر مذہب نے برا کہا ہے۔ مگر اس فعل کا فوراً پتہ نہیں چلتا کہ آیا دوسرا فرد سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔ چنانچہ زندگی کے بے شمار شعبے یعنی اخلاقی، تمدنی، معاشرتی، اقتصادی، سماجی فلاح و بہبود ایسے ہیں جن میں اسلام کے بنیادی اصول دنیا بھر میں کارفرما ہیں مگر مسلم اور غیر مسلمانوں کے اصول وضوابط میں بنیادی فرق کرنے والی نماز ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز چھوڑنے کو بالکل ناپسند کیا ہے اور مختلف انداز سے یہ بات سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ نماز چھوڑنا بہت بری بات ہے بلکہ نماز چھوڑنے کو کفر جیسا عمل قرار دیا ہے اس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ شَقِیْقٍ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَرَوْنَ شَیْئًامِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْکُہٗ کُفْرٌ غَیْرَالصَّلٰوۃِ۔

حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کسی چیز کے اعمال میں چھوڑنے کو کفر نہیں خیال کرتے تھے سوائے نماز کے۔ (جامع ترمذی)

اسلام میں کچھ اعمال ایسے ہیں جو علامت مسلمانی ہیں اور ظاہری طور پر سرانجام دیئے جاتے ہیں تاکہ ان سے دوسروں کے سامنے مسلمان کا مسلمان ہونا واضح رہے۔ نماز بھی انہیں ظاہری اعمال سے ہے جس کے قائم کرنے سے انسان کی مسلمانی ظاہر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندے اور کافر کے درمیان نماز ہی ایک واضح فرق ہے جس سے مسلمان کا مسلمان ہونا ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ مسلمان نماز پڑھتا ہے اور کافر نماز نہیں پڑھتا۔ اسی لیے یہ فرمایا گیا ہے کہ بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے کا فرق ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور کفر کے درمیان نماز کا چھوڑ دینا ہے۔ (مسلم شریف)

شروع شروع مکہ میں جب اسلام پھیلا تو اس وقت مسلمانوں، مشرکین اور منافقین کے درمیان جو حد فاصل قائم کی گئی وہ صرف نماز ہی تھی حج اسلام کے اراکین میں سے ہے مگر حج وہ لوگ بھی کرتے تھے اور اہل عرب حج کرنے کے عادی تھے۔ ایسے زکوٰۃ کو اگر امتیازی نشان اور حد فاصل ٹھہرایا جائے تو منافقین لوگ بھی یہ ادا کر سکتے تھے۔ کیوں کہ عرب فیاض طبع ہونے کی وجہ سے ایسا کرنے کو مشکل خیال نہ کرتے فقراء اور غریبوں و مسکینوں کے درمیان بھی فیاضی کا ان میں فطری جذبہ تھا۔ لیکن زکوٰۃ کا اظہار سال میں ایک مرتبہ ہے۔ روزہ میں بھی چھپ چھپا کر آسانی سے کھایا جا سکتا تھا۔ چنانچہ ان تمام امور کے پیش نظر اہل مکہ اور مسلمانوں میں نماز ہی دین کی ایک ایسی بنیاد تھی جسے ہر شخص مسلمانوں کو دن میں کسی نہ کسی موقع پر ادا کرتا دیکھ سکتا تھا۔ اس لئے نماز مسلمانوں کی امتیازی علامت ہے۔

نماز سے منافقین کی بھی تخصیص ہو سکتی ہے کیونکہ نماز سے گراں منافقین پر کوئی چیز نہ تھی۔ وہ کچھ نمازیں تو مسلمانوں کے ساتھ پڑھ لیتے مگر فجر اور عشاء کی نماز ان پر گراں ہوتی تھی۔ اس سے وہ پہچانے

جاتے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ

ترجمہ: بے شک منافق اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں اور (قیامت کو) وہ ان کو دھوکا دینے والا ہے اور جب وہ نماز کو اٹھتے ہیں تو سست اٹھتے ہیں لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا۔

(النساء:۱۴۲)

مدینہ منورہ میں آ کر نماز میں قبلہ کی تبدیلی سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مخلصین اور منافقین کی پہچان ہو جائے مکہ مکرمہ کے لوگ خانہ کعبہ کو انتہائی تقدس اور عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ وہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اچھا خیال نہیں کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں یہود آباد تھے جو مسلمان ہو گئے تھے وہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے۔ مگر کعبہ کی عظمت کو تسلیم نہیں کرتے تھے اس لئے منافقین کی پہچان بیت المقدس کے قبلہ بنانے سے اور یہود منافقین کی پہچان کعبہ کے قبلہ بنانے سے کی گئی۔

عَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعَهْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ عہد جو ہمارے اور منافقوں کے درمیان ہے نماز ہے پس جس نے اس کو چھوڑ دیا اس نے کفر کیا۔

(جامع ترمذی، سنن نسائی)

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ

ترجمہ: یہ کچھ نیکی نہیں ہے کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لو لیکن نیکی اس کی ہے جو اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور نبیوں پر ایمان لایا اور اس نے مال کو باوجود اس کی محبت کے (یا اللہ کی محبت میں) رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور منگتوں کو اور گردنوں کے

چھڑانے میں دیا اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ دیتا رہا۔(البقرۃ :۱۷۷)

آج کے مادی دور کا کمزور مگر آ کڑ باز مسلمان دین اسلام کے اس بنیادی فریضہ کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں دیتا۔ اس نے اپنی امتیازی خصوصیت یعنی نماز پر کیا پابندی کرنی ہے بلکہ یہ تو مغرب کی رنگینیوں کا دلدادہ بن گیا ہے اور مذہب سے بہت دور نکل گیا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو کچھ غیرت کا پیالہ پی کر اسلام کے اس بنیادی فریضہ پر سختی سے پابندی کرنی چاہیے تا کہ غیر مسلم اور مسلمانوں کے اعمال کا بین فرق نماز پڑھنے سے ظاہر ہو سکے۔

7- نماز چھوڑنے پر عتاب

نماز کے فضائل سے معلوم ہوا کہ نماز تمام اعمال میں افضل ہے لہٰذا ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ اس کا چھوڑنا ہر لحاظ سے نقصان دہ ہے اور نماز کا ترک کرنا حد درجہ تک ناپسندیدہ فعل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آخرت میں بے نمازیوں کو دوزخ میں پھینکا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

مَاسَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۝ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ حَتّٰۤى اَتٰنَا الْيَقِيْنُ ۝

ترجمہ: (پوچھا جائے گا کہ) تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا وہ کہیں گے کہ ہم نمازیوں میں نہ تھے اور مسکین کو کھانا نہیں دیتے تھے اور بکواس کرنے والوں کے ساتھ بکواس کیا کرتے تھے اور انصاف کے دن کو جھوٹ جانتے تھے یہاں تک کہ ہم کو موت آ گئی۔(المدثر:۴۲-۴۷)

یوم حساب کے بعد جن لوگوں کو جہنم میں سزا دے دی جائے گی تو جب ان سے دریافت کیا جائے گا کہ کون سی چیز نے تمہیں اس سزا میں مبتلا کیا ہے تو وہ مندرجہ بالا دینی احکام کی خلاف ورزی بیان کریں گے جس بنا پر انہیں وہ سزا ملی ان میں ان کا ایک عمل ترک نماز بھی ہوگا۔

ایک اور مقام پر میدان حشر کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝ اِلَّاۤ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ مَاسَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝

ترجمہ: ہر شخص اپنے عمل کے انجام لگا ہوا ہوگا سوائے دائیں ہاتھ والوں کے یہ لوگ جنت میں ہوں گے اور مجرموں سے پوچھیں گے کس چیز نے تمہیں دوزخ میں ڈالا وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے

تھے۔(مدثر۔۳۸۔۴۳)

یوم حشر کو ہر شخص اپنے کیئے کی پاداش میں ہوگا صرف وہ لوگ باعزت ہوں گے اور جنت میں ہوں گے جن کے اعمال اچھے ہوں گے اور ان کی علامت یہ ہوگی کہ ان کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں ہوں گے یہ اچھے لوگ مجرموں سے سوال کریں گے کون سے عمل نے تمہیں رسوا کیا ہے تو ان کا جواب ہوگا کہ وہ دنیا میں نماز نہیں پڑھتے اس لئے آج ان کا یہ ہولناک انجام ہے لہٰذا جان لو کہ نماز نہ پڑھنے کا انجام اچھا نہ ہوگا۔

3۔ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جو لوگ نماز نہیں پڑھتے میدان حشر میں ان کو زبردست رسوائی کا سامنا بھی کرنا پڑے گا۔

یَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ ۝

ترجمہ: جس دن ایک ساق کھولی جائے گی جس کے معنی اللہ ہی جانتا ہے اور سجدہ کو بلائے جائیں گے تو نہ کرسکیں گے نیچی نگاہیں کیئے ہوئے ان پر ذلت چھار ہی ہوگی اور بے شک دنیا میں سجدہ کے لئے بلائے جاتے تھے جب تندرست تھے مگر سجدہ نہ کرتے تھے۔(قلم:۴۲۔۴۳)

یہاں بھی پہلے سے ملتی جلتی بات بیان کی گئی ہے کہ میدان حشر میں جب کہ تمام انسان جمع ہوں گے تو لوگوں کو سجدے کا حکم دیا جائے گا اچھے اور نیک لوگ سجدہ کریں گے لیکن بے نماز سجدہ نہ کرسکیں گے کیونکہ وہ دنیا میں سجدہ نہیں کرتے تھے یعنی نماز نہیں پڑھتے تھے تو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے میدان حشر میں وہ لوگ رسوا ہوں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے کہ جان بوجھ کر نماز نہیں چھوڑنی چاہیے اور جو شخص جان بوجھ کر نماز کو چھوڑ دیتا ہے اللہ اس سے بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

عَنْ اَبِى الدَّرْدَآءِ قَالَ اَوْصَانِىْ خَلِيْلِىْ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ صَلٰوةً مَّكْتُوْبَةً مُّتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِءَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا میرے دوست نے مجھ کو وصیت کی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا اگرچہ تو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے اور جلایا جائے اور فرض نماز نہ چھوڑ جان بوجھ کر جس نے جان بوجھ کر فرض نماز ترک کر دی اس سے ذمہ بری ہوا اور شراب نہ پی کیونکہ وہ

ہر برائی کی کنجی ہے۔(سنن ابن ماجہ)

اس حدیث پاک میں تین باتوں سے بچنے کی وصیت کی گئی ہے۔پہلی بات یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور دوسری بات جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ نماز کو کسی حال میں بھی ترک نہ کیا جائے۔اور تیسری بات یہ ہے کہ شراب نہ پی جائے کیونکہ وہ ہر برائی کی جڑ ہے۔

2- حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سات نصیحتیں کیں جن میں سے چار یہ ہیں۔اول یہ کہ اللہ کا شریک کسی کو نہ بناؤ چاہے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں یا تم جلا دیئے جاؤ یا سولی چڑھا دیئے جاؤ۔دوسرے یہ کہ جان کر نماز نہ چھوڑو جو جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے وہ مذہب سے نکل جاتا ہے۔تیسرے یہ کہ اللہ کی نافرمانی نہ کرو کہ اس سے حق تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ شراب نہ پیو کہ وہ ساری خطاؤں کی جڑ ہے۔

3- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہو گئی وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا ہو۔

4- بزاز نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور فرماتے ہیں اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جس کے لئے نماز نہ ہو۔

5- بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے نماز چھوڑی اس کا کوئی دین نہیں نماز دین کا ستون ہے۔

6- حضرت امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز پر محافظت (مداومت) کی قیامت کے دن وہ نماز اس کے لئے نور و برہان و نجات ہو گی اور جس نے محافظت نہ کی اس کے لئے نہ نور ہے نہ برہان نہ نجات اور قیامت کے دن قارون و فرعون و ہامان و ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔

7- امام بخاری نے نافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا کہ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے صوبوں کے پاس فرمان بھیجا کہ تمہارے سب کاموں سے اہم میرے نزدیک نماز ہے جس نے اس کا حفظ کیا اور اس پر محافظت کی اس نے اپنا دین محفوظ رکھا اور جس نے اس کو ضائع کیا وہ اوروں کو بدرجہ اولیٰ ضائع کرے گا۔

باب ۱۶

اللہ کے محبوب نمازی

انبیاء کرام صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کے محبوب بندے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت خاص سے نوازا بلکہ ان پر اپنا آپ ظاہر کیا اور انہیں مقام عبدیت سے سرفراز کیا۔ ان محبوب ہستیوں نے اللہ تعالیٰ کی بے حد عبادت کی ان کی نماز میں بے پناہ محویت اور خشوع وخضوع تھا ان مقربان خدا کی نمازوں اور عبادت کی کیفیت کا مختصر تذکرہ حسب ذیل درج ہے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے بھی غار حرا میں کافی عرصہ عبادت الٰہی میں مصروف رہے مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت پر فائز ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلمکو نماز پڑھنے کا حکم ہو گیا۔ نماز کا حکم پاتے ہی آپ اس پر کاربند ہو گئے شروع شروع میں آپ چھپ کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز مثالی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں حد درجے کی محویت تھی گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا ہر طرح سے کامل تھا۔ بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفلی نمازوں میں خشیت الٰہی سے اشکبار ہو جاتے اور نماز میں آپ اللہ تعالیٰ کی طرف اتنی لگن اور محبت سے متوجہ ہوتے کہ دنیا کے ہر خیال سے بے نیاز ہو جاتے اور حالت نماز میں آپ بارگاہ رب العزت کے بالکل قریب ہو جاتے۔ گویا کہ اللہ کے حضور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی کامل اور مقبول نماز نہ کوئی پڑھ سکا اور نہ ہی کوئی پڑھ سکے گا۔

آغاز نبوت میں آپ رات کے وقت نماز تہجد پڑھا کرتے تھے اور شروع میں آپ پر نماز تہجد فرض تھی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد صبح وشام آپ نے دو دو رکعتیں پڑھنا شروع کر دیں اس کا ذکر قرآن پاک میں یوں ہوا ہے۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝

ترجمہ: صبح وشام اپنے پروردگار کا نام یاد کیا کرو اور رات کے وقت دیر تک اس کو سجدہ کیا کرو اور اس کی تسبیح کیا کرو۔

مفسرین کا کہنا ہے کہ رات کو اٹھ کر دیر تک نماز پڑھنے کا حکم ایک سال تک باقی رہا اس کے بعد رات کی نماز فرض کے بجائے نفل ہو گئی، کیونکہ سورۂ مزمل میں ہے۔

''اے میرے محبوب تمہارا پروردگار جانتا ہے تم دو تہائی رات سے کم اور آدھی رات اور تہائی رات تک نماز پڑھا کرتے ہو۔ اور لوگوں کی ایک جماعت بھی نماز میں تمہارے ساتھ ہوتی ہے، خدا ہی رات دن کا اندازہ کرتا ہے، اس نے جان لیا کہ تم اس کو گن نہیں سکتے اس لئے تم پر مہربانی کی، اب تم سے جتنا ہو نماز میں اتنا ہی قرآن پڑھا کرو''۔ (مزمل: ۲۰)

تہجد کے نفل ہو جانے کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب میں کثرت سے نماز پڑھا کرتے تھے اور بڑی بڑی قرأت کیا کرتے تھے۔ بعد میں جب پانچ نمازیں باجماعت فرض ہو گئیں تو آپ نے آخری دم تک اس فریضے کو بڑے احسن طریقے سے سرانجام دیا مکہ شریف سے جب آپ ہجرت کر کے مدینہ شریف میں قیام پذیر ہوئے۔ تو یہاں آپ نے نظام الصلوٰۃ کا مکمل اہتمام کیا۔

آپ کی نماز میں اتنی عاجزی اور خضوع وخشوع ہوتا کہ اس کی مثال نہیں اس کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب میں اس قدر نماز پڑھا کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں ورم کر گئے تھے، کسی نے عرض کیا آپ اس قدر مشقت کیوں برداشت فرماتے ہیں، آپ تو معصوم ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

بخاری میں ہے کہ ایک بار ایک شخص نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب بات جو آپ نے دیکھی ہو بیان کیجئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی بات عجیب نہ تھی؟ سب ہی باتیں عجیب تھیں، چنانچہ ایک شب کا واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور لیٹ گئے پھر فرمایا مجھے چھوڑ دو میں اپنے رب کی عبادت کروں، یہ فرما کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور رونا شروع کیا، یہاں تک کہ آنسو بہہ کر سینہ مبارک تک آ گئے، پھر رکوع کیا اور رکوع میں بھی اسی طرح روتے رہے پھر سجدہ میں بھی گریہ جاری رہا۔ اس کے بعد سجدے سے سر اٹھایا تو اس وقت بھی روتے ہی رہے،

یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ نے آ کر فجر کی نماز کے لئے آواز دی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس قدر روتے ہیں حالانکہ آپ معصوم ہیں آپ کے گزشتہ آئندہ سارے گناہوں کی (اگر وہ ہوں بھی تو) اللہ تعالیٰ مغفرت کا وعدہ فرما چکا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھا کرتے تھے تو ان کے باطن میں دیگ کی طرح جوش ہوتا تھا جس کے نیچے آگ جل رہی ہو۔

آپ نے نماز کے لئے بہت سی تکالیف بھی برداشت کیں بخاری میں ہے کہ ایک دن آپ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے اور روسائے قریش بیٹھے تمسخر کر رہے تھے ابوجہل نے کہا کاش اس وقت کوئی جاتا اور اونٹ کی اوجھڑ نجاست سمیت اٹھا لاتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ میں جاتے تو وہ ان کی گردن پر ڈال دیتا چنانچہ عقبہ نے ابوجہل کی خواہش کے مطابق ایک بڑی اونٹ کی اوجھ لا کر آپ کے اوپر ڈال دی اور آپ کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔

صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات مجھ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ حضور نے سورہ بقرہ شروع کی۔ میں نے سمجھا آپ سو آیتوں تک پڑھیں گے لیکن جب آپ اس کو پڑھ کر آگے بڑھے تو میں نے دل میں کہا شاید آپ پوری سورہ ایک ہی رکعت میں ختم کرنا چاہتے ہیں چنانچہ جب آپ نے اس سورہ کو ختم کیا تو میں نے خیال کیا اب آپ رکوع کریں گے لیکن آپ نے فوراً سورہ آل عمران شروع کر دی اور وہ بھی ختم ہو گئی تو سورہ نساء شروع کر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت ٹھہر ٹھہر کر نہایت سکون واطمینان سے قرآت فرما رہے تھے اور ہر آیت کے مضمون کے مطابق درمیان درمیان میں تسبیح اور دعا کرتے جاتے تھے' اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا۔ رکوع میں بھی قیام کے برابر توقف فرمایا۔ پھر کھڑے ہوئے اور اتنی ہی دیر کھڑے رہے۔ پھر سجدہ کیا اور سجدے میں بھی اسی قدر دیر فرمائی۔

حضرت عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی' وضو فرمایا اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شریک ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں پوری سورہ بقرہ پڑھ ڈالی۔ جہاں رحمت کی آیت آتی ٹھہر جاتے اور دیر تک رحمت کی دعا مانگتے رہتے' سورہ کے آخر پر رکوع

کیا اور اتنی دیر تک رکوع میں رہے جتنی دیر سورہ بقرہ کی قرأت میں لگی تھی اور رکوع میں سُبْحَانَ ذَالْجَبَرُوْتُ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْعَظْمَةِ پڑھتے تھے۔ رکوع کے بعد اتنا ہی طویل سجدہ کیا دوسری رکعت میں سورہ آل عمران پڑھی اسی طرح ہر رکعت میں پوری ایک سورہ پڑھتے رہے۔

تہجد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت اتنی بلند ہوتی تھی کہ آواز دور تک جاتی اور لوگ اپنے بستروں پر پڑے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سنتے، کبھی کبھی ایسی آیت آجاتی کہ آپ اس کے کیف و اثر میں محو ہو جاتے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں یہ آیت پڑھی۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝

ترجمہ: اگر تو ان کو سزا دے تو وہ تیرے بندے ہیں اگر تو ان کو معاف کر دے تو تو غالب اور حکمت والا ہے۔ (المائدہ:۱۱۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس آیت کا ایسا اثر ہوا کہ صبح تک یہی آیت پڑھتے رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارکان نماز کو خوب سکون و اطمینان سے ادا کیا کرتے تھے۔ نماز کے ارکان میں سب سے کم وقفہ رکوع کے بعد کے قیام میں ہوتا ہے لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کے بعد اتنی دیر قیام کرتے کہ ہم لوگ سمجھتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں جانا بھول گئے۔

خشوع نماز کی روح ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خاشع کون ہو سکتا ہے؟ حضرت عبداللہ اپنے والد حضرت شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں گیا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور فرط گریہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے دیگ کے جوش کرنے کی آواز۔

حضرت مطرب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہیں اور آپ پر گریہ طاری ہے اور سینہ میں گرمی کی وجہ سے ایسی آواز آتی تھی جیسے ہانڈی جوش مارتی ہو۔

شمائل ترمذی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک شب حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے جو ان کی خالہ تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں بستر کے عرض میں لیٹا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے طول میں لیٹے اور سو گئے۔ آدھی رات یا اس سے کچھ پہلے یا

اس سے کچھ دیر بعد آپ بیدار ہوئے اور چہرہ مبارک پر ہاتھ مل کر نیند کے اثر کو زائل کیا اس کے بعد آپ نے سورۂ آل عمران کے آخر کی دس آیتیں پڑھیں اس کے بعد آپ کھڑے ہوئے اور لٹکی ہوئی مشک کے پاس گئے اس سے خوب اچھی طرح وضو کر کے آپ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر میں بھی اٹھ بیٹھا اور وضو کر کے آپ کے بائیں پہلو پر کھڑا ہو گیا' آپ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور بائیں ہاتھ سے میرا دایاں کان پکڑ کر مجھے (بائیں جانب سے دائیں جانب) پھیر لیا۔ پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر دو رکعت' پھر دو رکعت اور پھر دو رکعت (کل بارہ رکعتیں) پھر نماز وتر پڑھی۔ اس کے بعد آپ لیٹ گئے۔ اس کے بعد مؤذن (نماز فجر کی اطلاع دینے آیا تو آپ نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں اور نماز فجر کے لیے باہر تشریف لے گئے۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب میں کچھ دیر سوتے پھر اٹھ کر نماز پڑھتے پھر سو جاتے' پھر اٹھ کر نماز پڑھتے پھر سو جاتے' پھر اٹھ بیٹھتے اور نماز میں مصروف ہو جاتے غرض صبح تک یہی حالت قائم رہتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی حالت میں تہجد کی نماز ترک نہیں فرمائی جب کبھی بیمار یا کسلمند ہوتے تو بیٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ غزوۂ بدر میں سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات میں ہر شخص سوتا رہا مگر حضور ایک درخت کے نیچے رات بھر نماز پڑھتے رہے اور روتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے صبح کر دی۔

۱۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز

آپ کی نماز کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ابتدائی زمانہ میں بھی اس سوز و گداز کے ساتھ نماز پڑھتے اور تلاوت کرتے کہ قریش کے بیوی بچے متاثر ہو کر آپ کے گرد جمع ہو جاتے اور قریش کو اندیشہ ہوتا کہ کہیں ان کے متعلقین اپنے دین سے منحرف نہ ہو جائیں اس لیے آپ کو نماز پڑھنے سے روکتے اور اذیت پہنچاتے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنی نماز اور تلاوت اس درجہ عزیز تھی کہ آپ نے قریش کے مظالم سے تنگ آ کر مکہ مکرمہ سے حبشہ کو ہجرت کرنے کے لیے سوچا مگر آپ کو یہ گوارا نہ ہوا کہ نماز اور تلاوت ترک

کردیں۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر حبشہ جارہے تھے کہ راستہ میں قارہ کے رئیس ابن دغنہ سے ملاقات ہوگئی۔ وہ آپ کو مکہ مکرمہ واپس لایا اور آپ کے فضائل بیان کر کے قریش کو ملامت کی کہ تم نے ایسے شریف اور نیک دل انسان کو ترک وطن پر مجبور کر دیا، اس کے ساتھ ہی ابن دغنہ نے اعلان کر دیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میری امان میں ہیں۔ قریش نے اس شرط پر امان قبول کر لی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھلے طور پر نماز اور قرآن نہ پڑھیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دروازے پر ایک مسجد بنالی اس میں نماز اور قرآن پڑھنے لگے۔ اب پھر وہی حال تھا کہ آپ نماز پڑھتے اور تلاوت کرتے تو قریش کے بیوی بچے فرط اثر سے کھنچ کر آپ کے پاس جمع ہو جاتے۔ قریش نے ابن دغنہ سے شکایت کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دروازے پر مسجد بنا لی ہے۔ اس میں بلند آواز سے نماز اور قرآن پڑھتے ہیں۔ ہمیں اپنے متعلقین کے گمراہ ہو جانے کا اندیشہ ہے یا تو ابوبکر شرائط کی پابندی کریں یا پھر تم ان کی ذمہ داری سے علیحدہ ہو جاؤ۔

ابن دغنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا تو آپ نے جواب دیا تم میری حفاظت کی ذمہ داری سے بری ہو۔ میں اللہ کی حفاظت میں راضی اور خوش ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نماز کے ساتھ یہ ذوق و شغف تمام عمر قائم رہا۔ اکثر دن کو روزے رکھتے اور راتیں نماز میں گزارتے خشوع و خضوع کا یہ حال تھا کہ نماز میں لکڑی کی طرح بے حس و حرکت نظر آتے روتے اتنے کہ ہچکی بندھ جاتی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نماز سیکھی اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنی جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا کرتے تھے نماز پڑھتے وقت حد درجے کی انکساری ہوتی۔

۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بڑے بارعب جلیل القدر صحابی تھے۔ آپ کی نماز کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ رات بھر جاگ کر بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھتے جب صبح ہوتی تو اپنے گھر والوں کو جگاتے اور یہ آیت پڑھتے۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ط

ترجمہ: اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر جمے رہو۔ (طٰہٰ: ۱۳۲)

آپ نماز میں ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر یا خدا کی عظمت وجلالت کا بیان ہوتا اور ان چیزوں سے آپ اس قدر متاثر ہوتے کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی چنانچہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ایک بار نماز پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝ (بلا شک وشبہ تیرے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا اس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں) (الطور: ۷۔۸) تو اس قدر روئے کہ روتے روتے آنکھیں ورم کر آئیں کنز الاعمال میں ہے کہ ایک نماز میں آپ نے یہ آیت پڑھی۔

وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝

جس روز گنہگار لوگ زنجیروں میں جکڑے ہوئے دوزخ کی ایک تنگ جگہ میں ڈال دیئے جائیں گے تو موت موت پکاریں گے۔

یہ آیت پڑھ کر آپ پر ایسا خوف وخشوع طاری ہوا اور آپ کی حالت اتنی غیر ہوئی کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم نہ ہوتا کہ آپ پر اس طرح کی آیتوں کا ایسا ہی اثر ہوا کرتا ہے تو سمجھتے کہ آپ واصل بحق ہو گئے۔

ایک بار فجر کی نماز میں سورۂ یوسف شروع کی جب اس آیت پر پہنچے۔

وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝

ترجمہ: یوسف کی جدائی میں یعقوب (علیہ السلام) کی آنکھیں روتے روتے سفید پڑ گئیں اور وہ جی ہی جی میں گھٹنے لگے۔ (یوسف: ۸۴)

تو زار زار رونے لگے یہاں تک کہ قرأت جاری رکھنا دشوار ہو گیا مجبور ہو کر رکوع میں چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن صائب کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عشاء کی نماز میں کسی وجہ سے دیر ہو گئی اس لیے میں نے نماز شروع کی آپ بعد میں آئے اور نماز میں شریک ہو گئے۔ میں سورۂ ذاریات پڑھ رہا تھا۔ جب میں نے یہ آیت پڑھی۔

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ۝

ترجمہ: تمہارا رزق آسمان میں ہے اور تم سے اس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ (ذاریات: ۲۲)

آپ کی زبان سے بے اختیار اَنَا اَشْهَدُ (میں اس پر گواہی دیتا ہوں) نکل گیا اور آواز اتنی اونچی تھی کہ مسجد گونج گئی۔

صائب بن یزید اپنے باپ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ قحط کا زمانہ تھا۔ میں نے آدھی رات کو دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اور دعا میں بار بار کہہ رہے تھے۔ اے اللہ ہم لوگوں کو قحط سے ہلاک نہ کر اس بلا کو ہم سے دور کر دے۔

آپ کی نماز کے متعلق حضر مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ چادر سے ڈھانپ دیئے گئے تھے میں نے دریافت کیا کہ تم لوگ ان کو کس حالت میں دیکھ رہے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ جس طرح تم دیکھ رہے ہو' میں نے کہا انہیں نماز کے لیے ہوشیار کرو اس لیے کہ نماز سے زیادہ ان کو زیادہ گھبراہٹ کی چیز نہیں' تم ہوشیار نہ کرو گے؟ لوگوں نے کہا اے امیر المومنین! نماز تیار ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں میرا اللہ! اس وقت میں نے اٹھنا ہی ہے اور اس شخص کا اسلام میں کوئی حق نہیں جس نے نماز ترک کر دی۔ اس کے بعد آپ نے نماز پڑھی اور آپ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

حضرت مسور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جب نیزہ لگا تو ان پر بیہوشی آنی شروع ہوگئی تو کہا گیا کہ تم ان کو نماز جیسی چیز سے زیادہ کسی اور چیز سے گھبراہٹ میں نہ ڈالو گے۔ بشرطیکہ ان میں حیات باقی ہو' چنانچہ کہنے والے نے کہا' اَلصَّلٰوۃُ یَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ لوگ تو نماز پڑھ چکے ہیں تو آپ ہوش میں آئے اور آپ نے کہا نماز! ہائے میرے اللہ! اب تو پڑھنی ہی ہے اور اس آدمی کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس نے نماز چھوڑ دی۔

۳- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دنیوی معاملات میں توجہ دینے کے باوجود بڑی انکساری اور خضوع سے نماز پڑھتے۔ جب آپ نماز میں ہوتے تو دنیا کی ہر چیز سے بے نیاز ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہوتے آپ کے متعلق حضرت عثمان بن عبدالرحمٰن تیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے کہا کہ میں آج تمام رات مقام ابراہیم پر عبادت کروں گا۔ میرے باپ نے کہا کہ جب میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی تو میں اس جگہ تنہا چلا گیا اور اس میں کھڑا ہو گیا فرمایا اس حال میں کہ میں کھڑا ہوا تھا اچانک ایک شخص نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے میرے باپ نے کہا انہوں نے ام القرآن (یعنی سورۂ فاتحہ) کے ساتھ ابتدا کی اور پڑھنا شرع کیا یہاں تک کہ سارا

قرآن ختم کر دیا اس کے بعد رکوع کیا اور سجدہ کیا پھر اپنے دونوں جوتے لیے تو مجھے علم نہیں کہ اس سے پہلے بھی کچھ پڑھا یا نہیں عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے کہ میں نے ایک رات مقام ابراہیم کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ آگے بڑھے اور سارا قرآن ایک رکعت میں پڑھا پھر واپس چلے گئے۔ عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اس کے بعد مقام ابراہیمؑ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے تمام کتاب اللہ کو ایک رکعت میں جمع کر دیا یہ رکعت وتر تھی محمد بن سیرین کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ساری رات عبادت کرتے پس قرآن کو ایک رکعت میں ختم کر دیتے۔

محمد بن مسکین سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی نے جس وقت باغیوں نے ان کو گھیرے میں لے لیا تھا کہا کہ کیا تم ان کے قتل کا ارادہ کر رہے ہو؟ اگر تم نے ان کو قتل کر دیا یا ان کو چھوڑے رکھا (تو تمہیں اختیار ہے) ان کی تو یہ حالت تھی کہ ساری رات ایک ہی رکعت میں گزار دیتے تھے جس میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے۔ محمد بن سیرین سے اسی جیسی روایت ہے اس میں اس طرح ہے کہ جب باغیوں نے انہیں گھیرے میں لے لیا اور ان کے قتل کا ارادہ کیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا ''تم نے ایک ایسے آدمی کو قتل کیا ہے کہ یہ ساری رات ایک رکعت میں قرآن ختم کرتا تھا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نماز سے خصوصی دلچسپی تھی لہٰذا آپ پوری توجہ سے نماز ادا کرتے۔

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز پڑھا کر دائیں جانب رخ کر کے بیٹھ گئے آپ کے چہرے سے رنج و غم کا اثر ظاہر ہو رہا تھا۔ طلوع آفتاب تک آپ اسی طرح بیٹھے رہے اس کے بعد بڑے تاثر کے ساتھ اپنا ہاتھ پلٹ کر فرمایا خدا کی قسم میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہے آج ان جیسا کوئی نظر نہیں آتا۔ ان کی صبح اس حال میں ہوتی کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہوتے' چہرے غبار آلود اور زرد ہوتے' وہ ساری رات اللہ کے حضور سجدے میں پڑے رہتے' کھڑے کھڑے قرآن مجید پڑھتے رہتے حتیٰ کہ جب تھک جاتے تو کبھی

ایک پاؤں پر سہارا دے لیتے اور کبھی دوسرے پاؤں گویا کہ وہ خدا کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح جھومتے جیسے ہوا میں درخت حرکت کرتے ہیں اور خدا کے خوف سے ان کی آنکھوں سے اتنے آنسو بہتے کہ ان کے کپڑے تر ہو جاتے تھے مگر اب کے لوگ کیسے ہیں کہ غفلت میں رات گزار دیتے ہیں اور یاد الٰہی کی پروا نہیں۔

نماز کا وقت آتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپ پر لرزہ طاری ہو جاتا ایک بار ان سے پوچھا گیا کہ اے امیر المومنین آپ کا یہ حال کیا ہو جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کی اس امانت کی ادائیگی کا وقت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور پہاڑ پر پیش کیا تو ان سب نے اس بار کے اٹھانے سے ڈر کر انکار کر دیا۔ اور انسان نے اسے اٹھالیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور ہے کہ ایک مرتبہ ران میں تیر گھس گیا لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی مگر نہ نکل سکا آپس میں مشورہ کیا کہ جب آپ نماز میں مشغول ہوں اس وقت تیر نکالا جائے چنانچہ آپ جب نماز میں مشغول ہوئے اور سجدے میں گئے تو لوگوں نے اس کو زور سے کھینچ لیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آس پاس لوگوں کو دیکھا فرمایا کیا تم تیر نکالنے کے لیے آئے ہو لوگوں نے عرض کیا کہ وہ تو ہم نے نکال بھی لیا ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے خبر تک نہیں ہوئی۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ حالت نماز میں اللہ تعالیٰ کی طرف اتنے متوجہ ہوتے کہ آپ کو اِدھر اُدھر کی کچھ خبر نہ رہتی۔

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ جب حضرت علیؓ نماز کا قصد فرماتے تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔

۵- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بڑے مشہور صحابی تھے آپ حضرت زبیر کے بیٹے تھے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ساتھی تھے اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ حضرت اُم المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی پھوپھی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خالہ تھیں اور آپ کی والدہ محترمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ آپ کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے جنہیں یاد الٰہی کا بہت شوق تھا لہٰذا خدا کی عبادت آپ کا محبوب ترین مشغلہ تھی اور اس میں وہ بڑی بڑی مشقتیں برداشت کیا کرتے تھے نہایت ہی خشوع و خضوع اور استغراق کے ساتھ نماز پڑھتے کہ قیام کی حالت میں یوں محسوس ہوتا کہ کوئی ستون

کھڑا ہے۔ آپ کا رکوع اتنا طویل ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ پوری سورۂ بقرہ ختم کر دیتے مگر ان کا رکوع ختم نہ ہوتا۔ یہی عالم سجدے کا تھا کہ جب سجدہ کرتے تو اتنی دیر تک سجدہ میں رہتے کہ حرم شریف کے کبوتر آپ کی پشت پر آ کر بیٹھ جاتے کیونکہ حالت نماز میں آپ ہیبت و عظمت خداوندی کے باعث بالکل بے حس و حرکت رہتے نازک سے نازک حالت میں بھی آپ کی نماز ترک نہ ہوتی حجاج کے محاصرے کے زمانے میں جب چاروں طرف سے پتھروں کی بارش ہو رہی تھی آپ حطیم میں نماز ادا کرتے پتھر آ آ کر پاس گرتے مگر آپ پر ان کا کوئی اثر نہ ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو خود بڑے پایہ کے بزرگ اور عبادت گزار صحابی تھے فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھنا چاہتے ہو تو ابن زبیر کی نماز کی نقل کرو عمرو بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے زیادہ اچھی نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ وہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی لاش کی طرف سے گزرے تو نہایت حسرت سے مخاطب ہو کر کہا۔ ابو خبیب خدا تمہاری مغفرت کرے تم بڑے روزہ دار بڑے نمازی اور بڑے صلہ رحمی کرنے والے تھے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مخالفین کی حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑائی ہو رہی تھی تو ایک گولہ مسجد کی دیوار پر لگا جس سے دیوار کا ایک ٹکڑا اڑا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے حلق اور داڑھی سے ٹکرایا مگر وہ بدستور نماز پڑھتے رہے۔ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ بیٹا جس کا نام ہاشم پاس سو رہا تھا۔ چھت میں سے ایک سانپ گرا اور بچہ سے لپٹ گیا۔ وہ چلایا گھر والے سب دوڑتے ہوئے آئے شور مچ گیا۔ اس سانپ کو مارا۔ ابن زبیرؓ اسی اطمینان سے نماز پڑھتے رہے۔ سلام پھیر کر فرمانے لگے۔ کچھ شور کی سی آواز آئی تھی کیا تھا؟ بیوی نے کہا اللہ تم پر رحم کرے بچے کی تو جان ہی گئی تھی تمہیں پتہ ہی نہ چلا۔ فرمانے لگے۔ تجھے کیا معلوم کہ اگر نماز میں اللہ کی طرف سے توجہ ہٹا تا تو نماز کہاں باقی رہتی۔

۶۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نماز میں خیال آنے سے باغ وقف کر دیا

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول تھے ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک پرندہ اڑا اور اسے جلدی سے باہر جانے کا راستہ نہ ملا کیونکہ باغ بڑا گنجان تھا وہ کبھی ادھر اور کبھی ادھر اڑتا رہا اور باہر نکلنے کا راستہ ڈھونڈتا رہا۔ ان کی نگاہ اس پر پڑی اور اس منظر کی وجہ سے ادھر خیال لگ

گیا اور نگاہ اس پرندے کے ساتھ پھرتی رہی۔ دفعتاً نماز کا خیال آیا تو سہو ہو گیا کہ کون سی رکعت ہے نہایت افسوس ہوا کہ اس باغ کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی کہ نماز میں بھول ہوئی۔ فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پورا قصہ عرض کر کے درخواست کی کہ اس باغ کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی۔ اس لیے میں اس کو اللہ کے راستہ میں دیتا ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں دل چاہے اس کو صرف فرما دیجئے۔

۷۔ایک انصاری صحابی کا واقعہ

اسی طرح کا ایک اور قصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیش آیا کہ ایک انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ کھجوریں پکنے کا زمانہ شباب پر تھا اور خوشے کھجوروں کے بوجھ اور کثرت سے جھکے پڑے تھے۔ نگاہ خوشوں پر پڑی' اور کھجوروں سے بھرے ہونے کی وجہ سے بہت ہی اچھے معلوم ہوئے۔ خیال اِدھر اُدھر لگ گیا جس وجہ سے یہ بھی یاد نہ رہا کہ کتنی رکعتیں ہوئیں۔ اس کے رنج اور صدمہ کا ایسا غلبہ ہوا کہ اس کی وجہ سے یہ ٹھان لی کہ اس باغ ہی کو اب نہیں رکھنا جس کی وجہ سے یہ غفلت پیدا ہوئی اور اس کی خوشنمائی نے مجھے نماز میں غافل کر دیا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا کہ یہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا چاہتا ہوں۔ اس کو جو چاہے کیجئے۔ انہوں نے اس باغ کو پچاس ہزار میں فروخت کر کے اس کی قیمت دینی کاموں میں خرچ فرما دی۔

۸۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نماز

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نماز سے خاص ذوق وشغف تھا کیونکہ آپ فرض نمازوں کے علاوہ آپ کثرت سے نفل نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ آپ کے غلام حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ کثرت سے نمازیں پڑھا کرتے تھے' صبح کے قریب مجھ سے دریافت کرتے کہ صبح طلوع ہو گئی ہے کہ نہیں؟ اگر میں ہاں کہتا تو پھر طلوع سحر تک استغفار میں مشغول ہو جاتے اور اگر نہیں کہتا تو پھر نماز شروع کر دیتے' روزانہ کا معمول تھا کہ مسجد نبوی سے دن چڑھے نکلتے۔ بازار کی ضروریات پوری کرتے پھر نماز پڑھ کر گھر جاتے۔ محمد بن زید رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ شب میں چار چار پانچ پانچ مرتبہ اٹھتے اور نماز پڑھتے۔ گویا کہ اس طرح کثرت سے یاد الٰہی میں مصروف

رہتے اور رات کے بیشتر حصہ میں شب بیدار رہتے کیونکہ آپ کی شب بیداری کے متعلق ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکل گیا کہ عبداللہ کیا ہی اچھا آدمی ہوتا اگر وہ رات میں نمازیں پڑھا کرتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات سنی تو ساری زندگی کے لیے یہ معمول بنالیا کہ رات کو بہت کم سوتے اور زیادہ وقت نماز میں گزار دیتے قرآن مجید اتنی کثرت سے پڑھتے کہ اکثر اوقات ایک رات میں پورا قرآن ختم کر لیتے تھے۔ ذرا غور کیجئے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی پر کس قدر باقاعدگی سے عمل کیا۔ آپ کو ایک ایک ارشاد نبوی سے عشق تھا۔ چنانچہ مستحبات نماز تک کا اتنا خیال رکھتے کہ ہمیشہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرتے اور مسجد کی طرف بہت آہستہ آہستہ جاتے تاکہ اللہ کی راہ میں جتنے زیادہ قدم اٹھائے جائیں گے اتنا ہی ثواب زیادہ ملے گا۔

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک سفر میں ایک دوسرے کے ساتھ جا رہے تھے کہ انہوں نے سواری پر بیٹھے بیٹھے نفل نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے گویا کہ آپ دنیا کے دیگر کاموں سے ہر حال میں نماز کو بہت ترجیح دیتے۔

۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ نفلی روزہ کم رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں جب کثرت سے نفلی روزے رکھنے شروع کرتا ہوں تو نماز پڑھنے سے کمزور ہو جاتا ہوں حالانکہ نماز مجھے روزہ سے زیادہ محبوب ہے۔ پس اگر کبھی روزہ رکھتے تو مہینہ کے تین دن کا روزہ رکھ لیتے حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نفلی روزے کم رکھتے تھے جب ان سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میں جب روزہ رکھتا ہوں تو نماز سے کمزور ہو جاتا ہوں حالانکہ نماز مجھے روزہ سے زیادہ محبوب ہے۔

۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اصحاب صفہ رضی اللہ عنہ میں سے خاص مقام حاصل تھا کیونکہ آپ اپنے شب روز کا بیشتر حصہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گزارتے اور اکثر مسجد نبوی میں

ہر وقت محو عبادت رہتے آپ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے شب بیداری کے لیے رات کو تین حصوں میں تقسیم کرلیا تھا۔ ایک حصہ میں آپ خود نماز پڑھا کرتے تھے۔ دوسرے میں آپ کی بیوی نماز پڑھتی تھیں اور تیسرے حصے میں آپ کا غلام نماز پڑھتا۔ باری باری سے ایک دوسرے کو جگاتے تھے اور اس طرح عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔

۱۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی نماز کے متعلق حضرت مسروقؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر میں تھے انہوں نے ہم لوگوں کو رات میں ایک کھیتی والے باغ میں ٹھہرا دیا۔ چنانچہ ہم اس میں ٹھہر گئے تو حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ رات کو اٹھے نماز پڑھنے لگے ان کی اچھی آواز اور اچھے پڑھنے کا تذکرہ کیا۔ مسروق رضی اللہ عنہ فرماتےؒ ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے آیت کے جس مقام پر گزرے وہیں اپنی آواز بلند کی اور اس کے بعد کہا۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاَنْتَ الْمُؤْمِنُ تُحِبُّ الْمُؤْمِنَ وَ اَنْتَ الْمُھَیْمِنُ وَ تُحِبُّ الْمُھَیْمِنَ وَاَنْتَ الصَّادِقُ.

ترجمہ: اے میرے اللہ تیرا نام سلام ہے اور تیری ہی جانب سے سلامتی ہے اور تو مؤمن ہے یعنی امن کا دینے والا اور تو مؤمن کو دوست رکھتا ہے۔ اور تو پناہ دینے والا ہے اور تو پناہ دینے والے کو دوست رکھتا ہے تو سچا ہے اور سچوں کو دوست رکھتا ہے۔

۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت انس رضی اللہ عنہ تمام انصارِ مدینہ میں سے ممتاز تھے اور آپ کا شمار انصار کے روساء میں ہوتا تھا' آپ نہایت خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کرتے تھے لیکن ایسی امیرانہ زندگی اور ایسی اونچی معاشرت کے باوجود خدا کی عبادت میں ذرہ برابر فرق نہ پڑتا۔

آپ کی عبادت و ریاضت کا یہ حال تھا کہ فرائض سے فارغ ہوکر نوافل شروع کر دیتے اور اس میں اتنا طویل قیام کرتے کہ دونوں پیروں میں ورم آجاتا اکثر شدت ورم سے پاؤں پھٹ جاتے اور ان سے خون نکلنے لگتا۔ ایک صحابی کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مغرب اور عشاء کے درمیان عبادت میں

اتنی مشقت برداشت کرتے جس کی ہم میں سے کسی طاقت نہ تھی۔ نماز اس توجہ' دلجوئی اور خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھتے کہ دیکھنے والوں کو رشک آتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو خود بھی ایک جلیل القدر صحابی تھے فرماتے ہیں کہ انس کی نماز سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ ہوتی تھی۔

۱۳۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بھی انصار مدینہ میں سے تھے۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر نماز پڑھتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ان کے مواخاتی بھائی تھے۔ ایک دن وہ ان کے یہاں مہمان ہوئے تو ان کی بیوی کو نہایت ابتر حالت میں میلے کچیلے لباس میں دیکھا پوچھا۔ یہ کیا حال ہے جواب ملا کہ تمہارے بھائی ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دنیا سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ کھانے کے وقت حضرت سلمان نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کھاؤ تو انہوں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں بھی نہیں کھاؤں گا' اس طرح ان کو کھلایا اور جب رات آئی تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھنا چاہا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا تم سوؤ' حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سو رہے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد نماز پڑھنا چاہا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا تم سوؤ' حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ پھر سو رہے۔ جب رات کا آخری حصہ آیا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا اب اٹھو' پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا' تم پر خدا کا حق بھی ہے اور تمہارے نفس اور تمہاری بیوی کا بھی حق ہے۔ ہر ایک کے لیے اس کا حق ادا کرو۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس واقعہ کو بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان رضی اللہ عنہ نے درست کہا۔

۱۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق حضرت مسیب بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بینائی جاتی رہی تو ان کے پاس ایک آدمی نے آکر ان سے عرض کیا کہ اگر آپ میرے لیے سات دن اس طرح پر رک جائیں کہ چت لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھیں تو میں

آپ کا علاج کردوں گا اور آپ انشاء اللہ اچھے ہو جائیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ دیگر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیج کر دریافت کیا ہر ایک نے ان میں سے یہی کہا کہ اگر آپ ان سات دن میں مر گئے تو نمازوں کا کیا کریں گے؟ چنانچہ انہوں نے اپنی آنکھ کو ویسا ہی رہنے دیا اور علاج نہ کرایا...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے خود روایت ہے کہ انہوں نے کہا جب میری بینائی جاتی رہی تو کہا گیا کہ ہم تیرا علاج کردیں گے اور تجھے چند دنوں تک نماز چھوڑنی ہوگی انہوں نے فرمایا نہیں بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے نماز چھوڑ دی وہ اللہ پاک سے اسی حالت میں ملے گا کہ اللہ پاک اس سے سخت ناراض ہوگا۔

۱۵- حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ وضو کرتے تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا' کسی نے پوچھا ایسا کیوں ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک بڑے جبار بادشاہ کی پیشی میں کھڑے ہونے کا وقت آ گیا ہے پھر وضو کر کے مسجد میں تشریف لے جاتے تو مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے کہ:

اِلٰهِي عَبْدُكَ بِبَابِكَ يَا مُحْسِنُ قَدْ اَتَاكَ الْمُسِيئُ وَقَدْ اَمَرْتَ الْمُحْسِنَ مِنَّا اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنِ الْمُسِيئِ فَاَنْتَ الْمُحْسِنُ وَاَنَا الْمُسِيئُ فَتَجَاوَزْ عَنْ قَبِيحِ مَا عِنْدِي بِجَمِيلِ مَاعِنْدَكَ يَا كَرِيمُ.

ترجمہ: اے اللہ تیرا بندہ تیری ڈیوڑھی پر حاضر ہے اے بھلائی کرنے والے خدا تیرا بداعمال بندہ تیرے حضور آیا ہے تو نے حکم دیا ہے کہ ہم میں جو اچھا ہے بروں سے درگزر کرے۔ پس تو اچھا خدا ہے اور میں تیرا بداعمال بندہ ہوں۔ اے کرم کرنے والے میری برائیوں سے ان خوبیوں کے طفیل جن کا تو مالک ہے درگزر فرما۔

اس دعا کے بعد مسجد میں داخل ہوتے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے اوقات کا اکثر حصہ عبادت میں بسر ہوتا تھا' ایک دفعہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے حضرت امام کی عبادت کی کیفیت دریافت کی اس نے بتایا کہ فجر کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک مصلیٰ پر بیٹھے رہتے ہیں پھر ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے ہیں اور آنے جانے والوں

سے ملتے ہیں دن چڑھے چاشت پڑھ کر اُمہات المومنین کے پاس سلام کرنے کو جاتے ہیں پھر گھر ہو کر مسجد چلے جاتے ہیں۔

۱۶۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو نماز کے ساتھ خاص شغف تھا' آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش مبارک میں پلے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا۔ وہ عبادت الٰہی کا مجسمہ تھیں' آپ میں ان مقدس ہستیوں کا جتنا بھی اثر ہوتا کم تھا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ رات دن میں ایک ایک ہزار نوافل پڑھ ڈالتے تھے۔ عرب میں اولاد کی کثرت فخر کی چیز سمجھی جاتی تھی۔ اولاد کا کم ہونا باعث عار خیال کیا جاتا تھا لیکن امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولادیں بہت کم تھیں' ایک مرتبہ کسی نے حضرت امام زین العابدین سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تمہیں اس پر تعجب کیوں ہے وہ رات دن میں ایک ہزار رکعتیں پڑھا کرتے تھے انہیں عورتوں سے ملنے کا موقع کہاں تھا۔ (سیر الصحابہ)

۱۷۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اہل بیت سے تھے آپ اپنے زمانے کے بڑے زاہد اور عابد تھے آپ حالت نماز میں ہمہ تن اللہ کی طرف راجع ہوتے بلکہ آپ نماز میں اتنے مگن ہوتے تھے کہ آپ اپنے اردگرد کے ماحول سے بالکل بے خبر ہو جاتے ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ گھر میں نماز ادا کر رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی آپ سجدہ میں ہی پڑے رہے کہ لوگوں نے شور مچایا اے ابن رسول آگ بھڑک اٹھی آگ بھڑک اٹھی لیکن آپ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا جب آگ بجھ گئی تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ آگ سے غافل کیوں رہے آپ نے فرمایا کہ میں آخرت کی آگ کے ڈر سے چپ رہا۔

آپ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جب آپ وضو فرماتے تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا اور جسم میں کپکپی پیدا ہو جاتی جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا تم جانتے ہو کہ کس کے حضور پیش ہونا ہے۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ اطاعت و عبادت اور زہد و ورع کے پیکر تھے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ عبادت گزار اور صاحب ورع

کسی کو نہیں دیکھا آپ کا زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت اور ذکر و فکر میں بسر ہوتا تھا۔ رات اور دن میں ایک ہزار رکعتیں پڑھتے مرتے دم تک آپ کا یہی معمول رہا سفر و حضر کسی حالت میں تہجد ترک نہ ہوتی۔

آپ کے خشوع و خضوع کے متعلق عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں کہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا تم لوگ کیا جانو کہ میں کس کے حضور کھڑا ہوتا ہوں اور کس سے سرگوشی کرتا ہوں۔

نماز کی حالت میں آپ پر ایک استغراقی کیفیت طاری ہوتی چنانچہ آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو آپ کے خدام بے تکلف باتیں شروع کر دیتے اور باتیں بھی ایسی کرتے جو عام حالات میں آپ کے سامنے زبان پر نہیں لاتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ خدام نے جواب دیا کہ جب حضرت نماز میں مشغول ہوتے ہیں تو ان کو ہماری گفتگو کی خبر نہیں ہوتی۔

۱۸- حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ائمہ اہل بیت میں سے ہیں۔ آپ خاندان نبوت کے فضائل و محاسن کا زندہ پیکر تھے۔ حضرت عمرو بن مقدام کا بیان ہے کہ جب میں حضرت جعفر بن محمد کو دیکھتا تو دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا کہ وہ نبیوں کے خاندان سے ہیں۔

حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ شب و روز عبادت میں مشغول رہتے تھے آپ کا کوئی وقت عبادت سے خالی نہ ہوتا۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک زمانے تک آپ کی خدمت میں میرا آنا جانا رہا۔ ان کو ہمیشہ یا تو نماز پڑھتے پایا یا روزے کی حالت میں یا قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے۔

۱۹- حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو دربارِ رسالت سے غائبانہ طور پر خیر التابعین کا خطاب عطا ہوا تھا آپ اہل دنیا کی نظروں سے پوشیدہ شب و روز نماز عبادت اور ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ شب بیداری کا یہ عالم تھا کہ ساری ساری رات پلک سے پلک نہ ملتی تھی آپ نے یہ معمول بنا لیا تھا کہ ایک شب قیام میں گزارتے دوسری رکوع میں اور تیسری سجدے میں۔ اسی طرح ایک شب ایک حالت کے لیے خاص تھی۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ حضرت نماز کا یہ کیا طریقہ ہے؟ فرمایا میں چاہتا ہوں کہ نماز میں ایسے

خشوع کے ساتھ سجدہ کروں کہ صبح ہو جائے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ رات کی طرح دن بھی عبادت و ریاضت میں گزر جاتا۔ حضرت ربیع بن خثیم بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت اویس رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو گیا وہ نماز فجر میں مشغول تھے میں بیٹھ گیا کہ وہ نماز واذکار سے فارغ ہوں تو ملوں لیکن وہ فجر سے لے کر ظہر تک نماز ہی میں مشغول رہے اس کے بعد بھی نماز کا سلسلہ جاری رہا' وہ ظہر کے بعد عصر تک اور عصر کے بعد مغرب تک نماز و عبادت ہی میں مصروف رہے' میں نے سوچا کہ شاید مغرب کی نماز کے بعد وہ روزہ افطار کرنے کے لیے گھر جائیں لیکن وہ عشاء تک اور اس کے بعد فجر تک نماز ہی پڑھتے رہے دوسرے روز نماز کے بعد نیند کا کچھ اثر ہوا لیکن پھر ہوشیار ہو گئے اور دعا مانگنے لگے کہ خدایا! میں سونے والی آنکھ اور سیر نہ ہونے پاؤں۔

۲۰۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی نماز

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ اسلامی علوم اور اعمال کے لحاظ سے غیر معمولی امتیاز و شہرت رکھتے ہیں ان کے والدین غلام تھے لیکن وہ اپنے علم و عمل کے باعث آزادوں کے امام اور پیشوا بن گئے تھے۔ آپ نے اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے زیر شفقت پرورش پائی تھی بہت سے صحابہ کو دیکھا تھا اور ان سے فیض حاصل کیا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں تیرہ چودہ برس کے تھے اور ازواج مطہرات کے گھروں میں بے تکلف آتے جاتے تھے' تفسیر حدیث اور فقہ وغیرہ میں ان کو مجتہدانہ حیثیت حاصل تھی' علم ظاہر کے ساتھ علم باطن میں بھی کمال حاصل تھا۔ چنانچہ آپ روحانی حلقہ کے امام مانے جاتے تھے۔ صوفیا کرام میں جو محاسن و خصائص ہونے چاہئیں وہ آپ میں موجود تھے۔ حضرت یونس رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ وہ ہمیشہ ملول و مغموم رہتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مومن کی ہنسی قلب کی غفلت کا نتیجہ ہے زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو فرط تاثر سے زار زار رویا کرتے تھے۔

خوف خدا کا ہر وقت غلبہ رہتا تھا چنانچہ یونس بن عبیدہ کہتے ہیں کہ جب آتے تو معلوم ہوتا اپنے کسی عزیز کو دفن کر کے آ رہے ہیں' جب بیٹھتے تو معلوم ہوتا ایسے قیدی ہیں کہ ان کی گردن مارے جانے کا حکم ہو چکا ہے اور جب دوزخ کا ذکر کرتے تو معلوم ہوتا دوزخ انہیں کے لیے بنائی گئی ہے۔

آپ کی مجلس میں آخرت کے علاوہ کسی چیز کا ذکر ہی نہ ہوتا، اشعث کہتے ہیں کہ جب ہم حسنؓ کی

خدمت میں حاضر ہوتے تو نہ ہم سے کوئی دنیاوی خبر پوچھی جاتی اور نہ کوئی خبر دی جاتی، بس صرف آخرت کا تذکرہ رہتا۔

آپ فرض اور سنت نمازیں لوگوں کے سامنے پڑھتے لیکن آپ کی خاص عبادت کے لئے گوشہ تنہائی مخصوص تھا۔ اس حالت میں آپ کسی اور ہی حالت میں ہوتے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ ایک بار مکہ معظمہ میں ٹھہرے ہوئے تھے امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے ایک ملنے والے سے جس کا نام حمید تھا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے تخلیہ میں ملنے کی خواہش ظاہر کی انہوں نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا۔ فرمایا جب چاہیں آئیں چنانچہ امام شعبی ایک روز گئے حمید دروازے پر موجود تھے انہوں نے کہا حسن بصری گھر میں تنہا ہیں اندر چلے جایئے لیکن انہیں تنہا جانے کی ہمت نہ ہوئی، حمید کو ساتھ لے گئے جس وقت یہ دونوں آدمی اندر پہنچے حضرت حسن بصری پر ایک خاص کیفیت طاری تھی قبلہ رو بیٹھے کہہ رہے تھے۔ "ابن آدم تیرا وجود نہ تھا تجھے وجود عطا کیا گیا تو نے مانگا تجھے دیا لیکن جب تیری باری آئی تو تو نے انکار کر دیا۔ افسوس تو نے کتنا برا کام کیا۔" یہ کہتے اور بے ہوش ہو جاتے۔ ہوش میں آتے تو پھر یہی کلمے دہراتے، امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا واپس چلو اس وقت شیخ دوسرے عالم میں ہیں۔

۲۱۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کی نماز

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ سے سب ہی واقف ہیں خلفاء راشدین کے بعد انہیں کا شمار ہے ان کی بیوی فرماتی ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز سے زیادہ وضو اور نماز میں مشغول رہنے والے تو اور بھی ہوں گے۔ لیکن ان سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا میں نہیں دیکھا۔ عشاء کی نماز کے بعد مصلّے پر بیٹھ جاتے اور دعا کے واسطے ہاتھ اٹھاتے اور روتے رہتے حتیٰ کہ اسی میں نیند کا غلبہ ہوتا تو آنکھ لگ جاتی پھر جب کھل جاتی تو اسی طرح روتے رہتے اور دعا میں مشغول رہتے کہتے ہیں خلافت کے بعد سے غسل جنابت کی نوبت نہیں آئی ان کی بیوی عبدالملک بادشاہ کی بیٹی تھیں باپ نے بہت سے زیورات اور جواہر دیئے تھے اور ایک ایسا ہیرا دیا تھا جس کی نظیر نہیں تھی۔ آپ نے بیوی سے فرمایا کہ دو باتوں میں سے ایک اختیار کر یا تو وہ سارا زیور اللہ کے واسطے دے کہ میں اس کو بیت المال میں داخل کر دوں یا مجھ سے جدائی اختیار کر لے مجھے یہ چیز ناگوار ہے کہ میں اور وہ مال ایک گھر میں جمع رہیں بیوی نے عرض کیا وہ مال کیا چیز ہے میں اس سے کئی چند زیادہ پر بھی آپ کو نہیں چھوڑ سکتی یہ کہہ کر سب کا سب بیت المال میں داخل کر دیا۔

آپ کے انتقال کے بعد جب عبدالملک کا بیٹا یزید بادشاہ بنا تو اس نے بہن سے دریافت کیا اگر تم چاہو تو تمہارا زیور تم کو واپس دے دیا جائے فرمانے لگیں کہ جب میں ان کی زندگی میں اس سے خوش نہ ہوئی تو ان کے مرنے کے بعد اس سے کیا خوش ہوں گی۔ مرض الموت میں آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس مرض کے متعلق کیا خیال کیا جاتا ہے کسی نے عرض کیا کہ لوگ جادو سمجھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ نہیں' پھر ایک غلام کو بلایا۔ اس سے پوچھا کہ مجھے زہر دینے پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا۔ اس نے کہا' سو دینار دیئے گئے اور آزادی کا وعدہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا وہ دینار لے آ' اس نے حاضر کر دیئے۔ آپ نے ان کو بیت المال میں داخل فرما دیا اور اس غلام سے فرمایا تو کسی ایسی جگہ چلا جا' جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے۔ انتقال کے وقت حضرت مسلمہ رحمتہ اللہ علیہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے اولاد کے ساتھ ایسا کیا جو کسی نے بھی نہیں کیا ہوگا۔ آپ کے تیرہ بیٹے ہیں اور ان کے لئے نہ کوئی روپیہ آپ نے چھوڑا نہ پیسہ' آپ نے فرمایا ذرا مجھے بٹھا دو' بیٹھ کر فرمایا کہ میں نے ان کا کوئی حق نہیں دبایا اور جو دوسروں کا حق تھا وہ ان کو دیا نہیں پس اگر وہ صالح ہیں تو اللہ جل شانہ' خود ان کا کفیل ہے قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (ترجمہ: اور وہی نیکوں کا کفیل ہے۔ الاعراف:۱۹۶)۔

۲۲- حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گیا وہ عشاء کی نماز کے بعد ایک چادر میں لپٹ کر ایک کروٹ لیٹ گئے اور صبح تک اسی طرح پڑے رہے نہ پہلو بدلا اور نہ کوئی حرکت کی صبح کو اٹھے اور اسی طرح فجر کی نماز پڑھ لی۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے ساری رات آپ سوئے رہے اور صبح بغیر وضو ہی نماز پڑھ لی؟ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا میں تمام رات کبھی جنت کے باغوں کی سیر کرتا رہا اور کبھی جہنم کی آگ میں ٹھوکریں کھاتا رہا ایسی حالت میں نیند کہاں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے عبادت گزار بندوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ کھڑے اور بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ اللہ کے ایسے ہی بندوں میں تھے وہ ساری رات ایک کروٹ پر لیٹے اللہ کو یاد کرتے رہتے اس حالت میں کبھی ان کے سامنے جنت کا نقشہ آتا تھا اور کبھی جہنم کا اور وہ

ایمان وبصیرت کے اس مقام پر فائز تھے گویا وہ جنت کی رعنائیوں اور دلآویزیوں اور جہنم کی ہولناکیوں کا مشاہدہ کررہے تھے۔

اس فضل وکمال کے ساتھ خشوع کا یہ حال تھا کہ نماز پڑھ چکتے تو منہ ہاتھوں سے ڈھانپ لیتے۔ فرماتے "ایسا نہ ہو کہ میری نماز میرے منہ پر ماردی جائے۔" آپ تمام رات نفل نماز پڑھتے رہتے تھے لوگوں نے پوچھا آپ کو نیند کیوں نہیں آتی آپ نے فرمایا کہ دم بھر آنکھ کے آنسو کم نہیں ہوتے جس کی یہ حالت ہو اس کے پاس نیند بے چاری کا گزر کیسے ہوسکتا ہے۔ ایک دن آپ نے کچھ کھانے کو نہ پایا تو والہانہ اظہارِ تشکر کے لیے چار سو رکعت نمازِ شکرانہ پڑھی۔ کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ سات دن تک آپ کے ساتھ یہی معاملہ پیش آتا رہا اور برابر چار سو رکعت نماز پڑھتے رہے گویا جس طرح ہم نماز سے بچنے کے لیے حیلے تلاش کیا کرتے ہیں اللہ کے نیک بندے نماز وعبادت کے لیے حیلے کی تلاش میں رہتے تھے۔

۲۳۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ عشاء کی نماز کے بعد رات بھر اس طرح نماز میں مشغول رہتے کہ چار رکعت نماز ادا کرتے اور سلام کے بعد کہتے یہ نماز تو قبولیت کے لائق نہ ہوئی پھر نیت کرتے اور سلام کے بعد پھر یہی کہتے یہاں تک کہ صبح ہوجاتی، صبح کو عرض کرتے خداوند میں نے بہت کوشش کی کہ نماز ادا کروں جو تیری بارگاہ کے لائق ہو مگر مجھ سے ادا نہ ہوسکی تیرے بہت سے بندے بے نماز ہیں انہیں میں میرا بھی شمار کرلے۔

ایک دفعہ یہ بھی فرمایا کہ میری اتنی عمر اسی تمنا میں گزر گئی کہ کوئی نماز اس خشوع کے ساتھ ادا کروں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل قبول ہو مگر اب تک ادا نہ ہوسکی۔

۲۴۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر ولی تھے آپ کھانا بہت کم کھاتے تھے تاکہ عبادت میں مسرور رہے۔ آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو خدا کے حضور اس طرح اپنا عجز وبیچارگی پیش کرتے۔

"اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں کس پاؤں سے آؤں! اور کس آنکھ سے قبلہ کی طرف نگاہ کروں اور کس زبان سے تیری ثناء بیان کروں؟ اور کس صفت کے ساتھ تیرا نام لوں؟ بے سروسامان ہوکر

تیری بارگاہ میں آیا ہوں اور بے بسی کے باعث' اس بے شرمی سے تیرے حضور میں حاضر ہوا ہوں۔'' اس کے بعد نیت باندھ کر نماز پڑھتے''۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ کے پیچھے عصر کی نماز پڑھی تکبیر تحریمہ کے وقت ان کی زبان سے لفظ اللہ نکلا تو ان پر جلال الٰہی کا ایسا غلبہ ہوا کہ گویا ان کے بدن میں روح نہیں رہی بالکل مبہوت سے ہو گئے اور جب زبان سے اکبر نکلا تو میرا دل ان کی اس تکبیر کی ہیبت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ایک بار عید کی رات میں جب آپ کی خواہش ہوئی کہ کل کھانے میں کوئی لذیذ چیز ہونی چاہیے تو آپ نے دل کو سمجھایا اگر تو اس پر راضی ہو کہ میں دو رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کرلوں تو تجھ کو لذیذ چیز میسر ہونی چاہئے دل نے قبول کر لیا۔ آپ نے دو رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھا۔ صبح کو لذیذ کھانے کا ایک لقمہ اٹھایا تھا کہ پھر رکھ دیا اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ لوگوں نے پوچھا حضرت! آپ نے ایسا کیوں کیا! آپ نے فرمایا جب میں نے کھانے کا ارادہ کیا تو دل نے کہا آج دس برس کے بعد میری مراد پوری ہو رہی ہے۔ میں نے لقمہ رکھ دیا اور کہا کہ خدا کی قسم تیری امید پوری نہ ہو گی۔

۲۵۔ حضرت ابوالخیر اقطع رحمتہ اللہ علیہ

حضرت ابوالخیر اقطع رحمتہ اللہ علیہ کے پاؤں میں آکلہ کی بیماری تھی اطبا نے پاؤں کاٹ دینے کا فیصلہ کیا مگر آپ راضی نہ ہوئے۔ مریدوں نے مشورہ کیا کہ دوران نماز پاؤں کاٹ دیا جائے کیونکہ نماز میں ان کو اپنی ذرا خبر نہیں ہوتی چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پاؤں کٹا ہوا پایا۔

۲۶۔ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ دکانداری کرتے تھے مگر نماز و عبادت کا یہ حال تھا کہ لوگوں کی نگاہ سے بچنے کے لیے دکان پر ایک پردہ ڈال لیا تھا اور اس کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ روزانہ ہزار رکعت نمازیں پڑھتے تھے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ جو خود کامل ولی کامل تھے بیان کرتے ہیں کہ حضرت سری سقطی اٹھانوے برس تک رات کو سوئے نہیں میں نے آپ سے زیادہ عبادت گذار کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ کسی نے حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ سلوک کیا ہے؟ آپ نے پوچھا عام یا خاص؟

اس نے کہا، دونوں بتا دیجئے آپ نے فرمایا عام سلوک تو یہ ہے کہ پانچوں وقت کی نماز جماعت سے پڑھے، مال ہو تو زکوٰۃ دے، شریعت کے تمام احکام کی اتباع کرے اور خاص سلوک یہ ہے کہ دنیا ترک کر کے اللہ کی عبادت کرے اور خدا کے سوا کسی سے کوئی طلب نہ ہو اور اگر کوئی کچھ دے تو بھی نہ لے۔

۲۷- حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ دکان کیا کرتے تھے۔ ہر روز دکان میں جاتے اور پردہ کر کے چار سو رکعت نماز پڑھا کرتے پھر چالیس سال تک حضرت سری سقطیؒ کے پاس تنہائی میں عبادت کرتے رہے۔ کم از کم تیس سال تک آپ عشاء کی نماز کے بعد کھڑے ہو جاتے اور صبح تک اللہ اللہ کیا کرتے اور اسی وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ بڑھاپے کے عالم میں بھی جوانی جیسی عبادت کرتے اور نماز پڑھتے اور تمام وظائف دہرایا کرتے تھے کسی نے آپ سے کہا کہ اب آپ ضعیف ہو گئے ہیں اوراد کو مختصر کر لیجیے۔ آپ نے فرمایا ابتدائے سلوک میں سب کچھ انہیں اوراد کی بدولت پایا محال ہے کہ انتہائے سلوک میں ان سے دست بردار ہو جاؤں۔

۲۸- حضرت زاہد بلخی رحمتہ اللہ علیہ کی نماز

حضرت زاہد بلخی رحمتہ اللہ علیہ سے ایک بزرگ عصام رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ حضرت زاہد نے فرمایا جب نماز کا وقت آتا ہے اول نہایت اطمینان سے وضو کرتا ہوں۔ پھر اس جگہ پہنچتا ہوں جہاں نماز پڑھنا ہوتی ہے اور نہایت اطمینان سے کھڑا ہوتا ہوں کہ گویا کعبہ میرے منہ کے سامنے ہے اور میرا پاؤں پل صراط پر ہے داہنی طرف جنت ہے بائیں طرف دوزخ ہے۔ موت کا فرشتہ میرے سر پر ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری آخری نماز ہے پھر شاید کوئی نماز میسر نہ ہو اور میرے دل کی حالت کو اللہ ہی جانتا ہے، اس کے بعد نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہوں پھر معنی کو سوچ کر قرآن مجید پڑھتا ہوں۔ اس طرح کہ اللہ کی رحمت سے اس کے قبول ہونے کی امید رکھتا ہوں اور اپنے اعمال کے مردود ہو جانے کا خوف کرتا ہوں۔ حضرت عصام نے پوچھا کتنی مدت سے ایسی نماز پڑھتے ہیں؟ حضرت زاہد نے کہا تیس برس سے حضرت عصام رونے لگے کہ مجھے ایک بھی نماز ایسی نصیب نہ ہوئی۔

کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت زاہد رحمتہ اللہ علیہ کی جماعت فوت ہوگئی جس کا بے حد اثر تھا ایک دو ملنے والوں نے تعزیت کی اس پر رونے لگے کہا کہ اگر میرا ایک بیٹا مر جاتا تو آدھا بلخ تعزیت کرتا جماعت کے فوت ہونے پر ایک دو آدمیوں نے تعزیت کی یہ صرف اس وجہ سے کہ دین کی مصیبت لوگوں کی نگاہ میں دنیا کی مصیبت سے ہلکی ہے۔

۲۹۔ حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ کی نماز

حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ شب و روز میں چار سو رکعت نماز ادا کرتے تھے لوگوں نے پوچھا آپ کا مقام اتنا بلند ہے آپ کیوں اس قدر مشقت اٹھاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ مشقت و راحت تم لوگوں کے لئے ہے سالکان حق فانی الصفت ہوتے ہیں نہ وہ مشقت محسوس کرتے ہیں نہ راحت خبردار کہیں کاہل کو حق رسیدہ اور حریص کو طالب حق نہ کہہ دینا۔

۳۰۔ حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ کی نماز

حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ روزانہ پانچ سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے علامہ زبیدی نے ان کا ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے بغداد میں چالیس ہزار درم مسکینوں اور محتاجوں کو تقسیم کیے حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بات سنی تو کہا درم تو ہمارے پاس ہیں نہیں، ہم یہی کریں کہ ہر درم کے بدلے ایک رکعت نماز ہی پڑھ ڈالیں یہ کہہ کر وہ مدائن گئے اور وہاں چالیس ہزار رکعت نماز پڑھی۔

ذرا غور تو کیجیے اس باخدا بزرگ نے بے روپے پیسے کے نیکی میں دولت مندوں کا مقابلہ کرنے کے لیے کتنا کامیاب طریقہ ایجاد کیا۔

۳۱۔ حضرت شیخ ابوبکر کتانی رحمتہ اللہ علیہ کی نماز

حضرت شیخ ابوبکر کتانی رحمتہ اللہ علیہ ایک دفعہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک چور آیا اور آپ کے کاندھوں سے چادر اتار کر لے جانا چاہتا تھا کہ اس کے دونوں ہاتھ سوکھ گئے۔ چور نے خوف زدہ ہو کر چادر آپ کے کندھے پر ڈال دی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے معذرت چاہی آپ نے فرمایا کہ خدا کی عزت کی قسم! مجھ نہ اس کی خبر ہوئی کہ کوئی کب چادر لے گیا نہ اس کی کہ چادر کب واپس آ گئی پھر آپ نے دعا کی اور چور کے ہاتھ ٹھیک ہو گئے۔

حضرت شیخ ابوبکر کتانی رحمتہ اللہ علیہ تمام عمر مکہ معظمہ میں بسر کی رات کو بعد نماز عشاء نوافل میں صبح تک پورا قرآن مجید ختم کر دیتے تھے آپ تیس برس تک اکثر کعبہ کے میزاب رحمت کے نیچے بیٹھے رہتے اور اس زمانہ میں دن میں صرف ایک بار وضو کرتے تھے اور ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

۳۲۔ حضرت یوسف بن حسین رحمتہ اللہ علیہ کی نماز

حضرت یوسف بن حسین رحمتہ اللہ علیہ نماز عشاء کے بعد تمام رات قیام میں گذار دیتے لوگوں نے پوچھا حضرت عشاء کے بعد سے تمام رات صرف قیام میں گزار دینا کیسی نماز ہے؟ آپ نے فرمایا جب میں قیام کرتا ہوں تو مجھ پر عظمت الٰہی اس طرح غالب ہو جاتی ہے کہ مجھ میں رکوع و سجود کی طاقت ہی باقی نہیں رہتی۔

۳۳۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی نماز

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ عبادت و ریاضت میں اتنی مشقت برداشت کرتے تھے کہ جو آج کے مادہ پرست زمانے میں کہانی معلوم ہوتی ہے۔ آپ فرض نمازیں جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرتے تھے اور جمعہ کی نماز جامع مسجد میں پڑھا کرتے تھے لیکن باقی نمازیں حجرے میں ادا کرتے۔ پوری رات نماز پڑھتے تھے آپ کا فرمان ہے کہ درد عشق سونے نہیں دیتا اپنے آقا کے حضور قیام کرتے کبھی رکوع کبھی سجدہ کرتے' نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو پورا قرآن مجید ختم کر ڈالتے۔ روزانہ رات کو سو رکعت پڑھنا آپ کا معمول تھا ان نمازوں میں سورہ مزمل اکثر پڑھتے۔ سورہ اخلاص اگر پڑھتے تو ایک ایک رکعت میں سو سو بار پڑھ جاتے خشوع و خضوع کی حالت یہ تھی کہ آنکھوں سے آنسو کے چشمے جاری ہو جاتے آپ کی دعائیں بڑے عجز کی ہوتی تھیں روتے جاتے اور کہتے۔

یاالٰہی ہم تجھ سے وہ ایمان چاہتے ہیں جو تیری مقدس بارگاہ میں پیش ہونے کے قابل ہو۔ الٰہی ہم تجھ سے اس یقین کے طالب ہیں جس کو لے کر قیامت کے روز ہم تیرے حضور میں کھڑے ہو سکیں۔ الٰہی ہم تجھ سے عصمت و طہارت مانگتے ہیں جو ہمیں گناہوں کی غلاظت و ناپاکی سے پاک کر دے۔ الٰہی ہم تجھ سے وہ علم طلب کرتے ہیں جس سے ہم تیرے اوامر و نواہی کو جان سکیں۔ الٰہی میرے قلب کو نور معرفت سے بھر دے۔ میری آنکھوں کو سرمۂ بصیرت عطا فرما ہمیں اس سے بچا کہ ہم اپنی نفسانی خواہش میں مبتلا رہیں۔ ہماری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے اس حالت میں ہمارا رفیق و کارساز ہو جب اہل جود و سخا ہم

سے اعراض کرنے لگیں اور ہماری امیدیں ان سے منقطع ہو جائیں الٰہی ہم اس حالت سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم تیرا قرب حاصل ہونے کے بعد زمرہ مقربین سے نکال دیئے جائیں اور تیرے مقبول ہونے کے بعد مردود قرار دیئے جائیں۔ الٰہی! تو ہمیں عبادت گزار بندوں کے زمرے میں شامل رکھ اور ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم تیری حمد و ثناء کرتے رہیں۔

شیخ عبداللہ بن ابوالفتح ہروی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے انکا بیان ہے کہ حضرت شیخ عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کرتے اگر کبھی وضو ٹوٹ جاتا تو فوراً وضو کرتے اور تحیۃ الوضو پڑھتے اور ساری رات نماز میں مشغول رہتے۔

۳۴۔ حضرت شیخ حاتم الاصم رحمتہ اللہ علیہ کی نماز

محمد ابن یوسف الفرغانی نے شیخ حاتم الاصم رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا کہ لوگوں کو وعظ کہہ رہے ہیں تو انہوں نے حاتم اصم سے کہا کہ تم لوگوں کو وعظ و نصیحت کر رہے ہو کیا تم اچھی طرح نماز بھی پڑھ لیتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا ہاں! شیخ فرغانی نے دریافت کیا کہ تم کس طرح نماز پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں اس کے حکم کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں اور خشیتِ الٰہی' خوفِ خدا کے ساتھ چلتا ہوں' نماز میں ہیبت کے ساتھ داخل ہوتا ہوں اور عظمتِ الٰہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ تکبیر کہتا ہوں' خوف سے ٹھہر ٹھہر کر قرآن پاک پڑھتا ہوں (قرأت ترتیل کے ساتھ کرتا ہوں) خضوع و خشوع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں اور تشہد کے لیے کامل طور پر بیٹھتا ہوں' اور سنت کے مطابق سلام پھیرتا ہوں' اس کے بعد اپنی نماز خداوند تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہوں (قبول فرمائے یا رد فرمادے) مگر تمام زندگی اس کی حفاظت کرتا رہا ہوں اس پر بھی اپنے نفس کو ملامت کرتا رہتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ شاید میری نماز قبول نہ ہو لیکن ناامید نہیں ہوتا (قبولیت کی امید رکھتا ہوں) اس طرح میں خوف و امید کے درمیان رہتا ہوں' اس (رب) کا شکر گزار رہتا ہوں جس نے مجھے نماز سکھائی' اور جو مجھ سے نماز سیکھنا چاہتا ہے اس کو میں سکھاتا ہوں اور جب اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت فرماتا ہے تو میں اس کی حمد میں مصروف ہو جاتا ہوں۔ یہ تفصیل سن کر محمد بن یوسف فرغانی نے فرمایا کہ آپ جیسے شخص کے لیے وعظ کہنا درست ہے۔

۳۵۔ حضرت ابو حازم رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت ابو حازم رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں سمندر کے ساحل پر تھا ایک صحابی سے ملاقات ہوئی'

صحابی نے فرمایا ابو حازم کیا تم اچھی طرح نماز پڑھنا جانتے ہو؟ میں نے کہا میں فرائض اور سنتوں کو اچھی طرح جانتا ہوں! اس کے علاوہ اچھی طرح نماز پڑھنے کے اور کیا معنی ہیں؟ صحابی نے فرمایا! ابو حازم رحمتہ اللہ علیہ بتاؤ ادائیگی فرض کے لیے کھڑے ہونے سے قبل کتنے فرائض ہیں؟ میں نے کہا چھ فرض ہیں؟ انہوں نے دریافت کیا کہ وہ کیا ہیں؟ میں نے کہا (1) طہارت (2) ستر عورت (ستر پوشی) (3) نماز کے لیے پاک جگہ کا انتخاب (4) نماز کے لیے کھڑا ہونا (5) نیت کرنا (6) اور قبلہ رو ہونا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کس نیت کے ساتھ گھر سے مسجد کی طرف جاتے ہو؟ میں نے کہا رب سے ملاقات کرنے کی نیت کے ساتھ انہوں نے کہا کہ کس نیت کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتے ہو؟ میں نے کہا عبادت و بندگی کی نیت سے پھر دریافت کیا کہ کس نیت سے عبادت کے لیے کھڑے ہوئے ہو؟ میں نے کہا بندگی کی نیت سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کرتے ہوئے! صحابی نے پھر دریافت کیا کہ ابو حازم رحمتہ اللہ علیہ کن چیزوں کے ساتھ قبلہ کی طرف منہ کرتے ہو' میں نے کہا تین فرائض اور ایک سنت کے ساتھ پوچھا وہ کیا ہیں؟ میں نے جواب دیا' قبلہ رو کھڑا ہونا فرض ہے' نیت فرض ہے اور تکبیر تحریمہ فرض ہے (یہ تین فرائض ہوئے) اور تکبیر تحریمہ میں دونوں ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ صحابی نے پوچھا کتنی تکبیریں فرض ہیں اور کتنی سنت میں نے کہا چورانوے (94) تکبیریں ہیں اور ان میں صرف پانچ تکبیریں فرض ہیں باقی سب سنت ہیں' انہوں نے دریافت کیا کہ نماز کس چیز سے شروع کرتے ہو؟ میں نے کہا تکبیر سے! انہوں نے پوچھا نماز کی برہان کیا ہے؟ میں نے کہا قرأت! پوچھا نماز کا جوہر کیا ہے؟ میں نے کہا اس کی تسبیحات! انہوں نے پوچھا نماز کی زندگی کیا ہے؟ میں نے کہا خضوع و خشوع! انہوں نے پوچھا خشوع کیا ہے؟ میں نے کہا سجدہ گاہ پر نظر جمائے رکھنا' انہوں نے دریافت کیا نماز کا وقار کیا ہے؟ میں نے کہا سکون واطمینان انہوں نے پوچھا کہ وہ فعل کونسا ہے۔ جس کی بنا پر نماز کے سوا ہر فعل منع ہو جاتا ہے؟ میں نے کہا تکبیر تحریمہ! انہوں نے پوچھا نماز کو ختم کرنے والی کون سی چیز ہے؟ میں نے کہا سلام پھیرنا انہوں نے دریافت کیا کہ اس کی خصوصی علامت کیا ہے؟ میں نے کہا نماز ختم کرنے کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُلِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھنا۔

صحابی نے دریافت کیا ان سب کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا نیت! انہوں نے کہا نیت کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا یقین! انہوں نے کہا یقین کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا توکل! انہوں نے کہا توکل کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا خوف خدا! انہوں نے کہا خوف خدا کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا امید دریافت کیا کہ امید

کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا صبر! انہوں نے کہا صبر کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا رضا' انہوں نے پوچھا رضا کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا اطاعت' انہوں نے پوچھا اطاعت کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا اقرار' انہوں نے پوچھا اقرار کی کنجی کیا ہے؟ میں نے کہا علم کے ذریعے سے! انہوں نے پوچھا علم کہاں سے حاصل کیا؟ میں نے کہا سیکھنے سے' انہوں نے کہا کہ سیکھنے کا ذریعہ کیا تھا؟ میں نے کہا عقل! انہوں نے پوچھا عقل کہاں سے آئی؟ میں نے کہا عقل دو قسم کی ہے' ایک عقل وہ ہے جس کو صرف اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے دوسری وہ جس کو انسان اپنی لیاقت سے حاصل کرتا ہے۔ جب یہ دونوں جمع ہو جاتی ہیں تو دونوں ایک دوسرے کی مددگار بنتی ہیں' انہوں نے پوچھا یہ سب چیزیں تم کو کہاں سے حاصل ہوئیں؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے! اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو ایسی توفیق بخشے جس سے وہ راضی ہو۔

ان تمام سوالات و جوابات کے بعد صحابی نے مجھ سے کہا خدا کی قسم! تم نے جنت کی کنجیاں تو مکمل کر لیں اب یہ بتاؤ کہ تمہارا فرض کیا ہے اور فرض کا فرض کیا ہے؟ اور وہ کونسا فرض ہے۔ جو فرض کی طرف لے جاتا ہے؟ فرض میں سنت کیا ہے؟ وہ کون سی سنت ہے جس سے فرض پورا ہو جاتا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں۔ فرض کا فرض طہارت ہے' دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو ملا کر (چلو بنا کر) پانی لینا ایسا فرض ہے جو دوسرے فرض تک پہنچاتا ہے اور پانی سے انگلیوں کا خلال کرنا ایسی سنت ہے جو فرض میں داخل ہے اور وہ سنت جس سے فرض کی تکمیل ہو جائے ختنہ کرانا ہے' یہ سن کر صحابی نے فرمایا ابو حازمؒ! تم نے اپنے اوپر حجت تمام کر لی اب کچھ باقی نہیں ہے لیکن اتنا اور بتا دو کہ کھانا کھانے میں تم پر کیا فرض ہے اور کیا سنت ہے؟ میں نے ان سے کہا کہ کیا کھانا کھانے میں بھی فرض و سنت ہوتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں اس میں چار فرض میں چار سنتیں ہیں اور چار باتیں مستحب ہیں۔

فرمایا فرض تو یہ باتیں ہیں! ابتدا (شروع کرتے وقت) بسم اللہ کہنا (2) اللہ کی حمد کرنا۔ (3) شکر بجا لانا (4) پہچاننا کہ جو کھانا اللہ نے دیا ہے وہ حلال ہے یا حرام۔ بائیں ران پر زور دے کر بیٹھنا' ٹیک لگانا' تین انگلیوں سے کھانا' لقمہ خوب چبانا اور آخر میں انگلیاں چاٹنا۔ یہ چار سنتیں ہیں' پہلے دونوں ہاتھ دھونا۔ لقمہ چھوٹا لینا' اپنے سامنے سے کھانا اور اپنے ہم طعام کی طرف کم دیکھنا' یہ چاروں مستحباب یا تہذیبی امور ہیں۔

باب ۱۷

نماز کی خیر و برکت کے واقعات

نماز کی بدولت انسان کو اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق حاصل ہوتا ہے جس سے بندے کے کاموں میں برکت پیدا ہو جاتی ہے اور کئی افعال سرزد ہوتے ہیں جن سے اس کی بزرگی ظاہر ہوتی ہے تاریخ میں بے شمار ایسے واقعات ہیں جن میں نماز کی بدولت خیر و برکت پیدا ہوئی ان میں سے چند ایک حاضر خدمت ہیں۔

۱۔نماز پڑھنے کے باعث چکی کا خود بخود چلنا

نقل ہے کہ ایک شیخ نے کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا اس کے اہل نے ان کے ساتھ نکاح کر دینے سے انکار کیا مگر اس شرط سے کہ اگر اس کی خدمت کے واسطے ایک لونڈی خرید دو تو کر دیں گے اور شیخ لونڈی کے خریدنے پر قادر نہ ہوا۔ اس نے اپنے ایک مرید سے اس کا ذکر کیا۔ اس نے کہا حضور آپ نکاح اس شرط پر کر لیجیے۔ میں بجائے لونڈی کے خدمت گزاری کروں گا۔ آپ ان سے جا کر فرمائیے کہ میرے پاس لونڈی ہے مگر وہ کہتی ہے کہ میں اپنی جگہ پر ہی خدمت کروں گی۔ نہ میں تمہیں دیکھوں گی نہ تم مجھے دیکھو۔ آپ نے جا کر ان لوگوں سے یہی فرمایا۔ انہوں نے کہا اچھی بات ہے۔ جب وہ ہماری خدمت مطلوبہ انجام دے گی تو ہمیں اس کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہے چنانچہ ان کے ساتھ نکاح کر دیا نکاح کے بعد شیخ اپنے مرید کو لا کر ایک تنہا مکان میں رہنے لگے مرید حبشی تھا اس کے داڑھی موچھ بالکل نہ تھی اور وہ ان کے لئے چکی پیسا کرتا تھا اور منہ پر برقع ہوتا تھا اور بیوی جانتی تھیں کہ یہ لونڈی ہے اور شیخ شب کو بیوی کے پاس سے عبادت کے لیے نکلے۔ اس بیوی نے ان کا نکلنا عورتوں سے بیان کیا عورتوں نے کہا ممکن ہے کہ وہ لونڈی کے پاس جاتے ہوں۔ جب اس رات وہ نکلے تو بیوی بھی پیچھے پیچھے نکلیں تا کہ دیکھیں کہ وہ لونڈی کے پاس تو نہیں ہیں۔ دیکھا تو لونڈی نماز پڑھ رہی ہے اور چکی خود بخود گھوم رہی ہے۔ انہیں تعجب ہوا اور شیخ کو وہاں نہ پایا۔ وہاں سے لوٹ آئیں اور ٹھہر رہیں حتیٰ کہ شیخ آئے تو ان سے سارا قصہ

بیان کیا اور کہا کہ میں نے اس لونڈی کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہی تھیں اور چکی اپنے آپ گھوم رہی تھی۔ فرمایا وہ لونڈی نہیں ہے وہ میرا فلاں بھائی ہے انہوں نے کہا میں استغفار کرتی ہوں اور میں تم دونوں کی لونڈی ہوں۔

۲-نماز کی برکت سے زمین پر ہاتھ مار کر اشرفیاں حاصل کرنا

ایک اہل روم سے مروی ہے کہ میرے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ مسلمان ہم پر چڑھ آئے اور میں ان کی تاک میں ان کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن غیر کی فوج کو غافل پا کر میں نے تقریباً دس (10) آدمی ان میں سے گرفتار کر لیے اور مقید کر کے خچروں پر سوار کیا اور ہر ایک پر ایک ایک پہرہ دار مقرر کیا۔ ایک دن میں نے ان میں سے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا۔ میں نے اس کے نگہبان سے اس کے متعلق جواب طلب کیا۔ اس نے کہا کہ یہ شخص جب نماز کا وقت آتا ہے تو مجھ سے کہتا ہے ایک اشرفی دوں گا مجھے نماز پڑھ لینے دے ہمیشہ سے اسی طرح دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے میں نے کہا اس کے پاس کچھ ہے کہا نہیں ہے لیکن جب وہ نماز ادا کر چکتا ہے تو اپنا ہاتھ زمین پر مار کر اٹھاتا ہے تو اس کے ہاتھ میں ایک اشرفی آجاتی ہے اور وہ مجھ دے دیتا ہے۔ جب دوسرا دن ہوا تو میں نے پرانے کپڑے پہنے اور ایک ادنی درجہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر اس شخص کے نگران سپاہی کے ساتھ ہو لیا تاکہ اس کی سچائی دیکھوں۔ جب ظہر کا وقت آیا تو انہوں نے مجھ سے اشارے سے کہا اگر نماز پڑھنے دو گے تو میں تمہیں ایک دینار دوں گا۔ میں نے اشارہ سے کہا میں دو دینار لوں گا۔ پھر انہوں نے اشارہ سے کہا اچھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو زمین پر ہاتھ مار کر دو دینار نکالے اور میرے حوالے کیے۔ جب عصر کا وقت آیا تو انہوں نے پھر پہلے کی طرح اشارہ کیا۔ میں نے کہا میں پانچ دینار سے کم نہ لوں گا۔ کہا اچھا جب نماز سے فارغ ہوئے تو پہلے کی طرح زمین پر ہاتھ مار کر پانچ دینار مجھے اٹھا دیئے۔ جب مغرب کا وقت آیا تو پھر اشارہ کیا میں نے کہا میں دس دینار سے کم نہ لوں گا۔ انہوں نے قبول کیا اور نماز سے فارغ ہو کر پہلے ہی کی طرح زمین پر ہاتھ مار کر دس دینار میرے حوالے کئے جب وہ منزل پر پہنچے اور صبح ہوئی تو میں نے ان کی حالت دریافت کی اور انہیں دارالاسلام کی جانب لوٹنے کی اجازت دی۔ انہوں نے لوٹ جانا قبول کیا۔ میں نے انہیں ایک خچر پر سوار کر کے ان کے ساتھ توشہ بھی رکھ دیا اور اپنے آپ کو میں نے خچر پر سوار کیا۔ اس وقت انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ تم کو اس کے پاس جو دین پسند ہے اس دین میں قوت دے۔ اسی وقت

سے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوگئی۔ میں نے ان کے ہمراہ اپنی مقرب جماعت کے کئی آدمی حفاظت کے واسطے بھیجے اور ان سے کہہ دیا کہ دارالاسلام میں جو پہلا شہر تمہیں ملے اس میں انہیں پہنچا دیجیو۔ اور ان کو دوات کاغذ دیا اور ایک نشان مقرر کیا کہ تم پہنچ کر یہ نشان کاغذ پر لکھ دو تا کہ میں جان لوں کہ انہوں نے احتیاط سے تمہیں پہنچا دیا۔ ہمارے اور اس شہر کے درمیان چار روز کا راستہ تھا۔ جب پانچواں روز ہوا تو وہ لوگ واپس لوٹ آئے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ان لوگوں نے قتل نہ کر دیا ہو۔ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا جب ہم تجھ سے جدا ہوئے تو ایک لحظہ میں وہاں پہنچ گئے اور یہ چار دن ہمیں لوٹنے میں لگے۔

۳-ایک نمازی لڑکی کا قصہ

حضرت عبداللہ بن شجاع صوفی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں اپنے سیاحت کے زمانہ میں مصر میں قیام پذیر تھا۔ وہاں مجھے نکاح کی ضرورت ہوئی میں نے اپنے دوستوں سے ذکر کیا ان لوگوں نے کہا یہاں ایک عورت صوفیہ ہے اس کی لڑکی قریب البلوغ ہے۔ چنانچہ میں نے اس کو نکاح کا پیام دیا اور اس کے ساتھ میرا نکاح ہو گیا۔ جب میں اس کے پاس داخل ہوا تو وہ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز ادا کر رہی تھی۔ مجھے شرم آئی کہ ایسی کم سن لڑکی تو نماز پڑھے اور میں نہ پڑھوں۔ میں نے بھی قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنا شروع کی اور جتنا مجھ سے ہوسکا ادا کیا اس کے بعد میری آنکھ لگ گئی اور میں اپنے مصلے پر لیٹ گیا اور وہ بھی اپنے مصلے پر سوگئی دوسرے دن بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ جب بہت دنوں تک یہی حالت رہی تو ایک دن میں نے اس سے کہا اے لڑکی ہمارے اس اجتماع کا کوئی مقصود بھی ہے اس نے جواب دیا میں اپنے مولا کی خدمت میں ہوں، لیکن جس کا مجھ پر حق ہے اسے میں منع بھی نہیں کرتی مجھے اس کی باتوں سے شرم آئی اور گذشتہ طریق پر میں نے ایک مہینہ گزارا۔ پھر میرا قصد سفر کا ہوا میں نے کہا اے بیوی اس نے کہا لبیک۔ میں نے کہا میرا سفر کا ارادہ ہے۔ کہنے لگی تم عافیت کے ساتھ رہو اور خدا تم کو مکروہات سے سلامت رکھے اور مقصود عطا کرے۔ جب میں دروازہ تک پہنچا تو وہ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی اے میرے سردار ہمارے درمیان دنیا میں ایک عہد تھا جو پورا نہ ہوسکا۔ ممکن ہے انشاءاللہ جنت میں پورا ہوگا۔ پھر کہا میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتی ہوں وہی سب سے بہتر امانت دار ہے چنانچہ اس سے وداع ہو کر چلا گیا۔ پھر دو سال کے بعد میں نے اس کی حالت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ وہ پہلے سے زیادہ عبادت و ریاضت

میں مشغول ہے۔

۴-نماز کی برکت سے چار خصائل کا پیدا ہونا

حضرت شیخ ابن عریف رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں غمگین اٹھا اور شیخ ابوالقاسم ابن روبیل سے میں نے کہا۔ کہ کوئی حکایت بیان کرو شاید اس کے سبب اللہ تعالیٰ میرا غم دفع کرے۔ کہا اچھا سنو مجھ سے ایک شخص کی جو ساحل پر رہتے تھے تعریف کی گئی۔ انہیں ابوالجناز کہا جاتا تھا۔ میں ان سے ملنے کے قصد سے ساحل پر گیا اور انہیں سلام کر کے بیٹھ گیا نہ انہوں نے کچھ مجھ سے کہا نہ میں نے ان سے کچھ کہا یہاں تک کہ جب نماز کا وقت آیا تو کچھ لوگ جو چاروں طرف کے میدانوں میں متفرق تھے آپ کے پاس جمع ہوئے اور ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی پھر وہ لوگ جدا ہو گئے اور کسی نے کسی سے کچھ کلام نہ کیا اور شیخ بھی اپنی جگہ آ بیٹھے اور میں بھی ان کے پاس جا بیٹھا۔ پھر جب نماز کا وقت آیا اسی طرح سے سب لوگ جمع ہوئے اور نماز پڑھ کر متفرق ہو گئے حتیٰ کہ جب نماز عصر کا وقت آیا تو پھر جمع ہو کر نماز پڑھی اور بیٹھ کر صلحاء کے حالات اور تذکرے بیان کرتے رہے۔ جب زردی آفتاب کا وقت ہوا تو پھر متفرق ہو گئے اور پھر مغرب کے وقت جمع ہو گئے۔ پھر متفرق ہوئے۔ اسی طرح تین دن رہا ان کی یہی حالت رہی۔ پھر میرے جی میں آیا کہ شیخ سے استفادہ کی نیت سے ایک سوال کروں اور آگے بڑھ کر میں نے عرض کیا اے شیخ میں ایک سوال دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہو۔ جماعت کے لوگوں نے میری طرف حیرت کی نظر سے دیکھا۔ میں گھبرایا اور پوچھا اے شیخ مرید کو اپنا مرید ہونا کب معلوم ہوتا ہے۔ شیخ نے منہ پھیر لیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ میں ڈرا کہ ایسا نہ ہو کہ شیخ مجھ سے خفا ہو گئے ہوں اور میں ان کے پاس سے اٹھ کر چلا گیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو پھر میں نے کہا یہ تو پوچھنا ہی چاہیے اور عزم مصمم کر کے آگے بڑھا اور کہا اے شیخ مرید کو کب معلوم ہوتا ہے کہ میں مرید ہوں' انہوں نے پہلے ہی کی طرح مجھ سے اعراض کیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ میں اٹھ کر چلا آیا۔ پھر تیسرے دن میں نے یہی سوال کیا اور آپ نے مجھ سے مل کر فرمایا ایسا مت سوال کرو۔ شاید تم یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ مرید ارادت میں پہلا قدم کب رکھتا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا جب کہ اس مرید میں چار خصلتیں پیدا ہو جائیں۔ ایک تو یہ کہ زمین اس کے واسطے لپیٹی جائے اور ساری زمین ایک قدم ہو جائے اور پانی پر چلنے لگے اور جو چیز جس وقت دنیا میں کھانا چاہے کھا سکے اور اس کی دعا رد نہ کی جائے۔ اس وقت ارادت میں مرید پہلا

قدم رکھتا ہے اور جب مرید اپنے کو مرید جاننے لگے تو وہ ہمارے نزدیک حد ارادت سے گر جاتا ہے۔ حضرت شیخ ابوالعباس رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ سن کر میں نے ایک چیخ ماری۔ قریب تھا کہ میری جان نکل جائے۔ پھر ان سے کہا کہ تم نے ہمیں ارادت سے ناامید کر دیا اس سے ابوالقاسم اور میں اس شیخ کی عالی ہمتی سے متعجب ہوئے۔

۵۔ حضرت ابراہیم بن اَدھم رحمتہ اللہ علیہ اور ایک نمازی کا قصہ

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک شہر میں پہنچ کر مسجد میں مقیم ہوا۔ جب نماز عشاء ہو چکی تو امام نے آ کر کہا یہاں سے نکلو میں دروازہ بند کرتا ہوں۔ میں نے کہا میں مسافر ہوں یہیں شب گذاروں گا۔ کہنے لگا مسافر قندیلیں اور چٹائیاں چراتے ہیں ہم کسی کو یہاں سونے نہیں دیں گے۔ چاہے ابراہیم بن ادہم ہی کیوں نہ ہو۔ میں نے کہا میں ابراہیم بن ادہم ہوں اور وہ جاڑے کی رات تھی، اس نے کہا تمہاری صورت سے معلوم ہوتا ہے۔ جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں۔ پھر اس نے کہا بس بہت بک بک نہ کرو اور سختی سے میری ٹانگ پکڑ کر کھینچا اور تنور حمام کے دروازہ تک گھسیٹتا ہوا منہ کے بل لایا اور وہاں چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے کھڑے ہو کر دیکھا تو ایک نمازی آگ جلانے والا حمام میں آگ جلا رہا ہے۔ میں نے جی میں کہا اس کے پاس چل کر شب گزارنا چاہیے۔ چنانچہ میں نیچے اتر کر اس شخص کے پاس گیا۔ دیکھا تو وہ ایک موٹے سن کا کپڑا پہنے تھا۔ میں نے سلام کیا اس نے جواب نہ دیا۔ بلکہ اشارہ کے ساتھ مجھ سے کہا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا وہ شخص خوف زدہ کبھی دائیں طرف کبھی بائیں طرف دیکھتا جاتا تھا مجھے اس سے اندیشہ معلوم ہونے لگا۔ جب وہ حمام جھونک چکا تو میری طرف متوجہ ہوا اور کہا وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میں نے کہا تعجب ہے میں نے سلام کیا تھا اسی وقت تم نے جواب کیوں نہ دیا کہا میں ایک قوم کا ملازم ہوں اس وجہ سے میں ڈرا کہ اگر تیرے سلام میں مشغول ہو گیا تو میں خائن اور گنہگار ہو جاؤں گا۔ میں نے کہا میں نے تمہیں دائیں بائیں نظر کرتے دیکھا۔ کیا کسی سے ڈرتے ہو کہا ہاں۔ میں نے کہا کس سے؟ کہا موت سے۔ نہ معلوم دائیں طرف سے آ پہنچے یا بائیں طرف سے۔ میں نے کہا دن میں کتنے کی مزدوری کر لیتے ہو۔ کہا ایک درہم اور ایک وانگ کی۔ میں نے کہا اس کا کیا کرتے ہو، کہا وانگ تو میں اور میرے اہل وعیال کھاتے ہیں اور درہم اپنے ایک بھائی کی اولاد پر صرف کرتا ہوں۔ میں نے کہا وہ تمہارا حقیقی بھائی تھا۔ کہا نہیں میں نے اس سے اللہ واسطے کی محبت کی تھی۔ اب

وہ مرگیا تو اس کی اولاد کی کفالت میں ہی کرتا ہوں۔ میں نے کہا تم نے خدا سے کسی حاجت میں دعا کی تھی جو اس نے قبول فرمائی ہو کہنے لگا میری ایک حاجت ہے۔ اور میں بیس سال سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ اب تک وہ حاجت پوری نہیں ہوئی میں نے پوچھا وہ کیا حاجت ہے۔ کہا میں نے سنا ہے کہ عرب میں ایک شخص ہے جو زاہدوں میں ممتاز اور سارے عابدوں پر فائق ہے انہیں ابراہیم بن ادہم کہتے ہیں۔ میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی تھی کہ میں اسے دیکھوں اور اسی کے سامنے مروں۔ میں نے کہا خوش ہو جا اے بھائی اللہ نے تیری حاجت پوری کر دی اور دعا قبول ہو گئی اور مجھے تمہارے پاس منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے پہنچا کر راضی ہوا۔ سنتے ہی اچھل پڑا اور مجھ سے معانقہ کیا اور وہ یہ کہہ رہا تھا۔ اے اللہ تو نے میری حاجت پوری اور میری دعا قبول کی۔ اب میری روح قبض کر لے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دوسری دعا بھی فوراً قبول کر لی اور وہ شخص گر پڑا اور گرتے ہی اللہ کو پیارا ہو گیا۔

۶- نماز کے بعد دعا کی قبولیت کا ایک واقعہ

حضرت ابراہیم بن شبیب رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ہم جمعہ کے دن بعد نماز کے مجلس کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک شخص صرف ایک کپڑے میں لپٹا ہوا ہماری مجلس میں آ بیٹھا اور ایک سوال کیا۔ ہم لوگ مجلس کے برخاست ہونے تک مسائل فقیہ میں گفتگو کرتے رہے۔ پھر وہ شخص دوسرے جمعہ کو آیا ہم نے اسے جواب دیا اور اس کا مقام اور اس کی حالت دریافت کی اس نے اپنا پتہ بتایا۔ پھر ہم نے اس کی کنیت پوچھی۔ اس نے کہا ابو عبداللہ۔ ہم اس کی ہم نشینی سے بہت خوش ہوئے۔ ایک مدت تک وہ ہمارے پاس اسی طرح آتا جاتا رہا۔ پھر اس کا آنا موقوف ہو گیا۔ ایک بار ہم اس کی ملاقات کے ارادہ سے اس قریہ میں گئے اور اس کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا وہ ابو عبداللہ صیاد ہیں۔ اس وقت شکار کو گئے ہیں ابھی آتے ہی ہوں گے۔ ہم انتظار میں بیٹھے تھے کہ وہ سامنے سے آئے اور حال یہ تھا کہ ایک ٹکڑے کپڑے کی لنگی اور ایک ٹکڑے کی چادر بنائے ہوئے تھے۔ ہاتھ میں کئی پرندے زندہ اور کئی ایک ذبح کیے ہوئے ہمیں دیکھ کر مسکرائے۔ ہم نے کہا آپ ہماری مجلس کو رونق افزائی کیا کرتے تھے۔ اب کیا ہو گیا جو بالکل ترک کر دیا۔ کہا کیا سچ کہہ دوں۔ میرا ایک ہمسایہ تھا اس سے کپڑے لے کر اور پہن کر تمہارے یہاں آتا تھا۔ اب وہ شخص سفر کو گیا ہے۔ پھر کہا تم میرے گھر چل کر رزق اللہ تناول کرو گے۔ ہم ان کے مکان پر پہنچ کر بیٹھے اور اپنی بیوی کو ذبح کئے ہوئے پرندے پکانے کے لیے سپرد کیے اور زندہ کو لے کر

بازار گئے اورانہیں بیچ کر روٹیاں خرید لائے۔ اتنی دیر میں بیوی نے سالن تیار کر رکھا تھا۔ ہم کھانا کھا کر نکلے تو آپ میں گفتگو ہونے لگی کہ تم نے اس شخص کی ناداری اور فقر کی حالت اور نیک بختی اور صلاح کی کیفیت دیکھی اور تم میں قدرت بھی ہے کہ اس کی اتنی مدد کرو جس سے وہ اپنی حالت سنبھال سکے۔ تمہیں ایسا کرنا چاہیے کہ کچھ چندہ جمع کر کے ان کی امداد کرو جس سے وہ اپنی حاجت پوری کریں۔ چنانچہ ہم نے آپس میں تعین کر کے پانچ ہزار درہم جمع کیے اور ان کو دینے کے لیے پھر اس گاؤں کو لوٹ چلے۔ جب ہم مرید پر پہنچے تو امیر بصرہ محمد بن سلیمان جھروکے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ غلام سے کہا ابراہیم ابن شبیب کو میرے پاس بلالا۔ جب میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو۔ کہاں جا رہے ہو۔ میں نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ امیر نے کہا مجھ پر تم سب سے زیادہ حق ہے اور اسی وقت دس ہزار درہم کا توڑا منگا کر اور ایک فراش کے کاندھے پر رکھوا کر میرے ہمراہ کر دیا میں اور خوش ہوا اور جلدی سے اس گاؤں کی طرف روانہ ہوا اور ان کے دروازہ پر پہنچ کر سلام کیا وہ جواب دیتے ہوئے باہر نکلے۔ جب میرے ہمراہ فراش کو اور اشرفیوں کے توڑوں کو دیکھا تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور کہنے لگے اے شخص تجھے مجھ سے کیا علاقہ۔ کیا تو مجھے فتنہ میں ڈالنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا اے ابوعبداللہ بیٹھ جاؤ۔ واقعہ یہ ہے چنانچہ میں نے سارا قصہ کہہ سنایا۔ میں نے کہا تم جانتے ہو کہ وہ ایک ظالم امیر ہے۔ تم خدا کے واسطے اپنے نفس کو بچاؤ اور یہ لے لو۔ یہ سن کر ان کا غصہ اور تیز ہوا۔ اسی وقت گھر میں جا کر دروازہ بند کر لیا۔ میں ناامید ہو کے امیر کے پاس لوٹ آیا اور بغیر سچ کہنے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ ناچار واقعہ بیان کیا سنتے ہی کہنے لگا یہ شخص خارجی معلوم ہوتا ہے اور غلام سے کہا تلوار لے آؤ جب وہ لے آیا تو میرے ساتھ کر دیا اور کہا ان کے ساتھ جا کر اس کا سر کاٹ لاؤ۔ میں نے کہا خدا امیر کو سلامت رکھے اس شخص کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔ ہم نے اس کو دیکھا ہے۔ وہ خارجی نہیں ہے۔ میں انہیں تمہارے پاس بلاتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں میرا مقصود ان کو اس سے بچانا تھا۔ اس پر امیر کو اطمینان ہوا اور میں روانہ ہو کر ان کے دروازہ پر پہنچا اور سلام کیا تو ان کی بیوی کو روتا ہوا پایا کہنے لگی کچھ خبر بھی ہے تمہارے ابوعبداللہ کا کیا قصہ ہوا۔ میں نے کہا ان کا کیا حال ہے کہا انہوں نے گھر میں آ کر جو کچھ ان کے پاس تھا رکھ دیا اور وضو کر کے نماز پڑھی اور میں نے انہیں یہ دعا کرتے سنا کہ اے مجھے اپنے پاس بلا لے اور فتنہ میں نہ ڈال یہ کہتے ہوئے لمبے لیٹ گئے۔ میں ان کے پاس پہنچی تو ان کا انتقال ہو چکا تھا اور یہ ان کی لاش موجود ہے۔ میں نے کہا اے بیوی یہ ہمارا بہت ہی بڑا قصہ ہے۔ پس اب اس کا ذکر ہی نہ کرو۔ یہ کہہ کر ویسے ہی لوٹ کر میں امیر کے

پاس آیا اور سارا حال میں نے اس سے بیان کیا۔ امیر نے کہا میں اس شخص کی نماز پڑھاؤں گا۔ یہ خبر شہر میں مشتہر ہوئی۔ چنانچہ تمام اہل شہر مع امراء اور روسا کے جنازہ میں شریک ہوئے۔

۷-نماز کے بعد دعا کرنے سے بینگن سونا بن گیا

بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ فقراء کی ایک جماعت ایک حبشی کی زیارت کو گئی جو انگور کے ایک باغ کی پاسبانی کرتے تھے اور مقبل ان کا نام تھا میں بھی ان فقراء کے ہمراہ ہولیا۔ ہم بینگنوں کے ایک کھیت پر پہنچے تو اس کھیت میں وہ حبشی کھڑے نماز ادا کر رہے تھے ہم سلام کر کے بیٹھ گئے انہوں نے سلام پھیر کر ایک تھیلی نکالی جس میں خشک روٹی کے ٹکڑے اور معمولی نمک تھا۔ ہم سے کہا کھاؤ ہم کھانے لگے اور کچھ لوگ آپس میں کرامات اولیاء کا تذکرہ کرنے لگے۔ وہ صاحب بالکل خاموش تھے۔ بعض فقراء نے آپ سے کہا اے مقبل ہم آپ کی زیارت کو آئے اور آپ کچھ بات ہی نہیں کرتے۔ کہا میں کیا کہوں اور میرے پاس کیا ہے جس کی خبر دوں البتہ میں ایسے شخص کو جانتا ہوں کہ اگر اللہ سے سوال کرے کہ ان بینگنوں کو سونا بنا دے تو اللہ تعالیٰ سونا بنا دے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ شخص ابھی یہ کلام پورا بھی نہ کر چکا تھا کہ سارے بینگن سونا بن گئے چمکنے لگے۔ ایک شخص نے کہا اے مقبل ان کا کوئی پیڑ کوئی شخص اکھاڑ بھی سکتا ہے۔ انہوں نے کہا تو اکھاڑ لے چنانچہ اس نے ایک پیڑ جڑ سے اکھاڑ لیا جو بالکل سونے کا تھا۔ اس میں سے ایک چھوٹا بینگن اور چند پتے گرے جن کو میں نے اٹھا لیا اور ابھی تک میرے پاس ہیں۔ پھر مقبل نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی کہ ان بینگنوں کو اپنی اصلی صورت کی طرف لوٹا دے۔ ویسا ہی ہو گیا اور اکھڑے ہوئے پیڑ کے بجائے دوسرا ایک پیڑ بھی لگ گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ۔

۸-اچھے نمازیوں کی آپس میں ملاقات کا ایک واقعہ

حضرت صالح مری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک دن میں ابو جہیر نابینا کی زیارت کے ارادہ سے چلا۔ وہ شہر سے نکل گئے تھے۔ اور ان کے واسطے ایک مسجد بنائی گئی تھی' اس میں عبادت کرتے تھے میں ایک راستہ پر جا رہا تھا کہ ناگاہ محمد بن واسع رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ میں نے کہا ابو جہیر کے پاس۔ فرمایا میں بھی انہیں کے پاس جا رہا ہوں۔ ہم دونوں آگے بڑھے تو ناگاہ حبیب عجمی ملے پوچھا تم کہاں جاتے ہو ہم نے کہا ابو جہیر کے پاس۔ کہا میں بھی انہیں کے پاس جا رہا ہوں۔ ہم اور آگے چلے تو ہمیں مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ ملے انہوں نے

پوچھا تم کہاں جاتے ہو۔ ہم نے کہا ابوجہیز کے پاس۔ فرمایا میں بھی وہیں چل رہا ہوں۔ اتنے میں حضرت ثابت بنانی نے کہا آؤ اور دو رکعت نماز پڑھ لیں تا کہ قیامت کے دن اللہ کے پاس ہماری گواہی دے۔ پھر ان کے گھر پر گئے اور ان کو خبر کر کے تکلیف دینا مناسب نہ جانا اور بیٹھ گئے جب ظہر کا وقت ہوا تو وہ گھر سے نکلے اور اذان دے کر اقامت کہی نماز پڑھی ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ بعد نماز کے محمد بن واسع کھڑے ہو کر ان سے ملے پوچھا تم کون ہو۔ کہا محمد بن واسع تمہارا بھائی ہوں۔ فرمایا تم وہی ہو جن کی نسبت سنا جاتا ہے کہ تم بصرہ میں سب سے اچھے نمازی ہو۔ وہ سن کر خاموش ہو رہے۔ پھر ثابت بنانی ملے پوچھا تم کون ہو کہا میں ثابت بنانی فرمایا تم وہی ہو جن کی نسبت مشہور ہے کہ بصرہ میں سب سے زیادہ نمازی ہو۔ وہ بھی سن کر خاموش رہے۔ پھر مالک ابن دینار ملے پوچھا تم کون ہو کہا میں مالک ابن دینار ہوں فرمایا واہ واہ تمہاری نسبت مشہور ہے کہ بصرہ میں تم سب سے بڑے زاہد ہو۔ پھر حبیب عجمی نے ملاقات کی پوچھا تم کون ہو کہا حبیب عجمی فرمایا تم وہ ہو جن کی نسبت مشہور ہے کہ تم مستجاب الدعوات ہو وہ بھی سن کر ساکت رہے پھر میں نے ملاقات کی پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا میں صالح مری ہوں فرمایا تم وہی ہو جن کی نسبت مشہور ہے کہ تمہاری آواز بصرہ والوں میں سب سے اچھی ہے پھر فرمایا میں تمہاری آواز کا مشتاق مدت سے تھا آؤ پانچ آیتیں کتاب اللہ کی مجھے پڑھ کر سناؤ۔ حضرت صالح کہتے ہیں کہ میں نے قرأت آیت یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ سے شروع کی اور جب ھباء منثورا پر پہنچا تو ایک چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو فرمایا وہی آیتیں پھر سناؤ۔ میں نے پھر پڑھا۔ پھر ایک چیخ ماری اور دنیا سے انتقال فرمایا۔ اتنے میں ان کی بیوی نکل آئیں اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو ہم نے خبر دی۔ کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔ کیا ابوجہیز کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے کہاں ہاں خدا تمہیں اجر دے۔ تمہیں کیونکر معلوم ہوا۔ کہا میں انہیں کثر دعا میں یہ کہتے ہوئے سنتی تھی کہ میری موت کے وقت اے اللہ اپنے اولیاء کو جمع کر دے اس واسطے میں جان گئی کہ تم لوگ ان کی موت کے واسطے اکٹھے ہوئے۔ پھر ہم نے انہیں غسل دیا اور کفنایا اور نماز پڑھ کر دفنایا۔

۹۔ نماز کی برکت سے غیب سے کھانا ملنے کا واقعہ

ایک فقیر فرماتے ہیں کہ میں ایک دن خلوت مع اللہ اور سیاحت کی نیت سے جنگل کا قصد کر کے چلا جب تین دن سفر کرتا رہا تو چوتھے روز میرے باطن میں ناگاہ دو آدمی ادھیڑ عمر کے خوبصورت بیجزی میں

میرے پاس پہنچے اور مجھے سلام کیا۔ میں نے جواب دیا پوچھا تیرا نام کیا ہے میں نے کہا عبداللہ ایک نے ان سے کہا۔ ہم بھی اللہ کے بندے ہیں۔ اللہ کی طرف سے جا رہے ہیں ہم تینوں آگے چلے جب نماز ظہر کا وقت آیا تو ایک نے مجھ سے پوچھا کیا یہی وقت ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا ہمیں نماز پڑھا دو گے۔ میں نے کہا اس بوجھ سے مجھے سبکدوش کر دو تم میں سے کوئی پڑھا وے۔ چنانچہ ایک نے نماز پڑھائی اور ہم سب نے نماز ادا کی جب امام اپنی سنتوں سے فارغ ہوئے تو ہمارے سامنے ایک طبق لے آئے جس میں ایک خوشہ انگور کا اور انجیر تھے ایسے عمدہ کہ میں نے ایسے کبھی نہیں دیکھے۔ اور کہا بسم اللہ ہم سب نے بقدر ضرورت کھایا اور وہاں سے چلے۔ جب دوسرے دن نماز ظہر کا وقت آیا تو میری طرف دیکھ کر کہا۔ یہی وقت ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں پھر کہا ہمیں نماز پڑھا دو گے۔ میں نے کہا اس بوجھ سے تو مجھے سبکدوش کر دو اس نے دوسرے ساتھی سے کہا تم نماز پڑھا دو۔ چنانچہ انہوں نے نماز پڑھائی۔ جب ہم سنتیں پڑھ کر فارغ ہوئے اور امام بھی فارغ ہوئے تو پھر امام نے ایک طبق حاضر کیا جس میں انگور اور انجیر تھے۔ ہم نے پیٹ بھر کر کھایا اور پیٹ بھرنے کے بعد باقی چھوڑ کر کھڑے ہوئے۔ جب تیسرا دن ہوا تو میرے دل میں آیا کہ یہ لوگ ضرور مجھے نماز پڑھانے کو کہیں گے اور مجھے موافقت بھی لازم ہے اور ویسا ہی فعل بھی ضرور ہے۔ پھر میں نے آنکھ آسمان کی جانب اٹھا کر کہا اے اللہ آپ بدون استحقاق کے نعمت دینے والے ہیں اور میں بھی آپ کا ضعیف بندہ ہوں۔ کسی طرح نعمت کا مستحق نہیں ہوا۔ لیکن اپنی خواہش آپ کے سامنے لایا ہوں۔ آپ ہر شے پر قادر ہیں۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو ایک نے مجھ سے پوچھا یہی وقت ہے میں نے کہا ہاں۔ کہاں تم نماز پڑھاؤ گے۔ میں نے کہا انشاء اللہ ایک نے ان میں سے اقامت کہی اور میں نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی اور سلام پھیر کر دو رکعتیں سنتیں ادا کیں پھر میں نے سیدھی جانب پھر کر دیکھا تو وہ طبق رکھا تھا اور اس میں انگور کا خوشہ اور انجیر اور انار تھے۔ میں نے وہ طبق ان کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے اور میں نے مل کر کھایا اور کچھ بقیہ چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور میں نے حق تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے بدون استحقاق کے مجھے ایسی نعمت عطا فرمائی۔ اس کے بعد ہم چالیس دن مقیم رہے۔ ہر ایک اپنی مقصود کی طرف متوجہ تھا اور نمازوں کے وقت جمع ہوتے تھے اور ہر ایک ایک دن نماز پڑھاتا تھا اور جب سلام پھیرتا تو طبق مذکور پیش کرتا اور میں بھی اسی طرح ان کے ساتھ رہا۔ اور ایک طبق جس میں انگور، انجیر اور انار ہوتے تھے اپنی باری کے دن پیش کرتا تھا۔ جب چالیس دن ہو گئے تو انہوں نے کہا تمہارا اللہ حافظ۔ میں نے کہا تمہارا بھی۔ اور ہم سب ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور کسی

نے دوسرے سے کوئی بات نہ پوچھی۔ پھر میں اسکے بعد بھی ایک مدت تک اسی حال پر رہا مجھ پر ہر روز اللہ کی نئی نئی نعمت اترتی تھی۔ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی اور جب اللہ کا شکر ادا کرتا تھا تو نعمت واحسان اور زیادہ ہوتے تھے۔

۱۰-نماز کے ذریعے ہاتفِ غیبی سے رہنمائی کا واقعہ

ایک فقیر سے مروی ہے کہ میں ملک خراسان کے ایک شہر میں داخل ہوا اور بازار میں جا رہا تھا کہ مجھے ایک خوبصورت جوان راستہ میں ملے اور سلام کیا اور میرے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ جب میں بازار سے نکلا تو کہا خدا کے لیے میرے مہمان ہو جاؤ۔ میں ان کے ساتھ گیا اور وہ مجھے ایک خوبصورت گھر میں لے گئے جہاں خیر کے آثار معلوم ہوتے تھے مجھے بٹھا کر تھوڑی دیر وہ غائب ہوئے اور ایک بڑے بوڑھے آدمی کو ہمراہ لے آئے مجھ سے کہا یہ میرے باپ ہیں ان کے واسطے دعا کرو۔ میں ان کو سلام کر کے بیٹھ گیا۔ وہ شخص کھانا لے آئے ہم نے کھانا کھایا اور ہاتھ دھو کر جانے لگا تو اس نے کہا آپ تین دن تک میرے مہمان ہیں۔ چنانچہ میں تین دن تک ان کے یہاں رہا۔ ہر روز میرا اکرام زیادہ کرتے تھے۔ جب چوتھا روز ہوا تو میں نے رخصت ہو کر نکلنا چاہا تو اس شیخ نے کہا اے بیٹے آج تم میرے مہمان ہو۔ اس دن میں نے شیخ کے یہاں قیام فرمایا۔ جب دوسرا دن ہوا تو خدا حافظ کہہ کے کھڑا ہوا اور رخصت ہو کر چلا تو وہ جوان پھر میرے پیچھے پیچھے ہولیا۔ جب میں شہر پناہ سے باہر نکلا تو اس نے مجھے رخصت کیا اور روئی اور حلوہ اور ایک بٹوا مجھے دے کر کہا۔ حضرت یہ راستہ کا توشہ ہے اسے قبول فرمالیجئے۔ میں اسے لے کر دو دن متواتر چلا اور ایک دوسرے شہر میں داخل ہوا اور فقراء کو تلاش کر رہا تھا تا کہ جو کچھ پاس ہے وہ ان کے حوالہ کروں، اتنے میں ایک خوبصورت شیخ میرے سامنے آئے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور دل میں آیا کہ شخص ولی اللہ ہے چونکہ نماز کا وقت قریب آ گیا تھا میں مسجد میں داخل ہوا اور نماز ادا کر کے بیٹھا رہا۔ مجھے نیند آ گئی اور میں سو گیا۔ خواب میں ہاتف نے مجھ سے کہا کہ وہ بٹوا جو تمہارے پاس ہے اس شیخ صالح کو جو ابھی تمہارے سامنے سے گزرے تھے دیدو۔ وہ اللہ کے صالح بندے ہیں۔ میں اسی وقت بیدار ہوا اور ان کی تلاش میں نکلا اور کہا اے اللہ۔ انہیں شیخ کی حرمت سے ان کی ملاقات کرا دیجئے۔ ابھی یہ دعا پوری بھی نہ کرنے پایا تھا کہ وہ بزرگ نہر سے لوٹے میں پانی لیے ہوئے میرے سامنے آئے۔ میں نے بٹوہ کھولا تو اس میں پانچ دینار اور پانچ درہم تھے۔ میں نے انہیں جمع کیا اور ان کا ہاتھ چوم کر ان کے ہاتھ

میں رکھ دیا۔ انہوں نے وہ دام لے لیے اور فرمایا اے بیٹے جو غیر اللہ پر نظر رکھتا ہے اسے خدا کے یہاں سے کچھ نہیں ملتا۔ میں نے کہا حضرت میرے واسطے خدا سے دعا کیجیے کہا یحفظک اللہ و یحفظ علیک میں نے کہا مجھے کچھ نصیحت فرمایئے فرمایا اخلاص کو لازم پکڑ اور اپنے اور اللہ کے درمیان جو عہد ہے اس کی نگہداشت رکھ۔ پھر مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

۱۱۔ حضرت ابو حازم رحمتہ اللہ علیہ کی نمازوں کا حال

مروی ہے کہ سلیمان بن عبدالملک رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابو حازم رحمتہ اللہ علیہ سے کہا۔ اے ابو حازم کیا بات ہے کہ ہم موت کو برا جانتے ہیں۔ فرمایا اس لیے کہ تم نے اپنی دنیا کو آباد کیا ہے اور آخرت کو ویران کیا ہے اور تم آبادی سے ویرانے کی طرف کوچ کرنا بڑا جانتے ہو۔ سلیمان نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ پھر کہا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کل میرا خدا کے یہاں کیا حال ہوگا۔ فرمایا اپنا عمل کتاب اللہ پر منطبق کر تجھے اپنا کل کا حال معلوم ہو جائے گا۔ اس نے کہا کتاب اللہ میں کہاں ملے گا۔ فرمایا اس آیت میں

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ۝ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ۝ (الانفطار: ۱۳، ۱۴)۔ سلیمان نے کہا پھر اللہ کی رحمت کہاں گئی فرمایا قریب ہے محسنوں کے اور نیکوں کے پھر سلیمان نے کہا کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ اللہ کے سامنے پیشی کس طرح ہوگی فرمایا نیک اس طرح پیش ہوں گے جیسے مسافر اپنے گھر آتا ہے خوش و خرم ہوتا ہے اور بدکار ایسے پیش ہوگا۔ جیسے کوئی بھاگا ہوا غلام اپنے مولا کے سامنے پکڑا ہوا خوفناک اور حسرت زدہ آتا ہے۔ یہ سن کر سلیمان ابن عبدالملک رونے لگے اور ابو حازم سے سوال کیا گیا کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں فرمایا جب نماز کا وقت قریب ہوتا ہے تو جملہ فرائض و سنن کی رعایت کے ساتھ کامل وضو کرتا ہوں پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بیت اللہ کو سامنے۔ جنت کو دائیں طرف دوزخ کو بائیں طرف اور پل صراط کو پاؤں کے نیچے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو مطلع و خبردار تصور کر کے نماز پڑھتا ہوں اور یہ گمان کرتا ہوں کہ یہ میری اخیر نماز ہے۔ اس کے بعد مجھے نماز پڑھنا میسر نہ ہوگا۔ پھر تعظیم کے ساتھ رکوع اور تواضع کے ساتھ سجدہ اور اتمام کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔ پھر اس خوف سے اٹھ کھڑا ہوتا ہوں کہ نہ معلوم یہ نماز میری قبول کی جاتی ہے یا میرے منہ پر ماری جاتی ہے۔ سائل نے ان سے پوچھا کب سے تم ایسی نماز پڑھ رہے ہو۔ فرمایا چالیس سال سے۔ اس نے کہا میں چاہتا ہوں' کاش ساری عمر میں ایک نماز ایسی پڑھ لوں تو کامیاب ہو جاؤں۔

۱۲-ایک نمازی عابد اور ایک تاجر کا قصہ

بعض صالحین سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے کے قصد سے داخل ہوا وہاں ایک عابد اور ایک تاجر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ عابد دعا مانگ رہا تھا کہ اے مالک میں آج فلاں فلاں قسم کا کھانا فلاں فلاں قسم کا حلوہ چاہتا ہوں۔ اس تاجر نے کہا اگر یہ شخص مجھ سے مانگتا تو میں ضرور کھلاتا لیکن وہ حیلہ گری کر رہا ہے۔ میرے سامنے اللہ سے دعا کرتا ہے اور اس کا مقصود یہ ہے کہ میں کھلاؤں۔ قسم ہے اللہ کی میں ہرگز اسے کچھ نہ کھلاؤں گا۔ وہ عابد دعا سے فارغ ہو کر مسجد میں ایک گوشہ میں سو گئے۔ ناگاہ مسجد میں ایک شخص آیا اس کے ہاتھ میں ایک خوان سرپوش ڈھکا ہوا تھا۔ اس نے مسجد کے چاروں طرف دیکھا تو ان عابد کو ایک گوشہ میں سویا ہوا پایا ان کے پاس آ کر انہیں جگایا اور خوان ان کے آگے رکھ کر ہٹ گیا۔ اس تاجر نے جو دیکھا تو اس میں اتنے ہی اقسام کے کھانے تھے جتنے اس نے طلب کیے تھے۔ انہوں نے بقدر اشتہا کھایا اور بقیہ پھیر دیا۔ تاجر نے اس لانے والے سے دریافت کیا کہ تجھے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں تو اس شخص کو پہلے سے جانتا تھا۔ اس نے کہا واللہ میں نہیں جانتا تھا۔ میں ایک مزدور آدمی ہوں۔ ایک سال سے میری لڑکی اور بیوی ان کھانوں کا شوق رکھتے تھے مگر اتفاق نہیں ہوا تھا۔ آج میں نے ایک شخص کا بوجھ اٹھایا تو اس نے ایک مثقال سونا مجھے دے دیا۔ میں گوشت وغیرہ خرید لایا اور میری بیوی پکانے لگی۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی خواب میں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج تمہارے یہاں ایک ولی اللہ آئے ہوئے ہیں اور وہ مسجد میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ تو نے جو کھانے اپنے اہل کے واسطے پکائے ہیں اسکا انہیں بھی شوق ہے۔ یہ کھانے ان کے پاس لے جا وہ اپنی حاجت کے موافق کھالیں گے اور بقیہ میں اللہ تمہیں برکت دے گا اور میں تیرے لیے جنت کی کفالت کرتا ہوں میں نے بیدار ہو کر اس کی تعمیل کی۔ تاجر نے کہا۔ میں نے اس شخص کو یہ کھانے اللہ سے مانگتے سنا تھا۔ پھر پوچھا تو نے اس پر کیا صرف کیا ہے۔ اس نے کہا ایک مثقال سونا۔ تاجر نے کہا مجھ سے دس مثقال لے کر اپنے ثواب میں مجھے ایک قیراط کا حصہ دار بنا لے اس نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ تاجر نے کہا بیس مثقال لے لے اس نے کہا نہیں، تاجر نے کہا پچاس مثقال لے کر اپنے ساتھ شریک بنا لے، اس نے کہا نہیں۔ پھر کہا سو مثقال لے کر شریک بنا لے۔ اس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں ہرگز ایسی چیز کو جس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضمانت کی ہے نہ

فروخت کروں گا۔ اگرچہ تو ساری دنیا اس کی قیمت میں دے دے۔ اگر تجھے اجرت لینا تھا تو مجھ سے پہلے تو نے اس عابد کی خواہش پوری کی ہوتی مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ تاجر اپنی غفلت سے بہت نادم ہوا لیکن اس کی ندامت نے کچھ نفع نہ دیا اور پریشان ہو کر مسجد سے نکلا جیسے اپنی گمشدہ چیز کی وجہ سے کوئی پریشان ہوا کرتا ہے۔

۱۳- ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا

حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عجائبات و کرامات سے پہلے پہلی یہ دیکھا کہ میں ایک تنہائی کے مقام میں آ گیا جہاں میرے قلب کو تقرب الٰہی کا مزہ آیا اور وہ جگہ اچھی معلوم ہوئی اور نماز کا وقت گیا۔ میری عادت ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنے کی تھی لڑکپن سے میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے غم اور رنج کرتا تھا ناگاہ ایک ریچھ نظر پڑا جو دو پاؤں سے چل رہا تھا اس کے ہاتھوں میں پانی سے بھرا ہوا سبز گھڑا تھا۔ دور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آدمی ہے۔ میرے قریب آ کر اس نے گھڑا سامنے رکھ دیا اور سلام کیا۔ میرے جی میں ایک علمی اعتراض پیدا ہوا اور میں نے پوچھا کہ یہ پانی اور گھڑا کہاں سے آیا۔ اس ریچھ نے کہا اے سہل ہم لوگ وحوش ہیں۔ اہل اللہ میں سے جو لوگ اللہ کی محبت اور توکل میں تعلقات چھوڑے ہوئے ہیں۔ آج ہم آپس میں کچھ تذکرہ کر رہے تھے کہ اچانک آواز آئی کہ سہل تجدید وضو کے لیے پانی تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے یہ گھڑا ہاتھ میں لیا تو میرے پہلو میں دو فرشتے تھے۔ میں ان کے قریب گیا۔ انہوں نے ہوا پر سے اس گھڑے میں پانی ڈالا۔ مجھے پانی کے گرنے کی آواز بھی آئی سہل فرماتے ہیں یہ سن کر مجھے غشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ گھڑا میرے سامنے دھرا ہے اور ریچھ کا پتہ نہیں۔ مجھے افسوس ہوا کہ میں نے اس سے اور کچھ بات نہ کی اور میں نے اس پانی سے وضو کیا اور پینا چاہتا تھا کہ آواز آئی اے سہل اس پانی کے پینے کا بھی تمہارے لیے وقت نہیں آیا ہے۔ وہ گھڑا میرے سامنے ہل رہا تھا۔ ناگہاں میری نظر سے غائب ہو گیا نہ معلوم کہاں گیا۔

۱۴- جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے ہر شے اس کی اطاعت کرتی ہے

حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابتدائی زمانہ میں ایک دن میں وضو کر کے جامع مسجد کو گیا۔ میں نے دیکھا کہ مسجد بھر گئی اور امام خطبہ کے واسطے منبر پر چڑھ رہے تھے میں بے ادبی کر کے لوگوں کو پھلانگتا ہوا پہلی صف میں جا بیٹھا۔ میری سیدھی جانب ایک نوجوان خوبصورت خوشبو لگائے اونی

چادر اوڑھے بیٹھا تھا۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگا۔ تیرا کیا حال ہے اے سہل! میں نے کہا اچھا ہوں اَصْلَحَکَ اللّٰہ لیکن متفکر رہا کہ اس نے مجھے پہچانا اور میں اسے نہیں جانتا تھا۔ ناگاہ مجھے پیشاب کی سوزش ہونے لگی۔ اب مجھے یہ اندیشہ ہونے لگا کہ اگر پیشاب کے واسطے جاتا ہوں تو لوگوں پر چھلانگنا ہوتا ہے اور اگر نہ جاؤں تو نماز جاتی ہے۔ پھر اس نے کہا کہ تمہیں پیشاب کی تکلیف ہوتی ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ اس شخص نے کندھے پر سے چادر اتاری اور مجھے اوڑھا کر کہنے لگا۔ جلدی سے قضائے حاجت کر کے نماز میں شامل ہو جاؤ۔ میری آنکھ بند ہو گئی۔ جب میں نے آنکھ کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا دروازہ ہے اور ایک شخص دروازہ پر کھڑا کہہ رہا ہے کہ اندر جاؤ۔ جب اندر گیا تو ایک محل نظر آیا جو نہایت عالی شان تھا اور ایک جانب ایک درخت تھا اور اس کے پاس ایک لوٹے میں پانی بھرا رکھا تھا جو شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ وہیں پیشاب کرنے کی جگہ بھی تھی اور مسواک اور رومال بھی تھا۔ میں نے کپڑے اتارے اور پیشاب کیا اور غسل کیا اور وضو کر رہا تھا کہ اس شخص کی آواز آئی کہ اگر تو اپنا کام کر چکا ہو تو کہہ دے۔ میں نے کہا ہاں اس نے میرے اوپر سے چادر اتاری تو وہیں پر تھا جہاں بیٹھا ہوا تھا اور کسی کو میرے اس واقعہ کا علم نہ ہوا' اور میں متفکر رہا کہ کیا واقعہ ہوا۔ کبھی اپنے نفس کی تصدیق کرتا تھا اور کبھی تکذیب کرتا تھا۔ اتنے میں جماعت کھڑی ہوئی اور میں نے بھی لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی مگر مجھے اس جوان ہی کا خیال رہا۔ میں اسے نہیں پہچانتا تھا جب نماز سے فراغت ہو چکی تو میں اسی کے پیچھے ہولیا۔ وہ ایک مکان میں داخل ہوا اور میری طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ اے سہل گویا تجھے اپنے دیکھے ہوئے کا یقین نہ ہوا میں نے کہا بالکل نہ ہوا فرمایا اچھا داخل ہو دروازہ میں۔ میں نے دیکھا تو بعینہ وہی دروازہ تھا۔ جب اندر پہنچا تو وہی مکان وہی درخت' لوٹا اور گیلا رومال سب کا سب موجود تھا۔ میں نے کہا اٰمنت باللّٰہ۔ پھر فرمایا اے سہل جو اللہ کی اطاعت کرتا ہے ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے۔ اے سہل اسے ڈھونڈو تو تم پالو گے۔ یہ سن کر میری آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ انہوں نے میرے آنسو اپنے ہاتھ سے پونچھے۔ پھر جب میں نے آنکھیں کھولیں تو نہ وہ جوان تھے نہ محل۔ میں تھوڑی دیر تک متحیر رہا ان کی صحبت فوت ہو جانے پر۔ پھر اپنی عبادت میں مشغول ہو گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و نفعنا بہما۔

۱۵- حضرت ابو بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ کے نماز پڑھنے کا ایک واقعہ

حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک شخص حافظ و

متقی رہتا تھا جو نہایت فقیر و بیمار تھا۔ ایک بار اس پر سخت فاقہ اور تکلیف کا سامنا ہوا تو اس کے جی میں آیا کہ اپنا حال ایک رقعہ پر لکھ کر اللہ کے پاس مرافعہ کرے۔ چنانچہ اپنا حال لکھ لیا۔ جب رات ہوئی تو محراب میں جا کر نماز پڑھنے لگا اور دعا کے ساتھ رقعہ آسمان کی طرف بلند کیا۔ دیر تک ایسا ہی کرتا رہا آخر اسے نیند نے مجبور کیا اور بیٹھ کر نماز پڑھنے لگا۔ اور دعا کے ساتھ رقعہ آسمان کی طرف بلند کیا۔ دیر تک ایسا ہی کرتا رہا آخر اسے نیند نے مجبور کیا اور بیٹھ کر نماز پڑھنے لگا۔ جب تھوڑی شب باقی رہی تو اس کی آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ ایک خوبصورت آدمی کہہ رہا ہے کہ اے ابو بشر یہ کیسی غفلت تجھے لاحق ہے کہ اپنے رب کے پاس سیاہی سے رقعہ لکھ کر پیش کرتا ہے۔ اس نے کہا پھر کیا کروں کہا۔ جب تیرا ارادہ ہو تو شکر کا ہاتھ بحر ذکر سے دھو کر صبر کے قلم سے اپنے قلب پر فکر کی سفیدی سے خوف کی نب کے ساتھ لکھ۔ اس نے پوچھا کہ کیا لکھوں؟ کہا یہ لکھ اے وہ ذات کہ تیرے افضال سارے فضل کرنے والوں سے زیادہ ہیں اور تیرے انعام جمیع منعمین کے انعام سے زیادہ ہیں۔ تیرے شکر سے سارے شاکرین عاجز ہیں۔ میں نے دوسرے سوال کرنے والوں کے ذریعہ سارے محسنوں کا حال دیکھ لیا تو معلوم ہوا کہ تیرے غیر کا قصد کرنے والا مردود ہے اور غیروں کی طرف کا راستہ مسدود ہے اور ہر چیز تیرے پاس موجود ہے اور تیرے غیر کے پاس معدوم ہے۔ اس فقیر نے کہا یہ بات تو جناب نے بہت اچھی بتائی ہے۔ کہا اگر روشنی بصیرت کی باقی رہے اور اپنے ارادہ کی تصریح کی ضرورت بھی سمجھی جائے تو لکھ اے اللہ تجھ کو ہی میں نے وسیلہ کیا ہے اور تکلیف و راحت میں تجھی پر بھروسہ کیا ہے۔ میری حاجتیں تیری طرف پھیر دی گئی ہیں اور میری امیدیں تیرے سامنے قائم ہیں۔ جس کام کی تو مجھے توفیق دے۔ تو تو ہی اس کا راستہ دکھا۔ اور رہبر ہو جا۔ اس نے کہا جناب یہ تو اس سے بھی اچھا ہے۔ کہا اگر بصیرت کی روشنی اس سے زیادہ تصریح حاجت کی ضرورت سمجھے تو یہ اور لکھ اے قدیر مجھے طلب عاجز نہیں کرتی۔ اے بادشاہ تیری طرف ہر راغب جھکتا ہے۔ میں ہر وقت تیری نعمتوں سے لدا ہوا ہوں جو محض تیرے فضل و کرم سے مجھ پر فائض ہوئی ہے۔ اے اللہ تیرے ہی کرم سے آدمی مستحق کرم ہوتا ہے اور تصریح حاجت کی ضرورت سمجھے ہو تو یہ لکھ اے وہ ذات جس نے صبر کو بلا پر بندہ کا معاون بنایا ہے اور شکر کو نعمتوں کا بڑھانے والا گردانا ہے۔ میں تجھ سے سختی میں صبر کی اور نعمتوں پر شکر کی توفیق چاہتا ہوں۔ تیری آزمائش میرے صبر سے زیادہ ہے اور تیری نعمت میرے شکر سے عظیم ہے تو میرے اقرار پر عفو کی چادر اوڑھا دے تو اس پر قادر و توانا ہے۔ اگر میرے گناہ کا کوئی عذر نہیں ہے تو تو اپنی طرف سے اسے معاف کر دے۔ پھر کہا اے ابو بشر مقام تبتل میں مغفرت کی جگہ کھڑا

ہواور ذلت وانکساری کے ساتھ فضل کا امیدوار اور زبان توسل سے اللہ غالب کا شکر گزار رہ اس نے کہا یہ اور اچھا ہے کہنے لگا کہ خاص فرشتوں کی یہ دعا ہے جو تجھے سکھائی گئی ہے۔اس نے کہا بے شک انشاء اللہ پھراس نے اس کے سینہ اور پیٹ پر اپنا ہاتھ پھیرا وہ جاگ اٹھا۔وہ ساری باتیں اسے یاد تھیں۔ایک حرف بھی نہ بھولا تھا۔حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو بشر نے فجر کی نماز کے وقت یہ روایت ہم سے بیان کی ہم نے اسے بہت اچھا جانا اور اسے لکھ لیا۔

۱۶۔صالحین کی محفل میں شامل ہونے کا ایک واقعہ

حضرت شیخ ابو عبد اللہ قرشی سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے شیخ ابو یزید قرطبی رحمتہ اللہ علیہ سے سنا جب کہ ابو عبد اللہ قرشی نے شیخ سے ان کی ابتدائی حالت دریافت کی تا کہ اس سے کچھ نفع حاصل کریں۔ شیخ نے فرمایا اے بیٹے ایک نئی بات ہے مجھے اس طریق میں ایک اضطراب کی چیز نے داخل کیا ہے۔میں تاجر تھا اور عطاروں میں میری دکان تھی اور وہی چیز فروخت کرتا تھا جس کی قیمت بہت گراں ہوتی تھی اور جو چیز نایاب ہوتی تھی۔میرا لباس بھی ایسا ہی نادر ہوا کرتا تھا۔ایک بڑا حلقہ دیکھا۔میں اس کی طرف گیا ان دنوں صالحین کی مجھے کوئی خبر نہ تھی جیسا کہ عوام جانتے ہیں۔اسی قدر جانتا تھا کہ وہ کوہ بیابان میں رہتے ہیں۔اس حلقہ پر جا کے کھڑا ہوا۔ایک قاری ان میں صلحاء کی حکایتیں اور ان کے مجاہدات پڑھ کر سنا رہے تھے جیسے حکایت شیخ ابو یزید رضی اللہ عنہ کی ہے۔میں نے جی میں ایسی آواز سے کہا جسے میرے قریب والے کے ماسوا کوئی سن نہیں سکتا تھا کہ ایسی باتوں سے بھی کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ایک نے ان میں سے کہا کہ پھر کن باتوں سے کتابیں لکھی جاتی ہیں۔میں نے کہا یہ باتیں جو حکایت کی جارہی ہیں جھوٹ معلوم ہوتی ہیں۔ایک شخص سال بھر پانی چھوڑ دے پھر زندہ رہے۔اس شخص نے کہا ان حکایات سے انکار مت کریں میں اس شخص سے سوال و جواب کر رہی رہا تھا کہ اتنے میں حلقہ میں سے ایک شخص نے جو نہایت لاغر تھا سر اٹھایا اور کہا تجھے صالحین کے بارے میں گفتگو کرتے شرم نہیں آتی۔میں نے کہا صالحین کہاں ہیں اور وہاں سے اٹھ کر اپنی دکان پر آ گیا اور ان کی باتوں پر تعجب کرنے لگا۔قریب ظہر کے میں موافق عادت کے دکان پر بیٹھا خرید و فروخت کر رہا تھا کہ ناگاہ میں نے اسی شخص لاغر کو دیکھا کہ وہ گزرا اور مجھے نہ دیکھا آگے بڑھ کر پھر لوٹا اور معلوم ہوا کہ میری ہی تلاش میں ہے۔چنانچہ مجھے دیکھ کر سلام کیا۔ میں نے کہا وعلیکم السلام کہا تیرا کیا نام ہے۔میں نے کہا میرا نام عبد الرحمٰن۔کہا کیا تم نے مجھے پہچانا۔میں

نے کہا ہاں۔ آپ وہی ہیں جن سے میں نے حلقہ میں گفتگو کی تھی۔ کہا تو ابھی اس عقیدہ پر ہے تو نے اب تک توبہ نہیں کی۔ میں نے کہا میرا کوئی ایسا عقیدہ تو نہیں ہے جس سے توبہ کرنا ضروری ہو۔ وہ شخص میری دکان کے آگے پتھر سے سینہ لگا کے کھڑے ہوئے اور کہا۔ اے ابویزید تم صالحین کے عمل کی نسبت کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا صالحین کہاں ہیں کہا یہیں بازار میں پھرتے ہیں۔ وہ ایسے ہیں کہ اگر اس پتھر کی طرف اشارہ کریں تو ان کیساتھ ہو جائے اور ایک پتھر کی طرف جو دکان کے اندر تھا۔ اشارہ کیا اس میں سے دو سوراخ کھلے' اس کے اندر لوگوں کی مرہونہ چیزیں تھیں۔ وہ نکلیں۔ میں نے انہیں جلدی سے پکڑا اور ان کی جگہ پر لا کر رکھا۔ پھر میں نے کہا کیا آدمی کو ایسی قدرت مل جاتی ہے۔ کہا انسان کی قدرت کے مقابل یہ کیا چیز ہے۔ میں نے کہا اس کے سوا آدمی اور کس میں تصرف کر سکتا ہے۔ کہا اگر دکان سے کہہ دے کہ اپنی جگہ سے اٹھ جا تو اسی وقت اکھڑ جائے گی اس وقت میں نے دیکھا کہ دکان نے دوبارہ حرکت کی اور اس کا ہر برتن اور شیشہ ہل گیا حتیٰ کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں مجھ پر نہ گر پڑے اور میں حیران رہ گیا۔ اور وہ شخص مجھے چھوڑ کر چل دیئے۔ مجھ میں عقل کی تیزی تھی۔ میں نے سوچا کہ مجھ جیسا آدمی اگر ساری عمر دکان میں صرف کر دے تو ایسے لوگوں کی ملاقات کیوں کر نصیب ہو۔ جب دوسرا دن ہوا تو پھر میں حلقہ میں گیا تا کہ قوم کی باتیں پھر سنوں۔ قسم ہے اللہ کی' اس سماع کے بعد مجھ میں اتنی بھی سکت نہ رہی کہ دکان تک جاؤں۔ میں اپنے ماموں کے پاس گیا اور دکان کی کنجیاں ان کے حوالہ کیں۔ انہیں کی دکان تھی۔ انہوں نے کہا کہاں جاتے ہو۔ میں نے کہا انشاء اللہ آؤں گا۔ انہیں میرے ارادے کی خبر نہ ہوئی۔ اس کے بعد اب تک لوٹ کے دکان پر نہ گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۱۷۔ نماز کی برکت سے جان بچ گئی

کہتے ہیں کوفہ میں ایک قلی تھا جس پر لوگوں کو بہت اعتماد تھا۔ امین ہونے کی وجہ سے تاجروں کا سامان روپیہ وغیرہ بھی لے جاتا۔ ایک مرتبہ وہ سفر میں جا رہا تھا راستہ میں ایک شخص اس کو ملا۔ پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ قلی نے کہا فلاں شہر کا۔ وہ کہنے لگا کہ مجھے بھی جانا ہے۔ میں پاؤں چل سکتا تو تیرے ساتھ ہی چلتا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک دینار کرایہ پر مجھے خچر پر سوار کر لے۔ قلی نے اس کو منظور کر لیا وہ سوار ہو گیا۔ راستہ میں ایک دوراہہ ملا سوار نے پوچھا کدھر کو چلنا چاہیے۔ قلی نے شارع عام کا راستہ بتایا۔ سوار نے کہا یہ دوسرا راستہ قریب کا ہے اور جانور کے لیے بھی سہولت کا ہے کہ سبزہ اس پر خوب ہے۔ قلی نے کہا میں نے

یہ راستہ دیکھا نہیں۔ سوار نے کہا میں بارہا اس راستہ پر چلا ہوں۔ قلی نے کہا اچھی بات ہے۔ اسی راستہ کو چلے۔ تھوڑی دور چل کر وہ راستہ ایک وحشت ناک جنگل پر ختم ہو گیا۔ جہاں بہت سے مردے پڑے تھے۔ وہ شخص سواری سے اترا اور کمر سے خنجر نکال کر قلی کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ قلی نے کہا کہ ایسا نہ کر۔ یہ خچر اور سامان سب کچھ لے لے یہی تیرا مقصود ہے مجھے قتل نہ کر۔ اس نے نہ مانا اور قسم کھالی کہ پہلے تجھے ماروں گا پھر یہ سب کچھ لوں گا۔ اس نے بہت عاجزی کی مگر اس ظالم نے ایک بھی نہ مانی۔ قلی نے کہا اچھا دو رکعت آخری نماز پڑھنے دے اس نے قبول کی اور ہنس کر کہا۔ جلدی سے پڑھ لے ان مردوں نے بھی یہی درخواست کی تھی مگر ان کی نماز نے کچھ بھی کام نہ دیا۔ اس قلی نے نماز شروع کی الحمد شریف پڑھ کر سورت بھی یاد نہ آئی۔ ادھر وہ ظالم کھڑا تقاضا کر رہا تھا کہ جلدی ختم کر بے اختیار اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہوئی اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (النمل: ٦٢)۔ یہ پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ سوار نمودار ہوا جس کے سر پر چمکتا ہوا خود (لوہے کی ٹوپی) تھا اس نے نیزہ مار کر اس ظالم کو ہلاک کر دیا۔ جس جگہ وہ ظالم مر کر گرا، آگ کے شعلے اس جگہ سے اٹھنے لگے۔ یہ نمازی بے اختیار سجدہ میں گر گیا۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔ نماز کے بعد اس سوار کی طرف دوڑا اس سے پوچھا کہ خدا کے واسطے اتنا بتا دو کہ تم کون ہو اور کیسے آئے؟ اس نے کہا میں اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ کا غلام ہوں۔ اب تم مامون ہو جہاں چاہے جاؤ یہ کہہ کر چلا گیا درحقیقت نماز ایسی ہی بڑی دولت ہے کہ اللہ کی رضا کے علاوہ دنیا کے مصائب سے بھی اکثر نجات کا سبب ہوتی ہے اور سکون قلب تو حاصل ہوتا ہی ہے۔ ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر مجھے جنت کے جانے میں اور دو رکعت نماز پڑھنے میں اختیار دے دیا جائے تو میں دو رکعت ہی کو اختیار کروں گا۔ اس لیے کہ جنت میں جانا میری اپنی خوشی کے واسطے ہے اور دو رکعت نماز میں میرے مالک کی رضا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بڑا قابل رشک ہے وہ مسلمان جو ہلکا پھلکا ہو (یعنی اہل و عیال کا زیادہ بوجھ نہ ہو) نماز سے وافر حصہ اس کو ملا ہو۔ روزی صرف گزارے کے قابل ہو۔ جس پر صبر کر کے عمر گزار دے۔ اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو گمنامی میں پڑا ہو جلدی سے مر جاوے نہ میراث زیادہ ہو نہ رونے والے زیادہ ہوں۔ (جامع الصغیر) ایک حدیث میں آیا ہے کہ اپنے گھر میں نماز کثرت سے پڑھا کرو گھر کی خیر و عافیت میں اضافہ ہو گا۔ (ایضاً)

باب ۱۸

اوقات نماز

دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ان پانچوں نمازوں کی ادائیگی کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقت مقرر ہے۔ان نمازوں کے اوقات کے بارے میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے ارشادات حسب ذیل ہیں۔

(۱) اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝

ترجمہ: بے شک مومنین پر نماز مقررہ اوقات پر فرض ہے۔(النساء:۱۰۳)

(۲) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ

ترجمہ: اور دن کے دونوں کناروں پر نماز کو قائم کرو اور رات کے ٹکڑوں میں (ھود:۱۱۴)

(۳) اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ

ترجمہ: سورج ڈھلنے سے لے کر رات کے اندھیرے تک جو نماز آئے اسے قائم کیجئے اور صبح کی نماز بھی۔(بنی اسرائیل:۷۸)

(۴) وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔وہ جنتوں میں باعزت ہوں گے۔

(المعارج:۳۴'۳۵)

(۵) وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝

ترجمہ: اور جنہیں آخرت پر یقین ہے۔وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔(الانعام:۹۲)

(۶) فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ

ترجمہ: پس ان کے بعد کچھ پس ماندہ لوگ پیدا ہوئے۔جنہوں نے نمازیں ضائع کردیں۔

(مریم:۵۹)

(۷) حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ۝
محافظت کرو سب نمازوں کی اور خاص کر بیچ والی نماز کی اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہونا چاہیئے۔(البقرہ:۲۳۸)

بیچ والی نماز' نماز عصر ہے اس وقت لوگ بازار وغیرہ کے کاموں میں زیادہ مصروف ہوتے ہیں اور وقت بھی تھوڑا ہوتا ہے اس لئے اس کی خاص تاکید فرمائی۔

(۸) وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اپنی نماز کی نگہداشت کرتے ہیں۔ وہی سچے وارث ہیں کہ جنت کی وراثت پائیں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔(المومنون:۹۔۱۱)

(۹) فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ (ماعون ۴:۵)

ترجمہ: خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں کہ وقت نکال پڑھتے ہیں۔

ان آیات میں نمازوں کے اوقات کے بارے میں اشارہ کیا گیا ہے آیت نمبر۲ میں دن کے دونوں کناروں سے مراد فجر اور مغرب کی نماز ہے لیکن آیت نمبر۳ میں سورج ڈھلنے سے لے کر رات کے اندھیرے تک چار نمازوں یعنی ظہر' عصر' مغرب اور عشاء پڑھنے کی تلقین کی گئی اور پھر صبح کے بارے میں الگ تاکید کی گئی ہے۔ لیکن نمازوں کے اس اجمالی حکم کی تشریح احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔

اس لئے نماز کا جو وقت مقرر ہے اس کو اسی وقت میں پڑھنا فرض ہے۔ وقت نکل جانے کے بعد قضا نماز ہو جاتی ہے۔

۱۔ اوقات نماز کے متعلق احادیث

۱۔ حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَّقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهٗ صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ يَعْنِى الْيَوْمَيْنِ فلما زَالَتِ الشَّمْس اَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسِ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَآءَ نَقِيَّةً ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ

الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْعِشَآءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْفَجْرِ فَلَمَّا اَنْ كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِي اَمَرَهُ فَاَبْرَدَ بِالظُّهْرِ فَاَبْرَدَ بِهَا فَاَنْعَمَ اَنْ يُّبْرِدَ بِهَا وَ صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ" اَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِيْ كَانَ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّمْسُ وَ صَلَّى الْعِشَآءَ بَعْدَمَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَ صَلَّى الْفَجْرَ فَاَسْفَرَبِهَا فَقَالَ اَيْنَ السَّآئِلُ عَنْ وَّقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَقْتُ صَلٰوتِكُمْ بَيْنَ مَا رَاَيْتُمْ

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے وقت کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: ان دو دنوں میں ہمارے ساتھ نماز پڑھ جب سورج کا زوال ہوا آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان کہے پھر اسے حکم دیا کہ ظہر کی اقامت کہے پھر اس کو حکم دیا کہ عصر کی نماز قائم کر، جبکہ سورج بلند سفید اور صاف تھا پھر اس کو حکم دیا کہ تو اس نے مغرب کی نماز قائم کی جب سورج غروب ہوا۔ پھر اس کو حکم دیا گیا کہ عشاء کی نماز قائم کی جس وقت شفق غائب ہوگئی پھر اس کو حکم دیا اس نے فجر کی نماز قائم کی جب فجر نمودار ہوئی۔ جب دوسرا دن ہوا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ٹھنڈا کرے ظہر کی نماز کو اس نے اچھی طرح اس کو ٹھنڈا کیا اور عصر کی نماز پڑھی۔ جبکہ آفتاب بلند تھا اور تاخیر کیا۔ اس وقت سے جو اس کے لئے تھا اور نماز شفق غروب ہونے سے پہلے پڑھی اور عشاء کی نماز پڑھی۔ جبکہ ایک تہائی رات گزر چکی تھی اور صبح کی نماز پڑھی اس کو روشن کیا۔ پھر فرمایا نماز کا وقت پوچھنے والا کہا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ فرمایا تمہاری نماز کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے جس کو تم نے دیکھ لیا ہے۔

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّنِيْ جِبْرَائِيْلُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ نَصَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَ كَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ وَصَلّٰى بِيَ الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَهُ وَ صَلّٰى بِيَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَ صَلّٰى بِيَ الْعِشَآءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقَ وَصَلّٰى بِيَ الْفَجْرَ حِيْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ

وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلّٰى بِیَ الظُّهْرَ حِیْنَ كَانَ ظِلُّهٗ وَصَلّٰى بِیَ الْعَصْرَ حِیْنَ كَانَ ظِلُّهٗ مِثْلَیْهِ وَ صَلّٰى بِیَ الْمَغْرِبَ حِیْنَ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَ صَلّٰى بِیَ الْعِشَآءَ اِلٰى ثُلُثُ اللَّیْلِ وَصَلّٰى بِیَ الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ هٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِیَآءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ مَابَیْنَ هٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل امین نے حرم کعبہ میں مجھے دومرتبہ نماز پڑھائی پہلے دن نماز ظہر سورج ڈھلنے پر جبکہ اس کا سایہ تسمہ کے برابر تھا اور نماز عصر اس وقت پڑھائی جبکہ دھوپ میں ہر کسی چیز کا سایہ اس کے برابر تھا اور مغرب کی نماز اس وقت پڑھائی پڑھائی جبکہ روزہ دار افطار کرتا ہے اور شفق کے غائب ہونے کے بعد عشاء کی نماز پڑھائی اور نماز فجر اس وقت پڑھائی جبکہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہوجاتا ہے۔ دوسرے دن نماز ظہر اس وقت پڑھائی جبکہ دھوپ میں کسی چیز کا سایہ اس کے برابر ہوتا ہے اور جب چیزوں کا سایہ دوگنا ہوگیا تو نماز عصر ادا کرائی۔ اسی طرح نماز غرب اس وقت پڑھائی جب لوگ روزہ افطار کرتے ہیں اور تہائی رات گزرنے کے بعد نماز عشاء کی امامت کی اور صبح کو اچھی طرح روشنی پھیلنے پر نماز فجر پڑھائی پھر جبرائیل علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہوکر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوقات نماز آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے تھے اور اوقات نماز ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

۲۔ نمازوں کے مسنون اوقات

۱۔ نماز فجر کا وقت

فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے لے کر سورج طلوع ہونے تک ہے صبح صادق سے مراد صبح کے وقت وہ روشنی ہے جو مشرق کی طرف آسمان کے کناروں پر ظاہر ہوتی ہے۔ پھر یہی روشنی آہستہ آہستہ پورے آسمان پر پھیل جاتی ہے۔ صبح صادق سردیوں میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ اور گرمیوں میں تقریباً پونے دو گھنٹے سورج نکلنے سے پہلے ظاہر ہوتی ہے۔ نماز فجر کے وقت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل ہیں۔

۱۔سورج نکلنے سے پہلے نماز فجر

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے سورج نکلنے سے پہلے ایک رکعت پالی پس اس نے صبح کی نماز پالی اور جس نے ایک رکعت عصر کی سورج غروب ہونے سے پہلے پالی اس نے عصر کی نماز پالی۔(متفق علیہ)

اس حدیث سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جو شخص سورج نکلنے سے پہلے نماز کی ایک رکعت پالے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔لیکن کوشش یہی کرنی چاہئے کہ سورج نکلنے سے پہلے نماز پڑھ لی جائے۔

۲۔فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنے کا مسئلہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُصَلِّى الصُّبْحَ فَتَنْصَرِفُ النِّسَآءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھنے عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی پھرتیں۔اندھیرے کے سبب ان کو پہچانا نہ جاتا تھا۔
(صحیح بخاری)

اس حدیث پاک میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جبکہ ابھی کچھ اندھیرا ہوتا تھا جس کے باعث عورتوں کو پہچانا نہ جاتا۔اس سے معلوم ہوا کہ اندھرے میں نماز پڑھ لینا درست ہے۔اور اس کی وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب مسجد نبوی میں شب بیدار رہتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز جلدی پڑھا دیتے تاکہ وہ بعد میں تھوڑا آرام کرلیں۔اس لئے رمضان المبارک میں یا سردیوں کے موسم میں اندھیرے ہی میں نماز پڑھ لینا درست ہے۔لیکن عام حکم یہ ہے کہ فجر کی نماز زیادہ دن چڑھے پڑھو اور نہ ہی زیادہ اندھیرے میں: بلکہ اس وقت پڑھو جبکہ آدمی ایک دوسرے کو آسانی سے پہچان لے۔

۳۔ نمازِ فجر اُجالے میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے

نمازِ صبح کے اُجالے میں پڑھنا مستحب ہے کیوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز اسفار یعنی اُجالے میں پڑھنے کا حکم دیا اور اسے زیادہ ثواب کا باعث قرار دیا۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا' صبح کی نماز روشنی میں پڑھو کہ اس میں بہت اجر ہے۔ (ترمذی جلد اول' ابواب الصلوۃ)

۴۔ فجر کی نماز میں اندھیرے اور اُجالے کا مسئلہ

مندرجہ بالا احادیث کے مطابق صبح کی نماز میں تاخیر مستحب ہے لیکن اندھیرے میں بھی پڑھنا جائز ہے۔ تو پھر کونسی بات بہتر ہے؟ اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ رمضان المبارک میں سحری کے بعد اگر نماز اندھیرے میں پڑھ لی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ایسے ہی سردیوں کے موسم میں نماز پڑھ لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ایسے ہی حاجیوں کے لئے مزدلفہ میں نہایت اول وقت میں نماز فجر پڑھنا مستحب ہے ایسے ہی عورتوں کے لئے نماز فجر اول وقت یعنی اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔ ایسے ہی صوفیاء اور فقراء جو رات کو پچھلے پہر میں نماز تہجد کا اہتمام باقاعدگی سے کرتے ہوں یا شب بیداری کرتے ہوں تو اگر وہ نماز فجر اندھیرے میں پڑھ لیں تو درست ہے۔ مگر عام لوگوں کے لئے صبح کی نماز کے لئے وہ وقت زیادہ اچھا ہے جبکہ روشنی پھیل رہی ہو اور قرأت کرنے والا چالیس سے ساٹھ آیات آسانی سے قرأت کر لے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد بھی نماز پڑھنے کا وقت رہتا ہو۔

۲۔ نمازِ ظہر کا وقت

نماز ظہر کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جبکہ ہر چیز کا سایہ اصل چھوڑ کر دوگنا ہو جاتا ہے۔ تو اس کے بعد نماز ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ٹھیک دوپہر کے وقت ہر چیز کا جتنا سایہ ہوتا ہے اسے اصل سایہ کہتے ہیں اور دوگنے سائے کو دو مثل سایہ کہتے ہیں۔ سردیوں میں ظہر کی

نماز جلدی پڑھنی چاہئے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان حسب ذیل ہیں۔

ا۔ظہر کی نماز سردیوں میں جلدی پڑھنا

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدُّ تَعْجِيْلًا لِّلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَ اَنْتُمْ اَشَدُّ تَعْجِيْلًا لِّلْعَصْرِ مِنْهُ

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز تم سے جلدی پڑھتے تھے اور تم عصر کی نماز ان سے جلدی پڑھتے ہو (جامع ترمذی)

اس حدیث سے یہی مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ سردیوں میں چونکہ دن چھوٹا ہوتا ہے اس لئے نماز ظہر وقت کے پہلے حصے میں پڑھ لینا بہتر ہے۔

۲۔گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنی چاہئے

گرمیوں میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔تا کہ گرمی کی شدت کم ہو جائے۔گرمیوں میں تاخیر سے ظہر پڑھنے میں ایک تو لوگوں کو آرام ملتا ہے دوسرے سُنت قیلولہ سے محرومی نہیں ہوتی۔گرمیوں میں سورج ڈھلنے کے فوراً بعد مساجد میں آنا عام حالات سے ذرا زیادہ تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔خاص کر جہاں مسجد دور ہو تو اس لئے گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کرنے کا حکم ہے۔لیکن مسئلہ یہ ہے کہ گرمیوں میں اگر کہیں ظہر کی جماعت اول وقت میں ہوتی ہو تو مستحب وقت کے لئے جماعت کا ترک کرنا جائز نہیں۔

سردیوں میں ظہر میں میں جلدی اور گرمیوں میں تاخیر کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت گرمی ہوتی ،نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھتے اور جب سردی ہوتی ،جلدی پڑھتے۔(سنن نسائی)

۳۔نماز جمعہ کا وقت

نماز جمعہ کا وقت وہی ہے جو نماز ظہر کا وقت ہے۔

۳۔نماز عصر کا وقت

ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج غرب ہونے تک رہتا ہے۔سردیوں میں عصر کا وقت سورج غروب ہونے سے قریباً ڈیرھ گھنٹہ ہے اور گرمیوں میں تقریباً دو گھنٹے ہے۔عصر کی نماز میں تاخیر مستحب ہے لیکن سورج زرد ہونے سے پہلے پہلے نماز پڑھ لینی چاہیے۔

ا۔سورج غروب ہونے سے پہلے عصر مکمل کرنے کی تاکید

عَنْ اَبُوْ هُرَيْرَه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَدْرَكَ اَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ وَاِذَا اَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا جس نے عصر کی نماز کی ایک رکعت پالی سورج غروب ہونے سے پہلے۔پس چاہیئے کہ وہ اپنی نماز کو مکمل کرے اور جب صبح کی نماز سے ایک رکعت پالے اس سے پہلے کہ سورج طلوع ہو وہ اپنی نماز کو پورا کرے۔(بخاری شریف)

۲۔سورج کی بلندی میں نماز پڑھنا

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى الْعَوَالِيْ فَيَاْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَ بَعْضُ الْعَوَالِيْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَمْيَالٍ اَوْ نَحْوِهٖ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھتے جبکہ سورج بلند اور زندہ ہوتا۔جانے والا عوالی مدینہ کی طرف جاتا اس کے پاس پہنچتا اور سورج بلند ہوتا۔مدینہ کے بعد عوالی چار کوس یا اس کے مانند فاصلہ پر تھے۔(مسلم شریف)

اس حدیث پاک میں یہ بات عیاں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھ لیتے تھے جبکہ سورج بلند ہوتا تھا۔جس میں چار کوس کا فاصلہ طے ہو سکتا ہے اور ایک کوس کا فاصلہ طے کرنے میں

تقریباً آدھا گھنٹہ لگتا ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جب سورج غروب ہونے میں رہتا ہو تو نمازِ عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

۴۔نماز مغرب کا وقت

سورج غروب ہونے کے بعد نماز مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور مغرب کی طرف سفید روشنی باقی رہنے تک رہتا ہے۔غروب آفتاب کے بعد مغرب کی طرف آسمان کے کناروں پر جو روشنی رہتی ہے اسے شفق کہتے ہیں۔اور شفق غائب ہونے تک مغرب کا وقت رہتا ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِبْنِ عَمْرِوبْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ النَّبِيِّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَّالْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَآءِ اِذَااَكْثَرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَ اِذَا قَلُّوْا اَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ

محمد بن عمرو بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق دریافت کیا۔کہا کہ آپ ظہر کی نماز دوپہر ڈھلے پڑھتے اور عصر کی نماز جبکہ سورج زندہ ہوتا اور مغرب جس وقت سورج غروب ہوتا ہے اور عشاء کی نماز اگر لوگ جلدی اکٹھے ہو جاتے تو جلدی پڑھ لیتے اور اگر دیر سے جمع ہوتے تو دیر سے پڑھ لیتے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے (بخاری شریف)

اس حدیث پاک میں اگرچہ پانچوں نمازوں کے اوقات بیان کئے گئے ہیں۔لیکن نماز مغرب کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ سورج غرب ہوتے ہی نماز مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔اس لئے مغرب کا افضل وقت بالاتفاق یہ ہے کہ غروب آفتاب کے فوراً بعد پڑھ لی جائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج چھپ جاتا اس کے بارے میں آپ کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ كَانَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ

سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مغرب پڑھا۔

کرتے تھے جب آفتاب ڈوب جاتا اور پردے میں چھپ جاتا (جامع ترمذی)

نماز مغرب کا افضل وقت غروب آفتاب کے بعد فوری ہے اور بلا عذر تاخیر کرنا مکروہ ہے کیوں کہ حضرت رافع بن خدیج صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب ایسے وقت میں ادا کر کے باہر نکلتے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے تیر گرنے کی جگہ دیکھتا۔

۵۔ عشاء کی نماز کا وقت

عشاء کی نماز کا افضل وقت غروب آفتاب کی سمت شفق کی سفیدی ختم ہونے سے شروع ہوتا ہے اور رات کے پچھلے حصے تک رہتا۔ جب صبح صادق کی سپیدی ظاہر ہو جائے تو عشاء کا وقت ختم ہو جاتا ہے لیکن عشاء میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک جائز ہے۔ اور اس کے بعد بصورت مجبوری ہی جائز ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْعَتَمَةَ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نماز عشاء شفق غائب ہونے سے لے کر ایک تہائی رات کے درمیان پڑھتے تھے (بخاری شریف)

بہر کیف عشاء کی نماز وقت شروع ہونے کے بعد پڑھنی چاہئے۔ کیوں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری اومت پر عشاء کی نماز میں آدھی رات تک تاخیر کرنا گراں گزرے گا تو میں انہیں آدھی رات تک تاخیر کا حکم دیتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عشاء اول وقت ہی پڑھ لینا مناسب ہے۔

ا۔ عشاء کی نماز میں تاخیر کا بیان

عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصَّلٰوتِ نَحْوًا مِّنْ صَلٰوتِكُمْ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلٰوتِكُمْ وَكَانَ يُخَفِّفُ الصَّلٰوةَ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری ہی نمازوں کی

مانند نماز پڑھا کرتے تھے اور عشاء کی نماز کو تمہاری نماز سے کچھ دیر سے پڑھتے اور نماز کو سبک پڑھا کرتے تھے (مسلم شریف)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ صَلَّیْنَا مَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الْعَتَمَۃَ فَلَمْ یَخْرُجْ حَتّٰی مَضٰی نَحْوٌ مِّنْ شَطْرِ اللَّیْلِ فَقَالَ خُذُوْا مَقَاعِدَکُمْ فَاَخَذْنَا مَقَاعِدَ نَا فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَ اَخَذُوْا مَضَاجِعَھُمْ وَاِنَّکُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِیْ صَلٰوۃٍ فَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَلَوْلَا ضِعْفُ الضَّعِیْفِ وَ سَقَمُ السَّقِیْمِ لَاَخَّرْتُ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی پس آپ تشریف لائے یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی۔ پس فرمایا اپنی جگہوں کو لازم پکڑو۔ ہم اپنی جگہوں پر بیٹھے رہے۔ فرمایا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے اور سو گئے ہیں اور اپنے سونے کی جگہ پکڑی ہے اور تحقیق تم ہمیشہ نماز میں ہو جب تک نماز کا انتظار کرتے ہو۔ اگر ضعیف کا ضعف اور بیمار کی بیماری نہ ہوتی تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کرتا۔

(سنن ابوداؤد۔ سنن نسائی)

۲۔ نماز وتر کا وقت

نماز وتر کا وقت وہی ہے جو عشاء کا وقت ہے لیکن نماز وتر میں ترتیب فرض ہے اس لیے ضروری ہے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھی جائے پھر اس کے بعد وتر پڑھے جائیں۔ اگر کسی نے جان بوجھ کر عشاء کی نماز سے پہلے وتر پڑھ لیے تو ادا نہ ہوں گے۔

ہاں اگر بھول کر وتر عشاء سے پہلے پڑھ لیے۔ یا بعد میں معلوم ہوا کہ عشاء بغیر وضو کے پڑھی تھی اور وتر وضو کے ساتھ پڑھے تھے تو وضو کر کے عشاء کی نماز پڑھے لیکن وتر جو پہلے پڑھ لیے ہیں وہ ادا ہو گئے۔ ان کو دہرانا ضروری نہیں۔

۳۔ ممنوع و مکروہ اوقات

مکروہ اوقات وہ ہیں جن میں کوئی نماز بھی پڑھنا درست نہیں۔ یعنی ان اوقات میں نہ کوئی فرض نماز

اور نہ ہی کوئی دوسری نماز یعنی واجب، نفل، قضا نماز پڑھنی چاہیئے۔سجدۂ سہو اور سجدۂ تلاوت بھی ان میں جائز نہیں۔مکروہ اوقات مندرجہ ذیل ہیں:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَحَرّٰى اَحَدُ كُمْ فَيُصَلِّىْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ اِذَاطَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ وَلَا تَحَيَّنُوْا بِصَلٰوتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبِهَا فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَىِ الشَّيْطَانِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ قصد کرے ایک تمھارا آفتاب کے نکلنے کے نزدیک کہ نماز پڑھے اور نہ آفتاب کے ڈوبنے کے نزدیک۔اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت آفتاب کا کنارہ نکلے نماز کو چھوڑ دو یہاں تک کہ خوب ظاہر ہو اور جس وقت غائب ہو کنارہ آفتاب کا چھوڑ دو نماز کو یہاں تک کہ خوب غائب ہو اور نہ قصد کرو اپنی نمازوں کا آفتاب کے نکلنے کے وقت اور غائب ہونے کے وقت اس واسطے کہ آفتاب نکلتا ہے شیطان کے دو سینگوں کے درمیان (بخاری شریف)

اس حدیث میں وہ اوقات بتائے گئے ہیں جن میں نماز پڑھنا ممنوع ہے۔طلوع اسلام کے وقت شرک عام تھا اور مشرکین میں آفتاب پرستی عام تھی آفتاب پرستوں میں آفتاب کی پرستش کے خاص اوقات تھے۔صبح کے وقت جب سورج اپنے پورے جاہ وجلال کے ساتھ نمودار ہوتا تو لوگ اس کی پوجا کرتے۔پھر جب سورج اپنے پورے عروج پر آجاتا تو لوگ اس کی پوجا کرتے۔پھر جب وہ غروب ہوتا تو اس وقت بھی اس کی پوجا کرتے۔پھر وہ غروب ہوتا تو اس وقت بھی اس کی پوجا کی جاتی اسلام نے ان کے اوقات کی مخالفت کی اور ان اوقات میں نماز کو ناجائز قرار دیا اور اس حدیث میں یہی بات بتائی گئی ہے کہ جب آفتاب کا کنارہ نکلے اور جب آفتاب غروب ہو رہا ہو رو اس وقت کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔

تین اوقات میں نماز پڑھنے کی ممانعت

شریعت اسلامیہ کی رو سے تین وقتوں میں نماز پڑھنا منع ہے۔اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ثَلٰثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰنَا

اَنْ نُّصَلِّیَ فِیْهِنَّ اَوْ نَقْبُرَ فِیْهِنَّ مَوْتَانَا حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰی تَرْتَفِعَ وَحِیْنَ تَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِیْرَةِ حَتّٰی تَمِیْلَ الشَّمْسُ وَحِیْنَ تَضَیَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰی تَغْرُبَ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ ہم کو تین وقتوں میں نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے یا دفن کریں ہم ان میں اپنے مردوں کو۔ وقت نکلنے آفتاب کے یہاں تک کہ ظاہر ہو، اور دوپہر کے قائم ہونے کے وقت یہاں تک کہ مائل ہو آفتاب، اور اس وقت کہ ڈوبنے کی ڈوب جائے آفتاب۔ (مسلم شریف)

ان تینوں اوقات میں نماز پڑھنا جائز ہے اور نہ ہی مردوں کو دفن کرنا جائز ہے ان اوقات کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

طلوع آفتاب

طلوع آفتاب اسے کہا جاتا ہے جب سورج نکلنا شروع ہوتا ہے اور جب تک وہ پوری طرح نکل کر روشن نہ ہو جائے اس وقت تک نماز جائز نہیں۔ طلوع کے بارے میں علماء کا کہنا ہے کہ آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس وقت تک کہ اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے اور اسکی مقدار کنارہ چمکنے سے بیس منٹ تک ہے۔

نصف النہار

نصف النہار کا مطلب سورج کا پورے عروج پر آنا ہے یہ وقت بھی سورج پرستوں کی پوجا کا ہے لہٰذا اس وقت بھی اسلامی عبادات ممنوع ہیں۔

غروبِ آفتاب

یعنی اس وقت سے کہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے۔ قرصِ آفتاب ڈوب جانے تک۔ یہ وقت بھی بیش منٹ ہے۔

۲۔ ممنوع اوقات کے متعلق شرعی مسائل

ا۔ رواداری کے تحت اگر کوئی صبح کی نماز آفتاب نکلنے کے وقت پڑھ رہا ہو تو اسے نماز پڑھتے وقت منع نہ کیا جائے کیونکہ اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ کہیں بالکل ہی نماز ترک نہ کر دے۔ اسی لیے حکم ہے کہ بعد

نماز کہہ دیا جائے کہ نماز نہیں ہوئی۔ آفتاب طلوع ہونے کے بعد پھر قضا نماز پڑھنی چاہیئے۔

۲۔ جنازہ اگر اوقاتِ ممنوعہ میں لایا گیا تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں کراہت اس صورت میں ہے کہ جنازہ تیار ہوتے ہوئے بھی یہاں تک تاخیر کی کہ وقت کراہت آ گیا۔

۳۔ ان اوقات میں قضا نماز بھی ناجائز ہے اور اگر قضا شروع کر لی، تو واجب ہے کہ توڑے اور غیر مکروہ وقت میں قضا نماز پڑھنی چاہیئے۔

۴۔ ان وقتوں میں نفل نماز شروع کی تو وہ واجب ہو گئی مگر اس وقت پڑھنا جائز نہیں لہذا واجب ہے کہ توڑے اور وقت کامل میں قضا کرے اور اگر پوری کر لی تو گنہگا ہوا اور اب قضا واجب نہیں۔

۵۔ ان اوقات میں تلاوتِ قرآن مجید بہتر نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ذکر و درود شریف میں مشغول رہے۔

۶۔ ان اوقات میں آیتِ سجدہ پڑھی تو بہتر یہ ہے کہ سجدے میں اتنی دیر تاخیر کر لے کہ کراہت کا وقت جاتا رہے اور اگر وقتِ مکروہ ہی میں کر لیا تو بھی جائز ہے۔ اور اگر وقت غیر مکروہ میں آیت سجدہ پڑھی تھی تو وقت مکروہ میں سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

۷۔ اس روز کی عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگرچہ آفتاب ڈوبنے والا ہو تو نماز پڑھ لے مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ حدیث میں اس کو منافق کی نماز فرمایا، تو اگر گزرے ہوئے دن کی نماز عصر اس وقت قضا کرے گا صحیح نہ ہوگی۔

۳۔ نوافل پڑھنے کے اوقات

وہ اوقات جن میں نوافل پڑھنا منع ہے وہ حسب ذیل ہیں، ان اوقات میں فرائض و واجبات و نماز جنازہ و سجدۂ تلاوت کی بھی اجازت نہیں ہے۔

۱۔ طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک کہ اس درمیان میں سوا دو رکعت سنتِ فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔ یونہی نماز فجر کے بعد سے طلوعِ آفتاب تک اگرچہ وقت وسیع باقی ہو، اگرچہ سنتِ فجر فرج سے پہلے نہ پڑھی تھی اور اب پڑھنا چاہتا ہو تو جائز نہیں۔

۲۔ اقامت سے ختمِ جماعت تک نفل و سنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر نماز فجر قائم ہو چکی اور سنتِ فجر نہیں پڑھی اور جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی، اگرچہ قعدہ میں شرکت

ہوگی تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ سنتِ فجر پڑھ کر شریک ہو۔اور سنت کے خیال سے اگر جماعت ترک کردی تو یہ ناجائز و گناہ ہے اور باقی نمازوں میں اتنی بھی اجازت نہیں۔

۳۔عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نفل جائز نہیں۔

۴۔غروبِ آفتاب سے فرض مغرب تک بھی نوافل پڑھنا منع ہے۔

۵۔جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبۂ جمعہ کے لیے کھڑا ہوا۔اس وقت سے فرضِ جمعہ ختم ہونے تک ، یہاں تک کہ جمعہ کی سنتیں بھی نہیں پڑھ سکتا۔

۶۔عین خطبہ کے وقت، اگر چہ وہ عیدین ہوں، بلکہ اس وقت قضا بھی ناجائز ہے مگر صاحبِ ترتیب کے لیے خطبۂ جمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔ہاں جمعہ کی سنتیں شروع کی تھیں کہ امام خطبہ کے لیے اپنی جگہ سے اٹھا تو چاروں رکعتیں پوری کر لے۔

۷۔نمازِ عیدین سے پیشتر، خواہ گھر مین پڑھے یا عیدگاہ و مسجد میں پڑھے، نوافل پڑھنا جائز نہیں۔

۸۔نمازِ عیدین کے بعد عیدگاہ یا مسجد میں، البتہ گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔

۹۔عرفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں اور ان کے درمیان کی اور بعد میں نوافل پڑھنا بہتر نہیں۔

۱۰۔مزدلفہ میں جو مغرب اور عشاء جمع کیے جاتے ہیں، فقط ان کے درمیان میں ہاں بعد میں نفل وسنت پڑھنا مرروہ نہیں۔

۱۱۔فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سنتِ فجر و ظہر مکروہ ہے۔

۱۲۔جس بات سے دل بٹے اور دفع کر سکتا ہو اسے بے دفع کیے ہر نماز مکروہ ہے۔مثلاً پاخانے یا پیشاب یا ریاح کے غلبہ کے وقت۔ہاں اگر وقت جاتا دیکھے تو پڑھ لے مگر پھر پھیرے۔یونہی کھانا سامنے آ گیا اور اس کی خواہش ہو تو اس وقت خواہش کو پورا کرنے کے بعد نوافل پڑھے۔

۴۔اوقات نماز کے متعلق دیگر مسائل

۱۔نماز میں مقررہ وقت میں تاخیر کرنے کی ممانعت

نماز کو وقت پر ادا کر لینا زیادہ اچھا ہے کیونکہ دنیا کے کام کاج میں مصروف رہنے سے نماز کے قضا

ہونے کا خطرہ ہوتا ہے پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے حاکم اور امام آئیں گے۔ جو نماز کے اوقات میں تاخیر کریں اور ایسے ائمہ کو آپ نے پسند نہیں کیا۔ اس کے بارے میں آپ کی احادیث یہ ہیں:۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ عَلَيْكُمْ بَعْدِيْ اُمَرَآءُ يَشْغَلُهُمْ اَشْيَآءُ عَنِ الصَّلٰوةِ لِوَقْتِهَا فَصَلُّوا الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُصَلِّيْ مَعَهُمْ قَالَ نَعَمْ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد امراء ہوں گے ان کو بہت سی چیزیں مشغول رکھیں گی نماز سے یہاں تک کہ اس کا وقت جاتا رہے گا۔ تم نماز وقت پر پڑھ لو۔ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں ان کے ساتھ نماز پڑھ لوں فرمایا ہاں (سنن ابوداؤد)

۲۔ ایک وقت میں دو نمازیں پڑھنا

شریعت اسلامیہ میں ہر نماز کی ابتداء اور انتہاء کا وقت مقرر ہے لہذا اس مقررہ وقت سے پہلے یا اس کے بعد تاخیر کی اجازت نہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○ (النساء: ۱۰۳) کہ مسلمانوں پر مقررہ وقت پر نماز فرض کی گئی ہے لہذا مقررہ وقت کو ترک کرنا جائز نہیں۔ مقررہ وقت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مجھے اس ذات کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز اس کے مقررہ وقت میں پڑھی۔ البتہ ظہرین عرفہ اور عشائین مزدلفہ یعنی عرفہ کی ظہر وعصر اور مزدلفہ کی مغرب وعشاء کے سوا دو نمازوں کا سفر یا حضر میں قصداً ایک وقت میں جمع کرنا ہرگز کسی طرح جائز نہیں۔ قرآنِ عظیم واحادیث صحاح اس کی ممانعت پر سند ہیں۔ اور صحابہ کرام واجلہ ائمہ تابعین واکابر تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی مسلک ہے۔

جمع بین الصلوتین یعنی دو نمازیں ملا کر پڑھنے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ ہر نماز اپنے وقت میں واقع ہو۔ مگر ادا میں مل جائیں جیسے ظہر اپنے آخر وقت میں پڑھی کہ اس کے ختم پر وقتِ عصر آ گیا۔ اب فوراً عصر اول وقت میں پڑھ لی تو اس طرح دونوں اپنے اپنے وقت میں پڑھی گئیں مگر فعلاً و

صورۃً مل گئیں۔اس طرح مغرب میں دیر کی یہاں تک کہ شفق ڈوبنے کو تھی اس وقت پڑھی، ادھر فارغ ہوتے ہی شفق ڈوب گئی، عشاء کا وقت ہو گیا وہ پڑھ لی تو اس طرح سفر یا مرض میں کر لینا جائز ہے۔ہمارے علماء کرام رضی اللہ عنہم بھی اس کی رخصت دیتے ہیں بلکہ جمع صوری کا جواز صرف مرض وسفر پر مقصود نہیں بلکہ بوقت شدت بارش بھی اجازت ہے۔مثلاً ظہر کے وقت مینہ برستا ہو تو انتظار کر کے آخر وقت حاضرِ مسجد ہوں، جماعت ظہر ادا کریں اور وقتِ عصر پر یقین ہوتے ہی جماعت عصر ادا کر لیں کہ شاید بارش کی شدت اور بڑھ جائے اور مسجد میں حاضری سے مانع آئے تو اس صورت میں جائز ہے۔

دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک نماز دوسری کے وقت میں پڑھی جائے۔پھر اس کی مزید دو صورتیں ہیں۔

جمع ۱ تقدیم کہ وقت نماز مثلاً ظہر یا مغرب پڑھ کر اس کے ساتھ ہی متصلاً بلا فصل پچھلے وقت کی نماز مثلاً عصر یا عشاء پیشگی پڑھ لی۔

جمع ۲ تاخیر کہ پہلی نماز مثلاً ظہر یا مغرب کو باوصف قدرت واختیار اٹھا رکھیں کہ جب اس کا وقت نکل جائے گا، پچھلی نماز مثلاً عصر یا عشاء کے وقت میں پڑھ کر اس وقت کی ادا کریں گے۔یہ دونوں صورتیں بحالتِ اختیار صرف حاجیوں کو صرف عصرِ عرفہ اور مغرب مزدلفہ میں جائز ہیں۔اول میں جمع تقدیم، اور دوم میں جمع تاخیر۔

یا ظہر عصر وغیرہ کسی شے کی تخصیص نہیں جتنی نمازوں تک جہاد میں مشغولی یا مرض کی شدت یا غشی وغیرہ کے سبب قدرت نہ ملے ناچار سب مؤخر رہیں گی، جس طرح حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوۂ خندق میں ظہر وعصر ومغرب وعشاء سب عشاء کے وقت پڑھیں۔ان کے سوا کبھی کسی شخص کو کسی حالت میں کسی صورت جمع وقتی کی اصلاً اجازت نہیں۔اگر جمع تقدیم کریگا نمازِ اخیر محض باطل ہو جائے گی اور جمع تاخیر کریگا تو گنہگار ہوگا۔عمداً نماز قضا کر دینے والا ٹھہرے گا۔اگرچہ دوسرے وقت میں پڑھنے سے فرض سر سے اتر جائے گا تو اس طرح اس مسئلے کو اچھی طرح ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ نماز کو اس کے وقت پر ہی سالکین کے لیے ادا کرنا بہتر ہے کیونکہ اسی میں رضائے الٰہی ہے۔

باب ۱۹

اذان

اذان کا عام مطلب خبردار اور آگاہ کرنا ہے لیکن شریعت اسلامیہ میں مخصوص الفاظ کے ساتھ نماز کے وقت کی عام لوگوں کو اطلاع دینے کو اذان کہا جاتا ہے۔ پانچ فرض نمازوں اور جمعہ کی نماز کے لیے اذان کہنا ضروری ہے لیکن یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ جس نماز کی اذان کہی جائے اس نماز کا وقت ہو۔ اذان سنت ہے لیکن اس کی تاکید فرض جیسی ہے۔

ا۔ حکمِ اذان

اذان کی ابتداء مدینہ منورہ میں ۱ھ میں ہوئی اس سے پہلے نماز اذان کے بغیر ہی پڑھی جاتی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ شروع میں مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی۔ اس لیے ان کا جماعت کے لیے بغیر اطلاع کے جمع ہونا مشکل نہ تھا لیکن جب مسلمانوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہونے لگا تو اس امر کی ضرورت پیش آئی کہ شمولیت جماعت میں لوگوں کو اطلاع دینے کے لیے کونسا ذریعہ اپنایا جائے لہٰذا اس غرض کو پورا کرنے کے لیے اذان کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ اذان کی ابتداء کیسے اور کیونکر ہوئی اس کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام میں آپس میں مشورہ ہوا۔ بعض نے آگ جلانے کا مشورہ دیا۔ بعض نے نر سنگا اور ناقوس پھونکنے کے لیے کہا لیکن ان طریقوں میں مجوس اور یہود و نصاریٰ کی مشابہت پائی جاتی تھی اس لیے بارگاہِ نبوی میں قبول نہ ہوئے لیکن اسی اثناء میں حضرت عمر فاروق اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما کو خواب میں اذان کی تعلیم ہوئی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تائید کی کہ یہ خواب حق ہے۔ لہٰذا آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا اس طرح اسلام میں نماز سے قبل اذان کا سلسلہ جاری ہوا اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث یہ ہیں:۔

ا۔ ابتدائے اذان کی وجہ تسمیہ

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّہٖ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوْسِ یُعْمَلُ لِیُضْرَبَ بِہٖ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلٰوۃِ طَافَ بِیْ وَاَنَا نَآئِمٌ رَجُلٌ یَّحْمِلُ نَاقُوْسًا فِیْ یَدِہٖ فَقُلْتُ یَا عَبْدَاللّٰہِ اَتَبِیْعُ لَنَا قُوْسَ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِہٖ قُلْتُ نَدْعُوْا بِہٖ اِلَی الصَّلٰوۃِ قَالَ اَفَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی مَا ھُوَ خَیْرٌ مِّنْ ذٰلِکَ فَقُلْتُ لَہٗ بَلٰی قَالَ فَقَالَ تَقُوْلُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَکَذَا الْاِقَامَۃُ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَا رَاَیْتُ فَقَالَ اِنَّھَا لَرُؤْیَا حَقٌّ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاَلْقِ عَلَیْہِ مَا رَاَیْتَ فَلْیُؤَذِّنْ بِہٖ فَاِنَّہٗ اَنْدٰی صَوْتًا مِّنْکَ فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ اُلْقِیْہِ عَلَیْہِ وَیُؤَذِّنُ بِہٖ قَالَ فَسَمِعَ بِذٰلِکَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَھُوَ فِیْ بَیْتِہٖ فَخَرَجَ یَجُرُّ رِدَآءَہٗ یَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ لَقَدْ رَاَیْتُ مِثْلَ مَا اُرِیَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۔

حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس تیار کرنے کا حکم دیا تاکہ لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کے لیے بجایا جائے تو مجھے خواب میں ایک آدمی اپنے ہاتھ میں ناقوس اٹھائے ہوئے دکھائی دیا میں نے کہا اے اللہ کے بندے! تو یہ ناقوس فروخت کرے گا؟ اس نے کہا تو اس کو لے کر کیا کریگا؟ میں نے کہا ہم نماز کے لیے بلائیں گے کہا میں تجھے ایسی بات نہ بتلاؤں جو اس سے بہتر ہے میں نے کہا کیوں نہیں، پس اس نے کہا تو کہہ اللہ اکبر آخر تک اور اسی طرح تکبیر۔ حضرت عبداللہ ابن زید کا کہنا ہے کہ صبح میں اٹھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے جو خواب دیکھا تھا بیان کیا آپ نے فرمایا۔ تحقیق یہ کو خواب حق ہے، اگر خدا نے چاہا۔ بلال کے ساتھ کھڑا ہو اور اس کو بتلا جو تو نے دیکھا ہے کیونکہ وہ تجھ سے بلند آواز ہے۔ میں بلال کے ساتھ کھڑا ہوا۔ میں اس کو بتلانے لگا، وہ اذان دیتے تے کہا جب اس کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سنا وہ اپنے گھر میں تھے، اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے البتہ میں نے بھی اس کی مانند خواب دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس اللہ کے لیے

تعریف ہے۔(سنن ابوداؤد)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اذان کا جو طریقہ ہمارے مذہب میں رائج ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ایک صحابی کو بذریعہ خواب مطلع فرمایا اور یہی طریقہ سب سے بہتر ہے کیونکہ اس میں اللہ کی بڑائی اور شان بیان کی جاتی ہے۔

۲۔اذان کی ابتدا کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں جب مسلمان آباد ہو گئے تو اس وقت نماز کے لیے لوگوں کو بلانے کی ضرورت پیش آئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر اذان کا سلسلہ جاری ہوا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ لِلصَّلٰوةِ وَلَيْسَ يُنَادِيْ بِهَا اَحَدٌ فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوْا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ قَرْنًا مِّثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُّنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان جب مدینہ آئے ،نماز کے لیے وقت کا اندازہ لگایا کرتے تھے اور کوئی بھی نماز کے لیے بلاتا نہیں تھا۔ایک دن انھوں نے اس کے متعلق بات چیت کی بعض نے کہا نصاریٰ کی طرح ناقوس بجاؤ اور بعض نے کہا یہودیوں کی مانند سینگ بجاؤ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم ایک آدمی کیوں نہیں بھیجتے جو نماز کی آواز دے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز کے لیے آواز دو۔(مسلم شریف)

۳۔حکم قرآن

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

ترجمہ:اور اس شخص سے اچھی بات کسی شخص کی ہے، جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔(حم سجدہ:۳۳)

اگرچہ قرآن پاک کی اس آیت میں اذان کا صریحاً حکم نہیں بلکہ اللہ کی طرف بلانے کا عام حکم ہے

لیکن بعض اہل بصیرت کے نزدیک اس آیت کا اطلاق اذان پر ہوتا ہے کیونکہ اذان خدا کی طرف واضح بلاوا ہے۔

۴۔اذان کہنے کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی ایک احادیث ایسی ہیں جن میں آپ نے نماز سے قبل اذان کہنے کا حکم دیا۔لیکن سب سے زیادہ مشہور اور قوی حدیث حسب ذیل ہے:۔

عَنْ زِیَادِبْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِیِّ قَالَ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ اُذِنَ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ فَاَذَّنْتُ فَاَرَادَ بِلَالٌ اَنْ یُّقِیْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخَاصُدَآءِ قَدْ اَذَّنَ وَمَنْ اَذَّنَ فَھُوَ یُقِیْمُ.

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے صبح کی نماز کے لیے اذان کا حکم دیا۔میں نے اذان کہی حضرت بلال نے اقامت کہنا چاہی لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق صداء بھائی نے اذان کہی ہے اور جو شخص اذان کہے وہی تکبیر کہے۔(ترمذی شریف)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے نماز سے قبل اذان کہنے کا حکم ثابت ہوتا ہے۔اس لیے نماز سے پہلے اذان کہنا ضروری ہے۔اس کے ساتھ ہی اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوتا ہے کہ تکبیر اسی شخص کو کہنی چاہیئے جس نے اذان کہی ہو البتہ اس کی اجازت سے کوئی دوسرا آدمی بھی تکبیر کہہ سکتا ہے۔

۲۔فضائلِ اذان

اذان کہنے اور سننے کے بے شمار فضائل ہیں اور اسے کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث ہیں۔جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:۔

ا۔اذان کہنے والے کی بخشش

عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْجَبُ رَبُّکَ مِنْ

رَّاعِیْ غَنَمٍ فِیْ رَاْسِ شَظِیَّۃٍ لِلْجَبَلِ یُؤَذِّنُ بِالصَّلٰوۃِ وَیُصَلِّیْ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ ھٰذَا یُؤَذِّنُ وَیُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ یَخَافُ مِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ وَاَدْخَلْتُہُ الْجَنَّۃَ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا رب بکریوں کے چرواہے سے تعجب کرتا ہے پہاڑ کی چوٹی میں نماز کے لیے اذان کہتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس بندے کے طرف دیکھو! مجھ سے ڈرتے ہوئے اذان کہتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور میں نے اس کو جنت میں داخل کیا۔

(سنن ابوداود، سنن نسائی)

بارگاہ رب العزت میں اذان کہنے والے کا بڑا مرتبہ ہے اور جو شخص اذان پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے لیکن اذان کہنے کے ساتھ دوسرے نیکی کے کام کرنے بھی ضروری ہیں۔ اذان کہنے والے کو دوسروں کی نسبت ذرا پہلے مسجد میں آنا پڑتا ہے پھر جب وہ دلی شوق کے ساتھ اذان کہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑا اچھا لگتا ہے اور اس کی مثال مندرجہ بالا حدیث میں اس طرح دی گئی ہے کہ ایک چرواہا جب جنگل میں صرف خوف خدا کی وجہ سے پہاڑ کی چوٹی پر اذان دے کر نماز پڑھتا ہے تو اس کا یہ فعل اللہ کی نزدیک بہت اچھا ہے تو اس کے بدلے میں اس طرح شوق سے اذان کہہ کر نماز پڑھنے والے کو بخش دے گا۔

۲۔ قیامت کے روز انعام خداوندی

اذان کہنے والے کو قیامت کے روز بہترین انعام دیا جائے گا جس کے بارے میں یہ حدیث ہے:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ عَلٰی کُثْبَانِ الْمِسْکِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَبْدٌ اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ تَعَالٰی وَحَقَّ مَوْلَاہُ وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَّھُمْ بِہٖ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ یُّنَادِیْ بِالصَّلٰوٰتِ الْخَمْسِ کُلَّ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے قیامت کے دن۔ ایک غلام جس نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا اور اپنے مالک کا حق اور وہ شخص کہ قوم کا امام ہے اور وہ اس سے راضی ہیں اور تیسرا وہ شخص کہ اذان دیتا ہے ہر دن اور رات پانچوں نمازوں کے لیے۔ (جامع ترمذی)

مشک ایک خوشبو ہے جو انسان کے لیے باعث فرحت ہے۔آخرت میں جس شخص کو یہ خوشبو انعام کے طور پر عطا ہوگی وہ اس کی کامیابی اور فلاح کی دلیل ہوگی، لہٰذا فرمایا گیا کہ قیامت کے روز تین شخصوں کے مقام فرحت حاصل ہوگا۔اور وہ ہے ان کا مشک کے ٹیلوں پر بیٹھنا اور ان تینوں میں ایک شخص وہ بھی ہوگا، جو ہر روز اذان دیتا ہے۔

۳۔قیامت کے روز اذان سرفرازی کا نشان ہوگا

قیامت کے روز اذان کہنے والے عام لوگوں سے قدرے بلند اور سرفراز ہوں گے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ جو لوگ اذان کہتے ہیں وہ قیامت کے روز دوسروں سے سربلند ہوں گے۔

۴۔اذان سے شیطان کا دُور بھاگنا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّیْطَانُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا یَسْمَعَ التَّاْذِیْنَ فَاِذَا قُضِیَ النِّدَآءُ اَقْبَلَ حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّثْوِیْبُ اَقْبَلَ حَتّٰی یَخْطُرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ یَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ یَكُنْ یَذْكُرُ حَتّٰی یَظَلَّ الرَّجُلُ لَا یَدْرِیْ كَمْ صَلّٰی .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لیے اذان کہی جاتی ہے۔شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔اس کے لیے ناپسند آواز ہوتی ہے۔اذان نہیں سنتا، جب اذان ختم ہوجاتی ہے آجاتا ہے جب تکبیر کہی جاتی ہے پیٹھ دے کر بھاگتا ہے جب تکبیر ختم ہوجاتی ہے آجاتا ہے یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے، کہتا ہے فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر، جو اس کو پہلے یاد نہیں ہوتی یہاں تک کہ آدمی کو پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کس قدر نماز پڑھی ہے۔(بخاری شریف)

اذان کے کلمات میں ایسا رعب اور ایسی ہیبت ہے کہ جب شیطان اللہ تعالیٰ کی تعریف میں اذان کے رعب دار کلمات سنتا ہے تو دور بھاگ جاتا ہے، چونکہ شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اس لیے اسے یہ بالکل اچھا نہیں لگتا کہ اللہ کے بندے اللہ کی تعریف کریں، لہٰذا جب اذان کی صورت میں اللہ کی عظمت

اور شان بیان ہوتی ہے تو اسے افسوس اور رنج ہوتا ہے تو اس طرح وہ ناگواری اور پریشانی کے عالم میں اس جگہ سے دور بھاگتا ہے جہاں اذان ہوتی ہے۔

۵۔ آگ جہنم سے نجات

اذان ہمارے لیے وسیلۂ نجات ہے اس کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سات برس تک ثواب کی نیت سے اذان کہی اس کے لیے آگ سے خلاصی لکھ دی جاتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص سات برس تک مسلسل اذان دیتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس نیکی کے باعث عذاب جہنم سے نجات دے گا کیونکہ جو شخص اذان دیتا ہے وہ نماز بھی پڑھتا ہے اور نماز چونکہ ہمیں نیکیوں پر مائل رہنے کی ترغیب پیدا کرتی ہے تو اس طرح انسان مکمل طور پر اطاعت الٰہی میں آکر آخرت میں کامیاب وکامران ہوجاتا ہے۔ اور یہی کامیابی عذاب دوزخ سے خلاصی کا باعث بنے گی۔

۳۔ کلماتِ اذان

ا۔ الفاظِ اذان کے متعلق حدیث مصطفیٰ

جو الفاظ اذان میں ادا کیے جاتے ہیں حسب ذیل ہیں؛

عَنْ اَبِىْ مَحْذُوْرَةَ قَالَ اَلْقٰى عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّاذِيْنَ هُوَ بِنَفْسِهٖ فَقَالَ قُلْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ.

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اذان کہنا سکھلائی، خود اپنے نفس کے ساتھ فرمایا اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے گواہ ہوں میں اس کا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں گواہ ہوں میں اس کا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں گواہ ہوں میں اس کا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں گواہ ہوں میں اس کا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں آؤ تم نماز پر آؤ تم نماز پر آؤ کامیابی پر آؤ کامیابی پر اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے نہیں کوئی معبود مگر اللہ؛ (مسلم شریف)

اذان میں ہر کلمہ جفت کہا جائے اور سنت کے مطابق اذان کہنے کا یہی طریقہ ہے جو مندرجہ بالا ہے لہٰذا اگر ان کلمات میں کوئی شخص اضافہ کرے تو وہ خلافِ سنت ہوگا

۲۔ اذان کہنے کا طریقہ

اذان کہنے والے کو مؤذن کہا جاتا ہے۔ اذان کہتے وقت قبلہ رخ کھڑا ہونا ضروری ہے اور اذان کھڑے ہو کر کہی جائے۔ بیٹھ کر اذان کہنا درست نہیں۔ اذان کہتے وقت دونوں کانوں میں شہادت کی انگلی ڈال کر اللہ اکبر چار مرتبہ، ایک آواز میں دو بار اور دوسری آواز میں دو بار کہنی چاہیئے۔ پھر شہادتین کو چار مرتبہ چار آوازوں کے ساتھ ادا کرے۔ پھر داہنی طرف کو منہ کر کے دو بار حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے۔ اسی طرح بائیں طرف منہ کر کے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح دو بار تکبیر اور ایک آواز میں تہلیل کو ادا کر کے اذان کو مکمل کرے۔

بیٹھ کر اذان مکروہ ہے، اگر بیٹھ کر کہی اعادہ کرے مگر مسافر اگر سواری پر اذان کہہ لے تو مکروہ نہیں لیکن اقامت اتر کر کہنی چاہیئے اگر سواری پر ہی کہہ لی تو ہو جائیگی۔

اذان قبلہ رو کہے اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے اس کا اعادہ کیا جائے۔

اذان کہنے کی حالت میں بلا عذر کھنکارنا مکروہ ہے اور اگر گلا پڑ گیا یا آواز صاف کرنے کے لیے ایسا کر لیا تو حرج نہیں۔

مؤذن کو حالت اذان میں لحن حرام ہے مثلاً اللہ اکبر کے ہمزے کو مد کے ساتھ آللہ یا آکبر پڑھنا، یونہی اکبر میں ب کے بعد الف بڑھانا حرام ہے۔ ایسے ہی کلمات اذان کو قواعد موسیقی پر گانا ناجائز ہے۔

سنت یہ ہے کہ اذان بلند جگہ کہی جائے کہ پڑوس والوں کو خوب سنائی دے اور بلند آواز سے کہے اذان

مردوں کے لیے مسنون ہے عورتوں کے لیے نہیں۔

عورتوں کو اذان واقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر عورت اذان کہے تو وہ گنہگار ہے اور اذان لوٹائی جائے گی۔

عورتیں اپنی نماز ادا پڑھتی ہوں یا قضا، اس میں اذان واقامت مکروہ ہے۔

اگر چہ جماعت سے پڑھیں، کہ ان کی جماعت خود مکروہ ہے۔

اذان میں سات باتیں مستحب ہیں۔

۱۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونا۔

۲۔ اذان کے کلمے ٹھہر ٹھہر کر کہنا۔

۳۔ اذان کہتے وقت شہادت کی انگلیاں کانوں میں رکھنا۔

۴۔ اذان مسجد سے باہر اونچی جگہ پر کہنا۔

۵۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہتے وقت دائیں جانب اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتے وقت بائیں جانب منہ پھیرنا۔

۶۔ فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا۔

۷۔ بلند آواز سے اذان کہنا۔

چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان بلند آواز سے کہا کرو۔ کیونکہ نہ صرف جنات اور انسان بلکہ کائنات کی ہر چیز جو مؤذن کی اذان سنتی ہے قیامت کے دن اس کے لیے گواہی دے گی۔ (بخاری شریف)

۳۔ اذان کے بعد دُعا

اذان کے ختم ہوتے ہی فوراً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا چاہیئے اور درود پڑھنے کی سند حسب ذیل حدیث سے ملتی ہے:۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا

تَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِاللّٰهِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مؤذن کو سنو پس کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو اس لیے کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت بھیجتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو۔ پس بیشک وہ جنت میں ایک درجہ ہے، اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کے لیے وہ لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہوں گا۔ جس نے میرے لیے وسیلہ مانگا میری شفاعت اس پر واجب ہوگئی۔ (مسلم شریف)

اس کے بعد مندرجہ ذیل دعا پڑھنی چاہیئے اور اس دعا کی سند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حسب ذیل حدیث ہے:۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے جس وقت اذان سنتا ہے "اے اللہ! پروردگار اس پکار پوری کے اور نماز قائمہ کے، دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم او ر بزرگی اور پہنچا ان کو مقام محمود پر جس کا تو نے وعدہ کیا ہے" قیامت کے دن اس پر میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ (بخاری شریف)

۴۔صبح کی اذان میں اضافے کے کلمات

صبح کی نماز میں "اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کے بعد الفاظ اضافہ کرنا چاہیئے جس کے معنی یہ ہیں کہ نماز نیند سے بہتر ہے۔

عَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ سُنَّةَ الْاَذَانِ قَالَ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَاْسِیْ قَالَ تَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ ثُمَّ تَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ ثُمَّ تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ بِالشَّهَادَةِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَاِنْ كَانَ صَلٰوةُ الصُّبْحِ قُلْتَ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اذان کا طریقہ سکھلائیں، کہا پس میرے سر کے اگلے حصہ پر ہاتھ پرا، کہا تو کہہ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، بلند کر تو اس کے ساتھ آواز اپنی کو، پھر کہہ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ، اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ، اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ، اس کے ساتھ اپنی آواز کو پست کر۔ پھر اپنی آواز بلند کر کلمات شہادت کے ساتھ، یعنی کہہ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ، اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ، حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح۔ حی علی الفلاح، اگر صبح کی نماز ہے تو کہہ الصلوٰۃ خیر من النوم۔ الصلوٰۃ خیر من النوم۔ اللّٰہ اکبر۔ اللّٰہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللّٰہ۔

۵۔ اقامت یا تکبیر میں اضافی الفاظ

تکبیر میں "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ" کے الفاظ کا اضافہ کرنا چاہیئے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الْاَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَالْاِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَيْرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو دو بار اور تکبیر ایک ایک بار، سوا اس کے کہ مؤذن کہتا قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ دو بار (سنن ابوداؤد)

۴۔ مسائلِ اقامت

اقامت مثل اذان ہے۔ یعنی احکام مذکورہ اس کے لیے بھی ہیں۔ صرف بعض باتوں میں فرق

ہے۔اس میں بعد فلاح کے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دوبار کہیں۔اس میں بھی آواز بلند ہو مگر نہ اذان کی مثل بلکہ اتنی کہ حاضرین تک آواز پہنچ جائے اور اس کے کلمات جلدی جلدی کہیں اور درمیان میں سکتہ نہ کریں ۔نہ کانوں پر ہاتھ رکھنا ہے نہ کانوں میں انگلیاں رکھنا۔اور صبح کی اقامت میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ نہیں۔اقامت بلند جگہ یا مسجد سے باہر ہونا سنت نہیں۔اگر امام نے اقامت قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے وقت آگے بڑھ کر مصلے پر چلا جائے۔

۱۔اقامت کہنے کے لیے مؤذن کی اجازت ضروری ہے

اقامت میں بھی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرے۔اقامت کی نیت اذان بہ نسبت زیادہ مؤکد ہے۔جس نے اذان کی اگر موجود نہیں تو چاہے اقامت کہہ لے اور بہتر امام ہے۔اور مؤذن موجود ہے تو اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے کہ یہ اسی کا حق ہے اور اگر بے اجازت کہی اور مؤذن کو ناگوار ہوا تو مکروہ ہے۔

۲۔مسافرت میں اقامت کہنے کا مسئلہ

مسافر نے اذان و اقامت دونوں نہ کہی یا اقامت نہ کہی تو مکروہ ہے اور اگر صرف اقامت پر اکتفا کیا تو کراہت نہیں۔مگر اولیٰ یہ ہے کہ اذان بھی کہے اگرچہ تنہا یا اس کے سب ہمراہی وہیں موجود ہوں۔بیرون شہر کسی میدان میں جماعت قائم کی اور اقامت نہ کہی، تو مکروہ ہے اور اذان نہ کہی تو حرج نہیں مگر خلاف اولیٰ ہے۔

۳۔وہ حالت جس میں اقامت نہیں کہی جاسکتی

جنبی و محدث کی اقامت مکروہ ہے مگر اعادہ نہ کی جائے گی بخلاف اذان کہ جب اذان کہے تو دوبارہ کہی جائے۔اس لیے کہ اذان کی تکرار مشروع ہے اور اقامت دوبار نہیں۔

۴۔آداب اقامت

اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا اچھا نہیں بلکہ بیٹھ جائے۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے۔یہی حکم امام کے لیے ہے۔اگر اقامت کے وقت لوگ کھڑے ہو جائیں تو اس میں حرج

تو نہیں لیکن خلاف سنت ہے۔

۵۔اذان اور اقامت کے درمیان وقفہ

اذان و اقامت کے درمیان وقفہ کرنا سنت ہے، اذان کہتے ہی اقامت کہہ دینا مکروہ ہے مگر مغرب میں وقفہ رین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی کے برابر ہو۔ باقی نمازوں میں اذان و اقامت کے درمیان اتنی دیر تک ٹھہرے کہ جو لوگ پابند جماعت ہیں آجائیں مگر اتنا انتظار نہ کیا جائے کہ وقت مکروہ ہو جائے۔

۶۔اذان اور اقامت کا جواب دینے کی فضیلت

ایک شخص بارگاہِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! مؤذن لوگ ہم لوگوں پر فضیلت لے گئے (یعنی انھیں اذان دینے کے باعث اوروں سے زیادہ ثواب ملتا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بھی کہو جیسا کہ مؤذن کہتے ہیں۔ جب جواب اذان سے فارغ ہو تو دعا مانگو، تمھاری دعا مقبول ہوگی۔ رواہ ابوداوٗد۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کی جس طرح مؤذن کہے تم بھی اسی طرح کہو مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھو، تو تمھیں بھی ان کا اصل ثواب حاصل ہوگا۔ آپ نے جواب کے علاوہ دعا کرنے کو جو فرمایا تو اس میں یہ اشارہ ہے ہ اگر مؤذن کا جواب دینے کے بعد دعا کرو گے تو تم فضیلت میں اس سے بڑھ جاؤ گے۔ بظاہر دعا سے دعائے وسیلہ مراد ہے۔

لَاحَوْلَ آخر تک پڑھنے میں راز یہ ہے کہ آدمی کی نگاہ رب عزوجل کے کرم و فضل شامل و رحمت کاملہ پر رہے اپنی طاعت و عبادت کو دھیان میں لائے۔ ورنہ شیطان اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالے گا کہ ہم بھی اللہ کے کامل عبادت گزاروں اور احکام الٰہی کو بجالانے والوں میں ہیں اور یہ غرور و تکبر انسان کی ہلاکت کا سبب ہے۔

۷۔اذان کے وقت ہر قسم کا کام موقوف کر لینا چاہیئے

جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لیے سلام، کلام اور جواب سلام تمام اشغال موقوف کر دے، یاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو تلاوت موقوف کر دے اور اذان کو غور سے سنے اور جواب دے، یونہی اقامت میں۔ جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے۔ اس پر معاذ اللہ کا خاتمہ برا ہونے

کا خوف ہے۔

۸۔ راستہ میں چلتے ہوئے اذان کا اقدام کرنا

راستہ پر چل رہا تھا، کہ اذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کھڑا ہو جائے، سنے اور جواب دے۔

۹۔ اقامت کے جواب کا طریقہ

اقامت کا جواب مستحب ہے اس کا جواب بھی اسی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کہے۔

۱۰۔ وہ صورتیں جن میں اذان کا جواب نہیں دینا چاہیئے

مندرجہ ذیل صورتوں میں اذان کا جواب نہیں دینا چاہیئے:۔

۱ نماز کی حالت میں ۲ پیشاب پائخانہ کی حالت میں ۳ جنسی اختلاط کی مشغولی کے وقت۔ خطبہ جمعہ کا ہو یا کوئی اور ۵ علم دین پڑھنے پڑھانے میں۔ مگر ان لوگوں کو چاہیئے کہ فراغت کے بعد اذان کے کلمات کہہ لیں۔ بشرطیکہ زیادہ دیر نہ گزری ہو۔ کھانا کھاتے ہوئے اذان کا جواب دیں تو جائز ہے لیکن ضروری نہیں۔

۱۱۔ اذان اور اقامت میں فرق

فرض نماز کی جماعت کھڑی ہوتے وقت وہی کلمات جو اذان میں کہے جاتے ہیں اقامت میں بھی کہیں۔ اقامت کا جواب امام اور مقتدی سب دیں اور فارغ عن الصلوۃ بھی جواب دے۔

اذان اور اقامت میں فرق یہ ہے کہ ۱ اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اقامت پست آواز سے ۲ اذان ٹھہر ٹھہر کر دی جاتی ہے اقامت تیزی کے ساتھ ۳ اذان مسجد کے باہر بلند جگہ پر کہی جاتی ہے لیکن اقامت مسجد کے اندر ۴ اقامت میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ دو مرتبہ اذان کے کلموں سے زیادہ ہے ۵ اقامت کہتے وقت کانوں کے سوراخ بند نہیں کیے جاتے ۶ اقامت میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتے وقت دائیں بائیں جانب منہ نہیں پھیرا جاتا۔

۵۔مسائلِ اذان

ا۔سنت مؤکدہ

فرض نمازیں اور نماز جمعہ جب جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کی جائے تو ان کے لیے اذان سنت مؤکدہ ہے اور اس کا حکم مثل واجب ہے لہذا فرض نماز سے قبل اگر مسجد میں اذان نہ کہی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہوں گے۔

۲۔اہل جماعت کے لیے اذان کا حکم

اگر کسی گروہ یا جماعت سے چند نمازیں قضا ہو جائیں تو انھیں چاہیئے کہ پہلی نماز کے لیے اذان و اقامت دونوں کہیں اور باقی نمازوں میں صرف اقامت پر اکتفا کریں۔اگر اذان اور اقامت دونون کہہ لیں تو یہ بھی بہتر ہے۔یہ اس صورت میں ہے کہ ایک مجلس میں وہ سب پڑھیں اور اگر مختلف اوقات میں پڑھیں تو ہر مجلس میں پہلی کے لیے اذان کہیں۔مسجد میں بلا اذان و اقامت جماعت پڑھنا مکروہ ہے قضا نماز مسجد میں پڑھے تو اذان نہ کہے جو کوئی گھر میں نماز پڑے تو اس کیلی وہس کی مسجد کی اذان کافی ہے لیکن کہہ لینا مستحب ہے۔

۳۔اذان،نماز کے وقت میں کہنے کا حکم

وقت ہونے کے بعد اذان کہی جائے۔قبل از وقت کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے اذان کہنا شروع کردی واس طرح اذانہ ہوئی،اذان کا وقت مستحب وہی ہے جو نماز کا ہے یعنی فجر میں روشنی پھیلنے کے بعد اور مغرب اور جاڑوں کی ظہر میں اول وقت اور گرمیوں کی ظہر اور ہر موسم کی عصر وعشاء میں نصف وقت گزرنے کے بعد،مگر عصر میں اتنی تاخیر نہ ہو کہ نماز پڑھتے وقت مکروہ آجائے اور اگر اول وقت اذان ہوئی اور آخر وقت میں نماز ہوئی تو بھی سنت اذان ادا ہو جائے گی۔

۴۔اوصاف مؤذن

اذان کہنے کا اہل وہ ہے جو اوقات نماز پہچانتا ہو اور جو وقت نہ پہچانتا ہو تو وہ اس ثواب کا مستحق نہیں

جو مؤذن کے لیے ہے۔ مستحب یہ ہے مؤذن مرد، عاقل، صالح، پرہیزگار، عالم بالسنۃ ، صاحب وجاہت لوگوں کے احوال کا نگران ہو اور جو جماعت سے رہ جانے والے ہوں ان کو زجر کرنے والا ہو اذان پر مداومت کرتا ہو اور ثواب کے لیے اذان دیتا ہو۔ یعنی اذان پر اجرت نہ لیتا ہو۔ اگر مؤذن نابینا اور وقت بتانے والا کوئی ایسا ہے کہ صحیح بتادے تو اس کا اور آنکھ والے کا اذان کہنا یکساں ہے۔

۵۔ اعادۂ نماز میں دوبارہ اذان کہنے کی ضرورت نہیں

لوگوں نے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی بعد کو معلوم ہوا کہ وہ نماز صحیح نہ ہوئی تھی اور وقت باقی ہے تو اسی مسجد میں جماعت سے پڑھیں اور اذان کا اعادہ نہیں اور اگر وقت میں وقفہ نہ ہو تو اقامت کی بھی حاجت نہیں اور زیادہ وقفہ ہوا تو اقامت کہے اور وقت جاتا رہا تو غیر مسجد میں اذان و اقامت کے ساتھ پڑھیں۔

۶۔ اعادۂ اذان کی ضرورت

اگر اثنائے اذان میں مؤذن مر گیا یا اس کی زبان بند ہوگئی یا رک گیا اور کوئی بتانے والا نہیں یا اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے چلا گیا یا بیہوش ہوگیا تو ان سب صورتوں میں نئے سرے سے اذان کہی جائے وہی کہے خواہ دوسرا۔

۷۔ اذان کہنے کے مختلف مواقع

بچے اور مغموم کے کان میں اور مرگی والے اور غضبناک اور بدمزاج آدمی یا جانور کے کان میں اور لڑائی کی شدت اور آتش زدگی کے وقت اور بعد دفن میت اور جن کی سرکشی کے وقت اور مسافر کے پیچھے اور جنگل میں جب راستہ بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو اس وقت اذان مستحب ہے۔ وبا کے زمانے میں بھی مستحب ہے۔

۸۔ جن نمازوں سے قبل اذان نہیں

فرائض کے سوا باقی نمازوں مثلاً وتر، جنازہ، عیدین، نذر، سنن، رواتب، تراویح، استسقاء، چاشت

،کسوف، خسوف اور نوافل میں اذان نہیں۔

۹۔ جن حضرات کی اذان جائز ہے

سمجھ والا بچہ غلام اور اندھے کی اذان صحیح ہے بے وضو اذان کہنا اچھا نہیں ہے۔ لہذا سمجھداری اسی میں کہ باوضو اذان دی جائے۔

۱۰۔ جمعہ کے دن ظہر کی اذان نہ کہی جائے

جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز کے لیے اذان ناجائز ہے اگر چہ ظہر پڑھنے والے معذور ہوں جن پر جمعہ فرض نہ ہو

۱۱۔ قضا نماز کے لیے اذان کا طریقہ کار

جماعت بھر کی نماز قضا ہوگئی تو اذان واقامت سے پڑھیں اور اکیلا بھی قضا کے لیے اذان و اقامت کہہ سکتا ہے جبکہ جنگل میں تنہا ہو۔ کیونکہ قضا کا اظہار اچھا نہیں مسجد میں قضا کے لیے اذان نہ کہے ۔ہاں اگر ایسے سبب سے قضا ہوگئی جس میں وہاں کے تمام مسلمان مبتلا ہو گئے تو اگر چہ مسجد میں پڑھیں اذان کہیں۔

۱۲۔ ایک اذان دوسرے مقام کی اذان کے لیے کافی ہے

اگر بیرونِ شہر وقریہ باغ یا کھیتی وغیرہ ہے اور وہ جگہ قریب ہے تو گاؤں یا شہر کی اذان کفایت کرتی ہے پھر بھی اذان کہہ لینا بہتر ہے اور جگہ قریب نہ ہو تو کافی نہیں۔ قریب کی حد یہ ہے کہ یہاں کی اذان کی آواز وہاں تک پہنچتی ہو۔

۱۳۔ گاؤں کی مسجد میں اذان واقامت

گاؤں میں مسجد ہے کہ اس میں اذان واقامت ہوتی ہے تو وہاں گھر میں نماز پڑھنے والے کا وہی حکم ہے جو شہر میں ہے اور مسجد نہ ہو تو اذان واقامت میں اس کا حکم مسافر کا سا ہے۔

باب ۲۰

اجزائے نماز

نماز کے چند اہم جزو ہیں جن کا نماز میں ادا کیا جانا ضروری ہے جنھیں اجزائے نماز کہا جاتا ہے۔ان اجزاء میں سے کچھ نماز سے قبل پورے کیے جاتے ہیں۔

جنھیں شرائط نماز کہا جاتا ہے اور کچھ نماز میں ادا کیے جاتے ہیں جنھیں ارکانِ نماز کہا جاتا ہے۔ان دونوں کے علاوہ چند چیزیں نماز کی ترتیب میں شامل ہیں جن کے بغیر نماز کی مکمل صورت نہیں بنتی جنھیں اجزائے ترتیبی کہا جاتا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ اجزائے نماز یہ ہیں (۱) شرائطِ نماز (۲) ارکانِ نماز (۳) اذکارِ نماز (۴) واجبات نماز (۵) سنن نماز (۶) مستحبات نماز۔

ا۔ شرائط نماز

شرائط نماز وہ امور ہیں جن کا نماز قائم کرنے سے پہلے پورا کرنا ضروری ہے۔انھیں شرائط نماز اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے بغیر نماز درست نہیں، اسی لیے انھیں نماز کے صحیح ہونے کی شرائط بھی کہا جاتا ہے لہذا راہ حق کے متلاشیوں کو ان کا جاننا ضروری ہے تاکہ ان پر عمل کیا جا سکے۔شرائط نماز سات ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ طہارت جسم

نماز کے لیے طہارت جسم شرط اول ہے اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی نجاست غلیظہ لگی ہوئی ہو جس کے لیے غسل ضروری ہوتا ہے تو اسے غسل کر لینا چاہیئے اگر وضو کی ضرورت ہے تو نماز پڑھنے سے پہلے وضو کر لینا ضروری ہے لہذا میرے دوست! یاد رکھ کہ جسم جب تک نجاست حقیقی اور حکمی سے پاک نہ ہوگا، نماز پڑھنا درست نہیں۔

نماز پڑھنے والے کا جسم اگر نماز سے پہلے کسی جنب یا حیض و نفاس والی عورت کے جسم سے

چھو جائے تو نماز ہو جائے گی۔

کسی شخص نے اپنے آپ کو بے وضو خیال کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی بعد میں معلوم ہوا کہ بے وضو نہ تھا، نماز نہ ہوگی۔

اگر نجاست قدر مانع سے کم ہے جب بھی مکروہ ہے پھر نجاست غلیظہ بقدر درہم ہے تو مکروہ تحریمی اور اس سے کم تو خلاف سنت ہے۔

امام کی جیب میں کوئی ناپاک کپڑا، یا چیز ہو تو نماز ادا نہ ہوگی ایسے ہی اگر کوئی اکیلے نماز پڑھے اور اس کی جیب میں ناپاک کپڑا یا چیز ہو تو اس کی بھی نماز نہ ہوگی۔

ان مسائل سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے سے پہلے طہارت جسم یعنی بدن کا پاک صاف ہونا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل تقوی اور صوفیا اس شرط کا خاص خیال رکھتے ہیں۔

پانچ طرح سے انسان کا جسم ناپاک ہو جاتا ہے اور ان صورتوں میں غسل کر کے اپنے آپ کو پاک کرنا فرض ہے اگر کوئی ان صورتوں میں پاکیزگی حاصل کیے بغیر نماز پڑھ لے تو وہ گنہگار ہوگا۔

۱۔ بیداری کی حالت میں اگر انسان کے جسم سے ناپاک مادہ نکل کر جسم پر لگ جائے تو اس صورت میں نہا کر اپنے آپ کو پاک کرنا ضروری ہے۔

۲۔ جماع سے غسل فرض ہو جاتا ہے اگر کوئی اسی حالت میں ناپاک جسم سے نماز پڑھے گا تو گنہگار ہوگا۔

۳۔ احتلام سے بھی انسانی جسم ناپاک ہو جاتا ہے لہذا اس صورت میں بھی جسم پاک کیے بغیر اگر کوئی نماز پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی۔

۴۔ حیض سے غسل فرض ہو جاتا ہے اس لیے حیض کی حالت میں ناپاک جسم سے نماز پڑھنے سے عورت گنہگار ہوگی۔

۵۔ نفاس کی صورت میں بھی جسم کو پاک کر کے نماز پڑھنی چاہیے۔

۲۔ لباس کا پاک ہونا

نماز پڑھنے سے پہلے لباس کا پاک ہونا ضروری ہے یعنی نماز پڑھنے والے نے جو کپڑے پہن رکھے ہوں وہ سب پاک صاف ہونے چاہئیں۔ قمیض، شلوار، ٹوپی، کوٹ، شیروانی، چادر، کمبل، دستانے

، جرابیں، الغرض نمازی نے جو چیز بھی پہنی ہو اس کا پاکیزہ ہونا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھو۔ المدثر: ۴)

اگر نمازی کا کپڑا یا جسم نماز کے دوران بقدر مانع ناپاک ہو گیا اور تین تسبیح کا وقفہ ہوا نماز نہ ہوئی۔ اور اگر نماز شروع کرتے وقت کپڑا ناپاک تھا یا کسی ناپاک چیز کو لیے ہوئے تھا اور اسی حالت میں شروع کر لی اور اللہ اکبر کہنے کے بعد جدا کیا تو نماز نہ ہوگی۔

اگر کوئی کپڑا چوتھائی سے زیادہ نجس ہو اور دھونے کے لیے پانی نہ ملے، تو اس سے نماز پڑھنا اس صورت میں جائز ہے جبکہ اس کے پاس کوئی اور پاک کپڑا نہیں ہے تو اسی میں نماز پڑھ لینا جائز ہے اور بعد میں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

کسی کا کپڑا دھوبی کے پاس جاتا رہے اور دھوبی کسی دوسرے کا کپڑا اس کو بدل کر دے دے تو اس کپڑے کو لینا اور اس سے نماز پڑھنا اس صورت میں درست ہے جبکہ اپنا کپڑا جو گم ہو گیا اس کپڑے سے اچھا تھا یا مساوی، تو اس کو استعمال میں لانا، اور اس سے نماز پڑھنا درست ہے اور اگر اپنا خراب تھا اور یہ اچھا تو درست نہیں۔

کامل تحقیق و تفتیش کے بعد بھی نشان نہ ملے تو اگر خود حاجت مند ہے تو استعمال کرے ورنہ صدقہ کر دے۔

مرد کا ریشمی لباس پہن کر یا مرد اور عورت میں سے کسی کا ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جس میں کسی جاندار کی تصویر ہو، مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔

اگر امام کے سر پر عمامہ کی بجائے ٹوپی ہو تو نماز مکروہ نہیں ہوتی۔ البتہ اگر کوئی شخص عمامہ کے بغیر گھر سے نہ نکلتا ہو تو ایسے شخص کے لیے نماز ہی بلا عمامہ مکروہ ہے خواہ امام ہو یا نہ ہو۔ غرج کراہت اس کے لیے ہے جو عمامہ مجمعوں میں نہ جاتا ہو اور جو بلا عمامہ جاتا ہو، اس کے لیے مکروہ نہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزوں سے کپڑے کو دھویا جاتا ہے ۱۔ پاخانہ ۲۔ پیشاب ۳۔ قے ۴۔ خون ۵۔ منی سے۔ ایسے ہی ایک مرتبہ حضرت خولہ بنت یسار نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا ہے، اسی میں حیض آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاکی کے بعد خون کی جگہ کو دھو کر اسی کپڑے میں نماز پڑھو۔ میں نے عرض کیا، اگر اس کا داغ ختم نہ ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانی سے دھو لینا کافی ہے، اس کا نشان تمھیں کچھ نقصان نہ

پہنچائے گا۔

۳۔نماز کی جگہ کا پاک ہونا

نمازی کو نماز پڑھنے سے قبل اس امر کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ جس جگہ پر وہ نماز پڑھنے لگے اس جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے یعنی اس جگہ کوئی حکمی یا حقیقی غلاظت نہ لگی ہو۔ جگہ سے مراد زمین کا وہ حصہ ہے جو نمازی نماز پڑھتے وقت گھیرتا ہے۔ خالی زمین کا پاک صاف ہونا بھی ضروری ہے اور اگر اس پر چٹائی یا مصلیٰ کا پاک ہونا بھی ضروری ہے اگر چہ نماز صحیح ہونے کے لیے صرف نماز والی جگہ کا پاک ہونا شرط ہے لیکن ایسی جگہ نماز پڑھنا اچھا نہیں جو پاک تو ہے لیکن اس کے قریب ہی غلاظت ہے اور اس کی بُو پھیل رہی ہو۔ پاک صاف جگہ کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:۔

اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ اَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجدوں کے بنانے اور ان کو پاک صاف اور خوشبودار رکھنے کا حکم دیا۔ (سنن ابوداؤد)

ایک اور مقام پر حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

يَاْمُرُاَنْ نَّصْنَعَ الْمَسَاجِدَ فِيْ دُوْرِنَا وَنُصْلِحَ صَنْعَتَهَا وَنُطَهِّرَ هَا .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو محلوں میں مسجدیں بنانے اور ان کی اصلاح کرنے اور انھیں پاک صاف رکھنے کا حکم دیتے تھے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے اگر ناپاک زمین پر کپڑا بچھا کر نماز پڑھے تو نماز نہیں ہوگی کیونکہ جگہ ناپاک ہے۔ البتہ چھت تخت، برف اور پل پر نماز پڑھ لینا جائز ہے اگر وہاں کی جگہ پاک ہو۔ ایسے ہی کشتی جہاز اور ریل پر بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔ البتہ سات جگہوں پر نماز پڑھنا منع ہے ۱ ناپاک جگہ ۲ ذبح خانہ ۳ قبرستان ۴ سڑک اور شارع عام ۵ غسل خانہ ۶ اونٹ بیٹھنے کی جگہ ۷ بیت اللہ شریف کے اوپر۔

اگر لکڑی کے تختے یا بچھی ہوئی اینٹوں یا پتھر پر یا ایسی ہی کسی موٹی یا سخت چیز پر نماز پڑھیں بشرطیکہ

اس کا وہ رخ جس پر نماز پڑھی پاک ہو تو نماز ہو جائے گی۔ دوسرا رخ ناپاک ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر پتلے کپڑے پر نماز پڑھی اور اس کے دوسرے رخ پر نجاست تھی تو نماز نہ ہوگی۔

اگر کپڑا دہرا ہو اور دونوں تہیں آپس میں سلی ہوئی نہ ہوں اور اوپر والی اتنی موٹی ہو کہ نیچے کی نجاست کا رنگ یا بو محسوس نہ ہو تو ہو تو نماز ہو جائے گی اور اگر دونوں تہیں سلی ہوئی ہوں تو احتیاط اس میں ہے کہ اس پر نماز نہ پڑھیں۔

چھت، خیمہ، سائبان اگر نجس ہوں اور مصلی پر کھڑے ہونے میں سر کو لگیں جب بھی نماز نہ ہوگی۔

مصلی کے بدن پر نجس کبوتر بیٹھا نماز ہو جائے گی۔

جس جگہ نماز پڑھے اس کے طاہر ہونے سے مراد موضع سجود و قدم کا پاک ہونا ہے۔ جس چیز پر نماز پڑھتا ہو اس کے سب حصہ کا پاک ہونا شرط صحت نماز نہیں اگر ایک قدم کی جگہ پاک تھی اور دوسرا قدم جہاں رکھے گا ناپاک ہے اس نے اس پاؤں کو اٹھا کر نماز پڑھی ہوگئی۔ ہاں بے ضرورت ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۴۔ ستر پوشی

جسم پر لباس پہننے کو ستر پوشی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک فطری تقاضا ہے کہ جسم کو گرمی سردی اور بارش کے اثرات سے بچانے کے لیے چھپایا جائے۔ اس کے علاوہ ہر انسان میں اللہ تعالیٰ نے یہ شعور پیدا کر رکھا ہے کہ وہ اپنی شرمگاہ کو چھپانا ضروری سمجھتا ہے کیونکہ لباس انسان کی زینت ہے لہٰذا لباس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

يَا بَنِيٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ط

ترجمہ: اے نسل آدم! ہم نے تمھیں لباس دیا تا کہ تم اس سے شرمگاہوں کو چھپاؤ اور یہ تمھارے لیے زینت ہو۔ (اعراف:۲۶)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ لباس انسان کے لیے ضروری ہے اور پھر خاص کر نماز کے لیے ستر پوشی از حد ضروری ہے اس لیے بلاوجہ برہنہ نہیں رہنا چاہیئے کیونکہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رم کبھی برہنہ نہ رہو۔ کیوں کہ تمھارے ساتھ وہ ہیں جو تم سے کبھی جدا نہیں ہوتے، سوائے قضاء حاجت اور مباشرت کے وقت۔ (جامع ترمذی)

ایک اور مقام پر آپ نے فرمایا کہ برہنہ کوئی بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ (بخاری شریف)
اس سے معلوم ہوا کہ برہنہ رہنا اچھی بات نہیں۔

۵۔ مرد اور عورت کا ستر

مرد کے لیے ناف اور گھٹنوں کے درمیانی حصہ کو چھپانا فرض ہے کیونکہ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُ کُمْ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی عَاتِقَیْهِ مِنْهُ شَیْءٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص تم میں سے ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے جبکہ اس کے کندھوں پر اس سے کوئی چیز نہ ہو۔ (مسلم)

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ رَجُلٌ اَصِیْدُ فَاُصَلِّیْ فِی الْقَمِیْصِ الْوَاحِدِ قَالَ نَعَمْ وَازْرُرْهُ وَلَوْ بِشَوْکَةٍ.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں شکار کھیلتا ہوں کیا ایک ہی قمیص میں نماز پڑھ لوں، فرمایا ہاں گھنڈی لگا لے اگرچہ کانٹے کے ساتھ (سنن ابوداؤد)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یُّصَلِّیْ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ فَذَهَبَ وَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ رَجُلٌ یَّارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَكَ اَمَرْتَهٗ اَنْ یَّتَوَضَّأَ قَالَ اِنَّهٗ کَانَ یُصَلِّیْ وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَقْبَلُ صَلٰوةَ رَجُلٍ مُّسْبِلٍ اِزَارَهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ایک مرتبہ اپنی چادر لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اور وضو کر وہ گیا اور اس نے وضو کیا ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس کو وضو کرنے کا کیوں حکم دیا ہے؟ فرمایا وہ نماز پڑھ رہا تھا اور اس نے ازار لٹکائی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو چادر لٹکائے ہوئے نماز پڑھے۔

(سنن ابوداود، جامع ترمذی)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بالغہ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر نہیں ہوتی (سنن ابوداود، جامع ترمذی)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِيْ دِرْعٍ وَّخِمَارٍ لَيْسَ عَلَيْهَا اِزَارٌ قَالَ اِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا يُّغَطِّيْ ظُهُوْرَ قَدَمَيْهَا۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، کیا عورت کرتے اور اوڑھنی میں نماز پڑھ لے جبکہ اس میں تہبند نہ ہو۔ فرمایا جب کرتا پورا ہو اور اس کے قدموں کی پشت کو ڈھانکے۔ (سنن ابوداود)

۶۔ ستر چھپانا

جسم کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے اسے ستر کہا جاتا ہے۔ مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنے تک چھپانا فرض ہے۔ اور عورت کے لیے ہتھیلی، پاؤں اور چہرے کے علاوہ پورے جسم کا چھپانا فرض ہے ستر کے مسائل حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ستر عورت ہر حال میں واجب ہے خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے، بلا کسی غرض صحیح کے تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے یا نماز میں تو ستر بالا جماع فرض ہے یہاں تک کہ اگر اندھیرے مکان میں نماز پڑھی، اگر چہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس اتنا پاک کپڑا موجود ہے کہ ستر کا کام دے۔ اور ننگے نماز پڑھی بالا جماع نماز نہ ہوگی۔

۲۔ عورت کے لیے خلوت میں جبکہ نماز میں نہ ہو تو سارا بدن چھپانا واجب نہیں بلکہ صرف ناف سے گھٹنے تک، اور محرم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ چھپانا بھی واجب ہے اور غیر محرم کے سامنے اور نماز کے لیے اگر چہ تنہا اندھیری کوٹھڑی میں ہو تمام بدن سوائے پاؤں کے، جن کا بیان آگے آئے گا، چھپانا فرض ہے بلکہ جوان عورت کو غیر مردوں کے سامنے چہرہ کھلا رکھنا بھی منع ہے۔

۳۔ اتنا باریک کپڑا جس سے جسم نظر آئے ستر کے لیے کافی نہیں اس نے نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔ یونہی

اگر دوپٹہ میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ باریک ساڑھیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا جس سے ستر عورت نہ ہوسکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔

۴۔ آزاد عورتوں اور خنثیٰ مشکل کے لیے سارا بدن عورت ہے سوائے چہرہ ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے، سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں بھی عورت ہیں ان کا چھپانا بھی فرض ہے۔

۵۔ اتنا باریک دوپٹہ جس سے بال کی سیاہی چمکے عورت نے اوڑھ کر نماز پڑھی نہ ہوگی جب تک اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے۔

۶۔ خادمہ کے لیے سارا پیٹ اور پیٹھ اور دونوں پہلوں اور ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک عورت ہے۔

۷۔ دبیز کپڑا جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیئت معلوم ہوتی ہے۔ ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں اور ایسا کپڑا لوگون کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کیلیے بدرجہ اولیٰ ممانعت، بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں اس مسئلہ سے سبق لیں۔

۸۔ نماز میں ستر کے لیے پاک کپڑا ہونا ضروری ہے یعنی اتنا نجس نہ ہو جس سے نماز نہ ہوسکے۔ تو اگر پاک کپڑے پر قدرت ہے اور ناپاک پہن کر نماز پڑھی، نماز نہ ہوئی۔

۹۔ اس کے علم میں کپڑا ناپاک ہے اور اس میں نماز پڑھی' پھر معلوم ہوا کہ پاک تھا' نماز نہ ہوئی۔

۱۰۔ غیر نماز میں نجس کپڑا پہننا تو حرج نہیں اگر چہ پاک کپڑا موجود ہو اور جو دوسرا نہیں تو اسی کو پہننا واجب ہے۔ یہ اس وقت ہے کہ اس کی نجاست خشک ہو، چھوٹ کر بدن کو نہ لگے۔ ورنہ پاک کپڑا ہوتے ہوئے ایسا کپڑا پہننا مطلقاً منع ہے کہ بلاوجہ بدن ناپاک کرنا ہے۔

۷۔ نماز کا وقت ہونا

نمازی کو نماز کے وقت کا خیال رکھنا ضروری ہے یعنی جس نماز کے لیے جو وقت مقرر ہے اس وقت کے اندر نماز پڑھی جائے۔ وقت سے قبل نماز پڑھی جائے گی تو نماز نہ ہوگی۔ اگر نماز وقت کے بعد پڑھی جائے وہ قضا ادا ہوگی۔ اوقات نماز کے بارے میں مکمل مسائل پچھلے صفحات میں بیان کردیے گئے لیکن

ضروری احتیاطیں یہاں بھی درج کی جاتی ہیں:۔

۱۔دیہاتوں میں بعض ناواقف آفتاب نکلنے سے بہر ہی پہلے یعنی طلوع صبح صادق سے پہلے اذان کہہ دیتے ہیں پھراسی وقت سنت بلکہ فرض بھی بعض دفعہ پڑھ لیتے ہیں۔حالانکہ اس طرح نہ اذان ہوئی نہ نماز بلکہ قبل از وقت جواذان کہی گئی اس کا اعادہ کیا جائے۔

۲۔اگر کوئی کم فہم آدمی صبح کی نماز سورج نکلنے کے وقت پڑھے اگر چہ اس وقت کوئی نماز جائز نہیں ،مگر انھیں منع نہ کیا جائے بلکہ نماز کے بعد کہہ دیا جائے کہ نماز نہیں ہوئی ،سورج بلند ہونے کے بعد پڑھیں۔

۳۔نماز عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کی نماز کے بعد دنیا کی باتیں کرنا ،قصے کہانی سننا اچھا نہیں لیکن دینی باتیں کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۴۔بعض دیہاتوں میں مرغ کی بانگ سن کر عام سیدھے سادے لوگ یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ صبح ہوگئی ،ایسا سمجھ لینا درست نہیں۔مرغ کی اذان کا کیا اعتبار؟ اکثر دیکھا گیا ہے کہ صبح سے بہت پہلے بلکہ جاڑوں کے دنوں میں بعض مرغ دو بجے سے اذان کہنا شروع کردیتے ہیں۔یونہی بول چال سن کر اور روشنی دیکھ کر بولنا شروع کردیتے ہیں غرض اس میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

۸۔نماز کی نیت

نماز شروع کرتے وقت نماز کی نیت یعنی قصد کرنا ضروری ہے۔نیت دل سے ارادہ کرنے کو کہتے ہیں۔کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھارے اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ کام کرنے میں نیت کو بڑا دخل ہے۔نیت کے بارے میں مسائل حسب ذیل ہیں:۔

۱۔نیت میں زبان کا اعتبار نہیں یعنی اگر دل میں مثلاً ظہر کا قصد کیا اور زبان سے لفظ عصر نکلا ،ظہر کی نماز ہوگئی۔لیکن دلی ارادے کے مطابق زبان سے بھی نیت کرنی چاہیئے۔

۲۔زبان سے کہہ لینا مستحب ہے اور اس مین کچھ عربی کی تخصیص نہیں ،فارسی وغیرہ مین بھی ہوسکتی ہے اور تلفظ میں ماضی کا صیغہ ہو مثلاً نَوَیْتُ یا نیت کی میں نے۔

۴۔تکبیر سے پہلے نیت کی اور شروع نماز اور نیت کے درمیان کوئی امر اجنبی مثلاً کھانا پینا ،کلام وغیرہ وہ امور جو نماز سے غیر متعلق ہیں ،فاصل نہ ہوں ،نماز ہو جائے گی اگر چہ تحریمہ کے وقت نیت حاضر نہ ہو۔

۵۔وضو سے پیشتر نیت کی تو وضو کرنا فاصل اجنبی نہیں ،نماز ہوجائے گی۔یونہی وضو کے بعد نیت کی

اس کے بعد نماز کے لیے چلنا پایا گیا نماز ہو جائے گی۔ اور یہ چلنا فاصل اجنبی نہیں۔

٦۔ تراویح میں تراویح کی اور باقی سنتوں میں سنت کی یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی نیت کرے۔

٧۔ نیت میں تعداد رکعات کی ضرورت نہیں ہے لیکن تعداد میں کہنا افضل ہے اگر تعداد رکعات کہنے میں غلطی ہو جائے لیکن نماز پھر بھی ہو جائے گی۔

٨۔ فرض قضا ہو گئے ہوں تو ان کی نیت میں تعیین یوم اور تعیین نماز ضروری ہے مثلاً فلاں دن کی فلاں نماز۔

٩۔ جمعہ میں فرض وقت کی نیت کافی نہیں۔ خصوصیت جمعہ کی نیت ضروری ہے۔

١٠۔ نماز واجب میں واجب کی نیت کرنی چاہیئے جیسا کہ نماز عید الفطر، یا عید الاضحیٰ یا نذر۔ اور وتر میں فقط وتر کی نیت کافی ہے۔

١١۔ یہ نیت کہ منہ میرا قبلہ کی طرف ہے، شرط نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ قبلہ سے اعراض کی نیت نہ ہو، لیکن کہنا بہتر ہے۔

١٢۔ نماز بہ نیت فرض شروع کی، پھر درمیان نماز میں یہ گمان کیا کہ نفل ہے اور بہ نیت نفل نماز پوری کی تو فرض ادا ہوئے۔ اور اگر نماز بہ نیت فرض شروع کی اور درمیان میں نفل کا گمان کیا اور اسی گمان کے ساتھ پوری کی تو نفل ہوئی۔

١٣۔ اگر دل میں نماز توڑنے کی نیت کی مگر زبان سے کچھ نہ کہا تو وہ بدستور نماز میں ہے۔ جب تک کوئی فعل منافی نماز نہ کرے۔

١٤۔ ایک نماز شروع کرنے کے بعد دوسری کی نیت کی تو اگر تکبیر جدید کے ساتھ ہے تو پہلی جاتی رہی دوسری شروع ہو گئی ورنہ وہی پہلی ہے، خواہ دونوں فرض ہوں یا پہلی فرض، دوسری نفل یا پہلی نفل دوسری فرض، اور یہ اس وقت ہے کہ دوبارہ نیت زبان سے نہ کرے ورنہ پہلی بہر حال جاتی رہی۔

١٥۔ مقتدی کو اقتداء کی نیت بھی ضروری ہے اور امام کو نیت امامت مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لیے ضروری نہیں، یہاں تک کہ اگر امام نے یہ قصد کر لیا کہ میں فلاں کا امام نہیں ہوں اور اس نے اس کی اقتدا کی، نماز ہو گئی۔ مگر امام نے امامت کی نیت نہ کی تو ثواب جماعت نہ پاۓ گا اور ثواب جماعت حاصل ہونے کے لیے مقتدی کی شرکت سے پیشتر نیت کر لینا ضروری نہیں بلکہ وقت شرکت بھی نیت کر

سکتا ہے۔

۱۶۔ مقتدی نے اگر صرف نماز امام یا فرض امام کی نیت کی اور اقتدا کا قصد نہ کیا تو نماز نہ ہوئی۔

۱۷۔ مقتدی نے بہ نیت اقتدا یہ نیت کی کہ جو نماز امام کی وہی نماز میری تو جائز ہے۔

۲۔ استقبالِ کعبہ

نماز پڑھتے وقت خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنے کو استقبال کعبہ کہا جاتا ہے۔ قرآن وحدیث سے یہ حکم ثابت ہے کہ نماز پڑھتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا ضروری ہے۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ

نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم قرآن مجید میں اس طرح ہے:۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ؕ

ترجمہ: پس اپنے چہرہ کو بیت اللہ کی طرف پھیر لو، اور جہاں کہیں ہو اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ (البقرہ:۱۴۴)

۲۔ مسلمانوں کے قبلہ کی طرف منہ کرو

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں اور نصرانیوں کی مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے ایمان لانے کے بعد ہماری طرح نماز پڑھے اور نماز میں ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے وہ مسلمان ہے۔

۳۔ قبلہ کی فرف منہ کر کے کھڑے ہونے کا حکم

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے ۱۶ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ پھر آپ نے اپنا رخ کعبہ کی طرف پھیر لیا، ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علی وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر انصار کی ایک قوم کے پاس گیا اس نے کہا کہ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ رسول اکرم سلی اللہ علیہ وسلم نے کعبۃ اللہ کی طرف چہرہ مبارک کیا۔ وہ لوگ یہ سنتے ہی کعبہ کی طرف پھر گئے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو پہلے پورا اور اچھی طرح وضو کرلو پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔

۴۔سفر میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی صورت

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر نماز ادا فرماتے خواہ اس کا منہ جدھر بھی ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وتر بھی اسی پر پڑھ لیتے لیکن آپ اس پر فرض نہ پڑھتے۔اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں ایک سمت کی جدھر کعبہ ہونے کا گمان ہو، نماز پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی۔

لیکن ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں نفل نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو اونٹنی کو قبلے کی طرف کر کے اللہ اکبر کہتے پھر جس طرف سواری کو لے جانا ہوتا اسی طرف نماز پڑھتے۔

۳۔قبلہ رخ نماز پڑھنے کے مسائل

ا۔مسئلہ خدا کو سجدہ

نماز اللہ ہی کے لیے ہے لہٰذا مسلمان کعبہ کو سجدہ نہیں کرتے بلکہ اللہ کے حکم کے مطابق کعبہ کی طرف رخ کر کے خدا کو سجدہ کرتے ہیں۔

۲۔عین کعبہ کی طرف منہ کرنے کا مسئلہ

کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم عام ہے کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ خانۂ خدا کی طرف منہ ہو۔جیسا کہ مکہ مکرمہ والے کرتے ہیں، یا اس جہت کی طرف منہ کرنا کافی ہے جیسا کہ خانۂ خدا سے دور رہنے والے کرتے ہیں۔اصل بات یہ ہے کہ جو عین کعبہ کی سمت خاص کی تحقیق کر سکتا ہے اگر چہ کعبہ آڑ میں ہو جیسے مکہ معظمہ کے مکانوں میں جبکہ چھت پر چڑھ کر کعبہ کو دیکھ سکتے ہیں تو عین کعبہ کی طرف منہ کرنا فرض ہے، جہت کافی نہیں اور جس کیلئے یہ تحقیق ناممکن ہو، اگر چہ خاص مکہ معظمہ میں ہو اس کے لیے جہت کعبہ کو

منہ کرنا کافی ہے۔

۳۔ کعبہ کے اندر جس طرف چاہے منہ کر لے

کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے لیے جس طرف چاہے منہ کر لے کیونکہ کعبہ میں جس طرف منہ کرے گا ،کعبہ سامنے ہوگا لیکن صرف حطیم کی طرف منہ کرنے سے نماز نہ ہوگی۔ جہت کعبہ کو منہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ منہ کی سطح کا جو کوئی جز کعبہ کی سمت مین واقع ہو تو اگر قبلہ سے کچھ انحراف ہے مگر منہ کا کوئی جز کعبہ کے مواجہہ میں ہے، نماز ہو جائے گی۔

۴۔ مریض کا کعبہ رخ منہ کرنا

اگر کوئی مریض سخت بیمار ہو اور اس کے پاس اسے قبلہ رخ کرنے والا نہ ہو اور وہ خود حرکت نہ کرسکتا ہو تو اس کا چہرہ جس جانب ہو، تو اسے اُسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ اگر بیمار کے پاس کوئی دوسرا شخص ہو جو بیمار کو کعبہ رخ کرسکتا ہو تو اسے چاہیئے کہ اس کا منہ قبلہ رخ کر دے۔

۵۔ جنگل میں قبلہ رخ تعین کرنا

اگر کوئی شخص ایسی جگہ پر ہو جہاں قبلہ کی سمت کو تعین نہ ہو سکے۔ اور نہ ہی وہاں کوئی بتانے والا ہو اور نہ ہی کوئی ایسی چیز نظر آئے جس سے سمت کعبہ کا اندازہ لگایا جاوے تو اس صورت میں دل میں سوچ بچار کرنے چاہیئے اور دل جس طرف گواہی دے اس طرف منہ کر کے نماز پڑھنی چاہیئے اگر سوچ بچار کے بغیر نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی اگر چہ بعد میں معلوم ہو جائے کہ نماز قبلہ ہی کی طرف پڑھی تھی تب بھی نماز نہ ہوئی۔ اگر بتانے والا نہیں ملا اور دل کی گواہی پر نماز پڑھ لی اور بعد میں معلوم ہوا کہ جس طرف نماز پڑھی ہے ادھر قبلہ نہیں ہے تو پھر بھی نماز ہو جائے گی۔

۶۔ سمت جاننے والے سے پوچھنا چاہیئے

اگر کوئی جاننے والا موجود ہے تو اس سے دریافت نہیں کیا، خود غور کر کے کسی طرف کو پڑھ لی تو اگر قبلہ ہی کی طرف منہ تھا ہوگئی ورنہ نہیں۔ جاننے والے سے پوچھا اس نے نہیں بتایا اس نے تحری کر کے نماز

پڑھ لی اب بعد نماز اس نے بتایا، نماز ہوگئی اعادہ کی حاجت نہیں اگر مسجدیں اور محرابیں وہاں ہیں مگران کا اعتبار نہ کیا بلکہ اپنی رائے سے ایک طرف کو متوجہ ہولیا۔ یا تارے وغیرہ موجود ہیں اور اس کو علم ہے کہ ان کے ذریعہ سے معلوم کرلے اور نہ کیا بلکہ سوچ کر پڑھ لی دونوں صورتوں میں نہ ہوئی۔ اگر خلاف جہت کی طرف پڑھی۔

۴۔ ارکانِ نماز

ارکان، رکن کی جمع ہے اور رکن کا مطلب ضروری جزء ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ رکن ہی کو فرض کہا جاتا ہے، یاد رہے کہ اقامت نماز کے لیے فرائض کو ادا کرنا بہت ضروری ہے اگر ان میں سے کوئی بھی رہ گیا تو نماز نہیں ہوگی اور یہ سات ہیں۔

(۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قرأت (۴) رکوع (۵) سجدہ (۶) قعدہ آخری (۷) خروج بصعنہ۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ا۔ تکبیرِ تحریمہ

نماز پڑھنے کے ارادہ سے کھڑے ہوکر سب سے پہلے جو اللہ اکبر کہا جاتا ہے اسے تکبیر تحریمہ کہا جاتا ہے۔ تکبیر تحریمہ سے نماز شروع ہو جاتی ہے اور نماز کے شروع ہونے سے پہلے جو کام کیے جاسکتے تھے وہ سب حرام ہو جاتے ہیں اور اس حرمت کی وجہ ہی سے اسے تکبیر یمہ کہا جاتا ہے۔

ا۔ تکبیر تحریمہ کے بارے میں فرمان الٰہی

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ" اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر (المدثر: ۳)' اس سے مراد نماز کے وقت اللہ اکبر کہنا ہے۔

۲۔ نماز کو تکبیر سے شروع کرنا

لفظ اللہ اکبر کہنے سے نماز شروع ہوتی ہے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا تَسْلِيْمٌ
نماز کو کھولنے والی طہارت ہے اور نماز کے اندر ہر چیز سے منع کرنے والی تکبیر ہے۔ اور کھولنے والا سلام ہے (جامع ترمذی)

۳۔ تکبیر تحریمہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کرتے، دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ابتداء کیا کرتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ یَدَیْهِ وَقَالَ اللّٰهُ اَکْبَرُ
حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت نماز کی طرف کھڑے ہوتے۔ قبلہ کی طرف منہ کرتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے اور کہتے اللہ اکبر۔ (سنن ابن ماجہ)

۴۔ تکبیر تحریمہ کی فضلیت

جماعت کے ساتھ شامل ہو کر تکبیر تحریمہ کو پانا بہت افضل ہے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ صَلّٰی لِلّٰهِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِیْ جَمَاعَةٍ یُدْرِكُ التَّكْبِیْرَةَ الْاُوْلٰی كُتِبَ لَهٗ بَرَآءَةٌ فَاِنَّ بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَآءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ.
جو شخص چالیس دن جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ پا کر نماز پڑھ لے تو وہ دوزخ اور نفاق سے بری ہو جائے گا۔ (جامع ترمذی)

۵۔ امام اور مقتدی دونوں کو اللہ اکبر کہنا چاہیے

تکبیر اولیٰ میں جماعت کی صورت میں دونوں یعنی امام اور مقتدی کو اللہ اکبر کہنا چاہیے کیونکہ مسلم میں

روایت ہے کہ جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو۔

۶۔ تکبیر تحریمہ اور قیام

جن نمازوں میں قیام فرض ہے ان میں تکبیر تحریمہ کے لیے قیام فرض ہے تو اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہا پھر کھڑا ہو گیا۔ نماز شروع ہی نہ ہوئی۔ لیکن نفل کے لیے تکبیر تحریمہ بیٹھ کر کہنا جائز ہے لہٰذا اگر تکبیر تحریمہ رکوع کے وقت کہی جائے تو نماز نہ ہوگی۔

۷۔ تکبیر تحریمہ کے بعد کھڑا ہونا ضروری ہے

تکبیر تحریمہ کے بعد کھڑا ہونا فرض ہے، لہٰذا جو شخص اللہ اکبر کہتے ہی رکوع میں چلا جائے اور اللہ اکبر کہہ کر کھڑا نہ ہو تو اس طرح نماز درست نہ ہوگی۔

۸۔ امام سے قبل تکبیر تحریمہ کہہ لینے سے نماز نہ ہوگی

امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہی۔ اگر اقتدا کی نیت ہے نماز میں نہ آیا ورنہ شروع ہو گئی مگر امام کی نماز میں شرکت نہ ہوئی بلکہ اپنی الگ شروع ہو گئی۔ امام کی تکبیر کا حال معلوم نہیں کہ کب کہی تو اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے کہی، نہ ہوئی۔ اور اگر غالب گمان ہے کہ امام سے پہلے نہیں کہی تو ہو گئی۔ اور اگر کسی طرف غالب گمان نہ ہو تو احتیاط یہ ہے کہ قطع کرے اور پھر سے تحریمہ باندھے۔ جو شخص تکبیر کے تلفظ پر قادر نہ ہو مثلاً گونگا ہو یا کسی اور وجہ سے زبان بند ہو۔ اس پر تلفظ واجب نہیں۔ دل میں ارادہ کافی ہے۔

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانا

تکبیر تحریمہ سے نماز شروع کرتے وقت کھڑے ہو کر جب اللہ اکبر کہا جاتا ہے تو اس وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ یاد رہے کہ جس وقت تکبیر کہی جائے اسی وقت ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔ چونکہ تکبیر کے ساتھ ہی ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔

ا۔ کانوں تک ہاتھ اٹھانا

تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانے چاہییں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَآ اُذُنَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ.

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت تکبیر کہتے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اپنے کانوں کے برابر لے جاتے اور جس وقت رکوع سے اپنا سر اٹھاتے پس کہتے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اسی طرح کرتے۔ایک اور روایت میں ہے یہاں تک کہ کانوں کے اوپر کی جانب کے برابر ہو جاتے۔(صحیح بخاری)

۲۔کانوں تک ہاتھ اٹھانے میں اختلافی مسئلے کا حل

بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت کندھوں تک ہاتھ اٹھائے جائیں اس کے بارے میں ان کا جواز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث پاک ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ آپ ہاتھ اس طرح اٹھاتے کہ دونوں کندھوں کے برابر ہو جاتے لیکن اس سے مراد یہی ہے کہ جب آپ ہاتھ اٹھاتے تو انگوٹھے کانوں تک پہنچ جاتے اور ہاتھ کے گھٹنے کندھوں کے برابر ہو جاتے لیکن اس سے مراد یہی ہے کہ جب آپ ہاتھ اٹھاتے تو انگوٹھے کانوں تک پہنچ جاتے اور ہاتھ کے گھٹنے کندھوں کے برابر ہو جاتے۔

عَنْ وَآئِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ اَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَاذٰى اِبْهَامَيْهِ اُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ يَرْفَعُ اِبْهَامَيْهِ اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تحقیق اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جس وقت نماز کی طرف کھڑے ہوتے دونوں ہاتھ اٹھاتے، یہاں تک کہ دونوں کندھوں کے برابر ہو جاتے، اور اٹھاتے اپنے انگوٹھے کانوں کے برابر، پھر تکبیر کہتے۔(سنن ابوداود) ایک روایت میں ہے۔انگوٹھے اٹھاتے اپنے کانوں کی لووں تک (مشکوٰۃ شریف)

نماز میں ہاتھ باندھنا

تکبیر تحریمہ کہہ کر زیر ناف ہاتھ باندھیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت حجر رضی

اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر زیر ناف باندھا۔اس سے معلوم ہوا کہ زیر ناف ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

مرد اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے اس طرح باندھے کہ بائیں ہاتھ کی کلائی کو داہنی چھنگلی اور انگوٹھے سے پکڑے یعنی چھنگلی اور انگوٹھے کا حلقہ کر کے بائیں ہاتھ کی کلائی کو پکڑے اور باقی تین انگلیاں اس پر پھیلا دے۔اور عورت اپنی دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی پر رکھ کر سینے پر باندھے۔حضرت شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہاتھ باندھنے میں ایک نکتہ پوشیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی لطیف حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اس کو شرف و بزرگی بخشا ہے۔اس کو اپنی توجہ کا محل اور وحی کا مورد بنایا ہے اس کو زمین و آسمان میں اس طرح برگزیدہ بنایا ہے کہ اس کی یہ بزرگی روحانی بھی ہے اور جسمانی بھی ،ارضی بھی ہے اور سماوی بھی ،انسان کو اس نے اپنی حکمت سے راست قد (چوپایوں کے خلاف)اور بلند و بالا بنایا ہے۔دل سے لے کر اوپر تک یعنی دل سے اوپر کا حصہ اسرار آسمانی کا خزینہ ہے اس طرح روحانی جذبات، نفس کے جذبات کے مقابلہ اور محاربہ میں مصروف رہتے ہیں۔اس تصادم اور جن کی وجہ سے فرشتوں اور شیطان کے اثرات کی کش مکش جاری و ساری رہتی ہے۔یہ مقابلہ اور کش مکش نماز کے وقت زیادہ شدید ہو جاتی ہے اس وقت ایمان اور طبیعت میں یہ کشاکش پیدا ہوتی ہے۔اس وقت نمازی کا دل جو سماوی بن گیا ہے فنا اور بقا کے درمیان آمد و شد میں مصروف ہوتا ہے۔چونکہ نفسانی جذبات اپنے مرکز سے اوپر کی طرف صعود کرنا چاہتے ہیں اور اعضاء و جوارح کا ان باطنی کیفیات و تصرفات سے ایک طرح کا تعلق ہے اس لیے اس وقت دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر گویا نفس کو مقید بنا لیا جاتا ہے اور نفسانی جذبات کو صعود سے روک دیا جاتا ہے۔نفس کے مقید ہو جانے کا پتہ اس صورت میں چلتا ہے کہ اس کے بعد نفسانی تصورات کا صعود نماز میں موقوف ہو جاتا ہے۔

۲۔ قیام

نماز میں کھڑا ہونے کو قیام کہتے ہیں لیکن سیدھا کھڑا ہونا چاہیئے۔فرض اور واجب نمازوں میں اتنا قیام ضروری ہے جس میں فرض قرأت پڑھی جا سکے۔لیکن اگر کوئی شخص کمزوری، بیماری، خوف یا کسی اور وجہ کی بنا پر کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے لیکن اس کے برعکس نفل نماز میں قیام فرض نہیں اس لیے بلا عذر بھی بیٹھ کر نفل پڑھنا جائز ہے۔

۱۔ قرآن میں قیام کا حکم

قیام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ. اللہ کے سامنے عاجزی سے کھڑے ہو جاؤ۔ (البقرہ: ۲۳۸)

۲۔ نماز میں کھڑا ہونے کے بارے میں حدیث

نماز میں قیام یعنی کھڑا ہونا ضروری ہے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰی جَنْبٍ
کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر کھڑا ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر، اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو کروٹ کے بل لیٹ کر نماز پڑھ لو۔ (بخاری شریف)

۳۔ نمازوں میں قیام فرض ہے

فرض و وتر عیدین و سنت فجر میں قیام فرج ہے کہ بلا عذر اگر کوئی بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا نہ ہوں۔

۴۔ نوافل بیٹھ کر پڑھنا

طاقت کے باوجود بلا عذر نوافل میں نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے لیکن جسم میں طاقت ہو تو نوافل بھی کھڑے ہو کر پڑھے جائیں کیونکہ بیٹھ کر نوافل پڑھنے میں ثواب قدرے کم ہو جاتا ہے۔

۵۔ قیام ساقط ہونے کا عذر

کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذر نہیں بلکہ قیام اس وقت ساقط ہوگا کہ کھڑا نہ ہو سکے یا سجدہ نہ کر سکے، یا کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے میں زخم بہتا ہے یا کھڑے ہونے کی حالت میں قطرہ بھی آتا ہو یا چوتھائی ستر کھلتا ہے یا قرأت سے مجبور محض ہو جاتا ہے یونہی کھڑا ہو سکتا ہے مگر اس سے مرض میں زیادتی ہوتی ہے یا دیر میں اچھا ہوگا یا ناقابل برداشت تکلیف ہوگی تو بیٹھ کر پڑھے۔ اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے۔ اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اتنا

ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔

۶۔ کشتی پر سوار کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھ لینا جائز ہے

کشتی پر سوار ہے اور وہ چل رہی ہے تو بیٹھ کر اس پر نماز پڑھ سکتا ہے۔ یعنی جب چکر آنے کا گمان غالب ہو اور کنارے پر اتر نہ سکتا ہو۔

۷۔ نماز میں قیام پر قادر نہ ہونے کی مختلف صورتیں

ایک پاؤں پر کھڑا ہونا یعنی دوسرے کو زمین سے اٹھا لینا مکروہ تحریمی ہے اور اگر عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو حرج نہیں۔ اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدہ نہیں کر سکتا تو اسے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے پڑھے اور کھڑے ہو کر بھی پڑھ سکتا ہے۔ جو شخص سجدہ تو کر سکتا ہے مگر سجدہ کرنے سے زخم بہتا ہے۔ جب کہ اسے بیٹھ کر اشارے سے پڑھنا مستحب ہے اور کھڑے ہو کر اشارے سے پڑھنا بھی جائز ہے جس شخص کو کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے یا زخم بہتا ہے اور بیٹھنے سے نہیں تو اس پر فرض ہے کہ بیٹھ کر پڑھے اگر کسی طور پر اس کی روک نہ کر سکے تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑے ہو کر بھی کچھ پڑھ سکتا ہے تو فرض ہے کہ جتنی پر قادر ہو کھڑے ہو کر پڑھے۔ باقی بیٹھ کر۔ اگر اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لیے جانے کے بعد کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے گا اور گھر میں پڑھے تو کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہے تو گھر میں پڑھے۔ جماعت میسر ہو تو جماعت سے ورنہ تنہا پڑھے۔

۸۔ آداب قیام

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قیام کے وقت سر جھکا دینا چاہیئے اور نظر کو سجدہ گاہ پر مرکوز رکھنا چاہیئے قیام میں سیدھا کھڑا ہونا ضروری ہے۔ دوران قیام دونوں پاؤں کے درمیان چار انگلیوں کا فاصلہ رکھنا چاہیئے کیونکہ دونوں ٹخنوں کا ملانا منع ہے اسی طرح ایک ٹانگ کو دوسری سے اونچا نہ کیا جائے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ایسے ہی ایک پاؤں پر زیادہ زور دینا اور ایک پر کم زور دینا بھی مناسب نہیں ہے بلکہ دونوں پاؤں پر برابر زور دینا چاہیئے۔

۳۔ قرأت

قرآن مجید پڑھنے کو قرأت کہا جاتا ہے، نماز میں قرآن کی کم از کم ایک آیت پڑھنا امام یا اکیلے نماز پڑھنے والے پر فرض ہے اور سورۂ فاتحہ یعنی الحمد پڑھنا واجب ہے۔ سورۂ فاتحہ کو اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے بعد شروع کریں، نماز میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ قرأت کے تابع ہیں اور مقتدی پر قرأت نہیں، اس لیے اعوذ باللہ اور بسم اللہ کا پڑھنا بھی مقتدی کے لیے مسنون نہیں۔ البتہ جس مقتدی کی کوئی رکعت رہ گئی ہو تو جب وہ اپنی باقی ماندہ رکعت پڑھے تو بسم اللہ اور اعوذ باللہ پڑھے۔ تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور بسم اللہ ہر رکعت کے اول مسنون ہے۔ اور فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نماز وتر اور سنت اور نفل کی تمام رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورۃ یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا واجب ہے۔ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے سوا ہر نماز کی ہر رکعت میں خواہ وہ نماز فرض ہو یا واجب یا سنت یا نفل، سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ اس کے متعلق احادیث نیچے ہیں۔

قرآن پاک میں قرأت کے بارے میں رب عزّ وجل کا ارشاد ہے:۔

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط

ترجمہ: قرآن سے جو میسر آئے پڑھو۔ (المزمل: ۲۰)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے کہ:۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور چپ رہو اس امید پر کہ رحم کیے جاؤ۔ (الاعراف: ۲۰۴)

ان آیات کریمہ سے یہ معلوم ہوا کہ نماز میں مطلق قرأت فرض ہے کسی خاص سورۃ یا آیت کے پڑھنے کا تعین نہیں۔ جس وقت قرآن کریم پڑھا جائے نماز میں خواہ نماز کے علاوہ اس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب ولازم ہے۔ اس سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ یہ آیت مقتدی کے سننے اور خاموش رہنے کے بارے میں ہے۔

ا۔ نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا

نماز کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ یعنی الحمد کا پڑھنا واجب ہے۔ اس کے بارے میں رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ لِّمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَصَاعِدًا.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو سورۂ فاتحہ نہ پڑھے (بخاری شریف) مسلم کی ایک روایت میں ہے اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو الحمد اور زیادہ نہ پڑھے (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث پاک میں یہی بات بتائی گئی ہے کہ اگر نماز میں سورت فاتحہ نہ پڑھی جائے تو نماز نہیں ہوگی اس سے پتہ چلا کہ نماز میں الحمد پڑھنا لازمی ہے۔

۲۔فرض کی آخری دو رکعت میں صرف سورت فاتحہ کا پڑھنا

چار رکعت فرض کی نماز میں آخری دو رکعتوں میں صرف سورت فاتحہ پڑھنی چاہیئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا۔اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِى الظُّهْرِ فِى الْاُوْلَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا وَيُطَوِّلُ فِى الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مَالَا يُطِيْلُ فِى الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهٰكَذَا فِى الْعَصْرِ وَ هٰكَذَا فِى الصُّبْحِ.

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعت میں سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھتے کبھی ہم کو آیت سناتے ،پہلی رکعت میں قرأت لمبی کرتے اس قدر کہ دوسری میں لمبی نہ کرتے اور اسی طرح عصر میں اور اسی طرح صبح میں کرتے۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث پاک سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورت فاتحہ پڑھنی چاہیئے۔اس کے بعد کوئی سورت نہیں پڑھی جاتی۔اگر کسی نے سورت پڑھ لی تو اس پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا۔کیونکہ فرض کی آخری دونوں رکعتوں میں سورت کا ترک کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

۳۔امام کے لیے بلند آواز سے قرأت کرنا

امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضا ہوں یا ادا، جمعہ ،عیدین، تراویح اور رمضان کے وتروں میں بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ منفرد یعنی تنہا پڑھنے والے کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اختیار ہے کہ بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ پڑھے۔ امام اور منفرد پر ظہر اور عصر کی کل رکعتوں میں مغرب وعشاء کی آخری رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرات کرنا واجب ہے، جو نفلی نمازیں دن میں پڑھی جائیں ان میں قرات آہستہ کرنی چاہیئے اور جو نفل نمازیں رات کو پڑھی جائیں ان میں قرأت آہستہ پڑھنے کا اختیار ہے منفرد اگر فجر ،مغرب اور عشاء کی قضاء دن میں پڑھے تو ان میں بھی اس کو آہستہ قرأت کرنا واجب ہے۔ اگر رات کو قضا پڑھے تو منفرد آواز سے یا آہستہ پڑھنے کا مجاز ہے۔

۴۔ جہر اور آہستہ میں فرق

جہر کے یہ معنی ہیں کہ دوسرے لوگ یعنی وہ کہ صف اول میں ہیں سن سکیں۔ یہ ادنیٰ درجہ ہے اور اعلیٰ کے لیے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ کہ خود سن سکے۔ اس طرح پڑھنا کہ فقط دو ایک آدمی جو اس کے قریب ہیں سن سکیں، جہر نہیں بلکہ آہستہ ہے اور حاجت سے زیادہ اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ اپنے یا دوسرے کے لیے باعث تکلیف ہو مکروہ ہے۔

۵۔امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت نہیں کرنی چاہیئے

جب امام قرأت کر رہا ہو تو اس وقت مقتدی کو خاموشی سے سننا چاہیئے کیونکہ اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِیْهَا بِالْقِرَآءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَمَعِیَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اٰنِفًا فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازِعُ الْقُرْاٰنُ قَالَ فَانْتَهَی النَّاسُ عَنِ الْقِرَآءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا جَهَرَ فِیْهِ بِالْقِرَآءَةِ مِنَ الصَّلٰوٰتِ حِیْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نماز سے پھرے جس میں قرأت جہر ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ پڑھا ہے، ایک آدمی نے کہا جی، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا میں کہتا ہوں کیا ہے کہ قرآن مجھ سے چھینا جھپٹی کرتا ہے۔ کہا کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن پڑھنے سے رک گئے، جن نمازوں میں جہری قرأت کی جاتی ہے۔ جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا۔ (سنن ابوداود، جامع ترمذی، سنن نسائی)

۶۔ ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا

فرض کی ایک رکعت میں دو سورتیں نہ پڑھے اور منفرد پڑھ لے تو حرج بھی نہیں بشرطیکہ ان دونوں سورتوں میں فاصلہ نہ ہو اور اگر بیچ میں ایک یا چند سورتیں چھوڑ دیں تو مکروہ ہے۔

۷۔ مسنون سورتیں

سفر میں اگر امن وقرار ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر وظہر میں سورۂ بروج یا اس کی مثل سورتیں پڑھے اور عصر وعشاء میں اس سے چھوٹی اور مغرب میں قصار مفصل کی چھوٹی سورتیں اور جلدی ہو تو ہر نماز میں جو چاہے پڑھے۔

حضر یعنی غیر سفر میں جبکہ وقت تنگ نہ ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر وظہر میں طوال مفصل پڑھے اور عصر وعشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل اور ان سب صورتوں میں امام ومنفرد دونوں کا ایک حکم ہے۔

سورۂ حجرات سے آخر تک قرآن مجید کی سورتوں کو مفصل کہتے ہیں، اس کے یہ تین حصے ہیں، سورۂ حجرات سے بروج تک طوال مفصل، اور بروج سے لم یکن تک اوساط مفصل اور لم یکن سے آخر تک قصار مفصل۔

۸۔ ایک سورت کی مختلف آیات پڑھنا

فرائض کی پہلی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں۔ اور دوسری میں دوسری جگہ سے چند آیتیں پڑھیں اگرچہ اسی سورت کی ہوں، تو اگر درمیان میں دو یا زیادہ آیتیں رہ گئیں تو حرج نہیں مگر بلا ضرورت ایسا نہ کرے اور اگر ایک ہی رکعت میں چند آیتیں پڑھیں پھر کچھ چھوڑ کر دوسری جگہ سے پڑھا تو مکروہ ہے اور

بھول کر ایسا ہوا تو لوٹے اور چھوٹی ہوئی آیتیں پڑھے۔

۹۔ بے ترتیبی سورتیں نہ پڑھیں

قرآن مجید سورتیں جس ترتیب سے ہیں اسی ترتیب سے پڑھنی چاہیے ، پہلی رکعت میں پہلی ترتیب والی سورت پڑھے اور دوسری رکعت میں قرآن مجید کی ترتیب کے مطابق بعد میں آنے والی صورت پڑھیں یہ مکروہ تحریمی ہے مثلاً قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ۔ ایسا کرنا درست نہیں ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ، جو قرآن الٹ کر پڑھتا ہے خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کا دل الٹ دے۔

اور بھول کر ہو تو نہ گناہ نہ سجدۂ سہو۔

اور بچوں کی آسانی کے لیے پارۂ عَمّ خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا جائز ہے۔

۱۰۔ نوافل میں قرأت

دن میں نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کے نوافل میں اگر تنہا پڑھے تو اختیار ہے اور جماعت سے رات کے نفل پڑھے تو جہر واجب ہے۔

جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے اور افضل جہر ہے جبکہ ادا پڑھے اور قضا پڑھے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

۱۱۔ نمازوں میں مسنون قرأت

نماز فجر ، ظہر ، عصر ، مغرب اور عشاء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن سورتوں کی تلاوت کیا کرتے تھے ان کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ذیل ہیں :۔

۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَنَحْوِهَا وَكَانَتْ صَلٰوتُهُ بَعْدُ تَخْفِيْفًا .

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں قٓ والقرآن المجید اور اس جیسی سورتیں پڑھتے تھے اور آپ کی نماز ہلکی ہوتی تھی۔ (صحیح مسلم)

۲۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِیْ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنت فجر کی دو رکعتوں میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے۔ (صحیح مسلم)

۳۔عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ بِاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَفِیْ رِوَایَةٍ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَفِی الْعَصْرِ نَحْوَ ذٰلِکَ وَفِی الصُّبْحِ اَطْوَلَ مِنْ ذٰلِکَ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر میں واللیل اذا یغشٰی ،ایک روایت میں ہے سبح اسم ربك الاعلیٰ پڑھتے اور عصر میں اس کی مانند اور صبح میں اس سے لمبی سورتیں۔ (صحیح مسلم)

۴۔عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ مغرب میں سورۃ والطور پڑھ رہے تھے (صحیح بخاری)

۵۔عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْعِشَآءِ وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ وَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز میں وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ پڑھ رہے تھے اور آپ سے زیادہ خوش آواز میں نے کسی کو نہیں سنا۔ (صحیح بخاری)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی پہلی رکعت کو بہ نسبت دوسری کے دراز کرنا مسنون ہے اور اس کی مقدار یہ رکھی گئی ہے کہ پہلی میں دو تہائی، تیسری میں ایک تہائی۔

دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے جبکہ کوئی مجبوری نہ ہو اور مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں۔ مثلاً پہلی رکعت میں پوری قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس پڑھی تو اب دوسری میں بھی یہی پڑھے

بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورت شروع کر دی یا ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ ہو گیا۔ پھر یاد آیا

تو جو شروع کر چکا ہے اسی کو پورا کرے اگرچہ ابھی ایک ہی حرف پڑھا ہو۔ مثلاً پہلی میں قُلْ یٰۤاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ کَیْفَ، یا تَبَّتْ شروع کر دی تو اب یا آنے پر اسی کو ختم کرے، چھوڑ کر اذا جاء پڑھنے کی اجازت نہیں۔

نماز جمعہ میں مسنون قرأت

نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً سورت جمعہ کی تلاوت کرتے اور دوسری رکعت میں سورہ المنافقون پڑھتے اور اس کی تصدیق حسب ذیل حدیث پاک ہے۔

عَنْ عُبَیْدِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا ھُرَیْرَۃَ عَلَی الْمَدِیْنَۃِ وَخَرَجَ اِلٰی مَکَّۃَ فَصَلّٰی لَنَا اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ الْجُمُعَۃَ فَقَرَأَ سُوْرَۃَ الْجُمُعَۃِ فِی السَّجْدَۃِ الْاُوْلٰی وَفِی الْاٰخِرَۃِ اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُبِھِمَا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ۔

حضرت عبیداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مروان نے مدینہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا اور مکہ کو طرف نکلا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہم کو جمعہ کی نماز پڑھائی پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ اور دوسری میں اذا جاءك المنافقون پڑھی اور کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے ان دونوں سورتوں کو جمعہ کے دن پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ تمام نمازوں میں بھی پہلی رکعت کی قرأت دوسری سے قدرے زیادہ ہو یہی حکم جمعہ وعیدین کا بھی ہے۔

عید اور جمعہ میں مشترک سورتوں کی قرأت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جب کبھی عیدین اور جمعہ ایک ہی دن کو آجاتے تو آپ عموماً جو سورتیں نماز عیدین میں پڑھتے وہی جمعہ کی نماز میں پڑھتے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْعِیْدَیْنِ وَفِی الْجُمُعَۃِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ قَالَ وَاِذَا اجْتَمَعَ الْعِیْدُ وَالْجُمُعَۃُ فِیْ یَوْمٍ وَّاحِدٍ قَرَأَبِھِمَا فِی الصَّلٰوتَیْنِ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عیدوں اور جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربك الاعلى اور هل اتك حديث الغاشية پڑھتے اور کہا کہ جب عید اور جمعہ اکٹھے ہو جاتے ایک ہی دن۔ ان سورتوں کو دونوں نمازوں میں پڑھتے۔ (صحیح مسلم)

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں مسنون قرأت

مندرجہ بالا حدیث کے علاوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز عید الفطر اور عید الضحٰے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضرت واقد لیثی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ ق اور اقتربت پڑھا کرتے تھے۔

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَاَلَ اَبَا وَاقِدِ ن اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَ ضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيْهِمَا بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ.

حضرت عبید اللہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو واقد لیثی سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید قربان اور عید الفطر میں کیا پڑھتے تھے؟ اس نے کہا دونوں میں سورۃ ق والقران المجيد اور اقتربت الساعة پڑھتے۔ (صحیح مسلم)

جمعہ یا عید کی نماز میں جو سورت بھی پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے لیکن جب سورتوں کا ذکر اوپر کی احادیث؛ میں بیان ہوا ہے ان کا پڑھنا مسنون ہے۔ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ سورتوں کا معین کر لینا کہ اس نماز میں ہمیشہ وہی سورت پڑھا کرے مکروہ ہے مگر جو سورتیں احادیث میں وارد ہیں ان کو تبرکاً کبھی کبھی پڑھ لینا مستحب ہے۔ مگر ہمیشہ پڑھتے نہ رہنا چاہیئے کہ کوئی واجب گمان نہ کر لے۔

سورت فاتحہ کے ختم ہونے پر آمین کہنا

نماز میں امام جب سورت فاتحہ کی تلاوت کر لے تو اسے آمین کہنا چاہیئے مقتدیوں کو بھی آمین کہنا چاہیئے اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهٗ تَاْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت امام آمین کہے تم بھی آمین کہو، تحقیق جو شخص کہ موافق ہو اس کی آمین فرشتوں کی آمین کے اس کے پہلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

آمین بالاخفاء کہنا

جب یہ معلوم ہو گیا کہ سورۃ فاتحہ ختم ہونے پر آمین کہنا بالاتفاق سنت ہے خواہ نماز پڑھنے والا منفرد ہو یا امام ہو یا جہری نمازوں میں مقتدی ہو۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہا اللہ کے نزدیک آمین کا پکار کر کہنا سنت ہے لیکن امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک آمین آہستہ دل میں کہنی چاہیئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ پکار کر کہنے کا معمول ابتداء میں تعلیم کے لیے تھا۔ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان سیکھ گئے تو آمین آہستہ کہی جانے لگی۔ چنانچہ مسند امام احمد، مسند ابوداؤد طیالسی، مسند ابو العلی، ترمذی، تہذیب الآثار، دار قطنی، معجم طبرانی، شرح مؤطا اور مستدرک حاکم میں باسناد صحیح یہ حدیث موجود ہے۔

عَنْ وَآئِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ اٰمِیْنَ وَاَخْفٰی بِهَا صَوْتَهٗ۔

حضرت وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پر پہنچے تو آپ نے آمین آہستہ کہی۔

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کا نماز میں تلاوت اور قرأت کے بارے میں کہنا ہے کہ بندۂ حق کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس کی تلاوت اس کی زبان کی ترجمانی ہے اور اس کے معنی اس کے دل کی ترجمانی ہیں جس طرح ایک شخص جب کسی شخص سے مخاطب ہوتا ہے تو وہ اس کے ساتھ اپنی زبان میں گفتگو کرتا ہے اور اپنے دلی خیالات کا اظہار کرتا ہے اور جہاں زبان سے بولے بغیر ہی کسی کو کچھ سمجھایا جا سکتا ہے تو ایسا بھی کیا جاتا ہے لیکن جہاں گفتگو کے بغیر کچھ سمجھانا ناممکن ہوتا ہے تو اس وقت پھر زبان ہی سے اس کی ترجمانی کی جاتی ہے۔ لیکن اگر قلب کی موافقت کے بغیر زبان سے کچھ کہا جائے تو اس کے معنی ہیں کہ اس وقت زبان اس کی ترجمان نہیں ہے اور نہ قاری متکلم ہے جس کا مقصد یہ تھا کہ وہ خداوند عالم

کے سامنے اپنی ضرورت کا اظہار کرے اور نہ اس صورت میں وہ خداوند تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اس کی باتیں سمجھتا ہے بلکہ اس کا دل اس بات سے ناواقف ہے جو کچھ وہ زبان سے ادا کر رہا ہے؛ بلکہ صرف وہ زبان کو حرکت دے رہا تھا۔ حالانکہ تقاضائے حال یہ تھا کہ اس کا کلام اس کے دل سے نکلے یا وہ توجہ سے سنے۔ خاصان بارگاہ الٰہی کا کمترین درجہ یہ ہے کہ نماز میں تلاوت کے وقت ان کا دل ان کی زبان کا ساتھ دے یعنی دل اور زبان دونوں جمع ہوں۔ بارگاہ ایزدی کے خواص کے دوسرے احوال اور بھی ہیں جن کی تفصیل بہت طویل ہے (اس لیے ان سے قطع نظر کی جاتی ہے)

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب میں نماز پڑھتا ہوں تو میں اپنی قرأت کے سوا اور کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا (میری قرأت میں کوئی چیز دخل انداز نہیں ہوتی)۔

۴۔ رکوع

رکوع بھی نماز کا رکن یعنی فرض ہے۔ کیونکہ اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (ترجمہ: رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ البقرہ:۴۳)۔

رکوع کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل ہیں۔

۱۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِيْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکوع اور سجود کو سیدھا کرو پس اللہ کی قسم ہے کہ تحقیق میں دیکھتا ہوں تم کو اپنے پیچھے سے (صحیح مسلم)

۲۔ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ صَلٰوةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ.

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہیں کرتا اس کی نماز قبول ہی نہیں ہوتی۔

(سنن ابوداؤد)

ان احادیث سے مندرجہ ذیل مسائل اخذ ہوتے ہیں۔

(۱) اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں، یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے اور پورا یہ کہ سیدھی پیٹھ بچھا

دے۔

(۲) کوزہ پشت یعنی کبڑا کہ اس کا کب حد رکوع کو پہنچ گیا ہو، رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے۔

(۳) رکوع میں پیٹھ خوب بچھی ہوئی رکھے یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو ٹھہر جائے۔

(۴) رکوع میں نہ سر جھکائے نہ اونچا رکھے بلکہ پیٹھ کے برابر ہو۔

(۵) عورت رکوع میں تھوڑا جھکے یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، پیٹھ سیدھی نہ کرے اور گھٹنوں پر زور نہ دے بلکہ محض ہاتھ رکھ دے اور ہاتوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھے اور پاؤں جھکے ہوئے۔ مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کرے۔

آج کل مرد رکوع کرتے وقت گھٹنوں پر محض ہاتھ رکھ دیتے ہیں اور انگلیاں ملا کر رکھتے ہیں یہ خلاف سنت ہے، یونہی اکثر لوگ رکوع میں اپنی ٹانگیں کمان کی طرح ٹیڑھی کر لیتے ہیں یہ مکروہ ہے۔

(۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور سجدہ کا وقفہ تقریباً برابر برابر ہوتا، یعنی آپ جتنا وقت رکوع میں لگاتے اتنا ہی وقت سجدے میں لگاتے، اس مسئلہ کے متعلق آپ کی حدیث یہ ہے۔

عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ سُجُوْدُهٗ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَآءِ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع اور ان کا سجدہ اور ان کا دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور رکوع سے اٹھتے وقت کھڑے رہنے اور بیٹھنے کے سوا قریب برابر کے (صحیح بخاری)

(۷) رکوع میں تسبیح پڑھنی چاہیئے، اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:۔

عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَقَالَ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُكُوْعُهٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ وَاِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُهٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ.

حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت ایک تمہارا رکوع کرے پس اپنے رکوع میں

کہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ تین بار۔ پس تحقیق پورا ہے اس کا رکوع اور یہ اس کا ادنی درجہ ہے اور جس وقت سجدہ کرے تو اپنے سجدہ میں یہ کہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین بار تحقیق پورا ہوا سجدہ اس کا اور یہ اس کا ادنی درجہ ہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

اس حدیث پاک سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ رکوع میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنا اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا اور انگلیاں خوب کھلی ہوئی رکھنا اور حالت رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا مرد کے لیے رکوع کی سنتوں میں سے ہے۔

مقتدی نے ابھی تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ امام نے رکوع یا سجدے سے سر اٹھالیا تو مقتدی پر امام کی پیروی واجب ہے اور مقتدی نے امام سے پہلے سر اٹھالیا تو مقتدی پر لوٹنا واجب ہے، نہ لوٹے گا تو کراہت تحریم کا مرتکب اور گناہ گار ہوگا۔

کسی آنے والے کی وجہ سے رکوع یا قرأت میں طول دینا مکروہ تحریمی ہے جبکہ اسے پہچانتا ہو یعنی اس کی خاطر ملحوظ ہو اور نہ پہچانتا ہو تو طویل کرنا افضل ہے۔ کہ نیکی پر اعانت ہے مگر اس قدر طول نہ دے کہ مقتدی گھبرا جائیں۔

(۸) رکوع سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنا چاہیئے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق کار تھا۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَامَ حَتّٰی نَقُوْلُ قَدْ اَوْهَمَ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰی نَقُوْلُ قَدْ اَوْهَمَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے، کھڑے رہتے یہاں تک کہ ہم کہتے تحقیق ترک کی ہے وہ رکعت پھر سجدہ فرماتے اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے یہاں تک کہ ہم کہتے، تحقیق سجدہ کو ترک کیا (صحیح مسلم)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ رکوع سے اٹھنے میں امام کے لیے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنا اور مقتدی کے لیے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنا اور منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے۔ مگر واؤ ہونا بہتر ہے اور اَللّٰهُمَّ ہونا اس سے بہتر اور سب سے بہتر یہ کہ دونوں ہوں۔

قومہ

رکوع کے بعد کھڑے ہونے کو قومہ کہتے ہیں۔ رکوع سے کھڑے ہو کر کہیں سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ (اللہ نے اس کا قول قبول کیا جس نے اس کی تعریف کی) اس کے بعد کہیں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (اے پروردگا! تیرے ہی لیے سب تعریف ہے) امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب میں جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو مقتدی کہیں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (اے پروردگار! تیرے ہی لیے سب تعریف ہے) اور اگر اکیلا نماز پڑھتا ہو تو دونوں کہے۔

۵۔ سجدہ

سجدہ اللہ کو بہت پسند ہے اسی لیے نماز میں سجدہ کو ضروری قرار دیا گیا ہے اور قرآن پاک میں سجدے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا (اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو۔ الحج: ۷۷) سجدے کی فضیلت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات حسب ذیل ہیں:۔

سجدے میں اللہ کی قربت

سجدے میں بندہ اللہ کے انتہائی قریب ہوتا ہے کیونکہ انسان جب عاجز ہو کر اپنے سر کو اللہ کے حضور زمین پر رکھ دیتا ہے اور پھر سجدے میں اس کی بڑائی بیان کرتا ہے تو وہ اس کے بڑا قریب ہو جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَآءَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے کا اپنے رب کے زیادہ قریب ہونا سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے پس دعا بہت کرو (صحیح مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رب العالمین کا قرب سجدے کے سوا کسی اور شکل میں ممکن نہیں۔ اس لیے کہ اس حالت میں بندہ اللہ کے بڑا قریب ہو جاتا ہے اور جو چاہے اللہ سے مانگے۔

سجدہ اور رضائے الٰہی

سجدے کی دوسری فضیلت رضائے الٰہی کا حصول بھی ہے کیونکہ سجدہ ریز ہو کر جب رضائے الٰہی مانگی جاتی ہے تو بڑی جلدی حاصل ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سجدہ ریز ہو کر رضائے الٰہی اور بخشش طلب کی۔ اس کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت یہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِّنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِىْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِى الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِىْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھونے پر نہ پایا۔ میں نے آپ کو ڈھونڈا کہ میرے ہاتھ آپ کے قدموں تک جا پہنچے کہ آپ سجدہ کی حالت میں تھے اور دونوں پاؤں کھڑے تھے۔ آپ فرما رہے تھے یا الٰہی! تحقیق میں تیری رضامندی کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں تیرے غضب سے اور تیری عافیت کے ساتھ تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ تجھ سے۔ تیری تعریف کو نہیں گن سکتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی ذات کی تعریف کی (صحیح مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ ریز ہو کر اللہ کے حضور اپنی التجا کرتے، غضب اور عذاب سے پناہ مانگتے۔ اور اس چیز کو آپ کے بعد صحابہ اور اولیاء کرام نے اپنایا اور خدا کو راضی کیا بڑی بڑی دیر تک اللہ کے بندے اللہ کے حضور سجدہ ریز رہتے ہیں۔

ابن آدم کو حکم سجدہ

قرآن پاک کا مشہور واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو سجدے کا حکم دیا۔ وہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے:۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَأَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِىْ يَقُوْلُ يَا وَيْلَتٰى اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ

الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَیْتُ فَلِیَ النَّارُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت آدم کا بیٹا سجدہ کی آیت پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے اے افسوس کہ ابن آدم کو سجدے کا حکم کیا گیا پس اس نے سجدہ کیا اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم کیا گیا۔ میں نے نافرمانی کی، میرے لیے آگ ہے۔ (صحیح مسلم)

شیطان کو ایک سجدہ نہ کرنے کی یہ سزا ملی ہے کہ وہ ہمیشہ مردود بارگاہ رب العزت ہے اور جب وہ نسل آدم کو سجدہ ریز ہوتے ہوئے دیکھتا ہے تو افسوس ظاہر کرتا ہے اور اپنی کی ہوئی نافرمانی پر پچھتاتا ہے

سجدہ اور حصول بہشت

سجدہ حصول بہشت کا بہترین ذریعہ ہے اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حسب ذیل ہے:۔

عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ اَبِیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاٰتِیْهِ بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ لِیْ سَلْ فَقُلْتُ اَسْاَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ قَالَ اَوْ غَیْرَ ذٰلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاَعِنِّیْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ.

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رات گزارتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، پس لاتا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کا پانی اور حاجت کا پس مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانگ، میں نے کہا مانگتا ہوں بہشت میں آپ کی رفاقت یا اس کے سوا، میں نے کہا میرا وہی مطلب ہے جو میں نے عرض کیا فرمایا میری مدد کر اپنی ذات پر بہت سجدے کرنے کے ساتھ (صحیح مسلم)

خدا کو بندے کی عاجزی اور انکساری بہت پسند ہے، جب بندے نے اپنا سر زمین پر رکھ کر اپنے عجز اور انکساری کا مظاہرہ کیا تو رحمت خداوندی نے اس کو آغوش میں لے لیا اور اسے دنیا و آخرت میں سر بلند کر دیا۔ لہٰذا جو شخص کثرت سے اللہ کے حضور سر بسجود رہتا ہے۔ اللہ اسے آخرت میں بہشت میں داخل کرے گا۔

مسائلِ سجدہ

سجدہ نماز کے ارکان میں سے ہے اور ہر نمازی پر فرض ہے کہ ہر رکعت میں دو سجدے کرے اگر نماز میں سجدے چھوڑ دیے جائیں تو نماز نہ ہوگی، سجدہ سے مراد پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھنا ہے مگر پیشانی کا بیشتر حصہ زمین پر رکھنا واجب ہے۔ پورا سجدہ دراصل وہی ہے جس سے دونوں ہاتھ پوری طرح دونوں گھٹنے دونوں پیروں کے سرے، پیشانی اور ناک سجدہ میں رکھے جائیں۔ سجدہ خشک جگہ پر کرنا چاہیئے تا کہ اعضاء اچھی طرح ٹک سکیں۔ سجدہ کے متعلق متفرق مسائل حسب ذیل ہیں:۔

ہاتھوں کو زمین پر رکھنے اور کہنیوں کو بلند کرنے کا حکم

سجدہ میں ہاتھوں کو زمین پر رکھنا چاہیئے اور کہنیوں کو بلند رکھنا چاہیئے۔ حدیث یہ ہے:۔

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدْتَّ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْ فَقَيْكَ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت تو سجدہ کرے تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھ اور اپنی کہنیوں کو بلند کر۔ (مسلم شریف)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ سجدہ کرتے وقت ہاتھوں کو زمین پر رکھنا اور کہنیوں کو بلند رکھنا ضروری ہے۔ مرد کے لیے سجدے میں سنت یہ ہے کہ بازو کروٹوں سے جدا ہوں اور پیٹ رانوں سے۔ اور کلائیاں زمین پر نہ بچھائے مگر جب صف میں ہو تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں گے کہ اس سے دوسرے نمازیوں کو تکلیف پہنچے گی۔ عورت سمٹ کر سجدہ کرے یعنی بازو کروٹوں سے ملا دے اور پیٹ ران سے اور ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے۔

سجدہ کرنے کا صحیح طریقہ

سجدہ کرنے کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت یہ ہے:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ

الثِّيَابَ وَلَا الشَّعْرَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہوں۔ پیشانی اور دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں پر اور پاؤں کے پنجوں پر اور یہ کہ ہم اپنے کپڑوں اور بالوں کو اکٹھا نہ کریں۔ (بخاری شریف)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ سجدہ کرتے وقت سات ہڈی والے اعضاء کو زمین پر لگانا ضروری ہے، ان ساتوں اعضاء میں پیشانی، دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے اور پاؤں کے نیچے شامل ہیں۔ یاد رہے کہ ناک کا جو حصہ زمین پر سجدے میں لگتا ہے اس میں ہڈی نہیں۔ سجدہ کا طریقہ یہ ہے کہ نمازی پہلے گھٹنے زمین پر رکھے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ رکھے۔ اور اگر کسی عذر سے ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھے تو مضائقہ نہیں۔ پھر پیشانی زمین پر رکھے اس طرح کہ پہلے ناک رکھے پھر پیشانی کو دونوں ہتھیلیوں کے بیچ میں ایسے طور پر رکھے کہ انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہو جائیں اور اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو اس طرح رکھے کہ سب قبلہ کی طرف متوجہ رہیں اور اپنی ناک کے اس مقام سے سجدہ شروع کرے جو سخت ہے۔

گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھنے کی تاکید

سجدہ کرتے وقت اپنے گھٹنوں کو پہلے زمین پر رکھنا چاہیئے پھر ہاتھ رکھ کر سجدے میں چلا جائے اور اٹھتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھانا چاہیئے کیونکہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے ہوئے ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

عَنْ وَآئِلِ ابْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جس وقت سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتوں سے پہلے رکھتے اور جس وقت اٹھنے کا رادہ کرتے تو اٹھاتے اپنے دونوں ہاتوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے (جامع ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت یہ ہے کہ سجدے میں جائے تو زمین پر پہلے گھٹنے رکھے۔ پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی اور جب سجدے سے اٹھے تو پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک، پھر ہاتھ، پھر گھٹنے۔ سجدے

میں گھٹنے ایک ساتھ رکھنے چاہئیں۔

سجدے میں ہاتھوں کو بچھانے کی ممانعت

سجدہ اطمینان سے کرنا چاہیئے اور ہاتھوں کو زمین پر کہنیوں سمیت بالکل بچھانا نہیں چاہیئے کیونکہ ایسا کرنے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے بلکہ ایسے کرنے کو آپ نے کتے سے مشابہت دی ہے۔

عَنْ اَنَس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سجدوں میں ٹھہرو اور نہ بچھائے تم میں سے کوئی اپنے ہاتھوں کو کتے کے بچھانے کی مانند۔ (بخاری شریف)

پیشانی اور ناک مجروح ہونے کی صورت

اگر کوئی شخص کسی تکلیف کی بنا پر پیشانی زمین پر نہ لگا سکتا ہو تو اس صورت میں صرف ناک لگانا کافی ہے۔ ایسے ہی اگر کسی کے ناک پر چوٹ لگ جائے اور وہ زمین پر ناک نہ لگا سکتا ہو تو اسے پیشانی ہی لگانا کافی ہے۔ اگر دونوں اعضاء زمین پر نہ لگا سکتا ہو تو اس صورت میں زمین کے قریب ہو کر سجدہ کی صورت پیدا کر لینا کافی ہے۔

کوئی چیز بچھا کر سجدہ کرنا

اگر کوئی کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کرے تو حرج نہیں اور جو کپڑا پہنے ہوئے ہے اس کا کونا بچھا کر سجدہ کیا یا ہاتھوں پر سجدہ کیا تو اگر عذر نہیں ہے تو مکروہ ہے اور اگر وہاں کنکریاں ہیں۔ یا زمین سخت گرم یا سخت سرد ہے تو مکروہ نہیں اور وہاں خاک ہو اور عمامہ کو گرد سے بچانے کے لیے پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ کیا تو حرج نہیں اور چہرے کو خاک سے بچانے کے لیے کیا تو مکروہ ہے۔

سجدہ کرتے وقت ضروری احتیاط

سجدہ کرتے ہوئے یہ احتیاط کرنی چاہیئے کہ ہتھیلی یا آستین یا عمامہ کے پیچ یا کسی اور کپڑے پر جسے پہنے

ہوئے ہے، سجدہ کیا اور نیچے کی جگہ ناپاک ہے تو سجدہ نہ ہوا۔ ہاں ان سب صورتوں میں جبکہ پھر پاک جگہ پر سجدہ کرلیا تو ہو گیا عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا اگر ماتھا خوب جم گیا سجدہ ہو گیا اور ماتھا نہ جما بلکہ فقط چھو گیا کہ دبانے سے دبے گا یا سر کا کوئی حصہ لگا، تو نہ ہوا ایسی جگہ سجدہ کیا کہ قدم کی بہ نسبت بارہ انگلیوں سے زیادہ اونچی ہے، سجدہ نہ ہوا، ورنہ ہو گیا البتہ زمین اگر ڈھلوان ہو اور بلندی کی طرف سجدہ کرے تو مضائقہ نہیں۔ رخسار یا ٹھوڑی زمین پر لگانے سے سجدہ نہ ہو گا خواہ عذر کے سبب ہو یا بلا عذر اگر عذر ہو تو اشارے کا حکم ہے۔

سجدے میں تسبیح پڑھنے کا حکم

سجدے میں تسبیح پڑھنی چاہیئے۔ اس کے متعلق ترمذی کی تحریر کردہ روایت یہ ہے

عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَفِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى وَمَا اَتٰى عَلٰى اٰيَةِ رَحْمَةٍ اِلَّا وَقَفَ وَسَاَلَ وَمَا اَتٰى عَلٰى اٰيَةِ عَذَابٍ اِلَّا وَقَفَ وَتَعَوَّذَ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آنحضرت اپنے رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہتے تھے اور اپنے سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى، اور نہیں آتے تھے کسی رحمت کی آیت پر مگر ٹھہرتے اور دعا مانگتے اور کسی عذاب کی آیت پر نہیں آتے تھے مگر عذاب سے پناہ مانگتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدے میں تین یا پانچ یا سات مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھنا چاہیئے۔

سجدے میں حضوری قلب

حضرت شہاب الدین سہروردی کا فرمان ہے کہ سجدے کے وقت حضور قلب ہونا چاہیئے۔ حاضر و بیدار ہو اور خشوع کرتا ہوا سجدے میں جائے اور یہ جانتا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، سجدہ کس لیے کر رہا ہے اور کس کے واسطے کر رہا ہے؟

اس لیے کہ بعض سجدہ کرنے والوں کو یہ کشف حاصل ہوتا ہے کہ وہ سجدے میں زمین کی آخری حدوں تک پہنچ گئے ہیں اور ملک الٰہی کے اجزاء میں ان کی ہستی گم ہو گئی ہے اس کا باعث یہ ہے کہ ان کے

دل حیاء سے معمور اور ان کی روحیں خداوند قدوس کی عظمت اور کبریائی کو محسوس کرتی ہیں جیسا کہ منقول ہے۔

کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتے ہوئے خود کو اپنے بازوؤں میں چھپالیا تھا۔
کبھی کبھی سجدہ کرنے والوں کو یہ کشف ہوتا ہے کہ وہ سجدے میں کون ومکان کی بساط کو طے کر رہا ہے اور اس کا دل کشف وعیاں کی فضا میں آزاد پھر رہا ہے۔

چنانچہ جب وہ دل سجدے میں گرتا ہے تو اس کے ساتھ آسمان کے طبق بھی گر جاتے ہیں اس وقت اس کی قوت مشہود کے سامنے کائنات کے نقوش مٹ جاتے ہیں، اس دم وہ عظمت الٰہی کی چادر کے ایک گوشہ پر سجدہ ریز ہوتا ہے۔(اس لیے کہ کون ومکان کی بساط تو وہ لپیٹ چکا ہے) یہ درجہ منتہائے کمال کا ہے جس کی طرف ہمت بشری پرواز کرتی ہے (ہمت انسانی کے طائر کی بس یہیں تک پرواز ہے) بہر حال مراتب عظمت میں اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان فرق مراتب موجود ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کی بناء پر ہر ایک کو اپنے مرتبہ کے مطابق حصہ ملتا ہے کہ ایک اہل علم پر دوسرے صاحب علم کا درجہ بلند ہوتا ہے (جس درجہ تک انبیاء علیہم السلام پہنچ گئے ہیں اولیاء اللہ وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔)

بعض سجدہ کرنے والے ایسے ہیں جن کا ظرف وسیع ہوتا ہے اور جب عظمت الٰہی کی روشنی پھیلتی ہے تو وہ دونوں قسموں سے بہرہ مند ہوتا ہے اور دونوں بازوؤں کو کھولتا ہے۔ پہلے وہ اپنے قلب کے ذریعے خدا کی تعظیم کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے۔ اور دوسری طرف اس کی روح فضل وکرم کی بناء پر بلندی تک پہنچ جاتی ہے اس طرح ایسے لوگوں کو جن کے ظرف وسیع ہیں، سجدے میں انس، ہیبت، حضور غیبت، فرار وقرار، اسرار واظہار کے تمام مراتب حاصل ہوجاتے ہیں اس وقت وہ اپنے سجدے میں دریائے شہود میں شناوری کرتا ہے اور اس کا ایک ایک بال بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہوتا ہے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سجدے کے بارے میں ارشاد فرمایا:۔

سَجَدَلَکَ سَوَادِیْ وَخَیَالِیْ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا.

یہ طوع یعنی انقیاد، فرمانبرداری روح اور قلب کے لیے ہے (کہ وہ طوعاً سجدہ ریز ہوتے ہیں) کہ ان میں وہ اہلیت وقابلیت موجود ہے اور کرہ یعنی ناگواری اور ناخوشی نفس انسانی کی طرف سے ہے کہ اس میں بیگانگی موجود ہے۔

دو سجدوں کے درمیان جلسہ

دو سجدوں کے درمیان نہایت اطمینان کے ساتھ بیٹھنے کو جلسہ بین السجدتین کہا جاتا ہے۔ بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ بایاں پاؤں بچھا کر اس پر اس طرح بیٹھیں کہ دایاں قدم کھڑا رہے اور دائیں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ ہوں اور ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں کہ نہ کھلی ہوئی ہوں نہ ملی ہوئی دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے کم از کم بقدر ایک بار سبحان اللہ کہنے کے بیٹھنا ضروری ہے۔ البتہ عورت کو دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر بائیں سرین پر بیٹھنا چاہیئے۔

۶۔ قعدہ اخیرہ

نماز کی آخری رکعت میں بیٹھنا نماز کے ارکان میں سے ہے اس کے چھوڑنے یا چھوٹ جانے سے نماز مکمل نہیں ہوتی۔ تین اور چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا واجب ہے اور نماز کی آخری رکعت میں تشہد یعنی التحیات کے آخری الفاظ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پڑھنے کی مقدار بیٹھنا فرض ہے

تمام نمازوں میں خواہ فرض ہوں یا واجب، سنت ہوں یا نفل، آخری قعدہ فرض ہے دونوں قعدہ میں التحیات کا پڑھنا واجب ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلٰثَةً وَّخَمْسِيْنَ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ اِصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ يَدْعُوْ بِهَا يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ بَاسِطَهَا عَلَيْهَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بیٹھتے تھے تشہد میں بایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے گھٹنے پر رکھتے اور داہنا ہاتھ دائیں گھٹنے پر، اور اپنا ہاتھ بند کرتے ترپین کی گنتی پر اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے اور ایک روایت میں یوں ہے، جس وقت بیٹھتے تھے نماز میں تو اپنے گھٹنوں پر اپنے ہاتھ رکھتے اور اپنی داہنی انگلی جو انگوٹھے کے ساتھ ہے اٹھا

تے اس کے ساتھ دعا مانگتے اور بایاں ہاتھ بائیں زانو پر کھلا رکھتے۔ (مسلم شریف)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ قعدہ خواہ درمیانی ہو یا اخیرہ، اس میں تشہد پڑھنا ضروری ہے قعدہ اخیرہ کے متعلق دیگر مسائل حسب ذیل ہیں۔

مسئلہ ۱:۔ چار رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھا، پھر یہ گمان کر کے کہ تین ہی ہوئیں کھڑا ہو گیا، پھر یاد کر کے کہ چار ہو چکیں، بیٹھ کر پھر سلام پھیر دیا اگر دونوں بار کا بیٹھنا مجموعۂ بقدر تشہد ہو گیا، فرض ادا ہو گیا، ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۲:۔ پورا قعدہ اخیرہ سوتے میں گزر گیا بعد بیداری بقدر تشہد بیٹھنا فرض ہے ورنہ نماز نہ ہوگی، یونہی قیام، قرأت، رکوع سجود میں اول سے آخر تک سوتا ہی رہا تو بعد بیداری ان کا اعادہ فرض ہے ورنہ نماز نہ ہوگی اور سجدۂ سہو بھی کرے۔ لوگ اس سے غافل ہیں خصوصاً تراویح میں خصوصاً گرمیوں میں۔

مسئلہ ۳:۔ پوری رکعت سوتے میں پڑھ لی تو نماز فاسد ہو گئی۔

مسئلہ ۴:۔ چار رکعت والے فرض میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور پانچویں کا سجدہ کر لیا یا فجر میں دوسری پر نہیں بیٹھا اور تیسری کا سجدہ کر لیا یا مغرب میں تیسری پر نہ بیٹھا اور چوتھی کا سجدہ کر لیا تو ان سب صورتوں میں فرض باطل ہو گئے، مغرب کے سوا اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لے۔

مسئلہ ۵:۔ بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد یاد آیا کہ سجدہ تلاوت یا نماز کا کوئی سجدہ کرنا ہے اور کر لیا تو فرض ہے کہ سجدہ کے بعد پھر بقدر تشہد بیٹھے، وہ پہلا قعدہ جاتا رہا، قعدہ نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۶:۔ سجدۂ سہو کرنے سے پہلا قعدہ باطل نہ ہوا مگر تشہد واجب ہے یعنی اگر سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دیا تو فرض ادا ہو گیا مگر گناہ گار رہا، اعادہ واجب ہے۔

قعدہ کے متعلق حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نماز کے ختم پر (التحیات و درود پڑھ کر) اپنے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا مانگے۔ اگر نماز پڑھنے والا امام ہے تو صرف اپنے لیے دعا نہ مانگے بلکہ اپنے اور تمام مقتدیوں کے لیے دعا مانگے۔ اگر نماز پڑھنے والا امام ہے ہوشمند امام ایک ایسے دربان کی طرح ہے جس کو سلطان کے دربار کی خدمت سپرد ہے اور اس کے پیچھے تمام ضرورت مند موجود ہیں، وہ دربان سلطان سے ان ضرورت مندوں کے لیے سوال کرتا ہے ان سب کی ضرورتیں اس کے حضور میں پیش کرتا ہے۔ علاوہ ازیں تمام مسلمان ایک دیوار کی مانند ہیں کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی مضبوطی کا باعث ہے۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ" کہہ کر نماز کی تکمیل کرنا

نماز کو مکمل کرنے کا آخر میں طریقہ یہ ہے کہ آخری قعدہ میں تشہد، درود اور دعا پڑھنے کے بعد پہلے دائیں جانب منہ کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا جائے۔ اور پھر بائیں جانب منہ پھیر کر سلام کہا جائے اس طرح نماز مکمل ہو گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آخر میں اپنے دائیں اور بائیں جانب السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے آخر میں سلام پھیرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی نمازی سلام نہ پھیرے، نماز کی حالت میں کسی سے بات کرے یا اٹھ کر چلا جائے یا کوئی اور کام کرے تو اس طرح فرض ادا ہو جائے گا لیکن نماز کا اعادہ ضروری ہے کیونکہ السلام علیکم کہہ کر نماز سے نکلنا واجب ہے اور واجب کو چھوڑنے پر نماز واجب ہے۔

نمازی کے اپنے کسی فعل کے ساتھ نماز سے نکلنے کو فقہی لحاظ سے خروج بصنعہ کہا جاتا ہے۔ آخری قعدہ میں سلام کے علاوہ کوئی دوسرا منافی فعل قصداً پایا گیا تو نماز واجب الاعادہ ہو گی اور بلا قصد کوئی منافی پایا گیا تو نماز باطل مثلاً بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد تیمم والا پانی پر قادر ہوا یا موزہ پر مسح کیے ہوئے تھا اور مدت پوری ہو گئی یا عمل قلیل کے ساتھ موزہ اتار دیا، یا بالکل بے پڑھا تھا اور کوئی آیت بے کسی کے پڑھائے محض سننے سے یاد ہو گئی، یا ننگا تھا اب پاک کپڑا بقدر ستر کسی نے لا کر دے دیا جس سے نماز ہو سکے یعنی بقدر مانع اس میں نجاست نہ ہو یا ہو تو اس کے پاس کوئی چیز ایسی ہے جس سے پاک کر سکے یا یہ بھی نہیں مگر اس کے کپڑے کی چوتھائی یا زیادہ پاک ہے یا اشارہ سے پڑھ رہا ہے اب رکوع وسجود پر قادر ہو گیا یا صاحب ترتیب کو یاد آیا کہ اس سے پہلے کی نماز نہیں پڑھی ہے اگر وہ صاحب ترتیب امام ہے تو مقتدی کی بھی گئی یا امام کو حدث ہوا اور امّی کو خلیفہ کیا یا نماز فجر میں آفتاب طلوع کر آیا، یا نماز جمعہ میں عصر کا وقت آ گیا یا عیدین میں نصف النہار شرعی ہو گیا، یا پٹی پر مسح کیے ہوئے تھا اور زخم اچھا ہو کر وہ گر گئی یا صاحب عذر تھا اب عذر جاتا رہا یعنی اس وقت سے وہ حدث موقوف ہوا یہاں تک کہ اس کے بعد کا دوسرا وقت پورا خالی رہا یا نجس کپڑے میں نماز پڑھ رہا تھا اور اسے کوئی چیز مل گئی جس سے طہارت ہو سکتی ہے۔ یا قضا پڑھ رہا تھا اور وقت مکروہ آ گیا یا باندی سر کھولے نماز پڑھ رہی تھی، اور آزاد ہو گئی اور فوراً سر نہ ڈھانکا ان سب صورتوں میں نماز باطل ہو جائے گی۔

مقتدی امی تھا اور امام قاری اور نماز میں اسے کوئی آیت یاد آ گئی تو نماز باطل نہ ہو گی قیام ورکوع وسجود وقعدہ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا۔ اگر بعد قیام پھر رکوع کرے گا نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ یونہی رکوع سے پہلے سجدہ کرنے کے بعد میں اگر رکوع پھر سجدہ کر لیا ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

جو چیزیں فرض ہیں ان میں امام کی متابعت مقتدی پر فرض ہے یعنی ان میں کوئی فعل امام سے پیشتر ادا کر چکا اور امام کے ساتھ یا امام کے ادا کرنے کے بعد ادا نہ کیا تو نماز نہ ہو گی مثلاً امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کر لیا اور امام رکوع یا سجدہ میں ابھی آیا بھی نہ تھا کہ اس نے سر اٹھا لیا تو اگر امام کے ساتھ یا بعد کو ادا کر لیا ہو گئی ورنہ نہیں۔

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بہر حال جب کوئی نماز سے فارغ ہونے کا ارادہ کرے تو پہلے دائیں طرف سلام پھیرے لیکن اس کے ساتھ ہی نماز سے فراغت کی نیت بھی کرے، اس وقت فرشتوں، تمام مسلمانوں اور جنات کو بھی سلام بھیجے سلام کرتے وقت گردن کو اس طرح پھیرے کہ دائیں طرف کے لوگوں کو اس کا چہرہ نظر آ جائے۔ دائیں طرف اور بائیں طرف سلام کرتے وقت قدرے وقفہ رکھے۔ دونوں کو متصل کرنے کی ممانعت ہے۔

صرف اسی مقام پر مواصلت منع نہیں ہے بلکہ پانچ مقام پر اس کی ممانعت آئی ہے ان میں سے دو ۲ کا تعلق امام سے اور دو کا مقتدی سے اور ایک کا امام و مقتدی دونوں میں مشترک ہے۔

امام کے لیے ان دو کا اتصال منع ہے ایک یہ کہ امام تکبیر کے ساتھ قرأت کو نہ ملائے، دوسرے رکوع کو قرأت کے ساتھ نہ ملائے (ان دونوں مقام پر قدرے فصل پیدا کرے) مقتدیوں کے لیے جن اتصال کی ممانعت ہے وہ یہ ہیں۔ اول یہ کہ اپنی تکبیر تحریمہ کو امام کی تکبیر سے نہ ملائے دوسرے یہ کہ اپنے سلام کو امام کے سلام سے نہ ملائے اور وہ امر جو دونوں میں مشترک ہے، یہ ہے کہ فرض کے سلام کو نفل کے سلام سے نہ ملایا جائے۔

باب ۲۱

اذکارِ نماز

اذکار نماز وہ دعائیہ اور تعریفی کلمات ہیں جو نماز میں پڑھے جاتے ہیں۔انہیں پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی اور احادیث کے مطابق وہ اذکار حسب ذیل ہیں۔

ا۔دعائے استفتاح

ثناء کو دعائے استفتاح کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ تکبیر تحریمہ کے بعد آغاز نماز میں پڑھی جاتی ہے اس لیے اسے دعاء الافتتاح بھی کہتے ہیں۔آغاز نماز میں اس کا پڑھنا سنت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو یہ الفاظ اپنی زباب مبارک سے ادا کرتے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ

ترجمہ: اے اللہ! ہم تیری ہی پاکی بیان کرتے ہیں ساتھ تعریف تیری ہے اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیرا رتبہ بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

ثناء فرض، سنت اور نوافل گویا ہر نماز کے شروع میں پڑھنا سنت ہے ہاں اگر نماز پڑھنے والا مقتدی ہو اور امام نے قرأت شروع کر دی ہو تو مقتدی کو ثناء نہیں پڑھنی چاہیئے خواہ قرأت جہری ہو یا سری ہو۔یعنی امام جب اپنی قرأت شروع کر دے تو مقتدی کے لیے ثناء پڑھنا مسنون نہیں۔اگر جماعت میں اس وقت شامل ہوا جب کہ امام رکوع یا سجود میں تھا تو اگر یہ توقع ہو کہ رکوع یا سجدہ سے اٹھنے سے پہلے امام کے ساتھ شامل ہو سکے گا تو ثناء پڑھ لینی چاہیئے ورنہ نہیں یعنی ثناء پڑھے بغیر شامل ہو جائے۔ہر مسلک کے پیروکار تقریباً یہی دعا آغاز نماز میں پڑھتے ہیں۔

نماز میں ثناء کے علاوہ یہ دعا بھی پڑھی جا سکتی ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھتے مگر یہ دعا بہت کم لوگ پڑھتے

ہیں۔

وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِکُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُکَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِیْعًا اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ وَاهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا یَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَآ اِلَّآ اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَهَا. لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَهَآ اِلَّآ اَنْتَ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّهٗ فِیْ یَدَیْکَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ اَنَا بِکَ وَاِلَیْکَ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمَذِیُّ وَالنَّسَآئِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

میں نے اپنا منہ اس ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا ہے۔ میں حق کی طرف متوجہ ہونے والا ہوں۔ دین باطل سے بیزار ہوں۔ مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ میری نماز اور میری عبادت، میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا خاص رب العالمین کے لیے ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں اسی توحید اور اخلاص کا مجھ کو حکم ہوا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ الٰہی! تو بادشاہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو میرا پروردگار ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔ میں نے (بندگی اور اطاعت میں قصور کرنے کی وجہ سے) اپنی جان پر ظلم کیا۔ میں نے (تیرے اس فرمان پر کہ جو کوئی گناہوں کا معترف ہو کر میری درگاہ میں آئے ہیں اس کو بخش دیتا ہوں) اپنے گناہوں کا اعتراف کیا پس میرے تمام گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا مجھ کو اچھی عادتوں کی راہ دکھا کہ اچھی عادتوں کی راہ تیرے سوا کوئی نہیں دکھاتا اور مجھ سے بری عادتیں دور کر تیرے سوا میری بری عادتوں کو کوئی دور نہیں کر سکتا میں تیری حکم کی بجا آوری کے لیے حاضر ہوں۔ تمام بھلائیاں تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہیں تیری طرف برائی کی نسبت نہیں کی جاتی۔ میں تیری بخشی ہوئی قوت کے ساتھ قائم اور موجود ہوں اور میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں تو بابرکت اور بلند ہے۔ (یعنی کوئی عقل تیری کنہ ذات وصفات کو نہیں پہنچ سکتی) تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔

۲۔ تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھنا

تعوذ پڑھنا سنت ہے لہٰذا پہلی رکعت کے بعد تکبیر تحریمہ اور ثناء کے بعد تعوذ پڑھنا چاہیئے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط

ترجمہ: میں شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

تعوذ پہلی رکعت کے علاوہ کسی اور رکعت میں نہیں پڑھنا چاہیئے۔ خواہ کوئی امام ہو یا منفرد نماز پڑھ رہا ہو۔ البتہ اگر کوئی مقتدی مسبوق ہو یعنی امام کے قرأت شروع کرنے کے بعد جماعت میں شریک ہوا ہو تو اب اسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ نہیں پڑھنی چاہیئے۔

۳۔ تسمیہ پڑھنا

بِسْمِ اللّٰہِ شریف کو تسمیہ کہا جاتا ہے ہر رکعت کے شروع میں امام اور مقتدی کو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنی چاہیئے۔ خواہ نماز سری ہو یا جہری۔ مقتدی تو قدرتی طور پر بِسْمِ اللّٰہِ نہ کہے گا کیونکہ حالت اقتداء میں اسے قرآن اسے پڑھنا جائز نہیں۔

تسمیہ، ثناء اور تعوذ کے بعد پڑھنی چاہیئے اگر تعوذ یاد نہ رہا اور پہلے بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لی تو ضروری ہے کہ تعوذ پڑھے اور اس کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ پڑھے۔ اس کے برعکس اگر بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا یاد نہ رہا اور سورت فاتحہ شروع کر دی تو پھر بِسْمِ اللّٰہِ نہ پڑھے بلکہ اسے جاری رکھے اور سورت فاتحہ پڑھنے کے بعد جب سورت ملائے تو اس وقت بھی بِسْمِ اللّٰہِ نہ پڑھے کیونکہ بِسْمِ اللّٰہِ سورہ کا جز نہیں بلکہ قرآن کا جز ہے اس لئے نماز میں سورت ملاتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ نہیں پڑھی جاتی۔ بلکہ سورۃ فاتحہ سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ آہستہ پڑھنی چاہیئے تسمیہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن رحیم ہے۔

۴۔ سورۂ فاتحہ

تسمیہ کے بعد سورت فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ اس کے متعلق حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو سورۂ فاتحہ کے نزول کے ساتھ مخصوص کر کے خصوصی

احسان فرمایا ہے کیونکہ اس میں ثناء کو دعا پر مقدم رکھا گیا ہے تا کہ ثناء کے بعد جو دعا کی جائے وہ جلد قبول ہو جائے۔علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے ذریعہ اپنے بندوں کو دعا مانگنے کا طریقہ بھی سکھایا ہے ۔اور سورۃ فاتحہ کو سبع مثانی (سات دہرائی ہوئی آیات) بھی کہا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ○

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو سبع مثانی اور قرآن عظیم عطا فرمایا۔(الحجر:۸۷)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ اٰمِيْن

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے قیامت کے دن کا مالک ہے۔ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔چلا ہم کو سیدھے راستہ پر۔ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام فرمایا۔ان لوگوں کے راستہ پر نہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کے راستہ پر۔(قبول ہو)(الفاتحہ:۷۔۱)

پھر کوئی سورت پڑھے۔

بعض محققین فرماتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ کا نام سبع مثانی اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دو۲ مرتبہ نازل ہوئی ایک بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں، جس مرتبہ بھی وہ نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس میں دوسرا ہی فہم و مدعا تھا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس مرتبہ بھی اس کی تلاوت فرماتے ایک نیا مفہوم منکشف ہوتا تھا اور یہی حال آپ کی امت کے ان نمازیوں کا ہے کہ اس سورۃ سے ان پر عجیب اسرار منکشف ہوتے ہیں ہر بار ان کے معانی کے دریا سے نئے موتی ان کے ہاتھ آتے ہیں۔بعد بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اس سورۃ کا نام مثانی اس واسطے رکھا گیا کہ دوسرے رسولوں کو عطا نہیں کی گئی اور یہ سات آیات ہیں:۔

۵۔سورۃ اخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اس کے اولاد نہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور کوئی اس کے برابر کا نہیں ہے۔ (اخلاص: ۴۔۱)

۶۔ رکوع کی تسبیح

رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھے

پاک ہے میرا رب عظمت والا۔

۷۔ سجدہ کی تسبیح

سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھے

پاک ہے میرا رب اونچی شان والا۔

۸۔ قعدہ میں تشہد پڑھنا

نماز میں دوسری رکعت کے آخر میں بیٹھنے کا نام قعدہ ہے۔ بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرد اپنا داہنا پاؤں کھڑا کر کے اس کی انگلیاں بقدر استطاعت قبلہ رخ کرے اور بایاں پاؤں بچھا کے اس کے اوپر بیٹھے اور ہاتھوں کو زانوؤں پر اس طرح رکھے کہ انگلیوں کے سرے گھٹنوں تک پہنچ جائیں اور ہاتھوں کی انگلیوں کو نہ تو کشادہ رکھے اور نہ بالکل ملائے، بلکہ تھوڑی سی کھلی رکھے اور عورت اس طرح بیٹھے کہ دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دے اور زمین یعنی مصلی پر بیٹھ جائے اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لے اور ہاتھوں کی انگلیاں خوب ملا کر رکھے۔ قعدہ میں بیٹھ کر تشہد پڑھنا ضروری ہے جس کی وجہ دلیل یہ حدیث پاک ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ قَبْلَ عِبَادِہٖ اَلسَّلَامُ عَلٰی جِبْرَئِیْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰی مِیْکَآئِیْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا اَلسَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ فَاِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوۃِ فَلْیَقُلِ التَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ فَاِنَّہٗ اِذَا قَالَ ذٰلِکَ اَصَابَ کُلَّ

عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ الْيَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَآءِ اَعْجَبَهٗ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْهُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت ہم نماز پڑھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہتے ہم سلام ہے اللہ پر اسکے بندوں پر سلام بھیجنے سے پہلے اور جبریل پر سلام ہے اور میکائیل پر فلانے پر سلام ہے پس جبکہ پھرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوئے فرمایا اللہ پر سلام نہ کہو اس لیے اللہ خود سلام ہے پس جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے پس چاہیئے کہ کہے بندگی منہ سے کہنے کی واسطے اللہ کے لئے ہے اور بندگی بدن کی اور مال کی بندگی بھی اللہ ہی کے لیے ہے تم پر سلامتی ہے اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہم پر اور او پر بندوں تک اللہ کے۔ پس تحقیق جب نمازی یہ دعا کہتا ہے تو اس کی برکت ہر نیک بندے کو پہنچتی ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود قابل بندگی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر چاہیئے کہ جو دعا اس کو اچھی لگے پڑھے۔ پس دعا مانگے اللہ سے۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تشہد کے الفاظ حسب ذیل ہیں جس طرح نماز میں تشہد پڑھی جاتی ہے۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ○ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ○

پہلا قعدہ واجب ہے اس لیے اس کے ترک ہو جانے سے سجدہ سہو لازم آئے گا اور آخری قعدہ چونکہ فرض ہے اس کے رہ جانے سے نماز ہی نہ ہوگی اگر پہلے قعدہ کے چھوٹ جانے پر سجدہ سہو نہ کیا جائے گا تو نماز کا اعادہ لازم ہوگا۔

۹۔ رفع سبابہ یعنی تشہد میں انگلی اٹھانا

تشہد میں انگلی اٹھانا سنت ہے جب تشہد میں لَآ اِلٰهَ پر پہنچیں تو داہنے ہاتھ کی بیچ والی انگلی اور انگوٹھے کا سرا ملا کر حلقہ بنائیں اور چھنگلیاں اور اس کے پاس انگلیوں کو ہتھیلی سے ملا دیجئے اور لَآ کے لفظ پر کلمہ کی انگلی اٹھائیے اور اِلَّا کے لفظ پر گرا دیجئے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لیجئے۔ انگلی اٹھانے کا مطلب خدائے

واحد کا اقرار ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَعَدَ یَدْ عُوْ وَضَعَ یَدَہُ الْیُمْنٰی عَلٰی فَخِذِہِ الْیُمْنٰی وَیَدَہُ الْیُسْرٰی عَلٰی فَخِذِہِ الْیُسْرٰی وَاَشَارَبِاِصْبَعِہِ السَّبَّابَۃِ وَوَضَعَ اِبْھَامَہٗ عَلٰی اِصْبَعِہِ الْوُسْطٰی وَیُلْقِمُ کَفَّہُ الْیُسْرٰی رُکْبَتَہٗ۔

حضرت عبداللہ زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت بیٹھتے تھے اپنا داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور اشارہ کرتے شہادت کی انگلی کے ساتھ اور اپنا انگوٹھا رکھتے بیچ کی انگلی پر اور پکڑتے اپنے بائیں ہاتھ سے اپنا گھٹنا۔ (صحیح مسلم)

۱۰۔ درود شریف

نماز کے آخری قعدہ میں درود شریف پڑھنا ضرور ہے اس کے بغیر نماز نہ ہوگی۔ اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ (الاحزاب:۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ یعنی درود بھیجتے ہیں۔ لہٰذا اے ایمان والو تم بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سلام بھیجو۔

نماز میں پڑھا جانے والا درود

نماز میں جو درود پڑھا جاتا ہے اسے درود ابراہیمی کہا جاتا ہے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ یہ درود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو پڑھنے کے لیے بتایا۔ کیونکہ یہ درود دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے باطنی طور پر عنایت ہوا اور وہ درود یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اے اللہ رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر جیسے کہ تو نے رحمت بھیجی، ابراہیم علیہ السلام اوران کی آل پر تحقیق تو تعریف کیا گیا ہے بزرگ۔ اے اللہ برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جیسے کہ تو نے برکت بھیجی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر۔ تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ (صحیح مسلم)

ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التجا کی کہ یا رسول اللہ ہم پر کس طرح درود بھیجیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مندرجہ ذیل الفاظ میں اللہ کے نبی پر درود بھیجو۔

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ ِالسَّاعِدِیِّ قَالَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْلُوا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍوَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ ساعدی سے روایت ہے کہ صحابہ نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح درود بھیجیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہو یا الٰہی رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوران کی بیبیوں پر اوران کی اولاد پر جیسے رحمت بھیجی تو نے ابراہیم پر اور برکت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اوران کی بیبیوں پر اوران کی اولاد پر جیسے برکت بھیجی تو نے ابراہیم پر تحقیق تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ (بخاری شریف)

درود کا جواب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو شخص درود بھیجتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس درود کا جواب سلام کی صورت میں درود پڑھنے والے کو دیتے ہیں۔ اہل روحانیت ایسے سلام کی حقیقت کو جانتے ہیں اس کے متعلق آپ کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّاللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّعَلَیْہِ السَّلَامُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی کہ

سلام بھیجے مجھ پر مگر کہ بھیجتا ہے مجھ پر اللہ تعالیٰ میری روح یہاں تک کہ جواب دیتا ہوں اس پر سلام کا۔ (ابوداؤد شریف)

قبر مبارک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درود سنتے ہیں

جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دور یا نزدیک سے درود پڑھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے سنتے ہیں اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت یہ ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَآئِیًا اُبْلِغْتُهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی میری قبر پر درود بھیجے میں اس کو سنتا ہوں اور جو دور سے درود بھیجے اسے مجھ تک پہنچایا جاتا ہے، اس کو روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان میں۔

درود پڑھنے والے کے لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت

جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر باقاعدہ درود بھیجتا ہے روز قیامت کو اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

عَنْ رُوَیْفِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔

حضرت رویفع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور کہے یا اللہ اتار اس کو بیچ جگہ کے کہ مقرب ہے تیرے نزدیک قیامت کے دن واجب ہوتی ہے اس کے لیے شفاعت میری۔ (مسند امام احمد)

۱۱۔ فضائل درود شریف

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنا محبت کی دلیل ہے لہٰذا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کا ذکر بہت پسند ہے اور اللہ ایسے لوگوں کو

بھی بہت پسند کرتا ہے جو اس کے محبوب کا ذکر کرتے ہیں۔ درود شریف دراصل ذکر محبوب ہے۔ اس لیے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ اس سے پیار کرے تو اسے چاہیئے کہ اس کے محبوب سے پیار کرے اور کثرت سے درود شریف پڑھے اس کے بے شمار فضائل ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ دس بار رحمت کا نزول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوةً وَّاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میرے اوپر ایک بار درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت نازل کرے گا۔ (مسلم شریف)

رحمت الٰہی وہ نورانی تجلی ہے کہ جس سے سکون قلب اور راحت حاصل ہوتی ہے اور اس رحمت کے باعث بندوں کے معمولات میں خیر و برکت ہوتی ہے۔ درود شریف حصول رحمت کا ذریعہ ہے لہٰذا جو شخص ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل کرتا ہے۔

۲۔ درود پڑھنے والوں پر فرشتوں کا رحمت بھیجنا

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَقَالَ مَنْ صَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَلٰٓئِکَتُهٗ سَبْعِیْنَ صَلٰوةً۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود بھیجا اللہ اور اس کے فرشتے اس پر ستر دفعہ رحمتیں بھیجتے ہیں۔ (مسند امام احمد)

اس حدیث پاک میں بھی مندرجہ بالا حدیث والی بات بیان کی گئی ہے کہ جو شخص ایک بار بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ اور اس کے فرشتے ستر مرتبہ اس پر رحمتیں نازل کرتے ہیں۔

۳۔ حصول قربت کا ذریعہ

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَکْثَرُهُمْ عَلَیَّ صَلٰوةً۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے قیامت کے دن میرے قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ تعداد میں درود شریف پڑھے گا۔

(جامع ترمذی)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی تعلق بڑی خوش بختی کی بات ہے اور یہ قربت درود شریف کے کثرت سے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے لہٰذا ہمیں عام اوقات میں کثرت سے درود پاک پڑھنا چاہیئے

۴۔ بخل کی ایک صورت

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَخِيْلُ الَّذِيْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سخت بخیل ہے کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا پھر اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔ (جامع ترمذی)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر درود شریف نہ پڑھنا ایک قسم کا بخل ہے۔

۵۔ درود پاک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَاتَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَّصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اپنے گھروں کو قبروں کی مانند نہ بناؤ اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود بھیجو پس تحقیق تمھارا درود مجھ کو پہنچتا ہے جہاں بھی ہو۔ (نسائی شریف)

درود پاک جہاں بھی پڑھا جاتا ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے اور اس حدیث پاک میں یہ فرمایا گیا ہے کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ یعنی گھروں میں عبادت کرو اور درود شریف پڑھو تا کہ اللہ راضی ہو۔

۱۲۔ نماز میں درود ابراہیمی کے بعد دعا

نماز کے آخری قعدہ میں درود کے بعد عربی زبان میں دعا پڑھنی چاہیئے ۔ یہ دعا وہ ہونی چاہیئے جو مسنون ہیں۔ ان مسنون دعاؤں میں سے چند دعائیں حسب ذیل ہیں۔

ا۔ دعائے مغفرت

نماز میں عام طور پر جو دعائے مغفرت پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہے۔

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ط رَبَّنَا اغْفِرْلِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ.

اے میرے پروردگار مجھ کو اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنادے۔ اے میرے رب! قیامت کے دن میری اور میرے والدین کی اور اہل ایمان کی مغفرت فرما۔"

۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهٗ قَآئِلٌ مَآ اَكْثَرَمَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ.

یا الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے عذاب قبر سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ کانے دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں زندگی کے فتنہ سے اور موت کے فتنہ سے۔ یا الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ گناہ سے اور قرض سے پس کہا واسطے اس کے ایک کہنے والے نے بہت تعجب ہے پناہ مانگنا تمہارا قرض سے۔ (مشکوٰۃ شریف)

۳۔ وہ دعا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھائی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَآءَ كَمَا

يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سکھاتے تھے صحابہ اوراہل بیت کو یہ دُعا جیسے قرآن کی سورۃ سکھاتے فرماتے کہو یاالٰہی میں پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ دوزخ کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہون تیرے ساتھ قبر کے عذاب سے اور تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں کانے دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ زندگی اور مرنے کے فتنہ سے۔(مسلم شریف)

۴۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے التماس کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی دعا سکھا دیجئے۔ جو نماز میں پڑھا کروں۔فرمایا کہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ رواہ بخاری

اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت زیادتی کی ہے اور تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں تو اپنی طرف سے میری بخشش کر مجھ پر رحم فرما بے شک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

۵۔دین ودنیا میں بھلائی حاصل کرنے کی دعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے رب ہمارے، ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

باب ۲۲

فضائلِ دُعا

اللہ چاہتا ہے کہ اس کے دوست صرف اسی کے سامنے ہاتھ پھیلائیں' جو مانگنا ہے اسی سے مانگیں۔ اللہ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی انسانوں کا چارہ ساز نہیں اور مانگنا انسانی فطرت ہے اس لیے جب انسان پر مصیبت یا تکلیف آتی ہے تو اس کے دل سے اللہ کے حضور التجا نکلتی ہے' یہی التجا حقیقت میں دعا ہے۔ دعا جتنی انسان کے دل کی گہرائیوں سے نکلے گی اثر رکھے گی۔ دعا بھی دراصل اللہ کے ذکر ہی کی ایک صورت ہے اور عبادت میں شمار کی جاتی ہے۔

اللہ کائنات کا مالک وخالق ہے۔ زمین وآسمان اسی کے بنائے ہوئے ہیں۔ یہ سورج چاند ستارے اسی کے سجائے ہوئے ہیں۔ یہ زندگی اسی کی عطا کردہ ہے۔ یہ دنیا کی رونق اسی کے دم سے ہے۔ موت و حیات اسی کے اختیار میں ہے۔ وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ کوئی چیز اس کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں۔ یہ سب کچھ اسی کی ملکیت میں ہے' وہی ہمارا حاکم ہے۔ اس کے سوا ارض وسما میں کوئی حکومت کا مالک نہیں۔ تا ابد اسی کی حکومت ہے اور اسی کا حکم چلتا رہے گا۔ اللہ بڑی شان والا ہے اس کی مثل کوئی نہیں' اللہ ہر لحاظ سے قوت والا ہے زمین وآسمان میں اسی کا غلبہ ہے۔ وہ ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ نفع ونقصان کا اصل مالک وہی ہے' عظمت اور مرتبے والا وہی ہے۔ جلیل وکریم اسی کی ذات ہے۔ وہ عیب سے پاک ومنزہ ہے۔ وہ بزرگی کی ہر صفت میں کامل ہے۔ وہ حسن وجمال میں یکتا ہے وہی حمد کے لائق ہے۔ وہ علیم ہے خبیر ہے۔ وہ ایک ہے وہ ہمیشہ سے قائم دائم ہے اور ہمیشہ رہے گا وہی اول وہی آخر ہے وہی ظاہر اور وہی باطن ہے۔ وہی سمیع اور وہی بصیر ہے۔ جب ہر لحاظ سے اللہ ہی انسان کا کارساز ہے۔ پھر اسی کو حق حاصل ہے کہ اسی کو معبود برحق مانتے ہوئے اسی کی عبادت کی جائے، اسی کا ذکر کیا جائے اسی کے حضور پر اپنی آرزوئیں پیش کی جائیں۔ مصیبتوں میں اسی کو پکارا جائے اسی کے حضور اپنے دکھ سنائے جائیں۔ وہ ہر ایک کی آواز سنتا ہے اور جواب دیتا ہے۔ وہ ہر دل کی پکار سے آگاہ اور قبول کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اس سے مانگتے رہیں اور وہ عطا کرتا رہے مگر اے بندے! مانگنے کا طریقہ کسی اللہ والے

سے سیکھ جس کے اٹھے ہوئے ہاتھ اللہ خالی نہیں لوٹاتا۔

یاالٰہی! تو میرا شاہ ہے میں تیرا گدا ہوں' تو میرا آقا ہے میں تیرا غلام ہوں تو میرا خالق ہے میں تیری مخلوق ہوں تو میرا معبود ہے میں تیرا عبد ہوں تو باری اور مصوّر ہے میں تیرا بنایا ہوا انسان ہوں تو قدوس ہے میں سراپا تقصیر ہوں۔ تو میرا حاکم ہے میں تیرا محکوم ہوں تو میرا کریم ہے میں گدائے کرم ہوں تو بے نیاز ہے میں تیرا نیاز مند ہوں۔ جب ہر طرح سے تو ہی میرا کارساز ہے تو پھر میں تیری بارگاہ ہی میں جھکوں گا۔ تجھ ہی سے مانگوں گا۔ زخم جگر تجھے ہی دکھاؤں گا کیونکہ تیرے سوا میرا کوئی نہیں تو پھر میرے دوست! جب ہر طرح خدا ہی سے مانگنا ٹھہرا تو پھر شرم کیسی' حجاب کیسا اور غرور کیوں' مایوسی اور ناامیدی کیوں؟ وہ تو تیرا اور میرا پروردگار ہے۔ اسی کے حضور حاضر ہو جا جبین نیاز کو جھکا دے سر بسجود ہو جا' دل سے غیروں کو نکال دے۔ اجنبیت کو توڑ دے' لذّت نفس کو ترک کر دے ہنگامہ آرائی کو خیر باد کہہ دے۔ ظلمت کدے کو چھوڑ دے' محفل رنداں سے منہ موڑ لے۔ کوچۂ یار کی راہ پوچھ' اپنے سوز جگر کو دیوانہ وار کر یا دیدۂ دل کے راز کو آشکار۔ قلب و نظر یاد الٰہی میں خاکستر کر دے۔ موج نفس کو خواب غفلت سے بیدار کر۔ رہرو محبت بن' خدا کے حضور دیدۂ تر سے حاضر ہو جا پھر دیکھ تیری دعا کیسے قبول ہوتی ہے۔ تیرے مقدر کا ستارہ کیسے جگمگاتا ہے تیری آرزوئیں کیسے شرمندۂ تعبیر ہوتی ہیں۔ تیرے ارمانوں کی دنیا کیسے پوری ہوتی ہے مگر یاد رکھ تیری نوائے شوق اسی وقت پوری ہوگی جبکہ تو اس کا بندہ بنے گا اور جب تو اس کا بندہ بنے گا تو تیری ہر دعا قبول ہے بلکہ تیری زبان پر وہ خود بول اٹھے گا۔

حکمِ دُعا

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں بیشمار مقامات پر دعا کا حکم دیا ہے اور اُدْعُوْا کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ دعا سے مراد ذکر' پکار اور رجوع ہے یعنی اپنی ہر حاجت کو اللہ کے حضور سے طلب کرو۔ قرآن مجید کی جن آیات میں دعا کا حکم دیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہیں:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝

ترجمہ: اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں' تو میں قریب ہوں۔ جب کوئی مجھ سے دعا کرے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو انہیں چاہیے کہ میرا

حکم مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تا کہ راہ ہدایت پر قائم رہیں۔(بقرہ:۱۸۶)

اللہ کے بندے اللہ کے حضور دعائیں کرتے ہیں اور ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اس لیے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ سے دعا مانگا کرو اور کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ دعاؤں ہی سے راہ ہدایت ملتی ہے۔

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ج لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ○

ترجمہ: اے محبوب! فرمادیجیے کہ وہ کون ہے جو تمہیں جنگل اور دریا کی مصیبتوں سے نجات دیتا ہے جبکہ تم اس کے حضور گڑگڑا کر پوشیدہ طور پر دعا کرتے ہو کہ اگر وہ ہمیں اس سے نجات دے تو ہم ضرور اللہ کے شکر گزار بنیں گے۔(انعام:۶۳)

مصائب کی صورت میں اللہ کے حضور دعا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ جب کوئی اسے پوشیدہ طور پر دل میں یا علیحدگی میں پکارتا اور اس کے حضور دعا گو ہوتا ہے تو اللہ اس کی فریاد سن کر اس کی تکالیف ختم کر دیتا ہے تو اسے دعا کی قبولیت پر شکر گزار ہونا چاہیے۔

دعا کے بارے میں ایک اور مقام پر مزید فرمایا:

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ قف وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ط كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ○

ترجمہ: آپ فرمایئے کہ میرے رب نے حکم دیا ہے کہ انصاف کرو اور ہر نماز کے وقت اپنے چہرے کو قبلہ کی طرف کرو اور اسی کے بندے ہو کر اس سے مانگو، جس طرح اس نے تمہیں پیدا کیا ویسے ہی تم لوٹائے جاؤ گے۔(اعراف:۲۹)

اس آیت میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ اسی کی عبادت کرو اور اس کے بعد دعا مانگو کیونکہ اسی میں عظمت ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ○ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ○

ترجمہ: اپنے رب سے عاجزی اور پوشیدگی میں دعا کرو بیشک وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور اس کی اصلاح کے بعد زمین میں فساد نہ پھیلاؤ، دعا مانگو اس سے ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے۔ بیشک اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے بہت قریب ہے۔(اعراف:۵۵تا۵۶)

اصول دعا یہ ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں دعا عاجزی سے مانگی جائے اور خاموشی سے کی جائے تو بہت بہتر ہے انشاء اللہ جلد قبول ہوگی۔ دعا کے وقت خوفِ الٰہی اپنے دل میں طاری کرنا چاہیے کیونکہ جن کے دل میں خوفِ الٰہی ہوتا ہے اللہ ان کی بہت جلد سنتا ہے۔

تکبر کے ساتھ دعا کرنا منع ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہوا ہے کہ:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ یَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝

ترجمہ: پریشان حال کی دعا کون قبول کرتا ہے جبکہ وہ دعا کرے اور اس کی تکلیف کو کون دور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (بالکل نہیں) تم بہت کم عبرت حاصل کرتے ہو۔ (نمل:۶۲)

پریشانی اور سختی میں اللہ تعالیٰ ہی دعاؤں کو قبول کرتا ہے کیونکہ اسی کی بارگاہ میں ہر ایک بے قرار کو پناہ ملتی ہے لہٰذا اسی کو پکارو۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ۝

ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو۔ میں قبول کروں گا بیشک وہ لوگ جو عبادت کی وجہ سے تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ (مومن:۶۰)

قبولیت دعا کی مزید تصدیق کی گئی ہے کہ جو مجھ سے خلوص دل سے دعا مانگتا ہے میں قبول کر لیتا ہوں اس لیے کوئی مانگے تو سہی اور فقراء کا انداز طلب سیکھے کیونکہ اللہ سے صحیح انداز سے دعا کرنا صرف اللہ کے فقیروں کو آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر دعا کی مزید تاکید فرمائی ہے:

هُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

ترجمہ: وہی زندہ ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، اس لیے اسی کے بندے بن کر خلوص دل سے دعا کرو، ہر تعریف اسی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ (مومن:۶۵)

اللہ کی شان ہے کہ وہ زندہ ہے وہ ہمارا معبود ہے اسی کی عبادت کی جائے جس میں اخلاص ہو اور پھر

اسی کے حضور اپنی فریاد کی جائے کیونکہ ہر تعریف کے لائق صرف وہی ہے۔

دعا دراصل عبادت کا ایک حصہ ہے کیوں کہ انسانی زندگی کا اصل مقصد عبادت اور اطاعت ہے اور یہی عبادت انسان کو مقام عبدیت تک پہنچاتی ہے اور جتنا کوئی مقام عبدیت میں اللہ کے قریب ہو جاتا ہے اس کی دعا بارگاہ رب العزت میں فوراً قبول ہوتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منتہائے عبدیت ہیں اور جنہیں ان کا قرب اور مقام محبوبیت حاصل ہو جاتا ہے وہ بھی اللہ کے منظور نظر بن جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کی دعا بھی اللہ کے حضور مقبول ہوتی ہے اس لیے اولیائے کاملین کی دعائیں درجۂ قبولیت رکھتی ہیں کیونکہ انہوں نے باطنی طور پر اپنے آپ کو اس حد تک پاکیزہ کیا اور حق بندگی ادا کیا کہ اللہ کو ان سے پوچھنا پڑا کہ بتاؤ کیا مانگتے ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا: یاالٰہی! تیری رضا ہی کے طالب ہیں کیونکہ اولیائے کاملین صرف رضائے الٰہی کے طالب ہوتے ہیں اور یہی رضائے الٰہی انہیں اطاعت اور شکر گزاری کے اس مقام تک لے جاتی ہے کہ اگر وہ کسی کی تقدیر بدلنے کے لیے اللہ کے حضور دعا کر دیں تو ان کی التجا پر اللہ تعالیٰ دوسروں کی تقدیر تک بدل دیتا ہے اور یہ مقام تب پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان دل سے دنیا کو ہر طرح چھوڑ کر یاد الٰہی میں مرنے سے پہلے مر جاتا ہے اور پھر نگاہ مومن سے تبدیلی تقدیر کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

دعا قبول ہو یا نہ ہو بہر حال اللہ کے حضور دعا کرتے رہنا چاہیے۔ بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ انسان کی ایک دعا قبول تو ہو جاتی ہے لیکن پوری ہونے میں کچھ مدت لگ جاتی ہے اور انسان بے صبرا ہونے کی وجہ سے فوراً اللہ سے گلہ شکوہ شروع کر دیتا ہے مثلاً ایک آدمی غریب ہے وہ اپنے لیے اللہ کے حضور فراوانی رزق یعنی مالدار ہونے کے لیے دعا کرتا ہے اور اس کی دعا قبول ہو جاتی ہے تو اس کے مالدار ہونے میں کچھ وقت لگے گا اللہ پہلے اس کے اسباب پیدا کرے گا پھر جب چاہے گا اس کے مال و دولت میں اتنا اضافہ ہو جائے کہ ہو سکتا ہے وہ سنبھال نہ سکے لیکن بعض لوگ یوں کرتے ہیں کہ اللہ کے حضور کسی چیز کے لیے دعا کی لیکن اگر وہ پوری ہوتی ہوئی نظر نہ آئی تو فوراً اللہ سے مایوسی کا اظہار شروع کر دیا اپنی قسمت کو برا بھلا کہنے لگے تو ایسا کرنے سے سوائے اللہ کی ناراضگی مول لینے کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا بلکہ ہر صورت میں صابر اور شاکر ہو کر اللہ کے حضور دعا مانگتے رہنا چاہیے۔ انشاء اللہ ایک نہ ایک دن دعا ضرور قبول ہوگی کیونکہ بعض اوقات دعا قبول نہ ہونے میں انسان ہی کی بہتری ہوتی ہے اس لیے اللہ سے مایوسی کا اظہار نہ کیا جائے۔

فضیلتِ دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا سے زیادہ معزز اور کوئی چیز نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا عبادت ہے۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ تمہارا رب فرماتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو سنتا ہوں۔ (سنن نسائی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جس کے لیے قبولیت دعا کے دروازے کھولے گئے اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین دعا یہ ہے کہ اس سے عافیت کے لیے دعا کی جائے۔ (جامع ترمذی)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک تمہارا رب حی وکریم ہے جب بندہ دعا کے لیے اس کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھاتا ہے تو اس کو حیا آتی ہے کہ وہ بندے کے ہاتھوں کو خالی واپس کردے۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا کے علاوہ اور کوئی چیز قضا کو تبدیل نہیں کرتی اور عمر کی زیادتی کا سبب سوائے نیکی کے اور کوئی نہیں۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا ہر اس مصیبت کو رفع کرتی ہے جو آئی ہو یا نہ آئی ہو۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندو! خود پر دعا کو لازم کرلو۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسا کوئی فرد نہیں جو اللہ سے مانگتا ہے مگر رب تعالیٰ اس کو وہ عطا فرما دیتا ہے جو وہ مانگتا ہے یا اس سے بلاؤں کو دفع فرما دیتا ہے جب تک کہ وہ شخص گناہ کی دعا نہ کرے یا قطع رحمی کی دعا۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ سے دعا کرو تو تمہیں اس کی قبولیت کا یقین ہونا چاہیے اور یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ غافل دلوں کی دعا کو قبول نہیں کرتا۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین اشخاص کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ روزہ دار کی دعا جو وہ افطار کے وقت کرتا ہے۔ امام عادل کی دعا اور مظلوم کی دعا۔ ان دعاؤں کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر بلند فرما دیتا ہے ان کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ رب کریم فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں ان کی ضرور مدد کروں گا چاہے کچھ عرصہ کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔ (جامع ترمذی)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عمرہ کی اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت دے کر فرمایا: بھائی! ہمیں بھی اپنی دعا میں شریک کرنا نہ بھولنا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس جملہ سے زیادہ اور کوئی جملہ مسرت نہیں دیتا تھا۔ (جامع ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیر موجود کے حق میں غیر موجود کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے رب سے حاجتوں کو طلب کرے یہاں تک کہ اگر جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اس کے بارے میں بھی۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین دعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ والد کی دعا اولاد کے حق میں، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔

(سنن ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اللہ سے دعا کرو تو ہتھیلیوں کا رخ چہرہ کی طرف رکھو اور ہاتھوں کی پشت تمہارے چہرہ کی جانب نہ ہو اور جب دعا سے فارغ ہو تو ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لو۔

ایک اور روایت جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس طرح ہے کہ اللہ سے دعا ہاتھوں کے اندرونی حصہ کی طرف سے مانگو اور ہاتھوں کے بیرونی رخ سے طلب نہ کرو اور جب دعا سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لو۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو ان کو منہ پر پھیرنے سے پہلے نیچے نہ رکھتے۔ (جامع ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور ان کے علاوہ دوسری دعاؤں کو ترک فرما دیتے تھے۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کی طلب کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے سامنے دست طلب بڑھایا جائے اور بہترین عبادت وسعت اور فراخی کا انتظار کرنا ہے۔ (جامع ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ خداوندا اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما دے۔ بلکہ یقین اور رغبت کے ساتھ دعا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کچھ دینے سے کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ (صحیح مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی جانوں اور اموال اور اولاد کے لیے بددعا نہ کرو کیونکہ ایسا نہ ہو کہ وہ قبولیت کی ساعت ہو اور تمہاری دعا قبول ہو جائے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی عدم موجودگی میں اگر اس کا کوئی بھائی دعا کرتا ہے تو وہ مقبول ہوتی ہے اور دعا کرنے والے کے ساتھ ایک فرشتہ متعین کر دیا جاتا ہے جب وہ اپنے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو مقرر فرشتہ اس کی دعا پر آمین کہتا ہے اور اس کے لیے بھی ویسی ہی دعا کی مقبولیت کی دعا کرتا ہے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ جب تک گناہ قطع رحم اور جلدی نہیں کرتا تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اس وقت نبی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جلدی سے کیا مطلب ہے؟ تو آپ نے فرمایا: دعا کرنے والا یہ کہے کہ میں نے دعا کی لیکن اس کی قبولیت کی کوئی علامت میں نے نہیں دیکھی اور دعا کو قبول ہوتا دیکھ کر تھک کر

بیٹھ جائے۔ (صحیح مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں کس چیز کی طرف بلا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی طرف جو اکیلا ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں جو اس وقت تیرے کام آتا ہے جب تو کسی مصیبت میں پھنسا ہوا ہو۔ وہی ہے کہ جب تو جنگلوں میں راہ بھول کر اسے پکارے تو وہ تیری رہنمائی کر دے۔ تیرا کچھ کھو گیا ہو اور تو اس سے التجا کرے تو وہ اسے تجھ کو ملا دے۔ قحط سالی ہو گئی ہو اور تو اس سے دعائیں کرے تو وہ موسلا دھار مینہ تجھ پر برسا دے۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کچھ نصیحت کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی کو برا بھلا نہ کہہ' نیکی کے کسی کام کو ہلکا اور بے وقعت نہ سمجھ۔ گو اپنے مسلمان بھائی سے بہ کشادہ پیشانی ملنا ہی ہو' گو اپنے ڈول سے کسی پیاسے کو ایک گھونٹ پانی کا دینا ہی ہو اور اپنے تہبند کو آدھی پنڈلی تک رکھ' نہ مانے تو زیادہ سے زیادہ ٹخنے تک' اسے نیچے لٹکانے سے بچ تا رہ اس لیے کہ فخر و غرور ہے جسے خدا ناپسند کرتا ہے۔ (مسند امام احمد)

حکایت

بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے ایک لشکر نے ایک جنگ میں کافروں سے شکست اٹھائی اور واپس لوٹے۔ ان میں ایک مسلمان جو بڑے سخی اور نیک تھے' ان کا گھوڑا جو بہت تیز رفتار تھا راستہ میں اڑ گیا۔ اس ولی اللہ نے بہت کوشش کی لیکن جانور نے قدم ہی نہ اٹھایا۔ آخر عاجز آ کر اس نے کہا کیا بات ہے کہ تو اڑ گیا۔ ایسے ہی موقع کے لیے تو میں نے تیری خدمت کی تھی اور تجھے پیار سے پالا تھا؟ گھوڑے کو خدا نے زبان دی۔ اس نے جواب دیا کہ وجہ یہ ہے کہ آپ میرا گھاس دانہ سائیس کو سونپ دیتے تھے وہ اس میں سے چرا لیتا تھا' مجھے بہت کم کھانے کو دیتا تھا اور مجھ پر ظلم کرتا تھا خدا کے اس نیک بندے نے کہا اب تو چل! میں خدا کو بیچ میں رکھ کر وعدہ کرتا ہوں کہ اب سے تجھے میں ہمیشہ اپنی گود میں ہی کھلایا کروں گا۔ جانور یہ سنتے ہی تیزی سے لپکا اور انہیں جائے امن تک پہنچا دیا۔ حسب وعدہ اب سے یہ بزرگ اپنے اس جانور کو اپنی ہی گود میں کھلایا کرتے تھے۔ لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے کسی سے یہ واقعہ کہہ دیا جس کی عام شہرت ہو گئی۔ لوگ اس واقعہ کو سننے کے لیے ان کے پاس دور سے آنے لگے۔ شاہِ

روم کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے چاہا کہ کسی طرح انہیں اپنے شہر بلا لے بہت کوششیں کیں لیکن بے سود رہیں۔ آخر میں اس نے ایک شخص کو بھیجا کہ کسی طرح حیلے حوالے سے انہیں بادشاہ تک پہنچائے۔ یہ شخص پہلے مسلمان تھا پھر مرتد ہو گیا تھا۔ یہ بادشاہ کے پاس سے چلا یہاں آ کر وہ ان سے ملا۔ اپنا اسلام ظاہر کیا توبہ کی اور نہایت نیک بن کر رہنے لگا۔ یہاں تک کہ اس ولی اللہ کو اس پر پورا اعتماد ہو گیا اور اسے صالح اور دیندار سمجھ کر انہوں نے دوستی کر لی اور ساتھ ساتھ پھرنے لگے' اس نے اپنا پورا اثر رسوخ جما کر اپنی ظاہری دینداری کے فریب میں انہیں پھنسا کر ادھر بادشاہ کو اطلاع دی کہ فلاں وقت دریا کے کنارے ایک مضبوط جری شخص کو بھیجو میں انہیں لے کر وہاں آ جاؤں گا اور اس شخص کی مدد سے انہیں گرفتار کر لوں گا۔

یہاں سے انہیں جل دے کر لے چلا اور اسی جگہ پہنچایا۔ دفعتاً یہ شخص نمودار ہوا اور اس بزرگ پر حملہ کیا۔ ادھر سے اس مرتد نے حملہ کیا۔ اس نیک دل شخص نے اس وقت آسمان کی طرف نگاہیں اٹھائیں اور دعا کی کہ خدایا اس شخص نے تیرے نام سے مجھے دھوکہ دیا۔ میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو جس طرح چاہے مجھے ان دونوں سے بچا لے۔ خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ جنگل سے دو درندے دوڑتے ہوئے دکھائی دیے اور وہ آ کر ان دونوں شخصوں کو دبوچ لیتے ہیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے واپس چلے جاتے ہیں اور یہ بندۂ خدا بہ امن وامان وہاں سے صحیح وسالم واپس تشریف لے آئے۔ (تفسیر ابن کثیر' سورۂ نحل)

حکایت

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ کسی بیمار کی بیمار پرسی کو گئے۔ بیمار نے کہا میرے لیے خدا سے دعا کیجیے۔ آپ نے فرمایا: تم خود اپنے لیے دعا کرو' بیقرار کی بیقراری کے وقت کی دعا کو خدا قبول فرماتا ہے۔

حضرت وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اگلی آسمانی کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے میری عزت کی قسم! جو مجھ پر اعتماد کرے اور مجھے تھام لے تو میں اسے اس کے مخالفین سے بچا لوں گا اور ضرور بچا لوں گا۔ گو آسمان و زمین اور کل مخلوق اس کی مخالفت اور ایذا دہی پر تل جائیں اور جو مجھ پر اعتماد نہ کرے میری پناہ میں نہ آئے تو میں اسے امن وامان سے چلتا پھرتا ہی اگر چاہوں گا تو زمین میں دھنسا دوں گا۔ اور اس کی کوئی مدد نہ کروں گا۔

ایک بہت ہی عجیب واقعہ حافظ ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک خچر پر لوگوں کو دمشق سے زیدانی لے جایا کرتا تھا اور اسی کرایہ پر میری گزر

بسر ہوتی تھی۔ایک مرتبہ ایک شخص نے خچر کرایہ پر لیا میں نے اسے سوار کرایا اور لے چلا ایک جگہ جہاں دو راستے تھے پہنچے تو اس نے کہا اس راہ پر چلو۔ میں نے کہا کہ میں اس راستے سے واقف نہیں ہوں۔ سیدھی راہ یہی ہے۔اس نے کہا نہیں میں پوری طرح واقف ہوں۔ یہ بہت نزدیک کا راستہ ہے۔ میں اس کے کہنے سے اسی راستے پر چلنے لگا۔تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ ہم ایک لق و دق بیابان میں آ گئے ہیں جہاں کوئی راستہ نظر نہیں آتا' نہایت خطرناک جنگل اور بن ہے۔ ہر طرف لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ میں سہم گیا وہ مجھ سے کہنے لگا ذرا لگام تھامو مجھے اترنا ہے۔ میں نے لگام تھام لی وہ اترا اور اپنا تہبند اونچا کر کے کپڑے ٹھیک کر کے چھری نکال کر مجھ پر حملہ آور ہو گیا۔ میں وہاں سے بھاگا لیکن اس نے میرا پیچھا کیا اور مجھے پکڑ لیا۔ میں اسے قسمیں دینے لگا لیکن اس نے خیال بھی نہ کیا۔ میں نے کہا اچھا یہ خچر اور کل سامان جو میرے پاس ہے تو لے لے اور مجھے چھوڑ دے۔ اس نے کہا یہ تو میرا ہو ہی چکا ہے لیکن میں تجھے زندہ چھوڑنا چاہتا ہی نہیں۔ میں نے اسے خدا کا خوف دلایا آخرت کے عذابوں کا ذکر کیا لیکن ان چیزوں نے بھی اس پر کوئی اثر نہ کیا اور وہ میرے قتل پر تلا رہا۔ اب میں مایوس ہو گیا اور مرنے کے لیے تیار ہو گیا اور اس سے بہ منت التجا کی کہ آپ مجھے دو رکعت نماز ادا کر لینے دیجیے اس نے کہا اچھا جلدی پڑھ لے۔ میں نے نماز شروع کی۔ لیکن خدا کی قسم! میری زبان سے قرآن کا ایک حرف نہیں نکلا تھا۔ یونہی ہاتھ باندھے دہشت زدہ کھڑا ہوا تھا اور وہ جلدی مچا رہا تھا اور اسی وقت اتفاق سے یہ آیت میری زبان پر آ گئی:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ (نمل:٦٢)

ترجمہ: کون ہے جو بیقرار کی فریاد کو قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف کو دفع کرتا ہے۔

پس اس آیت کا زبان سے جاری ہونا تھا کہ میں نے دیکھا کہ جنگل میں سے ایک گھوڑ سوار تیزی سے اپنا گھوڑا بھگائے نیزہ تانے ہماری طرف چلا آ رہا ہے اور بغیر کچھ کہے اس ڈاکو کے پیٹ میں اس نے اپنا نیزہ گھسیڑ دیا جو اس کے جگر کے آرپار ہو گیا۔ وہ اسی وقت بے جان ہو کر گر پڑا۔ سوار نے باگ موڑی اور جانا چاہا لیکن میں اس کے قدموں سے لپٹ گیا اور بہ الحاح وزاری کرنے لگا اور کہنے لگا کہ خدا کے لیے یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں اس کا بھیجا ہوا ہوں جو مجبوروں' بیکسوں اور بے بسوں کی دعا قبول فرماتا ہے اور مصیبت و آفت کو ٹال دیتا ہے۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور وہاں سے اپنا خچر اور مال لے کر صحیح و سالم واپس لوٹا۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ ''یا اللہ! میری آخری عمر اچھی کر نیک عمل پر میرا خاتمہ فرما اور اپنی ملاقات کا دن سب دنوں سے بہتر کر''۔

''ایک بھائی کی دعا دوسرے بھائی کے حق میں بشرطیکہ وہ صرف خدا کی راہ پر دعا کرے' ضرور قبول ہوگی''۔

آپ عموماً یہ دعا مانگا کرتے تھے ''اے خدا! میں تجھ سے وہ چیز مانگتا ہوں جو مجھے آخرت میں کام آئے۔ الٰہی! مجھے اپنی خوشنودی اور اعلیٰ مرتبہ جنت نعیم سے عطا کر''۔

دُعا یا رضا

اہل شریعت کے لیے دعا کرنا درست ہے مگر جونہی اللہ کے دوست منازلِ ولایت طے کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ جس مقام پر ان کی ہر دعا قبول ہونے لگتی ہے تو اس وقت ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اللہ کی رضا کو مدنظر رکھیں۔ اگر وہ ہر ایک کے لیے دعا کرتے جائیں گے تو اس طرح انسانی تقدیر جو اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اس میں بار بار دخل آئے گا جس سے رضائے الٰہی متاثر ہوگی اور اللہ کے ولی کا مقام وہیں رک جائے گا لہٰذا اچھا دوست تو وہی ہوتا ہے جو اللہ کی رضا کے مطابق چلے۔

پھر ولایت میں اللہ کے بندوں پر ایک مقام ایسا بھی آجاتا ہے جس وقت ان کی زبان پر اللہ خود بولتا ہے اور ان کی ہر بات پوری ہوتی ہے۔ ایسے صدیقین اللہ کی رضا کے بغیر اپنی زبان سے کوئی لفظ نہیں نکالتے بلکہ وہ پہلے لوحِ محفوظ پر دیکھ کر دعا کرتے ہیں اور یہی ان کے لیے بہتر ہے۔

حضرت امام عبدالکریم بن ہوازن قشیری نے لکھا ہے کہ صوفیاء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا دعا افضل ہے یا سکوت و رضا۔ بعض کہتے ہیں کہ دعا تو دراصل عبادت ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ لہٰذا جو بات عبادت ہو اس کا ذکر کرنا اس کے ترک کر دینے سے افضل ہے۔ مزید برآں یہ حق سبحانہ کا حق ہے لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی دعا کو قبول نہ کرے اور بندے کی آرزو پوری نہ ہو تو بھی بندے نے اپنے رب کا حق ادا کر دیا کیونکہ دعا عبودیت کے احتیاج کا اظہار ہے۔

دوسرا گروہ کہتا ہے کہ خاموش رہنا اور اللہ کے حکم کے تحت عاجزی کرنا اصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے بندے کے لیے جو کچھ پہلے سے اختیار کر رکھا ہے اس پر راضی رہنا بہتر ہے۔ اسی لیے واسطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احکام ازل سے تجھ پر جاری ہو چکے ہیں ان پر راضی رہنا وقت کا مقابلہ کرنے سے بہتر ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"جو شخص میرے ذکر میں مشغولیت کے سبب مجھ سے کچھ نہیں مانگتا میں اسے سوال کرنے والے سے بہتر چیز دوں گا"۔

چنانچہ بعض حالات میں دعا سکوت سے افضل ہے اور یہی صحیح ادب ہے اور مگر یہ بات تو اسی خاص حالت میں معلوم کی جاسکتی ہے کیونکہ کسی خاص وقت کا علم اسی وقت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے لہٰذا جب دل میں دعا کی طرف اشارہ پایا جائے تو دعا بہتر ہے اور جب سکوت کی طرف اشارہ ہو تو سکوت افضل ہے۔ یوں بھی کہنا درست ہے کہ دعا کے وقت بندہ کو اپنے رب کے مشاہدہ سے غافل نہیں ہونا چاہیے پھر اسے اپنی حالت کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ اگر دعا سے اس حالت میں بسط پیدا ہو تو دعا بہتر ہوگی اور اگر دعا کے وقت اس کا دل اسے زجر کرے اور اس میں قبض پیدا ہو تو اس وقت اس کے لیے دعا نہ کرنا بہتر ہے اور اگر اپنے دل میں نہ زیادہ بسط اور نہ ہی زجر محسوس ہو تو پھر دعا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہوگا مگر ایسی حالت میں علم غالب ہو تو دعا بہتر ہے کیونکہ یہ عبادت ہے اور اگر اس حالت میں معرفت، حال اور سکوت غالب ہو تو سکوت بہتر ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

ارشادات صوفیاء

حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں دعا بادشاہ کے حق میں کروں گا کیونکہ بادشاہ کی اصلاح تمام مخلوق کی اصلاح ہوگی۔

حضرت شفیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حلاوت دُعا اجابت دُعا کی علامت ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ دعا درحقیقت ترک گناہ کا نام ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا کہ دعا کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ کے سامنے اپنی حاجت کا اظہار کیا جائے ورنہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے۔

حضرت ابو حازم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر میں دعا سے محروم کر دیا جاؤں تو یہ میرے لیے زیادہ

ناگوار ہوگا بہ نسبت اس کے کہ میں مقبولیت سے محروم کر دیا جاؤں۔

حضرت سہل بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کر کے کہا مجھ سے باتیں کرو، اگر یہ نہ کر سکو تو میری طرف دیکھو۔ اگر یہ بھی نہ کر سکو تو میری بات کو سنو۔ اگر یہ بھی نہ کر سکو تو میرے دروازے پر رہو اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو میرے پاس اپنی ضرورتوں کو لاؤ۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے اللہ! میں تجھے کیسے پکاروں جبکہ میں نافرمان ہوں اور تمہیں کیوں کر نہ پکاروں جبکہ تو کریم ہے۔

ایک دفعہ حضرت سہل بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ مقبولیت کے قریب وہ دعا ہے جو صاحب حال بندے کی ہو اور دعاء حال وہ دعا ہے کہ بندہ اس قدر مجبور ہو کر جو کچھ مانگ رہا ہے اس کے سوا اسے چارہ نہ ہو۔

ایک صوفی کا ارشاد ہے کہ عوام کی دعا اقوال و الفاظ میں ہوتی ہے اور زاہدوں کی دعا افعال سے اور عارفین کی دعا احوال سے۔

حضرت ابوعلی دقاق رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دعا قضاء حاجات کی چابی ہے اور فاقہ مستوں کے لیے راحت کا سبب ہے۔ مجبوروں کے لیے جائے پناہ ہے اور حاجت مندوں کے لیے آرام کرنے کا سبب ہے۔

کسی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا بات ہے کہ ہم دعا مانگتے ہیں مگر ہماری دعا قبول نہیں ہوتی؟ فرمایا: اس لیے کہ تم ایسے خدا کو پکارتے ہو جسے تم پہچانتے ہی نہیں ہو۔

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دعا میں کمال ادب رکھو اس لیے کہ دعا دراصل رفیع الدرجات کے سامنے حاجات پیش کرنے کا نام ہے۔ (البرہان المؤید)

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دعائیں خیر و برکت کا ذریعہ ہیں اس لیے آپ اپنے مریدوں کو پابندی سے دعا مانگنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اس ذات حقیقی کے روبرو ہمیشہ عاجزی سے دعا مانگنا چاہیے۔

دعا قبول نہ ہونے کی وجہ

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مومن کی ہر دعا لازمی طور پر قبول نہیں کی جاتی اور جو دعا قبول نہیں کی جاتی اس کے قبول نہ ہونے میں بھی حکمت الٰہی کے تحت اس کے لیے بہت سے فوائد مضمر ہوتے ہیں۔ انسان عالم الغیب نہیں بلکہ عالم الغیب صرف اللہ ہے اور وہی خوب جانتا ہے کہ اس بندہ کی فلاح و بہبود کس چیز میں ہے۔ عین ممکن ہے کہ ایک چیز ہم اپنے لیے مفید سمجھ کر اللہ سے طلب کریں لیکن حقیقتاً وہ ہمارے لیے مضر ہو اور اسی طرح عین ممکن ہے کہ ایک چیز کو ہم اپنے لیے مضر سمجھتے ہوئے اس سے نہ مانگیں لیکن حقیقتاً وہ ہمارے لیے بہت مفید ہو اور اللہ تعالیٰ از خود ہمیں عطا فرما دے۔ بعض اوقات دعا کے قبول نہ ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ بندہ غافل نہ ہو جائے۔

ہر دعا کی قبولیت پر اصرار کرنا بھی غیر اللہ کی حیثیت رکھتا ہے اور مومن کے عقیدۂ توحید کے منافی ہے۔ پس ہر دعا کے قبول نہ ہونے کے دو واضح اسباب ہیں۔ ایک یہ کہ مومن میں غرور و تکبر نہ سما جائے اور وہ اللہ سے آئین ادب و احترام چھوڑ کر غافل و گستاخ نہ ہو جائے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ طاعت و تعمیل احکام کے طور پر نہیں بلکہ محض خواہش و عادت کے طور پر سوال نہ کرنے لگے اور اس طرح ایک معاملہ عشق و ذوق کو رسم نہ بنا لے کیونکہ یہ بھی ایک شرک خفی کی صورت ہے اور شرک جلی سے دوسرے درجہ کی مذموم چیز ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دعا تسکین قلب کے لیے ہے ورنہ حق تعالیٰ جانتا ہے کہ اس نے دعا مانگنے والے کے لیے کیا کرنا ہے۔ دعا کے وقت صرف اللہ کی طرف توجہ رکھنی چاہیے۔

ایک مرتبہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ ہی نے عربی زبان میں بیان کیا کہ مصیبت جب اوپر سے نازل ہوتی ہے اور دعا نیچے سے اوپر کو جاتی ہے تو ہر دو کا فضا میں آمنا سامنا ہو جاتا ہے۔ اگر دعا میں قوت ہو تو وہ مصیبت کو واپس لوٹا دیتی ہے اور اگر قوت نہ ہو تو مصیبت نیچے کو اتر آتی ہے۔

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دعا دو زانو ہو کر گریہ زاری کے ساتھ مانگا کرو۔ مزید فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن عصر کے بعد ایک گھڑی ایسی ہے جس میں ہر جائز دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت حافظ عبدالکریم نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ دعا مانگنے میں تین فائدے ہیں۔ اول جب انسان کہتا ہے کہ اے اللہ! تو میرا خالق اور میں تیرا ضعیف بندہ ہوں تو اللہ تعالیٰ سے رابطہ اور تعلق پیدا ہوتا ہے اگر دعا قبول ہو گئی تو بہت اچھا اگر قبول نہ ہوئی تو زادِ راہ میں اضافہ ہوا اور رضا حاصل ہوئی۔

حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دعا کے اثرات کا ظہور اسی وقت ہوتا ہے جبکہ حسن اعتقاد اور شرعی آداب کے مطابق مانگی جائے۔

حکایاتِ دُعا

دعا کی برکت کا واقعہ

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں شام سے مدینہ تجارت کے لیے آیا کرتا تھا اور پھر مدینہ سے شام جاتا مگر اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے وہ قافلہ والوں کے ساتھ نہ جاتا۔ ایک بار جب وہ شام سے مدینہ آ رہا تھا تو ایک ڈاکو ملا جو گھوڑے پر سوار تھا اس نے سوداگر کو پکار کر کہا ٹھہر جاؤ' سوداگر ٹھہر گیا اور کہا یہ مال لے لے اور مجھے چھوڑ دے۔ ڈاکو نے کہا مال تو اب میرا ہے ہی۔ میں تو تیری جان لینا چاہتا ہوں۔ سوداگر نے کہا کہ میری جان سے تجھے کیا غرض؟ مال لے لے اور مجھے چھوڑ دے۔ ڈاکو نے پھر وہی جواب دیا۔

اس پر سوداگر نے کہا' مجھے اتنی مہلت دو کہ میں وضو کر کے نماز پڑھ لوں اور اپنے رب کو پکار لوں۔ ڈاکو نے کہا جو تیرا جی چاہے کر۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سوداگر نے اٹھ کر وضو کیا اور چار رکعت نماز ادا کر کے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی

یاودود یاودود یاذاالعرش المجید یا مبدیء یامعید یا فعال لما یرید اسئلك بنوروجهك الذی ملا ارکان عرشك واسئلك بقدرتك التی قدرت بها علی خلقك و برحمتك التی وسعت کل شیء لا اله الاآنت یا مغیث اغثنی

یہ دعا اس نے تین بار پڑھی۔

جب دعا سے فارغ ہوا تو یکا یک ایک شخص سفید گھوڑے پر سوار سبز رنگ کے کپڑے پہنے نور کا حربہ ہاتھ میں لیے ہوئے آموجود ہوا۔ جب ڈاکو نے سوار کو دیکھا تو سوداگر کو چھوڑ کر سوار کی طرف لپکا۔ جب اس کے قریب پہنچا تو سوار نے ڈاکو پر حملہ کر دیا اور نیزہ مار کر اسے گھوڑے سے نیچے گرا دیا پھر سوداگر کے پاس آ کر کہا اٹھو اور اسے قتل کر دو لیکن سوداگر نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے، میں نے کبھی کسی کو قتل نہیں کیا اور میرا دل تو نہیں چاہتا کہ اسے قتل کروں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سوار ڈاکو کی طرف لوٹ گیا اور اس نے اسے قتل کر ڈالا۔ پھر سوداگر کے پاس آ کر کہا کہ میں آسمان کا فرشتہ ہوں۔ جب تو نے پہلی بار دعا کی تو ہم نے تیسرے آسمان کے کڑکڑانے کی آواز سنی تو کہا کہ کوئی حادثہ واقع ہوا ہے پھر تو نے دوسری بار دعا کی تو آسمان کے دروازے کھل گئے اور وہ آگ کے شعلوں کی طرح تھا۔ پھر تو نے تیسری بار دعا کی تو آسمان سے جبریل علیہ السلام اتر کر ہمارے پاس آئے اور وہ اس مصیبت زدہ کے لیے پکار رہے تھے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یہ کام میرے سپرد کر دے۔ اے اللہ کے بندے! یاد رکھو جو شخص کسی مصیبت یا سختی کے وقت یہ دعا مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکل حل کر دے گا اور اس کی مدد کرے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سوداگر صحیح سلامت چلا آیا یہاں تک کہ مدینہ پہنچا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ سنایا اور اپنی دعا کا بھی ذکر کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے وہ اسماء حسنیٰ تلقین کیے ہیں کہ جب ان کے ذریعے سے دعا کی جائے تو اللہ قبول کرتا ہے اور ان کے ذریعہ سے کوئی چیز مانگی جائے تو اللہ اسے دے دیتا ہے۔ (دواء الشافی)

حکایت

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی شریفہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ بھی پیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے دودھ کی چند بوندوں سے آپ کے اندر ہزاروں برکتیں پیدا کر دیں۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو گود میں لے کر بیٹھی ہوئی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے انہوں نے ننھے خواجہ حسن بصری کو آپ کی گود میں ڈال دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو پیار کیا اور دعا دی اور اسی دعا نے خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو بلند درجات عطا کیے۔

حکایت

کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شخص کے پاس سے گزرے جو دعا کرتا تھا اور گڑ گڑاتا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یا الٰہی! اگر میرے پاس اس کی حاجت ہوتی تو میں پوری کر دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اے موسیٰ علیہ السلام! میں تم سے زیادہ اس پر رحم کرنے والا ہوں مگر وہ مجھے پکارتا ہے اور اس کا دل اپنی بکریوں کے پاس ہے اور میں کسی ایسے بندے کی دعا قبول نہیں کرتا۔ جس کا دل میرے سوا کسی اور کے پاس ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات اس شخص سے کہہ دی پھر اس نے خالص اللہ کی طرف متوجہ ہو کر دل سے دعا کی اور اس کی دعا مقبول ہوئی۔

حکایت

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ تاتاری کفار نے یلغار کی اور مغلوں کی یہ مصیبت نیشاپور کے پاس پہنچی تو وہاں کے بادشاہ نے ایک آدمی کو حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا اور ان سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے جواب دیا کہ دعا کا وقت گزر گیا۔ اب وقت رضا ہے یعنی خدا کی طرف سے مصیبت نازل ہو چکی ہے۔ اب اپنے آپ کو رضائے الٰہی کے سپرد کرنا چاہیے۔ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ نزول مصیبت کے بعد بھی دعا کرنی چاہیے۔ اس سے خواہ مصیبت دور نہ ہو لیکن اس کی سختی کم ہو جاتی ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

آپ نے فرمایا کہ بندے کو چاہیے کہ جب دعا کرے تو کسی معصیت و نافرمانی جو اس سے سرزد ہوئی ہو اور اسی طرح کسی اطاعت و عبادت کا بھی دل میں خیال نہ لائے کیونکہ اگر وہ اطاعت و عبادت کا خیال دل میں لائے گا تو اس میں غرور اور خود پسندی کا شائبہ ہوگا اور مغرور کی دعا قبول نہیں ہوتی اگر وہ اپنی کی ہوئی معصیت و نافرمانی کا خیال دل میں لائے گا تو اس سے دعا کے قبول ہونے کا یقین کم ہو جائیگا۔ پس دعا کے وقت نظر خاص رحمت حق پر مرکوز ہونی چاہیے اور یہ یقین ہونا چاہیے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ دعا قبول ہوگی۔ نیز آپ نے فرمایا کہ دعا کے وقت دونوں ہاتھ کھلے اور سینے کے برابر رکھنے چاہئیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ دونوں ہاتھ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے اور قدرے بلند ہوں اور ہاتھوں کو اس طرح رکھنا

چاہیے جیسے اسی وقت ان میں کوئی چیز گرائی جانے والی ہے۔اس اثناء میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ دعا سے دل کو تسکین ہوتی ہے۔باقی خدائے عزوجل ہی جانتا ہے کہ کیا ہونا چاہیے۔

حکایت

ایک روز حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ دریائے فرات کے کنارے اپنے کپڑے دھو رہے تھے۔ جب وہ کپڑے دھو چکے تو وضو فرمایا اسی وقت انہوں نے السلام علیکم کی آواز سنی اور ایک شخص کو دیکھا اور جواب دیا وعلیکم السلام' پھر اس شخص سے مصافحہ کیا' اس شخص نے آپ کا ہاتھ کافی دیر اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھا اور اس کو بغور دیکھتا رہا اور پھر اس نے ان کے ہاتھ کو بہت چوما اور پکار اٹھا کہ آپ ہی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ عرض کی: اے عاشق حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! میں ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ ہوں۔آپ کی بابت میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت کچھ سن رکھا ہے اور ایک مدت سے آپ کو تلاش کرتا پھر رہا ہوں۔آج آپ کو دیکھا اور آپ کی شناختی علامت بھی دیکھی تو خدا کا شکر گزار ہوا ہوں کہ اس کا کرم مجھ پر ہوا ہے اور مجھے مرد حق سے ملاقات کرنی نصیب ہوئی ہے۔

خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ! تمہیں میرا نام کس نے بتایا اور میرے متعلق تو کس طرح واقف ہوا اور تمہیں میرے پاس کون سی چیز لائی ہے اور میری یہاں موجودگی کا تمہیں پتہ کیسے لگا؟ ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے خواجہ اویس قرنیt! میں نے آپ کو آج سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔پھر مجھے آپ کی خبر اس نے دی جس نے آپ کو بلند مرتبے عطا کیے' جس نے آپ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق بنایا اور جس نے آپ کی سفارش سے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش کا وعدہ کیا اس نے میری اور آپ کی روح کو آپس میں شناسائی کروادی۔پھر عرض کی کہ مجھے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائیں۔

خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ دیکھا بھی نہیں ہاں ان کے اوصاف کریمانہ سنے ضرور ہیں اس لیے میں نہیں چاہتا کہ ان باتوں کا محدث مفتی یا مذکر بن جاؤں میں تو اپنے شغل واشغال میں بس مصروف رہتا ہوں۔

پھر حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ مجھے قرآن حکیم کی کوئی آیت سنائیں۔
خواجہ اویس قرنی نے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھا پھر ایک آیت وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ سے لے کر هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ تک تلاوت فرمائی۔ ہرم بن حبان کہتے ہیں کہ ہم دونوں پر اس قدر رقت طاری ہو گئی کہ کتنی دیر تک ہم روتے رہے۔

پھر مجھ سے خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے ہرم بن حبان! اب تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کی آپ کی محبت اور دوستی چاہتا ہوں تا کہ آسودہ حال ہو جاؤں۔

خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ بولے، جس نے خدا سے دوستی اور محبت کر لی وہ کسی اور سے کس طرح وابستہ ہو سکتا ہے میں تمہیں نصیحت کر سکتا ہوں۔ عرض کی فرمائیں۔ ارشاد ہوا کہ موت کو ہمیشہ اپنے تکیے کے نیچے سمجھ اور امید رکھ کر چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے بھی پرہیز کر کیونکہ چھوٹے گناہ ہی انسان کی ذلت کا سبب بن جاتے ہیں۔

پھر ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: خواجہ جی! میں کون سے علاقے میں قیام رکھوں اور گزر اوقات کے لیے کیا سامان اور طریقہ اختیار کروں؟ فرمایا: اس عارضی دنیا میں خدا سے بھی محبت کرتے ہو اور یہاں رہنے اور زندگی گزارنے کی طلب بھی رکھتے ہو۔ پھر فرمایا: دیکھو ہرم! تمہارا باپ مر گیا، حضرت آدم، حوا، ابراہیم، نوح، موسیٰ اور داؤد علیہم السلام سب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصال کر گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اول حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی وفات پا گئے۔ جب یہ ہستیاں دنیا میں نہیں رہیں تو میں اور تم کیا چیز ہیں۔ ہم کیوں کر رہیں گے اس لیے ایک عارضی ٹھکانے میں قیام و طعام کے انتظام کرنا چہ معنی دارد؟''

ہرم بن حبان کہتے ہیں کہ ان دنوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ زندہ تھے مگر مجھے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج میرا بھائی عمرt بھی اللہ کو پیارا ہو رہا ہے۔ یہ خبر خواجہ صاحب رضی اللہ عنہ کو اللہ نے حضرت عمرt کی رحلت سے بہت پہلے کر دی تھی۔ پھر مجھے نصیحت کی کہ تو کتاب خدا اور راہ اصلاح اختیار کر اور ایک لمحہ کے لیے بھی موت سے غافل نہ رہ اور جب تو اپنی قوم میں جائے گا تو نصیحت کا کام شروع کر دے اور اگر تو نصیحت کرنے اور علم سکھانے میں رائی برابر بھی بخل سے کام لے گا تو تیری ساری دینی ریاضت اکارت جائے گی۔ پھر خواجہ صاحب نے مجھے بہت سی دعائیں دیں پھر کئی گھنٹوں تک خود بھی روتے رہے اور ساتھ مجھے بھی رلاتے رہے۔ پھر دریا کے کنارے چلنا شروع کر دیا میں بھی ساتھ چلتا گیا

مگر اگلے ہی لمحے اچانک کچھ اس طرح سے غائب ہوئے کہ اس کے بعد میں نے ان کو کہیں نہیں دیکھا۔

حکایت

حضرت السری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں گیا۔ ایک شخص نے اٹھ کر درخواست کی کہ اے ابومحفوظ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری تھیلی مجھے لوٹا دے یہ تھیلی کسی نے چرالی ہے اور اس میں ایک ہزار دینار تھے مگر آپ خاموش رہے اس شخص نے پھر وہی بات دہرائی' آپ پھر خاموش رہے۔ اس نے پھر کہا تو حضرت معروف رحمتہ اللہ علیہ نے کہا میں کیا کہوں؟ کیا یہ کہوں کہ جو چیز تو نے اپنے انبیاء اور اصفیاء کو نہیں دی وہ اسے لوٹا دے اس نے یہ سن کر کہا پھر میرے لیے دعا کیجیے' تو آپ نے کہا: اے اللہ! جو چیز اس شخص کے لیے بہتر ہو اسے اس شخص کے لیے منتخب فرما!

حکایت

کہتے ہیں کہ ایک نوجوان نے خانہ کعبہ کے پردوں کو پکڑ کر کہا خدایا تیرا کوئی شریک نہیں کہ ہم اسے لا سکتے اور نہ کوئی وزیر ہے جسے ہم رشوت دے سکیں۔ اگر میں تیری عبادت کروں تو یہ تیری عنایت ہوگی جس کے لیے میں شکرگزار ہوں اور اگر نافرمانی کروں تو ایسا میری جہالت کی وجہ سے ہوگا اور تیری حجت مجھ پر قائم ہوگی۔ اس حجت کی قسم جو تیرے ہاں میری طرف سے منقطع ہو چکی ہے تو مجھے بخش دے۔ اس پر اس نے ہاتف کو کہتے سنا کہ یہ نوجوان دوزخ سے آزاد ہے۔

حکایت

حضرت شیخ علی متقی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں کشتی پر سوار تھا اور کشتی دریائے شور کو عبور کر رہی تھی۔ ناگاہ طوفان آیا اور کشتی ٹوٹ گئی ہم کئی فقیر ایک تختہ پر رہ گئے۔ پانی کے تلاطم سے جو کتابیں میرے پاس تھیں بھیگ گئیں' جب ہم کنارے پر پہنچے میں نے تمام کتابوں کو دھوپ میں رکھا ان کے اوراق جدا ہو گئے لیکن خدا کے فضل و کرم سے ایک حرف بھی ضائع نہیں ہوا وہاں سے ہم خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں پیاس کی شدت سے نڈھال ہو گئے لیکن دور دور تک پانی کا نشان نہ تھا۔ ہم نے پروردگار کی بارگاہ میں عرض کی اس نے اپنی رحیمی کا جلوہ دکھایا اور موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ ہم نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور پھر تازہ دم ہو کر خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوئے۔

دُعا کی کرامت

حضرت شیخ کلیم اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک سال بارش نہیں ہوئی کھیتیاں خشک ہوگئیں۔ زمینیں بنجر ہوگئیں۔ لوگ پانی کے ایک قطرے کو ترس گئے۔ جب لوگوں کی پریشانی حد سے بڑھ گئی تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارش کے لیے دعا کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت نے اسی وقت بارگاہ خداوندی میں انتہائی عاجزی وانکساری سے عرض کیا یااللہ! تیرے بندے پریشان ہیں' بارش کے حاجتمند ہیں۔ تیرے فضل وکرم کے امیدوار ہیں' ان کی فریاد سن لے اور ابر کرم کو حکم دے کہ وہ تیرے ان پریشان بندوں کے خشک کھیتوں کو سیراب کردے۔ حضرت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کی اور اس طرح کہ عجز وانکسار سے آنسو نکل آئے۔ حضرت کی دعا بارگاہ ایزدی میں مقبول ہوئی اور ابھی دعا ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ گھنگھور گھٹائیں اٹھیں اور ابر کرم نے خشک کھیتوں کو جل تھل کردیا۔

خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول

ایک مرتبہ بصرہ میں خشک سالی ہوگئی' دوسو کے قریب آدمی نماز استسقاء کے لیے جمع ہوئے اور حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ نماز پڑھائیں اور دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میں خدا کی رضا کے خلاف دعا مانگوں اور نافرمانوں کے گروہ میں شمار کیا جاؤں؟ آپ پر خوف خدا اس قدر طاری رہتا تھا کہ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے آپ ہر وقت کسی جلاد کے سامنے ہیں۔

غیب کی صدا

حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دوران طواف ایک مرتبہ میں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! مجھے وہ مقام و وصف عطا کردے جس میں کبھی تغیر نہ ہو چنانچہ غیب سے صدا آئی اے ابوالحسن! کیا تو ہمارے مساوی ہونا چاہتا ہے کیونکہ یہ وصف تو ہمارا ہے کہ ہمارے وصف میں کبھی تغیر وتبدل رونما نہیں ہوتا لیکن ہم نے اپنے بندوں میں اس لیے تغیر وتبدل رکھا ہے کہ اس سے ہماری عبودیت کا اظہار ہوتا ہے۔

دعا کا معمول

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے رات میں نماز پڑھنے

کے بعد جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے چاہے تو سردی کی وجہ سے ایک ہاتھ بغل میں دبالیا اور اسی شب خواب میں اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے سنا کہ اے سلیمان تجھے اس ہاتھ کا رتبہ عطا کر دیا گیا جو تو نے دعا کے لیے دراز کیا تھا اور اگر دوسرا ہاتھ بھی اٹھالیتا تو ہم اس کا اجر بھی عطا کر دیتے چنانچہ اسی دن سے آپ نے موسم سرما میں دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا معمول بنالیا تھا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کا طرز عمل

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ میں خدا خوفی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ہر وقت آخرت کو یاد کر کے آنسو بہاتے رہتے تھے۔ زندگی میں آپ سے انجانے سے بھی جو کوتاہیاں ہوئی تھیں۔ آپ ان کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے معافی کے خواستگار رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کسی کام سے سفر پر جا رہے تھے کہ راستے میں آپ کو ایک سنتری مل گیا۔ اس نے جب آپ کا نام دریافت کیا تو آپ نے قبرستان کی طرف اشارہ کیا اس پر سنتری سخت غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ تو مجھ سے مذاق کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سنتری نے آپ کی گردن میں رسی ڈال دی اور آپ کو زدوکوب کرتا ہوا آبادی کی جانب لے آیا اور جب بستی کے لوگوں نے سنتری کو لعنت ملامت کرتے ہوئے بتایا کہ یہ حضرت ابراہیم ادھم ہیں تو وہ فوراً آپ کے قدموں میں گر کر معافیاں مانگنے لگا۔ اس پر آپ نے انتہائی مثبت شفقت اور ملائمت سے فرمایا: اے سنتری! میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے مجھ پر ظلم کر کے مجھے بہشت کا حقدار بنا دیا ہے اس پر میں بھی تیرے حق میں دعا کرتا ہوں کہ تجھے بھی جنت میں جگہ ملے۔ اس واقعہ کے چند روز بعد کسی بزرگ نے خواب میں اہل بہشت کو دیکھا جن کے دامن موتیوں سے لبریز تھے۔ جب ان بزرگ نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ایک ناواقف نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کا سر پھوڑ دیا تھا اور اب اللہ کی طرف سے ہمیں حکم ہوا ہے کہ جب وہ جنت میں داخل ہوں تو ان پر موتیوں کی بارش کی جائے۔

حکایت

حضرت ابوعبداللہ المکانسی رحمتہ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ ایک بار میں حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تھا کہ ایک عورت نے آ کر عرض کی کہ میرا بیٹا گم ہو گیا ہے آپ دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ صبر

کرو۔ وہ چلی گئی اور پھر آئی اور اپنے مطلب کو دوبارہ بیان کیا۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے پھر وہی جواب دیا کہ جاؤ صبر کرو۔ عورت چلی گئی مگر پھر واپس آ گئی۔ اس طرح اس نے کئی بار ایسا کیا اور جنید رحمتہ اللہ علیہ اس سے یہی کہتے جاتے کہ صبر کرو۔ پھر اس نے کہا کہ اب میرے صبر کا پیمانہ چھلک چکا ہے اور مزید صبر کی طاقت نہیں ہے لہٰذا میرے لیے دعا فرمائیں۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اگر ایسا معاملہ ہے تو جاؤ تمہارا بیٹا واپس آ چکا ہے۔ وہ چلی گئی اور شکریہ ادا کرنے کے لیے لوٹ آئی۔ جنید رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کیسے معلوم کرلیا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ

ترجمہ: بے چین آدمی کی کون سنتا ہے اور اس کی تکلیف کون دور کرتا ہے؟ (نمل: ٦٢)

حکایت

حضرت محمد بن خزیمہ رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی وفات ہوئی میں اسکندریہ میں تھا۔ مجھے ان کی وفات کا غم ہوا تو خواب میں احمد ابن حنبل رحمتہ اللہ علیہ دکھائی دیے۔ وہ مٹک مٹک کر چل رہے تھے۔ میں نے کہا: اے ابو عبداللہ! یہ کیسی چال ہے؟ فرمایا: جنت میں خادموں کی چال ہے۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا برتاؤ کیا؟ فرمایا: مجھے معاف کر دیا۔ مجھے تاج پہنایا اور سونے کے جوتے کا جوڑا پہنایا اور کہا: اے احمد! یہ اس بات کی جزا ہے کہ تم نے کہا تھا قرآن اللہ کا کلام ہے۔ پھر فرمایا: اے احمد! مجھے ان دعاؤں کے ذریعہ سے پکارو جو میں نے سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کے ذریعہ سے تم تک پہنچائی تھیں اور تم دنیا میں ان دعاؤں کو پڑھا کرتے تھے۔ میں نے عرض کی اے ہر چیز کے خالق! ہر چیز پر تیری قدرت کی قسم! میرے تمام گناہ معاف کر دے اور مجھے کسی بات کے متعلق نہ پوچھ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے احمد! یہ جنت ہے اس میں داخل ہو جاؤ اور میں داخل ہو گیا۔

ایک دعا کا قصہ

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ یعقوب بن لیث کو ایک ایسی بیماری لگ گئی جس کا علاج کرنے سے تمام طبیب عاجز آ گئے۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ تمہاری سلطنت کے اندر ایک نیک آدمی ہے جس کا نام سہل بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ ہے اگر وہ تمہارے لیے دعا کرے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے۔ اس نے سہل کو بلا بھیجا اور کہا کہ میرے لیے اللہ سے دعا کریں۔ سہل نے کہا: اے اللہ! جس

طرح تو نے معصیت کاری کی ذلت دکھا دی ہے اسی طرح اسے اطاعت گزاری کی عزت بھی دکھا دے اور اس کی تکلیف دور کر دے۔ اللہ نے اسے شفاء دے دی۔ اس نے سہل کو مال دینا چاہا مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے کہا اگر آپ قبول کر لیتے اور فقراء کو دے دیتے (تو بہتر ہوتا) آپ نے جنگل کی کنکریوں کی طرف نگاہ کی تو وہ سب جواہر بن گئیں۔ اور اپنے اصحاب سے کہا وہ خدا جو اس قدر دیتا ہے کیا اسے یعقوب بن لیث کے مال کی حاجت ہے۔

حکایت

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت غوث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے راج گڑھ نامی قصبے میں جانے کا ارادہ کیا۔ راستے میں ایک جنگل پڑتا تھا۔ جب آپ اس جنگل میں سے گزر رہے تھے تو آپ نے ایک گائے کو ندی کے قریب مگر مچھ کی گرفت میں دیکھا۔ گائے کے منہ سے رمبھانے کی آواز مسلسل نکل رہی تھی۔ آپ نے یہ منظر دیکھا تو بہت گھبرائے اور گائے کو رحم طلب نگاہوں سے دیکھا۔ مگر مچھ نے گائے کی تھوتھنی کو اپنے منہ میں دبا رکھا تھا اور اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ حضرت غوث علی کو گائے پر بہت رحم آیا اور انہوں نے گائے کے حق میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ''یا اللہ! اس مگر مچھ کو سزا کیوں نہیں دیتا''۔

آپ کے دعا کرنے کی دیر تھی کہ ایک شیر جو پیاسا تھا اس ندی پر پانی پینے کے لیے آیا شیر نے ابھی تھوڑا پانی ہی پیا تھا کہ اس کی نظر مگر مچھ اور گائے پر پڑی۔ شیر غراتا ہوا آگے بڑھا اور گائے کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں شیر اور مگر مچھ دونوں تھک گئے شیر نے گائے کو چھوڑا اور چھلانگ لگا کر مگر مچھ کی پیٹھ پر جا بیٹھا۔ پھر شیر نے بڑی مضبوطی سے مگر مچھ پر پنجہ جمایا اور تیزی سے اُچھلا۔ نتیجتاً شیر، مگر مچھ اور گائے سمیت دور جا گرا اور گرتے ہی اس نے مگر مچھ پر طمانچوں کی بارش کر دی اور اس کے نتیجے میں مگر مچھ کا برا حال ہو گیا اور تھوڑی ہی دیر بعد مگر مچھ کا کام تمام ہو گیا مگر مچھ مر گیا مگر گائے بیچاری بھی نہ بچ سکی اور وہ بھی مر گئی۔

یہ سب دیکھ کر حضرت غوث علی کو اپنی ناقص دعا پر بہت رنج ہوا پھر آپ نے آسمان کی طرف منہ کر کے فرمایا: ''یا ربّ العالمین! میں نے مگر مچھ کو سزا دینے کی دعا ضرور کی تھی مگر میں یہ بھی چاہتا تھا کہ گائے بیچاری بچ جائے مگر وہ نہیں بچی۔ میں اپنی ناقص دعا پر بہت شرمندہ ہوں'' اس واقعہ کے بعد آپ نے

جب بھی کوئی دعا مانگی تو اس کے ہر پہلو پر پہلے غور کیا پھر دعا مانگی۔

حکایت

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کے بیابان میں چلا جاتا تھا کہ ایک حبشن سے ملاقات ہوئی اور حالت اس کی یہ تھی کہ محبت الٰہی سے حیران پریشان اور نگاہ آسمان پر چڑھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا: اے بہن! السلام علیک' کہا ذوالنون! وعلیک السلام! میں نے پوچھا تو نے مجھے کس طرح پہچانا! کہا ارے بیوقوف! اتنی بھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدن پیدا کرنے سے دس ہزار برس پہلے روحیں پیدا کی تھیں۔ پھر جن میں وہاں تعارف ہو گیا وہ یہاں بھی آپس میں الفت کرتے ہیں اور جن میں وہاں شناسائی نہ ہوئی ان میں یہاں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ اسی دوران میں میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا تھا۔ حضرت ذوالنون فرماتے ہیں کہ میں نے یہ باتیں سن کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اللہ تعالیٰ نے حکمت سکھلائی ہے۔ کچھ اپنے علم میں سے مجھے بھی تعلیم کر۔ کہا: اے ابوالفیض! اپنے اعضاء پر عدل کی ترازو رکھ لے (یعنی اپنے اعضاء کو شریعت کے تابع کر دے) تا کہ جو کچھ اللہ کے سوا ہے وہ سب کچھ گل کر فنا ہو جائے اور قلب صاف وشفاف ہو جائے۔ سوائے اللہ کے کوئی اس میں نہ ہو۔ اس وقت اللہ تجھے اپنے دروازہ پر جگہ دے گا اور ایک نئی ولایت سے تجھے مشرف فرمائے گا اور تمام چیزوں کے محافظین کو تیری اطاعت کا حکم دے گا۔ میں نے کہا: اے بہن! کچھ اور کہو' کہا: اے ابوالفیض! اپنے نفس میں سے کچھ اپنے نفس کے لیے حصہ لے (یعنی اطاعت میں اپنے نفس کو مشغول رکھ) اور خلوت میں اللہ کی عبادت کر' پھر جب تو دعا کرے گا قبول ہو گی۔

عجب انداز دعا

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میرے شیخ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ طوس میں اسہال کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ کچھ لوگ میرے پاس عیادت کے لیے آئے اور ایسے بیٹھ گئے کہ اٹھنے کا نام ہی نہ لیتے تھے۔ مجھے ان لوگوں کے بیٹھنے سے تکلیف ہو رہی تھی کیونکہ بیماری کے سبب مجھے بار بار رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ آپ اللہ سے دعا کیجیے میں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ اے اللہ! ہمیں عیادت (بیمار پرسی)

کے آداب سکھا دیجیے۔

حکایت

حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جب میں ابتدا میں مرو سے نیشاپور لوٹ کر آیا تو مجھے آنکھ کے درد کی تکلیف تھی۔ چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے میں کئی دن تک سو نہ سکا۔ ایک صبح میری آنکھ لگ گئی تو میں نے ایک شخص کو کہتے سنا' کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ جب بیدار ہوا تو تکلیف غائب تھی اور سارا درد اسی وقت جاتا رہا۔ اس کے بعد مجھے کبھی آنکھ میں درد نہیں ہوا۔

ایک دُعا کا اثر

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ نے ابن نافع کو نابینا دیکھا پھر اس کے بعد دیکھا تو وہ بینا تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری بینائی کیوں کر تمہیں لوٹا دی۔ انہوں نے فرمایا کہ خواب میں کوئی میرے پاس آیا تو اس نے مجھے کہا کہ یوں دعا کرو: ''یَا قَرِیْبُ یَا مُجِیْبُ یَا سَمِیْعُ الدُّعَاءِ یَا لَطِیْفُ لِمَا یَشَاءُ رُدَّ عَلَیَّ بَصَرِیْ' چنانچہ میں نے یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے میری بینائی مجھے لوٹا دی۔

باب ۲۳

نماز کے بعد کی دُعائیں

نماز کے بعد دعا مانگنا ضروری ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا

۱۔ نماز سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہا کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَآءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيْرِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھا میں پہچانتا تمام ہوتا نماز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کا ساتھ کہنے اللہ اکبر کے۔ (بخاری شریف)

۲۔ استغفار اور سلامتی کی دُعا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار اور ایک مرتبہ سلامتی کی دعا پڑھتے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں، میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں، میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں، اے اللہ تو سراسر سلامتی ہے اور سلامتی تجھی سے ہے تو خیر و برکت والا ہے، اے جلال اور اکرام والے۔

۳۔ اقرار توحید کی دُعا

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے بعد

حسب ذیل دعا کرتے تھے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی معبود نہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اے اللہ جسے تو عطا کرے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روک دے اسے کوئی دینے والا نہیں اور تیری قضاء کا کوئی پھیرنے والا نہیں اور تیرے عذاب سے مالدار کو اس کا مال نفع نہیں دیتا۔ (مسلم شریف)

۴۔ پناہ کی دُعا

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ اللہ کی پناہ حاصل کیا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

یاالٰہی تحقیق میں پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیرے بخیلی سے اور پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیرے ناکارہ عمر سے اور پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیرے دنیا کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے۔

۵۔ شرک سے بچنے کی دُعا

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز کے ساتھ یہ دعا پڑھتے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ وَلَہُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ۔

نہیں کوئی معبود مگر اللہ اکیلا، نہیں کوئی شریک اس کا، اسی کے لیے ہے بادشاہت اور اسی کے لیے ہے سب تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ نہیں بازگشت گناہوں سے اور نہیں قوت عبادت پر مگر ساتھ اللہ کے، نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور نہیں عبادت کرتے ہم کسی کی مگر اسی کی اور اسی کے لیے ہے

نعمت اور اسی کے لیے ہے بزرگی اور اسی کے لیے ہے تعریف نیک۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ خالص کرنے والے ہیں ہم واسطے اس کے بندگی کو اگر چہ مکروہ رکھیں کافر۔ (بخاری شریف)

۶۔ فقرائے مہاجرین کو بتائی جانے والی دُعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقرائے مہاجرین رضی اللہ عنہم بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض پیرا ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اغنیاء بلند درجے لے گئے اور نعیم مقیم کے مستحق ہوئے لیکن ہمارا کیا انجام ہوگا؟ آپ نے پوچھا معاملہ کیا ہے؟ انھوں نے التماس کی اے اللہ کے رسول! اغنیاء بھی ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔ مزید براں وہ صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ غلام آزاد کرتے ہیں۔ ہم افلاس و ناداری کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکتے اور ثواب سے محروم ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو کوئی ایسی چیز بتا دوں جس کے باعث تم لوگ ان کے مدارج سے پالو۔ مالدار لوگوں میں سے کوئی شخص تم سے بہتر و برتر نہ رہے گا۔ بجز اس شخص کے جو تمھارے جیسا عمل کرے۔ انھوں نے کہا بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ ہر نماز کے بعد ۳۳۔۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اَللّٰہُ اَکْبَر پڑھ لیا کرو۔ چند روز کے بعد فقرائے مہاجرین دوبارہ آستان نبوت میں حاضر ہوئے اور التماس کی یا رسول اللہ ہمارے غنی بھائیوں نے بھی وہ وظیفہ سن کر پڑھنا۔

شروع کر دیا ہے۔ اور وہ ہم پھر گویا سبقت لے گئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔

یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے اسے فضل سے نوازتا ہے۔

۷۔ ہر نماز کے بعد پڑھا جانے والا وظیفہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۳ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے۔ یہ ننانوے ہوئے پھر یہ کلمہ پڑھ کر سو ۱۰۰ پورے کرے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

اس کے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں اگر چہ مثل جھاگ دریا کے ہوں۔ (مسلم شریف)

۸۔ گناہوں سے بخشش کی دُعا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے بعد یہ پڑھنے کے لیے بھی ارشاد فرمایا ہے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ وَمَآ اَسْرَفْتُ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ.

الٰہی! میرے وہ گناہ بخش دے جو میں نے پہلے کیے اور وہ جو میں نے (اپنے نفس پر) زیادتی کی (گناہوں کے ارتکاب سے یا لوگوں کے حقوق دبانے سے) اور وہ گناہ جن کو میری نسبت تُو زیادہ جاننے والا ہے تو ہی آگے بڑھانے والا ہے (یعنی مومنوں کا رتبہ) اور تو ہی (کافروں کو رتبہ میں) پیچھے ڈالنے ولا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (مسلم، سنن ابوداوٗد، جامع ترمذی)

۹۔ صبح اور مغرب کی نماز کے بعد پڑھا جانے والا وظیفہ

امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور صبح کے بعد بغیر جگہ بدلے اور پاؤں موڑے دس بار یہ دعا پڑھ لیتے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اس کے لیے ہر ایک کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ محو کیے جائیں گے اور دس درجے بلند کیے جائیں گے اور یہ دعا اس کے لیے ہر برائی و شیطان رجیم سے حفاظت ہے اور کسی گناہ کو جلال نہیں کہ اسے پہنچے سوا شرک کے اور وہ سب سے عمل میں اچھا ہے مگر وہ جو اس سے افضل کہے تو یہ بڑھ جائے گا دوسری روایت میں فجر و عصر آیا ہے اور حنفیہ کے مذہب سے زیادہ مناسب یہی ہے۔

۱۰۔ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیئے

امام احمد، امام ابوداوٗد اور امام نسائی رحمتہ اللہ علیہم روایت کرتے ہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا، اے معاذ میں تجھے

محبوب رکھتا ہوں میں نے عرض کی یارسول اللہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھتا ہوں فرمایا تو ہر نماز کے بعد اسے کہہ لینا چھوڑنا نہیں۔

رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَ شُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.

۱۱۔ ہر نماز کے بعد معوذات پڑھنا

ہر نماز کے بعد چاروں قل پڑھنا بہت بہتر ہے اس کے متعلق حضرت عقبہ بن عامر کی بیان کردہ روایت یہ ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقْرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پڑھوں میں معوذات پیچھے ہر نماز کے۔ روایت کیا اس کو احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور بیہقی نے دعوات کبیر میں۔

۱۲۔ نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنے کا حکم

ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا بہت اچھا ہے کیونکہ آیت الکرسی پڑھنے والے پر جنت واجب ہو جاتی ہے اس کی افادیت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْوَادِ هٰذَا الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ اٰیَةَ الْکُرْسِیِّ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ لَّمْ یَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا الْمَوْتُ وَمَنْ قَرَأَهَا حِیْنَ یَأْخُذُ مَضْجَعَهٗ اٰمَنَهُ اللّٰهُ عَلٰی دَارِهٖ وَدَارِ جَارِهٖ وَاَهْلِ دُوَیْرَاتٍ حَوْلَهٗ. رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکڑیوں کے اس ممبر پر فرماتے ہوئے سنا جو ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا اس کو بہشت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی سوائے موت کے اور جو سوتے وقت اپنے بستر میں اس کو پڑھے گا اسے

اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں امن دیتا ہے اس کے ہمسائے اور ارد گرد کے گھروں میں بھی۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

توبہ استغفار کی دُعائیں

قرآن پاک میں توبہ واستغفار کے متعلق حسب ذیل دعائیں بیان ہوئی ہیں۔

۱- حضرت آدم علیہ السلام کی دعا

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو جب جنت سے اس زمین پر اتار دیا گیا تو انہوں نے اپنے کیے پر اللہ کے حضور معافی اور مغفرت طلب کی اور کثرت سے اس دعا کا ورد کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ لہٰذا آج بھی اگر کوئی شخص اپنی غلطی پر نادم ہو کر اس دعا کو کثرت سے پڑھے گا تو اس کی خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ لہٰذا ہر نماز کے بعد اس دعا کو ایک مرتبہ یا تین مرتبہ پڑھنا بھی بہت ہی نفع بخش ہے:

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا سکتۃ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے اور ہم پر رحم نہ فرمائے تو واقعی ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

(الاعراف:۲۳)

۲- حضرت نُوح علیہ السلام کی دعائے استغفار

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم جب بت پرستی سے باز نہ آئے تو اس پر حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کے حضور ان ظالموں کی بربادی کی التجا کی اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے لیے اور اللہ پر ایمان لانے والوں کے حق میں بخشش اور مغفرت کی دعا کی تا کہ اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور عورتوں کو اپنی پناہ میں رکھے۔ لہٰذا مغفرت اور بخشش کے لیے یہ دعا بھی بڑی اکسیر ہے:

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ○

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور جو شخص میرے گھر میں بحالت ایمان داخل ہوا اس کو اور تمام مومنین و مومنات کو بخش دے اور ظالموں کی بربادی اور بڑھا دے۔ (نوح:۲۸)

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوم حساب کو اپنی اور اہل ایمان کی بخشش کے لیے مندرجہ ذیل دعا کی ہے لہٰذا جو شخص روز قیامت میں بخشش کے لیے دعا پڑھے انشاء اللہ اس کی بخشش ہوگی۔

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ○

ترجمہ: اے ہمارے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور اہل ایمان کو جس دن حساب ہوگا، بخش دے۔ (ابراہیم:۴۱)

خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حضور یہ دعا کی۔ اس دعا کے پڑھنے سے انسان کی توبہ کی توفیق حاصل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا نماز کے بعد اس دعا کو ایک بار پڑھنا بہتر ہے۔

وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبۡ عَلَيۡنَا ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ○ (البقرہ:۱۲۸)

اور ہم کو ہمارے حج کے احکام بتا اور ہماری توبہ قبول فرما۔ تو ہی بڑا درگزر کرنے والا مہربان ہے۔

۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی مغفرت کے لیے دعا کی۔ لہٰذا رشتہ داروں اور دوسروں کی مغفرت کے لیے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

يَغۡفِرُ اللّٰهُ لَكُمۡ وَهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ○ (یوسف:۹۲)

اللہ تمہاری مغفرت فرمائے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔

۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے توبہ اور مغفرت کے لیے مختلف اوقات میں حسب ذیل دعائیں کیں ان دعاؤں کو پڑھنے سے بخشش اور رحمت حاصل ہوتی ہے۔

اَنۡتَ وَلِيُّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡغَافِرِيۡنَ○

تو ہمارا کارساز ہے پس ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب بخشنے والوں سے بہتر بخشنے والا ہے۔(اعراف:۱۵۵)

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ

اے میرے رب! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا پس تو مجھے بخش دے۔(قصص:۱۶)

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ○

اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے بھائی کو معاف کر دے اور ہم کو اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔(اعراف:۱۵۱)

۶۔حضرت یونس علیہ السلام کی دعا

حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا پڑھی۔ یہ دعا استغفار اور توبہ کے لیے بہت موثر ہے جو شخص یہ آیت کریمہ سوا لاکھ مرتبہ پڑھے تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں خواہ وہ ریت کے ذروں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ○ (انبیاء:۸۷)

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ بیشک میں ہی زیادتی کرنے والوں سے ہوں۔

۷۔استغفار کی متفرق دعائیں

استغفار کی متفرق دعائیں حسب ذیل ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں:

(۱) رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ○

اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما اور تو ہی سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

(مومنون:۱۱۸)

(۲) رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ○

اے ہمارے رب! تیرا رحم اور تیرا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے پس تو بخش دے ان کو جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔(مومن:۷)

(۳) سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیْکَ الْمَصِیْرُ○

ہم نے سن لیا اور مان لیا اے ہمارے پروردگار! ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔(البقرہ:۲۸۵)

(۴) رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَاغْفِرْ لَنَا وقفہ وَارْحَمْنَا وقفہ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ○

اے ہمارے پروردگار! نہ پکڑ کر ہم کو اگر ہم بھول یا چوک جائیں' ہمارے رب! نہ رکھ ہم پر بھاری بوجھ جیسا کہ رکھا تو نے ان پر جو ہم سے پہلے ہوئے اے ہمارے رب! اور نہ اٹھوا ہم سے وہ چیز کہ نہیں طاقت ہم کو اس کے اٹھانے کی اور درگزر فرما ہم سے اور بخش دے ہم کو اور ہم پر رحم فرما پر۔ تو ہی ہمارا مالک ہے۔پس کافروں کی قوم پر ہماری مدد کر۔(بقرہ:۲۸۶)

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ○

اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دل میں ایمان لانے والوں کی طرف سے کدورت نہ رکھ۔اے ہمارے رب! بیشک تو بہت مہربان' نہایت رحم والا ہے۔(حشر:۱۰)

(۶) رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَآ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ○(تحریم:۸)

اے ہمارے رب! کامل کر دے ہمارے لیے ہمارا نور اور بخش دے ہم کو۔ بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

(۷) رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ○

اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں حد سے بڑھ جانے کو بخش دے اور ہمارے قدموں کو جما دے اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔(آل عمران:۱۴۷)

(۸) رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

اے ہمارے رب! بیشک ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب

سے محفوظ فرما۔ (آل عمران:١٦)

(٩) رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝

اے ہمارے رب! بیشک ہم نے سنا ایک پکارنے والے سے جو ایمان کے لیے ندا دے رہا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے پس تو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری برائیوں کو فراموش کر دے اور ہم کو نیک بندوں میں شامل کر کے موت دینا۔ (آل عمران:١٩٣)

(١٠) اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا

بیشک ہم اپنے پروردگار پر ایمان لائے تاکہ وہ ہماری خطائیں معاف کر دے۔ (طٰہٰ:٧٣)

(١١) سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝

بیشک ہم ہی خطاوار ہیں ہمارا پروردگار پاک ہے۔ (القلم:٢٩)

(١٢) اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو بیشک تو زبردست حکمت والا ہے۔ (مائدہ:١١٨)

احادیث اور استغفار کی دعائیں

استغفار کے متعلق احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ سید الاستغفار

سید الاستغفار کا مطلب ہے سب سے بڑا استغفار۔ اس استغفار کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اس استغفار کو ایک مرتبہ دن یا رات میں یقین کامل کے ساتھ پڑھ لے اور اگر وہ اس دن یا رات میں وفات پا جائے تو وہ ضرور جنتی ہوگا۔ اس استغفار کے متعلق اللہ والوں کا کہنا ہے کہ اس کے ورد سے انسانی طبیعت میں خوف خدا پیدا ہوتا ہے اور دل اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہوتا ہے۔ جو شخص اس استغفار کا ورد زیادہ کرے تو اس کے گناہ بالکل معاف ہو جاتے ہیں لہٰذا ہر انسان کو چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد اسے ایک مرتبہ ضرور پڑھے۔ اکثر بزرگ اسے صبح و شام پڑھتے ہیں۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیدالاستغفار یوں ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد اور تیرے وعدہ پر قائم ہوں۔ جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا۔ میں نے جو گناہ کیے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔

(بخاری شریف)

۲۔کلمہ استغفار

اسلام کے چھ کلموں میں سے پانچویں کلمے کو استغفار کہا جاتا ہے جس کے کلمات یہ ہیں:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ خَطَأً سِرًّا اَوْ عَلَانِیَةً وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَا اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں جو میرا رب ہے تمام گناہوں سے وہ گناہ جو عمداً ہوں یا خطا سے پوشیدہ ہوں یا ظاہر اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں اس گناہ سے کہ میں جانتا ہوں اور اس گناہ سے کہ میں نہیں جانتا۔ تحقیق تو جاننے والا ہے غیبوں کا اور چھپانے والا ہے عیبوں کا۔ اور گناہوں کا بخشنے والا ہے، نہ کوئی طاقت اور نہ کوئی قوت مگر ساتھ اللہ کے ہے جو بلند عظیم ہے۔

۳۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ استغفار

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے یہ الفاظ پڑھے اس کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ میدان جہاد سے بھاگا ہو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ

میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ زندہ اور قائم رکھنے والا ہے اور میں اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔ (جامع ترمذی)

اس استغفار کی انتہائی فضیلت ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ اگر صدق دل سے تین یا پانچ مرتبہ اس کا ورد کر کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی جائے تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

دوسری روایت میں ہے کہ اگر چہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے مانند ہی کیوں نہ ہوں اللہ کا راستہ تلاش کرنے کے لیے اس استغفار کا ورد بہت ضروری ہے۔ اس کو جتنا کثرت سے پڑھا جائے گا اتنے ہی زیادہ اسرار ظاہر ہوں گے اور وہ شخص اللہ کے قریب ہوتا جائے گا۔

ہر نماز کے بعد اس استغفار کو تین مرتبہ ضرور پڑھنا چاہیے اور اگر رات کو سوتے وقت اس دعا کو تین مرتبہ پڑھا جائے تو بہت عمدہ ہے۔ اگر کوئی شخص سوا لاکھ مرتبہ رمضان المبارک میں اس کا ورد کرے تو اللہ سے جو مانگے سو پائے۔ اس استغفار کو بعد نماز فجر گیارہ سو مرتبہ پڑھنا اضافہ رزق کا باعث بنتا ہے۔

۴۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعائے استغفار

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو صرف تو ہی بخش سکتا ہے لہٰذا تو مجھے اپنی مغفرت کے ذریعہ بخش دے اور مجھ پر رحم فرما بیشک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (صحیح مسلم)

یہ دعا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تھی اور دعا میں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ کے حضور اپنے نفس پر ظلم کرنے کا اقرار کرو اور اس سے بخشش اور رحمت طلب کرو کیونکہ اللہ کے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا اس لیے عبادت کے بعد خاص کر نماز کے بعد یہ دعا مانگنی چاہیے تا کہ وہ کوتاہیاں جو انسان سے عبادت کرتے وقت ہو جاتی ہیں ان کی معافی ہو جائے۔

۵۔ ہر مجلس میں استغفار کا حکم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر مجلس میں استغفار اس طرح پڑھتے تھے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا قَالَ اِنْ کُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَجْلِسِ یَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ مِائَةَ مَرَّةٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ بلاشبہ ہم ہر مجلس میں یہ شمار کرتے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سو مرتبہ یہ الفاظ ادا فرماتے تھے:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ (ترمذی، ابوداؤد)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے استغفار کرتے تھے جس کا متعدد احادیث میں ذکر ہے۔ آپ تو معصوم تھے پھر بھی اس قدر استغفار کی طرف آپ کی توجہ تھی کہ جب کبھی آپ کسی مجلس میں بیٹھتے تو سو مرتبہ مندرجہ بالا دعا پڑھتے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے ہمیں یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ جب ہم کسی خاص محفل میں جائیں تو سو مرتبہ مندرجہ بالا دعا پڑھیں تا کہ اللہ کی پناہ میں رہیں اور برائیوں سے بچے رہیں۔

۶-نماز کے بعد دعائے استغفار

ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

اے اللہ! تو سلام ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے اور تو بابرکت ہے اے جلال و اکرام والے۔

(صحیح مسلم)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ کار تھا کہ نماز کا سلام پھیر کر تین بار استغفار پڑھتے تا کہ آنے والی امت آپ کی اتباع میں نماز کے بعد استغفار پڑھے اس کے بعد اللہ کے حضور سلامتی اور برکت کی دعا کرتے لہٰذا ہمیں بھی نماز کے بعد یہی دعا پڑھنی چاہیے۔

۷-نماز تہجد کے وقت کا استغفار

نماز تہجد کے وقت اٹھتے ہوئے یہ استغفار پڑھنا چاہیے:

(۱) اَنْتَ رَبُّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ. اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ اَنْتَ اِلٰھِیْ لَآ اِلٰہَ

إِلَّا أَنْتَ

اے اللہ! آپ ہمارے پروردگار ہیں اور آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے پس بخش دے میرے پچھلے اور اگلے اور پوشیدہ اور کھلے گناہ اور وہ گناہ جن کا تجھے مجھ سے زیادہ علم ہے تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے اور تو ہی میرا معبود ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ (مشکوٰۃ شریف)

اے اللہ! مجھ کو بخش دے اور مجھے ہدایت دے اور مجھ کو رزق اور عافیت عطا فرما۔

۸- وضو سے پہلے دعائے استغفار

وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھ کر بعد میں دعائے ذیل پڑھنی چاہیے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ (مشکوٰۃ شریف)

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور گھر میں وسعت دے اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔

۹- وضو کے بعد دعائے استغفار

وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھنا مسنون ہے:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَقَالَ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ. كُتِبَ فِیْ رَقٍّ ثُمَّ جُعِلَ فِیْ طَابِعٍ فَلَمْ یُكْسَرْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وضو کر کے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ پڑھ لے تو یہ الفاظ ایک مہر شدہ ظرف میں محفوظ کر کے عرش کے نیچے رکھ دیئے جائیں گے پھر قیامت تک یہ مہر نہ توڑی جائے گی۔ (سنن نسائی)

وضو نماز کے لیے شرط اول ہے کیونکہ وضو کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی اور وضو کے بارے میں اکثر احادیث میں بیان ہوا ہے کہ وضو میں جو اعضاء دھوئے جاتے ہیں ان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگر چہ ہر عضو دھوتے وقت دعا پڑھنی چاہیے لیکن اس حدیث میں اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ وضو کے

بعد بھی استغفار کے لیے مندرجہ بالا دعا پڑھنی چاہیے تاکہ وضو میں اگر کوئی کمی سنت یا مستحب کیخلاف ہوگئی ہوتو استغفار سے اس کی تلافی ہو جائے۔

۱۰۔ مسجد میں داخل ہونے کا استغفار

مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ استغفار پڑھنا چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

۱۱۔ مسجد سے باہر نکلتے وقت کا استغفار

مسجد سے باہر نکلتے وقت یہ استغفار پڑھنا چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی فضل کے دروازے کھول دے۔

۱۲۔ قضائے حاجت کے بعد کا استغفار

قضائے حاجت سے فارغ ہوکر استغفار کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر آتے تھے تو غُفْرَانَكَ کہتے تھے۔ (جامع ترمذی)

قضائے حاجت کے بعد بیت الخلاء سے باہر آ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غُفْرَانَكَ کہتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے تھے۔

۱۳۔ اگلے پچھلے گناہوں کی معافی کا استغفار

جو شخص یہ استغفار پڑھے اس کے ظاہر اور پوشیدہ اور اگلے پچھلے ہر قسم کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

رات کو سوتے وقت گیارہ مرتبہ یہ پڑھنا چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا قَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ وَمَآ اَسْرَرْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اے اللہ! میں تجھ سے ان سب گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں جو میں نے پہلے کیے اور بعد میں کیے اور جو ظاہر میں کیے اور جو پوشیدہ طریقے پر کیے تو آگے بڑھانے والا ہے اور تو پیچھے ہٹانے والا ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۴- بخشش اور توبہ

بخشش اور توبہ کے لیے بعد نماز ظہر یہ استغفار کثرت سے پڑھنا چاہیے۔

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما۔ بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا ہے اور مہربان ہے۔

۱۵- وُسعتِ رحمت کا استغفار

جو شخص یہ استغفار بعد نماز جمعہ ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھے وہ اللہ کی رحمت اور بخشش کو بڑا ہی قریب پائے گا۔

اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ

اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع ہے اور تیری رحمت میرے نزدیک میرے عمل سے بڑھ کر امید والی ہے۔

۱۶- نادانستہ گناہوں سے معافی

صبح سے شام تک انسان کئی ایسے گناہ کر جاتا ہے جو انسان کے تصور میں بھی نہیں ہوتے کہ وہ گناہ ہیں لہٰذا ایسے گناہوں کی معافی کے لیے بعد نماز عشاء اکیس مرتبہ یہ استغفار پڑھنا چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَ جَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْٓ اَمْرِیْ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ

اے اللہ! میری خطا اور میری نادانی اور میرا اپنے کام میں حد سے بڑھ جانا اور وہ سب گناہ بخش

دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔

۱۷- دل کی پاکیزگی کے لیے

دل کو گناہوں کی آلودگی سے صاف کرنے کے لیے بعد نماز صبح تین مرتبہ یہ استغفار پڑھنا چاہیے۔ اس کے پڑھنے سے انسان کا دل ایسے صاف ہو جاتا ہے جیسے سفید کپڑا ہوتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ عَنِّیْ خَطَایَایَ بِمَآءِ الثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو گناہوں سے ایسا صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف فرمایا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے جتنا فاصلہ تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان رکھا ہے۔

۱۸- ہنسی مذاق کے گناہوں سے معافی کا استغفار

بعض اوقات انسان ہنسی مذاق میں ایسے افعال کر جاتا ہے جو گناہ ہوتے ہیں تو ایسے گناہوں کی معافی کے لیے اللہ کے حضور شام کو روزانہ ایک مرتبہ یہ استغفار پڑھ لینا چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَ ھَزَلِیْ وَ خَطِیْئَتِیْ وَعَمَدِیْ وَکُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ

اے اللہ! جو گناہ مجھ سے سچ مچ ارادہ سے صادر ہوئے اور جو ہنسی سے صادر ہوئے اور جو بھول چوک سے صادر ہوئے اور جو دانستہ طور پر صادر ہوئے سب کو بخش دے اور یہ سب مجھ ہی سے صادر ہوا۔

۱۹- گمراہ کن فتنوں سے بچنے کی دعا

شیطان انسان کو ہر وقت گمراہ کرنے پر کمر بستہ ہے اور ہمیشہ فتنہ اور فساد پھیلاتا ہے لہٰذا اس کی گمراہ کن حرکتوں سے بچنے کے لیے یہ استغفار پڑھنا چاہیے اس سے انسانی نفس کا غصہ کم ہو جاتا ہے اور اسے پڑھنے والا شیطانی فتنوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ نِاغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَاذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ وَاَجِرْنِيْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا اَحْيَيْتَنَا ۔

اے اللہ! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رب مجھے بخش دے اور میرے دل سے غصہ نکال دے اور جب تک تو مجھے زندہ رکھے گمراہ کرنے والے فتنوں سے محفوظ فرما۔

۲۰-بخشش اور برکت رزق کا استغفار

اگر کوئی یہ چاہے کہ اس کے گناہ معاف ہو جائیں اور اس کے رزق میں برکت ہو جائے تو وہ سو مرتبہ یہ استغفار پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَ وَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میری (قبر کے) گھر کو وسیع بنا اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔

۲۱-بخشش اور حصولِ جنت

اللہ سے مغفرت ورحمت طلب کرنے کے لیے کثرت سے یہ استغفار پڑھنا چاہیے' اسے کثرت سے پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ

اے اللہ! میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے جنت میں داخل فرما۔

۲۲-قبول توبہ کی دعا

اللہ کے حضور سچی توبہ کرنے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے تاکہ توبہ قبول ہو جائے۔

رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَاَجِبْ دَعْوَتِيْ

اے میرے رب! میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہوں کو دھو دے اور میری دعا قبول فرما۔

۲۳-اچھے کاموں میں رہنمائی طلب کرنا

ہر کام میں اللہ کی رہنمائی اور توفیق حاصل کرنے کے لیے کام شروع کرتے وقت ایک مرتبہ یہ دعا

پڑھنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِی وَاَسْتَھْدِیْكَ لِمَرَاشِدِ اَمْرِی وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ رَبِّی

اے اللہ! میں تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور اپنے خیر کے کاموں میں تیری رہنمائی طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔ لہٰذا میری توبہ قبول فرما' بلاشبہ تو ہی میرا رب ہے۔

۲۴۔ مغفرت' رحمت' عافیت اور ہدایت حاصل کرنے کا استغفار

اللہ سے مغفرت' رحمت' عافیت' رزق اور ہدایت حاصل کرنے کے لیے یہ استغفار پڑھنا چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی وَارْحَمْنِی وَعَافِنِی وَارْزُقْنِی وَاھْدِنِی

اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے عافیت دے اور مجھے رزق عطا فرما اور مجھے ہدایت پر قائم رکھ۔

۲۵۔ بہترین دُعائے مغفرت

گناہوں کی بخشش کے لیے یہ دعا بہت موثر ہے جو شخص اسے سوتے وقت ایک مرتبہ پڑھنے کا معمول بنا لے گا وہ ہمیشہ گناہوں سے پاک رہے گا۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی مَا قَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّی. لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

اے اللہ! میرے سب گناہ بخش دے جو میں نے پہلے کیے اور جو بعد میں کیے اور جو میں نے پوشیدہ طور پر کیے اور جو علانیہ طور پر کیے اور جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

۲۶۔ دوزخ سے نجات کا استغفار

آخرت میں دوزخ سے نجات کے لیے استغفار پڑھنا چاہیے۔ ہر نماز کے بعد ۷۰ مرتبہ استغفار پڑھنے والے کی عبادت قبول ہوگی اور آخرت میں جنت میں داخل کیا جائے گا:

باب ۲۴

آداب تلاوت

قرآن پاک کی تلاوت کرنا بڑا ہی افضل ہے نماز میں جس طرح قرآن پاک کی قرأت کرنی چاہیئے اس کے مسائل پہلے بیان کردیئے گئے ہیں۔لیکن نماز کے باہر تلاوت قرآن پاک کے آداب اور مسائل کا جاننا بھی بہت ضروری ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن کریم پڑھتے رہا کرو کیونکہ نہ پڑھنے سے قرآن مجید بھول جاتا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِاَحَدِھِمْ اَنْ یَّقُوْلَ نَسِیْتُ اٰیَۃَ کَیْتَ وَکَیْتَ بَلْ نُسِّیَ وَاسْتَذْکِرُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّہٗ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بری چیز ہے واسطے ایک ان کے یہ کہ کہے میں فلاں آیت بھول گیا بلکہ کہے بلایا گیا۔قرآن کو یاد کرتے رہا کرو ۔کیونکہ وہ لوگوں کے سینہ سے جلدی جانے والا ہے اونٹوں کی بہ نسبت۔(بخاری شریف)

مراد یہ ہے کہ اگر اونٹوں کو نہ باندھا جائے تو وہ ادھر ادھر چلے جائیں گے ایسے ہی اگر قرآن مجید کو پڑھا نہ جائے تو وہ بھول جائے گا۔یہی وجہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی تلاوت کی تاکید کی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم قرآن پڑھا کرو تم کو ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملیں گی،سن لو میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف کی دس نیکیاں،لام کی دس نیکیاں اور میم کی دس نیکیاں،یہ تیس (۳۰) نیکیاں ہوئیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قرآن کو سات حرفوں (قرأتوں) پر نازل کیا گیا ہے جن میں سے ہر ایک شفا عطا کرنے والا ہے۔تلاوت قرآن پاک کے وقت مندرجہ ذیل آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔

ا۔ باوضو پڑھنا

قرآن پاک کی تلاوت باوضو ہو کر کی جائے لباس بھی صاف ستھرا اور پاکیزہ ہونا چاہیئے تلاوت کرتے وقت قبلہ رخ ہو کر پڑھنا مستحب ہے۔ تلاوت شروع کرتے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا واجب ہے اور سورۃ کی ابتداء میں بِسْمِ اللّٰہ پڑھنا سنت ہے تلاوت کرتے ہوئے اگر کوئی بات کرنی پڑے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہ اور بِسْمِ اللّٰہ پھر پڑھ لینی چاہیئے۔

۲۔ قرآن پاک کو خوش کن آواز سے تلاوت کرنا

تلاوت اچھی آواز سے کرنی چاہیئے کیونکہ اچھا انداز اور خوش کن آوزا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور سننے والوں پر اثر انداز ہوتی ہے قرآن پاک کو خوش آواز سے پڑھنے کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَنْ اَبُوْھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّامَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قرآن کو خوش کن آواز سے تلاوت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (بخاری شریف)

۳۔ تلاوت اس وقت تک کرو جب تک دل چاہے

تلاوت توجہ سے کرنی چاہیئے اور اس وقت کرنی چاہیئے جبکہ انسان کی طبیعت برداشت کرے اگر مجبوری یا طبیعت کے نہ چاہنے کی صورت میں تلاوت کی جائے تو توجہ اور خلوص میں کمی پیدا ہو جاتی ہے لہٰذا فرمایا گیا ہے کہ تلاوت اس وقت کیجائے جب تک طبیعت مائل بہ تلاوت رہے۔

عَنْ جُنْدُبْ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اقْرَءُ و االْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَیْہِ قُلُوْبُکُمْ فَاِذَااخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْاعَنْہُ۔

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک تمھارے دل چاہیں۔ جس وقت آپس میں مختلف ہوں تو اس

سے کھڑے ہو جاؤ۔(بخاری شریف)

۴۔قرآن پاک پڑھ کر بھلانے کی سزا

جو شخص قرآن پڑھ کر اس کی تلاوت نہ کرے تو لامحالہ وہ کچھ عرصہ کے بعد بھول جائے گا۔تو اس طرح بھلانا اللہ تعالیٰ کو بالکل ناپسند ہے لہٰذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک کو پڑھ کر بھلا دے اسے قیامت کے روز کٹے ہوئے ہاتھ سے ملاقات کرنا پڑے گی۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنِ امْرِءٍ يَّقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ اِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَجْذَمَ

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہیں جو قرآن کو پڑھتا ہو پھر اس کو بھول جائے مگر وہ قیامت کے دن کٹے ہوئے ہاتھ سے ملاقات کرے گا۔

(سنن ابوداؤد)

۵۔تین رات سے کم میں قرآن پاک پڑھنے کی ممانعت

قرآن پاک کو مناسب وقت پڑھنا چاہیئے اگر بہت جلد پڑھیں گے تو صحیح طرح سے اعراب ادا نہیں کر سکیں گے اس لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین رات سے کم میں قرآن پاک نہیں پڑھنا چاہیئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فِيْ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا وہ اس کو سمجھا نہیں۔(جامع ترمذی)

۶۔گا کر قرآن پاک پڑھنے کی ممانعت

گا کر قرآن پڑھنا درست نہیں۔البتہ اچھی آواز اور قرأت کے ساتھ قرآن پاک مزین کرنا بہتر ہے

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيِّنُو االْقُرْاٰنِ بِاَصْوَاتِكُمْ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی آوازوں کے ساتھ قرآن کو مزین کرو (سنن ابن ماجہ)

قرآن پاک کی تعظیم وتقدیس کے پیش نظر اس کو گویوں کی طرح گا کر پڑھنا مکروہ ہے۔ اس کی کراہت کی وجہ یہ ہے کہ گا کر پڑھنے سے کلام اپنی اصلی حالت سے تجاوز کر جاتا ہے یعنی مد اور ہمزہ ساقط ہو جاتے ہیں۔ جن حروف کو لمبا کر کے پڑھنا ہوتا ہے گانے کے طرز میں وہ مختصر ہو جاتے ہیں اور جنھیں مختصر کرنا ہوتا ہے وہ طویل ہو جاتے ہیں۔ کثر حروف مدغم ہو جاتے ہیں۔ کراہت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قرآن پاک پڑھنے کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ اس سے خوف خدا پیدا ہو، نصیحت کی باتیں سن کر سامع کو نافرمانی سے ڈر لگے قرائن دلائل و براہین، قصص اور امثال سن کر عبرت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کا جو قرآن میں کیے گئے ہیں امیدوار بنے یہ تمام فوائد گا کر پڑھنے میں ختم ہو جاتے ہیں۔

۷۔ بلند یا پست آواز سے قرآن پڑھنے کی اجازت

تلاوت خواہ اونچی آواز سے کرو یا پست آواز سے کرو اس کے متعلق نبی پاک کا ارشاد فرمایا ہے کہ

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ كَالْجَاهِرُ بِالصَّدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْاٰنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو بلند آواز سے پڑھنے والا ظاہر صدقہ کرنے کی مانند ہے۔ قرآن کو آہستہ پڑھنے والا پوشیدہ صدقہ کرنے والے کی مانند ہے (جامع ترمذی)

جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے جبکہ وہ مجمع بغرض سننے کے ہے حاضر ہو ورنہ ایک کا سننا کافی ہے اگر اور اپنے کام میں ہوں مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے اگر چند شخص پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے پڑھنا ناجائز ہے۔ لوگ نہ سنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے اگر کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر

دیا ہو اور اگر وہ جگہ کام کرنے کے لیے مقرر نہ ہو تو پہلے پڑھنا اس نے شروع کیا اور لوگ نہیں سنتے تو لوگوں پر گناہ اور اگر کام شروع کرنے کے بعد اس نے پڑھنا شروع کیا تو اس پر گناہ۔

جہاں کوئی شخص علم دین پڑھا رہا ہے یا طالب علم علم دین کی تکرار کرنے یا مطالعہ کرتے دیکھتے ہوں وہاں بھی بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔ قرآن مجید سننا تلاوت کرنے اور نفل پڑھنے سے افضل ہے۔

۸۔ قرآن مجید کو صحیح قرأت سے پڑھنا

قرآن کو صحیح قرأت سے پڑھنا چاہیے ۔قرأت کے بارے میں بخاری میں درج شدہ روایت یہ ہے۔

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کیونکر تھی ۔کہا۔لمبی قرأت تھی ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم پڑھی۔بسم اللہ کے ساتھ آواز لمبی فرماتے اور رحمٰن اور رحیم کے ساتھ لمبی فرماتے۔

۹۔ ختم قرآن کب بہتر ہے

گرمیوں میں صبح کو قرآن مجید ختم کرنا بہتر ہے اور جاڑوں میں اول شب کو کہ حدیث میں ہے جس نے شروع دن میں قرآن ختم کیا، شام تک فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جس میں ابتدائے شب میں ختم کیا صبح تک استغفار کرتے ہیں اس حدیث کو دارمی نے سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا تو گرمیوں میں چونکہ دن بڑا ہوتا ہے تو صبح کے ختم کرنے میں استغفار ملائکہ زیادہ ہوگی۔

اور جاڑوں میں راتیں بڑی ہوتی ہیں تو شروع رات میں ختم کرنے سے استغفار زیادہ ہوگی۔

۱۰۔ لیٹ کر قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں

لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں جبکہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ کھلا ہو یوں ہی چلنے اور کام کرنے کی

حالت میں بھی تلاوت جائز ہے جبکہ دل نہ بٹے ورنہ مکروہ ہے۔ غسل خانہ اور نجاست والی جگہوں میں قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں ہے۔

۱۱۔ غلط پڑھنے والے کو صحیح بتلانا واجب ہے

جو شخص غلط پڑھتا ہو تو سننے والے پر واجب ہے کہ بتادے بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ وحسد پیدا نہ ہو۔ اسی طرح اگر کسی کا قرآن مجید اپنے پاس عاریت ہے اگر اس میں کتابت کی غلطی دیکھے بتادینا واجب ہے۔

۱۲۔ بوسیدہ قرآن کو جلانا منع ہے

قرآن شریف اگر بوسیدہ ہو کر پڑھنے کے قابل نہیں رہ گیا تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کردیں۔ اور اس کے لیے لحد بنائی جائے تاکہ مٹی اس کے اوپر نہ پڑے۔ قرآن شریف کو جلانا نہیں چاہیئے۔ (فتاوی عالمگیری)

۱۳۔ قرآن پاک کا ادب کرنا چاہیئے

قرآن شریف کو پیٹھ نہ کی جاتے۔ نہ اس کی طرف پاؤں پھیلائیں۔ نہ اس سے اونچی جگہ بیٹھیں۔ نہ اس پر کوئی کتاب رکھیں اگرچہ حدیث وفقہ کی کتاب ہو۔ غسل خانہ اور نجاست کی جگہوں میں قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے۔

باب ۲۵

سجدۂ سہو

سہو کا مطلب بھول کر کسی بات کا رہ جانا چنانچہ نماز میں اگر بھول کر نسیان سے یا شک سے کچھ کمی یا زیادتی ہو جائے تو اس کمی بیشی کی تلافی کے لیے نماز کے آخری قعدہ میں دو (۲) سجدے کرنے کو سجدہ سہو کہا جاتا ہے یہ سجدہ واجب ہے اس کا جواز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَاقَامَ یُصَلِّیْ جَآءَهُ الشَّیْطَانُ فَلَبَسَ حَتّٰی لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَاِذَاوَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق تم میں سے کوئی شخص جس وقت کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے اس کے پاس شیطان آیا شبہ ڈالتا ہے اس پر یہاں تک کہ نہیں جانتا کہ کتنی نماز پڑھی تو ایسی حالت میں اسے چاہئے کہ دو سجدے کرے اس حالت میں کہ وہ بیٹھا ہو۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی جب نماز پڑھتا ہے تو شیطان وسوسے کے ذریعے بھلا دیتا ہے جس سے نماز میں کمی یا بیشی کا گمان پیدا ہو جات ہے اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے تو اس حال میں سجدہ سہو کر کے نماز درست ہو جاتی ہے۔

ا۔ سجدہ سہو کا طریقہ

سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخری قعدے میں التحیات پڑھ لینے کے بعد دائیں طرف سلام پھیرے اور اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے سجدے میں تین تسبیح پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے اٹھے، اطمینان سے بیٹھے پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائے سجدے میں تسبیح پڑھے اس کے بعد یعنی دو (۲) سجدے مکمل کر لینے کے بعد اٹھے اور قعدے میں بیٹھ جائے اور حسب دستور پھر التحیات درود شریف

اور دعا پڑھ کر سلام پھیرے اور اس طرح نماز مکمل کرے۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ فَسَهٰى فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی لوگوں کو پھر بھول گئے پھر دو (۲) سجدے کیے پھر التحیات پڑھی پھر سلام پھیرا۔

۲۔ سجدہ سہو جن صورتوں میں ضروری ہے

(۱) نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب بھول کر چھوٹ جائے تو سجدہ سہو ادا کرنے سے نماز درست ہو جائے گی۔

(۲) کسی واجب کے ادا کرنے میں کچھ تاخیر ہو جائے یہ تاخیر بھول کر ہو جائے یا کچھ سوچنے کی وجہ سے ہو جائے مثلاً کوئی شخص سورت فاتحہ پڑھنے کے بعد خاموش کھڑا رہے اور پھر کچھ وقفہ کے بعد سورت پڑھے۔

(۳) کسی فرض کے ادا کرنے میں تاخیر ہو جائے یا کسی فرض کو مقدم کر دیا جائے مثلاً قرأت کرنے کے بعد رکوع کرنے میں دیر کر لینا، یا رکوع میں جانے سے پہلے سجدہ میں جانے کی کوشش کر لینا۔

(۴) نماز میں کسی چیز کو ضرورت سے زائد کر لینا مثلاً دو (۲) رکوع کر لینا۔

(۵) کسی واجب کی کیفیت بدل دی جائے مثلاً سرّی نمازوں میں بلند آواز سے قرأت کر لی جائے یا جہری نمازوں میں آہستہ قرأت کر لی جائے مثلاً ظہر عصر میں بلند آواز سے قرأت کر لی اور مغرب، عشاء یا فجر میں آہستہ قرأت کر لی۔

۳۔ کم رکعات پڑھنے کی صورت میں سجدہ سہو کرنا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک دفعہ نماز پڑھی کہ اس کی رکعات میں کمی ہو گئی تو اس پر جتنی نماز کم ہوئی تھی اسے دوبارہ پڑھا گیا اور سجدہ سہو کیا گیا تو اس طرح نماز درست ہو گئی اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت حسب ذیل ہے۔

عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِحْدٰی صَلٰوتِیِ الْعَشِیّ قَالَ ابْنُ سِیْرِیْنَ قَدْ سَمَّاهَا اَبُوْهُرَیْرَةَ وَلٰكِنْ نَسِیْتُ اَنَا قَالَ فَصَلّٰی بِنَا رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلٰی خَشَبَةٍ مَّعْرُوْضَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَیْهَا كَاَنَّهٗ غَضْبَانُ وَوَضَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی وَشَبَّكَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْاَیْمَنَ عَلٰی ظَهْرِ كَفِّهِ الْیُسْرٰی وَخَرَجَتْ سَرْعَانُ الْقَوْمِ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قُصِرَاتِ الصَّلٰوةُ وَفِی الْقَوْمِ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَهَابَاهُ اَنْ یُّكَلِّمَاهُ وَفِی الْقَوْمِ رَجُلٌ فِیْ یَدَیْهِ طُوْلٌ یُّقَالُ لَهٗ ذُوالْیَدَیْنِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسِیْتَ اَمْ قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ اَكَمَا یَقُوْلُ ذُوالْیَدَیْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَاَلُوْهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَیَقُوْلُ نُبِّئْتُ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ. (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِیِّ وَفِیْ اُخْرٰی لَهُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَدَلَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ یَكُنْ فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز پڑھائی ایک دو(۲) نمازوں میں سے کہ بعد زوال کے ہیں کہا ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے کہ تحقیق نام لیا اس نماز کا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لیکن میں بھول گیا ابو ہریرہؓ نے کہا کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سلام پھیرا پھر لکڑی کی طرف کھڑے کہ عرض میں تھی مسجد میں اس پر تکیہ لگایا گویا کہ غصے تھے اور رکھا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر اور انگلیاں انگلیوں میں ڈالیں اور رکھا رخسار اپنا اوپر بائیں ہاتھ کی پشت کے اور نکلے جلد بار لوگ مسجد کے دروازہ سے اور کہا انھوں نے کہ کم ہوگئی ہے نماز اور صحابہ میں بھی مسجد میں جو باقی رہے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے ڈرے دونوں حضرت سے کلام کرنے سے اور صحابہ میں ایک شخص لمبے ہاتھوں والا تھا اس کو ذوالیدین کہا جاتا تھا کہا، اس نے اے اللہ کے رسول کیا بھول گئے آپ یا کم ہوگئی نماز پس فرمایا حضرت نے نہیں بھولا میں اور نہ کم ہوئی نماز پھر فرمایا کیا تم بھی کہتے ہو جیسے ذوالیدین کہتا ہے صحابہ نے کہا' جی ہاں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے پھر نماز پڑھی جو کہ چھوڑ دی تھی پھر اس پر سلام پھیرا تکبیر کہی اور سجدہ کیا اپنے معمول کے

مطابق یا اس سے لمبا پھر اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی، پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا اپنے موصول کے مطابق یا اس سے لمبا۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی پس اکثر سوال کیا لوگوں نے ابن سیرین سے پھر سلام پھیرا پس کہتے تھے کہ خبر دیا گیا میں کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر سلام پھیرا اور اس کے لفظ بخاری کے لیے ہیں۔ ان دونوں کے لیے ایک اور روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لم انس ولم تقصر کے سب یہ نہ تھا۔ کہا ذوالیدین نے تھا کچھ اس میں سے اے اللہ کے رسول۔

۴۔ قعدہ چھوٹ جانے کی صورت میں سجدہ سہو

چار رکعت یا تین رکعت والی نماز میں اگر کوئی درمیانی قعدہ میں بیٹھنا بھول جائے تو اس صورت میں آخری قعدہ میں سجدہ سہوادا کرنے سے نماز درست ہو جاتی ہے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے طرز عمل کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ ثُمَّ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ حَتّٰی اِذَا قَضَی الصَّلٰوةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهٗ كَبَّرَ وَهُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ.

حضرت عبداللہ بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی صحابہ کو ظہر کی کھڑے ہوئے پہلی دو ۲ رکعت میں نہیں بیٹھے۔ کھڑے ہوئے حضرت کے ساتھ لوگ یہاں تک کہ جب نماز پڑھ چکے اور منتظر ہوئے لوگ پھرنے کے تکبیر کہی حضرت نے اس حالت میں کہ آپ بیٹھے تھے پس دو سجدے کیے سلام پھیرنے سے پہلے پھر سلام پھیرا۔ (صحیح بخاری)

۵۔ شک کی صورت میں سجدہ کرنے کا حکم

نماز پڑھتے ہوئے اگر شک پیدا ہو جائے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا کہ چار تو اس صورت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو (۲) سجدوں کے ذریعے سے اس کا ازالہ کرنا چاہیے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حسب ذیل ہے۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِذَاشَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمْ يَدْرِكَمْ صَلّٰى ثَلٰثًا اَوْاَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ فَاِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهٗ صَلٰوتَهٗ وَاِنْ كَانَ صَلّٰى تَمَامًا لِاَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيْمًا لِلشَّيْطَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا وَفِيْ رِوَايَتِهٖ شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ۔

حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ ابو سعید سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت شک کرے ایک تمھارا اپنی نماز میں نہ جانے کتنی نماز پڑھی ہے تین رکعت یا چار رکعت پس چاہیئے کہ دور کرے شک اور بنا کرے اس چیز پر یقین رکھتا ہے پھر دو (۲) سجدے سلام پھیرنے سے پہلے اگر نماز پڑھی اس نے پانچ رکعت جفت کر دیں گے یہ سجدے واسطے اس کے نماز اس کی اور اگر نماز پڑھی اس نے پوری چار ہوں گے یہ سجدے ذلت شیطان کے لیے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے اور روایت کیا امام مالک نے عطا سے بطریق ارسال کے اور امام مالک کی ایک روایت میں ہے کہ جفت کر دے گا نمازی ان پانچ رکعت کو ان دو سجدوں کی ساتھ۔

۶۔ مقررہ تعداد سے زیادہ رکعت پر سجدہ سہو کرنے کا حکم

مقررہ تعداد سے اگر زیادہ رکعت پڑھی جائیں تو اس صورت میں سجدہ سہو کرنا چاہیئے یعنی چار رکعت والی نماز میں اگر کوئی شخص پانچ رکعت پڑھ جائے یا دو (۲) رکعت والی نماز میں اگر کوئی بھول کر تین رکعت پڑھ جائے تو ایسی صورت حال میں سجدہ سہو ادا کرنے سے نماز درست ہو جائے گی کیونکہ اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا واقعہ خود یوں بیان فرمایا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ وَاِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی

نماز پڑھائی پانچ رکعت آپ کے لیے کہا گیا کیا نماز میں زیادتی کی گئی ہے فرمایا کیا سبب، صحابہ نے عرض کی آپ نے پانچ رکعت نماز پڑھی ہے پس سجدے کیے حضرت نے سلام کے بعد دو سجدے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں تمھاری مثل آدمی ہوں۔ بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو جس وقت بھول جاؤں یاد کرا دو مجھ کو اور جس وقت کہ شک کرے ایک تمھارا اپنی نماز میں چاہیئے کہ قصد کرے صواب کا چاہیئے کہ پورا کرے اس پر سلام پھیرے پھر سجدے کرے دو سجدے۔ (بخاری شریف)

۷۔ مسائل سجدہ سہو

سجدہ سہو کے بارے میں فقہی مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بھول کر سورۃ فاتحہ دوبارہ پڑھنا

اگر فرض نماز میں الحمد کو بھول کر دوبارہ پڑھ دے تو پہلے دوگانہ میں پڑھی ہے تو سجدہ سہو کرے اور دوسرے دوگانہ میں پڑھی ہے تو سجدہ سہو نہ کرے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

۲۔ سورہ فاتحہ پڑھتے وقت سہو ہونا

اگر فرض کی پہلی دو رکعتوں اور واجب سنت اور نفل نماز کی کسی رکعت میں فاتحہ پڑھتے ہوئے سہو ہو جائے اور لوٹا کر پڑھے تو فاتحہ کا اکثر حصہ (کم از کم چار آیات) لوٹانے سے سجدہ سہو واجب ہوگا کم سے نہیں۔ (شامی۔ درمختار)

۳۔ واجب بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو

فرض نماز کی پہلی دو ۲ رکعتوں اور واجب، سنت اور نفل نماز کی سب رکعتوں میں سورت کا ملانا واجب ہے اس لیے اگر کسی رکعت میں سورت ملانا بھول جائے تو سجدہ سہو کرے۔

۴۔ الحمد کے بعد التحیات پڑھنے سے سجدہ سہو

اگر (پہلی رکعت میں) الحمد سے پہلے التحیات پڑھ دی تو سجدہ سہو واجب نہیں چاہے پوری التحیات پڑھے یا ادھوری البتہ اگر (سوائے فرض کے دوسرے دوگانہ کے کسی رکعت میں) الحمد کے

بعد کم از کم (تین لفظ) اَلتَّحِیَاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوتُ پڑھ دے تو سجدہ سہو واجب ہے۔

۵۔ الحمد سے پہلے سورت کا پڑھنا

اگر بھولے سے نماز میں الحمد کی جگہ سورت پڑھ جائے یا سورۃ کی جگہ الحمد پڑھ دے یا درمیان کا قعدہ بھول جائے یا غیر نفل نماز کے درمیان کے قعدہ میں التحیات کے بعد درود شریف بھی پڑھ دے یا اخیر کے قعدہ میں کھڑا ہو جائے تو ان سب سورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے (ردالمختار)

۶۔ پہلے قعدہ میں بھول کر التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا

اگر (فرض واجب اور سنت مؤکدہ) نماز کے پہلے قعدہ میں التحیات کے بعد بھولے سے درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یا زیادہ تو جہاں یاد آئے وہیں سے چھوڑ کر کھڑا ہو جائے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔ (مراقی وغیرہ) اگر نماز میں کسی جگہ غلط کو درست کر کے صحیح پڑھ دیا تو نماز ہو گئی اور اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا (شرح تنویر) البتہ اس صورت میں اگر پوری فاتحہ پڑھ کر پھر پھر تمام لوٹائے تو سجدہ سہو واجب ہے (کبیری)

۷۔ سورت پڑھتے ہوئے رک جانے کی صورت

اگر الحمد کے بعد بقدر ضرورت قرأت کر چکنے پر سورت میں کہیں۔ اٹک جائے اور یاد نہ آتا ہو تو فوراً رکوع کر دینے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔ (شامی)

۸۔ نماز میں ایک سجدہ بھول جانا

اگر نماز میں ایک سجدہ بھول جائے تو جب یاد آئے اسی وقت ادا کر لے۔ پھر جس رکن سے اس سجدہ میں آیا ہے اسی کی طرف چلا جائے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ (روالمختار)

۹۔ پہلے قعدہ میں التحیات لوٹا کر پڑھنا

اگر کوئی (فرض، واجب یا سنت موکدہ) نماز کے پہلے قعدہ میں التحیات کو بھولے سے لوٹا کر پڑھے تو آدھی یا آدھی سے کم التحیات دوبارہ پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہ ہوگا اور اگر آدھی سے زیادہ پڑھ دے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ (خلاصۃ الفتاوی)

۱۰۔ قرأت میں زائد الفاظ کا ملانا درست نہیں

اگر قرأت نماز میں کسی نے بھول کر (مثلاً) سورۂ بقرہ میں وَرُسُلِہٖ کے بعد وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ پڑھ دیا تو سجدہ سہو واجب نہیں کیوں کہ یہ الفاظ خلاف قرآن ہیں نماز نہ ہوگی۔

۱۱۔ سورت کو دو دفعہ پڑھنے میں سجدہ سہو نہیں

سورۃ کو دو دفعہ پڑھنے میں سجدہ سہو نہیں ہے کیونکہ اس کو لمبی قرأت سمجھا جائے گا اور التحیات اگر پہلے قعدہ میں دوبار پڑھی ہے تو سجدہ واجب ہوگا اور اگر آخری قعدہ میں پڑھی ہے تو واجب نہ ہوگا۔

۱۲۔ سجدہ سہو کا واجب ہونا

اگر کوئی شخص (نماز کے کسی) قعدہ میں التحیات کے بجائے الحمد پڑھ دے تو کم از کم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (اور کچھ اور پڑھ دے تو کم از کم تین الفاظ) پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہوگا۔

۱۳۔ فرض نماز میں سورت ملانا بھول جانے سے سجدہ سہو کرنا چاہیئے

فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول جائے تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورت ملا دے اور سجدے سہو کرے اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت میں سورت ملا دے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پچھلی رکعتوں میں بھی سورت ملانا یاد نہ رہا۔ نہ پہلی رکعتوں میں سورت ملائی نہ پچھلی رکعتوں میں اور آخر میں یاد آیا کہ دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تب بھی سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔ (فتاوٰی عالمگیری)

۱۴۔ قرأت میں بلند یا آہستہ آواز میں سجدہ سہو کی ضرورت

اگر آہستہ آواز کی فرض نماز میں امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیئے البتہ اگر اتنی تھوڑی قرأت کی جو نماز صحیح ہونے کے لیے کافی نہ ہو مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے یا آہستہ نکل گئے تو سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔

۱۵۔اذکار نماز کی بے ترتیبی

نیت باندھنے کے بعد سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ کی جگہ دعا قنوت پڑھنے لگا یا وتر میں دعا قنوت کی جگہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھ دیا پھر جب یاد آیا تو دعا قنوت پڑھی یا فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد کی جگہ التحیات یا کچھ اور پڑھنے لگا یا الحمد کے ساتھ ملا دی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری) نماز وتر میں بھولے سے دُعائے قنوت لوٹا کر پڑھنے یا دوبارہ پڑھ دینے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

۱۶۔قعدہ میں ایک سے زائد مرتبہ التحیات پڑھنا

دو سے زیادہ رکعت نفل نماز میں دو رکعت بیٹھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھنا جائز ہے اس لیے نفلوں (یا غیر مؤکدہ سنتوں) کے درمیانی قعدہ میں اگر کوئی بھولے سے درود شریف پڑھ دے تو سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر دو دفعہ التحیات پڑھ جائے تو بھی سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔ (ردالمختار)

۱۷۔درمیانی تشہد بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو

اگر چار رکعت (سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ) نفل نماز پڑھی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گیا تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب تک یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہیئے۔ اگر سجدہ کر لیا (اور درمیانی تشہد کے لیے نہ بیٹھا) تو خیر تب بھی (چار رکعت ادا کرنے سے) نماز ہو گئی اور سجدہ سہو ان دونوں صورتوں میں واجب ہے (شرح تنویر)

۱۸۔دو رکعت پڑھ کر کھڑا ہونے کی صورت وجوب سجدہ سہو

تین یا چار رکعت والی (فرض یا واجب) نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول گیا اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اگر نیچے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑا ہو اور ایسی حالت میں سجدہ سہو کرنا واجب نہیں اور اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا تو نہ بیٹھے بلکہ کھڑا ہو کر چاروں رکعتیں پڑھ لے فقط آخر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے اگر سیدھا کھڑا ہونا جانے کے بعد پھر لوٹ کر التحیات پڑھے گا تو گنہگار ہو گا اور سجدہ سہو کرنا اب بھی واجب

ہوگا۔(ردالمختار)

۱۹۔نماز پڑھتے ہوئے رک جانا

اگر نماز پڑھتے پڑھتے درمیان میں کسی جگہ رک گیا اور کچھ سوچنے لگا اور سوچنے میں کم از کم تین دفعہ سبحان اللہ، کہنے کی مقدار میں دیر لگ گئی تو اخیر میں سجدہ سہو کرے اگر چار رکعت والی نماز میں بھولے سے پہلی یا تیسری رکعت میں تشہد کے لیے بیٹھ گیا اور تین دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار مین دیر لگ گئی یا کم از کم اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ پڑھ دیا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم بیٹھا یا پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

۲۰۔امام کا قعدہ اولیٰ میں بھول جانا

اگر امام یا اکیلا آدمی فرض یا واجب نماز کی آخری مثلاً چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گیا تو اگر نیچے کا دھڑا بھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جائے اور التحیات درود شریف وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور سجدہ سہو نہ کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا ہو تب بھی بیٹھ جائے بلکہ اگر الحمد اور سورت بھی پڑھ چکا ہو یا رکوع بھی کر چکا ہو تب بھی بیٹھ جاوے اور التحیات پڑ کے سجدہ سہو کر لے البتہ اگر رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو نماز پھر سے پڑھے، یہ نماز نفل ہو گئی، ایک رکعت اور ملا کے پوری چھ کر لے سجدہ سہو نہ کرے اور اگر ایک رکعت نہیں ملائی، پانچویں پر سلام پھیر دیا تو چار رکعتیں نفل ہو گئیں اور ایک رکعت بے کار گئی (شرح تنویر) لیکن اگر سنت مؤکدہ کے قعدہ اخیر کو بھول کر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا پھر ایک رکعت اور ملا کے سجدہ سہو کیا تو چار سنت مؤکدہ صحیح ہو جائیں گی اور زائد دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔

(امدادالفتاویٰ)

۲۱۔آخری قعدہ میں بھول کر کھڑے ہو جانا

اگر فجر کی سنت یا فرض اور عصر کی فرض نماز کا قعدہ آخیرہ کر کے بھولے سے کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ ایک رکعت اور پڑھ لی تب یاد آیا تو فوراً بیٹھ کر سجدہ سہو کر کے نماز درست کر لے (درمختار) یا ایک رکعت اور ملا لے لیکن فجر و عصر کے فرض اور فجر کی سنتوں کے بعد (نفل کی ممانعت ہونے کی وجہ سے اس موقع پر ایک رکعت مزید ملانا بہتر ہے (شامی) اگر کسی نے قعدہ اخیرہ میں پہنچ کر التحیات پڑھی پھر درود یا دعا کے

دوران خیال آیا کہ فلاں بات پر سجدہ سہو کرنا تھا جو یاد نہیں رہا تو اب یاد آتے ہی فوراً ایک طرف سلام پھیر کر (اور سلام پھیرتے ہوئے یا دونوں طرف پھیر کر یاد آئے تو بھی اس کے بعد) دو سجدے کرے پھر التحیات درود اور دعا پڑھ کے سلام پھیرے دے (فتاویٰ عالمگیری)

۲۲۔ فرض نماز کی چوتھی رکعت میں بیٹھ کر کھڑے ہو جانا

اگر فرض نماز کی آخری (مثلاً) چوتھی رکعت پر بیٹھا اور التحیات پڑھ کے کھڑا ہو گیا تو سجدہ کرنے سے پہلے جب یاد آسے بیٹھ جاوے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر فوراً سلام پھیر کے سجدہ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کے چھ کر لے چار فرض ہو گئیں اور دو نفل اور چھٹی رکعت پر سجدہ سہو بھی کرے۔ اگر پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا اور سجدہ سہو کر لیا تو برا کیا۔ چار فرض ہوئے اور ایک رکعت بے کار گئی (رد المختار) اسی طرح دو یا تین رکعت والی فرض یا واجب اور دو یا چار رکعت والی سنت مؤکدہ نماز کے لیے سمجھ لیں۔

۲۳۔ چار کی بجائے تین رکعت پڑھ جانا

اگر چار رکعت کی نیت باندھی اور تین پر سلام پھیر دیا اور پھر کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے مثلاً بول پڑا یا سینہ قبلہ سے پھر گیا تو دو رکعتیں نفل ہو گئیں اور ایک بے کار گئی وہ نماز پھر سے پڑھے۔ (رد المختار)

۲۴۔ چار یا تین رکعت والی نماز میں دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرنا

اگر تین یا چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پڑھ کر ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا تو جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے یاد آنے پر کھڑے ہو کر باقی رکعت پڑھ لے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ اگر نماز پوری ہو چکنے اور دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کسی نمازی کو گمان ہوا کہ اس کی فرض کی چار رکعتوں کے بجائے تین رکعتیں ہوئی ہیں اور وہ اس خیال سے باقی رکعت پڑھنے کھڑا ہو گیا پھر اسی رکعت کے دوران یاد آیا کہ نہیں تمام رکعتیں ٹھیک ہو کر نماز پوری ہو چکی ہے تو وہ (رکوع کے بعد یاد آنے اور یہ نماز عصر کی نہ ہونے کی صورت میں) اس زائد رکعت کو پوری کر کے ایک رکعت اور ملا لے۔ اس کی چار رکعتیں پوری ہو جائیں گی اور دو نفل۔ اس صورت میں اسے آخر میں سجدہ سہو کرنے کی

بھی ضرورت نہیں۔ اور اگر یاد آنے پر اسی وقت سلام پھیر کے نماز سے نکل آئے تب بھی فرض نماز درست ہو جائے گی (فتاوٰی عالمگیری)

۲۵۔ دُعائے قنوت پڑھنا بھول جانا

اگر وتر کی تیسری رکعت میں دعاءِ قنوت پڑھنا بھول گیا اور جب رکوع میں چلا گیا تب یاد آیا تو اب لوٹ کر دعاءِ قنوت نہ پڑھے بلکہ نماز کے اخیر میں سجدہ سہو کر لے (رادالمختار) اگر رکوع میں جانے کے بعد پھر لوٹ کر دُعائے قنوت پڑھے گا تو گنہگار ہو گا اور سجدہ سہو اب بھی واجب ہے۔ (شرح البدایہ)

۲۶۔ آخری قعدہ میں جب سجدہ یاد آئے تو کر لے

سجدہ سہو واجب ہو گیا تھا اور کسی نے تشہد کے بعد جان کر یا بھولے سے ادا نہ کیا یہاں تک کہ درود یا دعا پڑھنے لگا تو اب سجدہ سہو کر لے (عالمگیری)

۲۷۔ ایک سے زائد سہو پر ایک سجدہ سہو

اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہو جائیں جن سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدہ سہو سب کی طرف سے ہو جائے گا۔ ایک نماز میں دو دفعہ سجدہ سہو نہیں کیا جاتا۔ (روالمختار)

۲۸۔ سلام پھیرتے وقت سجدہ سہو کا یاد آنا

سجدہ سہو واجب تھ اور کسی نے جان کر یا بھول کر ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا تب بھی جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے، سجدہ سہو کر لینے کا اختیار رہتا ہے (روالمختار)

ایسی صورت میں بغیر سلام پھیرے سجدہ سہو کرے، اگر سجدۂ سہو نہ کرے گا تو نماز کو لوٹانا واجب ہے۔ (امدادالفتاوٰی)

۲۹۔ سجدہ سہو کے بعد سجدہ سہو والا فعل ہونے سے پہلا سجدہ سہو کافی ہو گا

سجدہ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدہ سہو کافی ہے، اب پھر سجدہ سہو نہ کرے۔

باب ۲۶

متعلقات نماز

متعلقات نماز وہ امور ہیں جن کا تعلق داخلی یا خارجی طور پر نماز سے ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ واجباتِ نماز

واجبات نماز وہ اعمال ہیں جن کا نماز میں ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کوئی عمل رہ جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی۔ اگر سجدہ سہو نہ کیا یا قصداً کوئی واجب چھوڑا تو نماز کا لوٹانا واجب ہے۔ واجب کا ترک کر دینا اچھا نہیں۔ قصداً واجب چھوڑنے سے گناہ ہوتا ہے۔ واجبات نماز حسب ذیل ہیں۔

ا۔ تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر کہنا واجب ہے۔

۲۔ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔

۳۔ سورت فاتحہ کے بعد سورت ملانا واجب ہے لیکن فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورت پڑھنا واجب نہیں۔ سورت کی بجائے ایک لمبی آیت یا تین چھوٹی آیات بھی ملا کر پڑھ سکتے ہیں۔

۴۔ فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لئے مقرر کرنا واجب ہے۔

۵۔ الحمد کو دوسری سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے۔

۶۔ قرأت کے بعد فوراً رکوع کرنا اور پھر رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑا ہونا واجب ہے۔

۷۔ سورت فاتحہ کے آخر میں اور سورت سے پہلے آمین کہنا۔

۸۔ تعدیل ارکان یعنی رکوع اور سجدہ کو اچھی طرح اطمینان سے ادا کرنا۔

۹۔ جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھ جانا۔ لیکن امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک رکوع اور سجود کی طمانینت اور قومہ اور جلسہ میں اطمینان سے ٹھہرنا۔ یہ چاروں فرض ہیں۔ ان کے نہ ہونے سے نماز درست نہیں ہوتی۔

۱۰۔ یعنی تین اور چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے قعدہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنا۔ نفلوں میں بھی قعدۂ اولیٰ واجب ہے۔

۱۱۔ قرأت، رکوع میں سجدوں اور رکعتوں میں ترتیب قائم رکھنا واجب ہے۔ ترتیب رکعات کی صورت یہ ہے کہ مثلاً چار رکعتوں میں اگر کسی کو صرف آخری رکعت ملی تو اب وہ کھڑا ہو کر پہلے قرأت والی دوگانہ کو، پھر بلا قرات والی کو ادا کرلے۔

۱۲۔ دونوں قعدوں میں تشہد یعنی التحیات پڑھنا۔

۱۳۔ امام کو نماز فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان المبارک کے وتروں میں بلند آواز سے قرأت کرنا اور ظہر اور عصر اور دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

۱۴۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر نماز سے علیحدہ ہونا۔

۱۵۔ نماز وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے اللہ اکبر کہہ کر دعائے قنوت پڑھنا۔

۱۶۔ نماز عیدین یعنی عید الفطر اور عید الضحیٰ کی نماز میں زائد تکبیریں کہنا واجب ہے۔

۱۷۔ ہر جہری نماز یعنی مغرب عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور فجر، جمعہ، عیدین تراویح اور رمضان المبارک کے وتروں کی ہر رکعت میں امام کو بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔

۱۸۔ ہر رکوع کو ایک بار کرنا ہی واجب ہے۔

۱۹۔ آیت سجدہ پڑھی تو سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہے۔

۲۰۔ قرأت کے سوا تمام واجبات میں امام کی پیروی کرنا واجب ہے۔

مسائل واجبات

مندرجہ بالا واجبات کے علاوہ مزید مسائل حسب ذیل ہیں۔

مسئلہ ۱۔ کسی قعدہ میں تشہد کا کچھ حصہ بھول جائے تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

مسئلہ ۲۔ آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ میں سہواً تین آیت یا زیادہ کی تاخیر ہوئی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

مسئلہ ۳۔ سورت پہلے پڑھی اس کے بعد الحمد۔ یا الحمد و سورت کے درمیان تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار خاموش رہا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

مسئلہ ۴۔ الحمد کا ایک لفظ بھی رہ گیا تو سجدۂ سہو کرے۔

مسئلہ ۵۔ ایک رکعت میں تین سجدے کیے یا دو رکوع یا قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو سجدۂ سہو کرے۔

مسئلہ ۶۔ جو چیزیں فرض و واجب ہیں مقتدی پر واجب ہے کہ امام کے ساتھ انھیں ادا کر بشرطیکہ کسی واجب کا تعارض نہ پڑے اور تعارض ہو تو اسے فوت نہ کرے بلکہ اس فرض یا واجب کو ادا کر کے امام کا ساتھ دے مثلاً امام تشہد پڑھ کر کھڑا ہو گیا اور مقتدی نے ابھی پورا نہیں پڑھا تو مقتدی پر واجب ہے کہ پورا کر کے کھڑا ہو۔

مسئلہ ۷۔ سنت میں امام کی متابعت سنت ہے۔

۲۔ نماز کی سنتیں

نماز میں جو امور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں لیکن ان کی تاکید فرض اور واجب سے کم ہے انھیں سنت کہا جاتا ہے۔ ان امور میں اگر کوئی کام سہواً چھوٹ جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور نہ ہی انسان گنہگار ہوتا ہے اور سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے البتہ ان کے چھوڑنے سے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے لہٰذا اہل تقویٰ کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز کی سنتوں پر ضرور عمل کریں کیونکہ یہ وہ امور ہیں جن پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود عمل کیا ہے۔ نماز کی سنتیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ تکبیر تحریمہ کے لئے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا سنت ہے۔

۲۔ تکبیر کے وقت ہتھیلیوں اور ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑنا یعنی نہ بالکل ملائے نہ بہ تکلف کشادہ رکھے بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے۔

۳۔ ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو رکھنا سنت ہے۔

۴۔ بوقت تکبیر سر نہ جھکانا سنت ہے۔

۵۔ تکبیر سے پہلے ہاتھ اٹھانا۔ یوہیں تکبیر قنوت و تکبیرات عیدین میں کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہے۔ اور ان کے علاوہ کسی جگہ نماز میں ہاتھ اٹھانا سنت نہیں۔

۶۔ امام کا بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سلام کہنا۔ جس قدر بلند آواز کی حاجت ہو ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنا بہتر نہیں۔ مقتدی و منفرد کو اونچی آواز سے اللہ اکبر کہنے کی حاجت نہیں صرف اتنا ضروری ہے کہ اتنی آواز سے کہے کہ خود سن سکے۔

۷۔ تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھ یوں باندھے کہ مرد ناف کے نیچے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں کلائی

کے جوڑ پر رکھے۔ چھنگلی اور انگوٹھا کلائی کو پکڑیں، اور باقی انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر بچھا دے۔

۸۔ ثنا یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ آخر تک پڑھنا سنت ہے۔

۹۔ پھر تعوذ یعنی اعوذ باللہ اور پھر تسمیہ یعنی بسم اللہ پڑھنا چاہیئے۔

۱۰۔ قرأت سورہ فاتحہ کے بعد آمین کہنا سنت ہے۔

۱۱۔ ثناء تعوذ اور تسمیہ کا آہستہ پڑھنا سنت ہے۔

۱۲۔ رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا سنت ہے۔

۱۳۔ رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنا سنت ہے۔

۱۴۔ رکوع میں گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا اور انگلیاں خوب کھلی ہوئی رکھنا سنت ہے

۱۵۔ حالت رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا سنت ہے۔

۱۶۔ ہر تکبیر میں اللہ اکبر کی رکو جزم پڑھنا سنت ہے۔

۱۷۔ رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھنا۔ یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو ٹھہر جائے۔

۱۸۔ رکوع سے اٹھ کر ہاتھ نہ باندھنا بلکہ لٹکا ہوا چھوڑ دینا۔

۱۹۔ رکوع سے اٹھنے میں سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنا سنت ہے۔

۲۰۔ مقتدی کے لئے ربنا لک الحمد کہنا سنت ہے۔

۲۱۔ منفرد کو دونوں کہنا یوں کہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتا ہوا رکوع سے اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو کر ربنا لک الحمد کہے۔

۲۲۔ سجدے کے لئے اور سجدے سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہنا سنت ہے۔

۲۳۔ سجدے میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا سنت ہے۔

۲۴۔ سجدے میں ہاتھ زمین پر رکھنا سنت ہے۔

۲۵۔ سجدے میں جاتے ہوئے امین پر پہلے گھٹنے پھر ناک اور پھر پیشانی رکھنا سنت ہے۔

۲۶۔ سجدے سے اٹھتے وقت اس کا عکس کرنا یعنی پہلے پیشانی اٹھانا پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے اٹھانا سنت ہے۔

۲۷۔ سجدے میں بازو کروٹوں سے جدا رکھنا اور پیٹ رانوں سے اور کلائیاں زمین پر نہ بچھانا۔ مگر۔

جب صف میں ہوتو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں گے۔

۲۸۔دونوں گھٹنے ایک ساتھ زمین پر رکھنا۔اور اگر کسی عذر سے ایک ساتھ نہ رکھ سکتا ہو تو پہلے داہنا رکھے پھر بایاں۔

۲۹۔جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان وقفہ میں مثل تشہد کے بیٹھنا یعنی بایاں پاؤں بچھانا اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھنا۔اور ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا سنت ہے لیکن انگلیوں کے سرے قبلہ رو رہیں۔

۳۰۔سجدے میں دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پیٹ زمین پر اس طرح لگانا کہ سرے قبلہ رو رہیں۔

۳۱۔سجدوں سے فارغ ہو کر دوسری رکعت کے لئے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہات رکھ کر اٹھنا سنت ہے۔

۳۲۔دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر دونوں سرین اس پر رکھ کر اٹھنا سنت ہے۔

۳۳۔حالت تشہد میں داہنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رو کرنا سنت ہے۔

۳۴۔حالت تشہد میں دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا اور انگلیوں کو اپنی اصلی حالت میں اس طرح چھوڑنا کہ نہ کھلی ہوئی ہوں، نہ ملی ہوئی ہوں۔

۳۵۔انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونے چاہییں۔

۳۶۔تشہد میں اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ پر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا، جسے سبابہ کہا جاتا ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد میں کلمۂ شہادت پر پہنچتے تو انگلی سے اشارہ کرتے حرکت نہ دیتے (سنن ابوداؤد۔سنن نسائی)اور ترمذی ونسائی وبیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دو انگلیوں سے اشارہ کرتے دیکھا تو فرمایا توحید کر،توحید کر یعنی ایک انگلی سے اشارہ کر۔

۳۷۔قعدۂ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لئے زمین پر ہاتھ رکھے بغیر گھٹنوں پر زور دے کر اٹھنا لیکن حالت عذر میں اس کی بھی اجازت ہے۔

۳۸۔آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔

۳۹۔درود کے بعد مسنون دعا پڑھنا سنت ہے۔

۴۰۔پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف منہ پھیر کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ دوبار کہنا اور

امام کے لئے سنت یہ ہے کہ دونوں سلام بلند آواز سے کہے مگر دوسرا بہ نسبت پہلے کی پست آواز سے کہے۔

۴۱۔امام کے لئے سلام پھیرتے وقت تمام مقتدیوں اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی نیت کرنا سنت ہے۔

۳۔ مستحبات نماز

مستحب وہ فعل ہے جس کے کرنے کو شرعی لحاظ سے پسند کیا گیا ہے لیکن چھوڑنے پر کوئی ناپسندی بھی نہیں ۔اس کا کرنا ثواب ہے اور نہ کرنے پر کچھ گناہ نہیں ۔نماز میں کچھ امور مستحبات ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔مرد اگر چادر وغیرہ اوڑھے ہوئے ہوں تو تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھاتے وقت چادر وغیرہ سے ہاتھ باہر نکال لینا اور عورتوں کو دوپٹے کے اندر ہی سے ہاتھ باہر نکالے بغیر تکبیر تحریمہ کہنا مستحب ہے۔

۲۔حالت قیام میں سجدہ کی جگہ پر اور رکوع میں قدموں کی پیٹھ پر اور جلسہ اور قعدہ میں اپنی گود پر، اور سلام کے وقت اپنے مونڈھے پر نظر رکھنا مستحب ہے۔

۳۔اگر نمازی اکیلا ہے تو رکوع اور سجدہ میں تین مرتبہ سے زیادہ تسبیح پڑھنا مستحب ہے لیکن تعداد میں طاق عدد کا لحاظ رکھے مثلاً پانچ سات یا نو مرتبہ کہے۔اور اگر امام رکوع و سجود میں کافی دیر ٹھہرتا ہو تو مقتدیوں کو بھی تین سے زیادہ مرتبہ تسبیحات پڑھنا مستحب ہے۔

۴۔جہاں تک ہو سکے کھانسی کو روکنے کی کوشش کرے کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے۔

۵۔جمائی میں منہ بند رکھنا اور کھل جائے تو حالت قیام میں داہنے ہاتھ کی پشت سے اور باقی حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پست سے یا دونوں حالتوں میں آستین سے منہ ڈھانکنا۔منہ بند کرنے کی وجہ یہ ہے کہ نماز میں اور خارج نماز کے جمائی لینا مکروہ ہے اور کھڑے ہونے میں داہنا ہاتھ اس لئے کہا کہ ایک ہی ہاتھ میں حرکت ہو۔ نچلے ہونٹ کو دانتوں کے نیچے دبانے سے جمائی عموماً رک جاتی ہے۔اگر ہونٹ کو دانتوں کے نیچے دبا کر جمائی روکنے کی کوشش نہ کی تو مکروہ ہوگا۔

۶۔تکبیر تحریمہ سے پہلے یہ دعا پڑھ لینا مستحب ہے

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ

وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ○

میں نے سپرد کیا اپنے چہرہ کو اس ذات کے ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو، یکسو ہو کر اور نہیں ہوں شرک کرنے والوں میں سے۔ بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کی لئے ہے جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا نہیں شریک اس کے لئے اور ساتھ اسی کے مجھے حکم ملا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

۴۔ مُفسدات نماز

ایسے امور جن کا نماز میں کرنا منع ہے کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ انہیں مفسدات صلوۃ کہا جتا ہے ان مفسدات کا دوسرا نام نواقص نماز بھی ہے۔ نماز ٹوٹ جانے کی صورت میں نماز دوبارہ پڑھنی پڑتی ہے۔ مفسدات نماز حسب ذیل ہیں۔

ا۔ کلام کرنے سے نماز کا ٹوٹنا

نماز میں کلام کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ نماز میں خاموش رہو اور کسی سے بات چیت نہ کرو۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ نماز میں کلام مت کرو۔ نیز فرمایا کہ نمازوں میں بات چیت کرنا مناسب نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جان بوجھ کر یا سہواً کلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ کلام کم ہو یا زیادہ ہر صورت میں نماز جاتی رہے گی۔

۲۔ سلام کا جواب دینا

نماز میں کسی کے سلام کا جوب نہیں دینا چاہیئے کیونکہ جواب دینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اور نہ ہی کسی کو سلام کرنا چاہیئے کیونکہ ایسا کرنے سے بھی نماز ٹوٹ جائے گی اگر بھول کر وعلیکم کہا تھا اور اسلام نہ کہنے پایا تھا کہ یاد آ گیا کہ نماز میں سلام نہ کرنا چاہیئے اور چپ ہو گیا تب بھی نماز جاتی رہے گی۔

۳۔ یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہنے سے نماز کا فاسد ہونا

نماز میں چھینک آنے پر اگر کوئی دوسرا یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور

اگر خود کو چھینک آئی اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے یَرْحَمُكَ اللّٰه کہا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ ایسے ہی تعجب انگیز خبر سن کر سُبْحَانَ اللّٰه یا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور بری خبر کے جواب میں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے سے بھی نماز جاتی رہے گی۔

۴۔ خوشی کی خبر پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنے سے نماز کا فاسد ہونا

نماز میں خوشی کی خبر سن کر جواب میں اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہنے سے نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر جواب کی نیت سے نہ کہے بلکہ یہ ظاہر کرنے کے لئے نماز میں ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی ایسے ہی اگر کوئی حیران کن چیز دیکھ کر جواب کے ارادہ سے سُبْحَانَ اللّٰه یا اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ کسی نے آنے کی اجازت چاہی اس نے یہ ظاہر کرنے کو کہ نماز میں ہے زور سے اَلْحَمْدُ لِلّٰه یا اَللّٰهُ اَكْبَرُ یا سُبْحَانَ اللّٰه پڑھا تو اس طرح نماز فاسد نہ ہوگی۔

۵۔ تکلیف کی وجہ سے چیخ و پکار کرنا

کسی تکلیف کی وجہ سے نماز میں چیخ و پکار کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ایسے ہی آہ۔ اوہ۔ اف وغیرہ کے الفاظ اگر اونچی آواز سے نماز میں نکالے جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ لیکن اگر مریض کی زبان سے بے اختیار کوئی ایسا لفظ نکل جائے تو اس سے نماز باطل نہ ہوگی۔

۶۔ قرأت میں کوئی فحش غلطی کرنا

اگر قرأت میں کوئی غلطی ہو جائے تو نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ قرآن پاک کو درست طریقے سے پڑھنا ضروری ہے اس لئے نماز میں غلط قرآن پاک پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی نماز کے دوران آہ، اوہ یا اف کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

۷۔ اذان کا جواب دینا

نماز پڑھتے ہوئے اذان کا جواب نہیں دینا چاہیئے اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے دوران اذان ہوتی ہوئی ختم ہو جائے گی تو اس کی اختتامی دعا پڑھنے

سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ نماز مکمل کرنے کے بعد اذان کی اختتامی دعا پڑھی جا سکتی ہے۔

۸۔ نماز میں دیکھ کر قرآن پڑھنا

نماز میں قرآن پاک دیکھ کر پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی اگر محراب میں قرآن پاک کی کوئی لکھی ہوئی آیت ہو تو اسے دیکھ کے بھی نماز پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

۹۔ امام کے علاوہ دوسرے کو لقمہ دینا

مقتدی نماز میں اگر امام کے علاوہ کسی دوسرے کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی جس کو لقمہ دیا ہو وہ نماز میں ہو یا نہ ہو، مقتدی ہو یا تنہا پڑھنے والا ہو یا کسی اور امام کو، سب صورتوں میں لقمہ دینے والے کی نماز جاتی رہی۔ امام کا اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینے سے بھی نماز جاتی رہتی ہے البتہ اگر اس کے بتاتے ہوئے خود یاد آ گیا اس کے بتانے سے نہیں تو نماز ادا ہو جائے گی۔

۱۰۔ نماز توڑنے والے کام

نماز پڑھتے وقت اگر نمازی مندرجہ کاموں میں سے کوئی کام کرے تو اس کی نماز توڑنے والے افعال حسب ذیل ہیں۔

۱۔ نماز میں ادھر ادھر اس طرح دیکھنا کہ سینہ قبلہ سے پھر جائے۔ ایسے ہی اگر کوئی گردن پھیر کر دیکھے اور اس کے ساتھ ہی سینہ پھر جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

۲۔ نماز میں دو صفوں کی مقدار کے برابر چلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۳۔ امام سے آگے بڑھ جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۴۔ ناپاک جگہ پر سجدہ کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

۵۔ ستر کھل جانے کی حالت میں ایک رکن کی مقدار ٹھہرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

۶۔ حدث کے بعد نمازی کا مقام حدث پر ایک رکن کے وقفے کے برابر ٹھہرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

۷۔ نماز میں کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے۔ اس

سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

۸۔قصداً ہو یا بھولے سے کھانے پینے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔

۹۔نماز میں عورت کا مرد کے ساتھ اس طرح کھڑے ہو جانا کہ ایک کا کوئی عضو دوسرے کے کسی عضو کے مقابل ہو جانے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

۱۰۔امام کا حدث یعنی بے وضو ہونے کے بعد کسی کو خلیفہ کئے بغیر مسجد سے نکلنا مقتدیوں کی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔

۱۱۔امام نے کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دیا جس امامت کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی دیوانے یا نابالغ بچے یا عورت کو اپنی جگہ امامت پر متعین کیا تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

۱۲۔بچے نے آکر مصروف نماز ماں کا دودھ پی لیا تو نماز جاتی رہی۔البتہ دودھ نہیں نکلا تو نماز نہیں ٹوٹی۔ہاں خالی تین چسکیوں کے ساتھ نماز ٹوٹ جائے گی، دودھ پستان سے نکلے یا نہ نکلے۔

۱۳۔عورت نماز پڑھ رہی ہو اور اس کا شوہر اس کا بوسہ لے لے، تو عورت کی نماز ٹوٹ جائے گی، گو مرد اس وقت بلا شہوت ہی ہو اور گواہ عورت کو شہوت ہوئی ہو یا نہ۔

۱۴۔جنون اور بیہوشی کا عارضہ ہونے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔مقتدی کے کسی رکن کو امام سے پہلے ادا کرنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۱۵۔اس رکن کو دوبارہ ادا نہ کرنا جس کو نیند میں ادا کیا ہو۔

۱۶۔بلا عذر کھنکارنا یا گلا صاف کرنا بھی نماز کا مفسد ہے۔اگر عذر ہو تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔عذر یہ ہے کہ نمازی احتراز و اجتناب کی طاقت نہ رکھے۔اگر طبیعت کا تقاضا ہو یا علت مرض متقاضی ہو تو یہ چھینک یا آروغ کے حکم میں ہے۔اگر امام یا مقتدی تحسین صورت کے لئے کر لے یا امام سے غلطی ہو گئی اور مقتدی اس لئے کھنکارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو جائے تو ان صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔

۱۷۔حالت نماز میں کھانا پینا مطلقاً مفسد صلوۃ ہے یعنی تھوڑا ہو یا بہت، دانستہ ہو یا بھول کر۔اگرچہ بھول کر ایک تل ہی کھائے یا پانی کا ایک قطرہ پئے۔البتہ نمازی کے دانتوں میں کھانے کے ریزے ہوں اور وہ ان کو نگل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔مگر شرط یہ ہے کہ ان ریزوں کا مجموعہ چنے سے کم ہو۔اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ حلق سے اتار لیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔نمازی نے کوئی میٹھی چیز کھائی۔پھر کلی کر کے

نماز پڑھنے لگا لیکن منہ میں اس کی کچھ مٹھاس باقی ہے اور لعاب دہن کے ساتھ حلق میں جاتی ہے تو اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ اگر منہ میں پان دبا ہوا ہے اور اس کی پیک حلق میں جاتی ہے تو نماز نہیں ہوئی۔

۵۔ نماز توڑنے کی جائز صورتیں

نماز پڑھنے والے تجھے یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ نماز شروع کرنے کے بعد اسے بلا عذر اور بغیر کسی مجبوری کے توڑنا حرام ہے لیکن بعض صورتین ایسی ہیں جن میں نماز توڑنا جائز ہے اور نماز توڑنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

ا۔ کسی کی جان بچانے کیلیے نماز توڑنا

نمازی کے قریب اگر کوئی شخص زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہو یعنی کوئی شخص پانی میں ڈوب رہا ہے یا جل رہا ہے یا کسی حادثہ میں مبتلا ہو گیا ہے اور اس کی جان خطرے میں ہے یا کسی پر کسی درندے نے حملہ کر دیا ہو تو اس صورت میں نماز توڑ کر اس کی جان بچانا فرض ہے۔ اگر ایسی صورت میں کوئی نماز پڑھتا رہے اور مرنے والے کی مدد نہ کرے تو گنہگار اور مجرم ہوگا۔

۲۔ اپنی جان بچانے کے لئے نماز توڑنا

اگر نمازی کی اپنی جان کسی وجہ سے خطرے میں پڑ جائے مثلاً چھت گرنے کے فوراً آثار پیدا ہو جائیں یا درندہ حملہ کر دے نماز پڑھتے ہوئے سانپ آجائے، نماز پڑھنے والی جگہ پر یکدم سیلاب آجائے یا شدید طوفان آجائے یا فوراً ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کہ جس سے موت کا خطرہ پیدا ہو جائے تو اس صورت میں نماز توڑنا فرض ہے۔

۳۔ نماز توڑنے کی واجب صورت

نماز توڑنے کی واجب صورت یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے کے والدین کسی مصیبت میں ہوں یا سخت بیمار ہوں یا وہ اچانک گر جائیں اور وہ بلائیں تو نماز توڑ کر ان کی مدد کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر کوئی دوسرا ان

کی مدد کرنے والا موجود ہو تو نماز توڑنا ممنوع ہے۔ نماز توڑنے کی واجب صورت یہ بھی ہے کہ اگر کسی کو بجلی کا کرنٹ لگ جائے اور وہ نمازی کے کان میں اس کی پکار یا رونے چیخنے کی آواز پر جائے تو نماز توڑ کر اس کی مدد کرنا واجب ہے۔ اگر نمازی کے قریب آگ لگ جائے جس سے کسی دوسرے یا اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو جائے تو اس صورت میں بھی نماز توڑنا واجب ہے۔

۴۔ نماز توڑنے کی مستحب صورت

پیشاب پاخانہ قابو سے باہر معلوم ہوا۔ یا اپنے کپڑے پر اتنی کم نجاست دیکھی جتنی نجاست کے ہوتے ہوئے نماز ہو سکتی ہے یا نمازی کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا تو ان تینوں صورتوں میں نماز توڑ دینا مستحب ہے۔

۵۔ نماز توڑنے کی مباح صورتیں

ان صورتون میں فرض نماز توڑ دینا مباح ہے۔ ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر نماز پڑھتے وقت ریل گاری چل پڑی اور گاڑی میں اپنا اسباب یا اہل وعیال ہیں تو نماز توڑ کر گاڑی میں بیٹھنا جائز ہے یا جوتی دروازے پر اتاری تھی اور کسی جوتی چور نے جوتی اٹھالی ہے یا رات کو مرغی کھلی رہ گئی تھی بلی اس کی طرف جھپٹی ہے۔ یا نماز کے حالت میں دودھ جوش کھا کر پتیلی سے باہر نکلنے لگا۔ یا ہانڈی ابلنے لگی تو ایک درہم (ساڑھے تین ماشہ چاندی) تک کے نقصان سے بچنے کے لئے نماز کو توڑ کر اس کو درست کر دینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر سواری کا جانور بھاگ جائے یا نفل پڑھے وقت جنازہ آ گیا اور نمازی کو خدشہ ہے کہ نماز نفل پوری کرنے میں نماز جنازہ نہ ملے گا تو نفل کو تور کر نماز جنازہ میں شریک ہو جائے۔ اور نفل کو قضا کر لے۔ اور اگر فرض نماز پڑھتے وقت جنازہ آ گیا اور خوف ہے کہ فرض نماز سے فراغت پانے سے پہلے نماز جنازہ فوت ہو جائے گی تو فرض کو قطع نہ کرے کیونکہ وہ نماز جنازہ سے قوی تر ہے۔

۶۔ جماعت میں شامل ہونے کیلئے نماز توڑنا

اگر کوئی شخص اکیلا فرض نماز پڑھنا شروع کر دے لیکن اسی دوران جماعت کھڑی ہو جائے تو اسے داہنی طرف سلام پھیر کر جماعت میں شامل ہو جانا چاہیئے۔ بشرطیکہ پہلی رکعت کا ہنوز سجدہ نہ کیا ہو۔ اور اگر

نماز فجر یا مغرب میں پہلی رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو بھی نماز توڑ کر امام کی اقتداء کرے اور اگر ظہر یا عصر یا عشاء کی نماز ہے تو وجوباً ایک رکعت اور ملا کر توڑے اور اقتداء کرے تاکہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں اور جماعت بھی ہاتھ سے نہ جائے اور اگر نماز فجر و مغرب میں دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو اب اسی کو پورا کرے اور اقتداء نہ کرے۔

۶۔ مکروہات نماز

مکروہات نماز سے مراد وہ امور ہیں جن سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی البتہ مکروہ ہو جاتی ہے اس لئے ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ مکروہات دو طرح کے ہیں۔ ایک تنزیہی اور دوسرے تحریمی۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مکروہات تنزیہی

مکروہات تنزیہی نماز میں وہ مکروہ فعل ہے جنھیں شرع اسلامیہ میں پسند نہیں کیا گیا۔ لیکن ایسے امور پر سختی ہیں اور نہ ہی وعید ہے۔ مگر ان سے بچنا بہتر ہے۔ حسب ذیل امور مکروہات تنزیہی ہیں۔

۱۔ کام کاج کے عام کپڑے جو ناپاک تو نہیں ہوتے لیکن ان پر گرد اور میل جمی ہو اور دوسرے لوگ ان سے کراہت کرتے ہوں بشرطیکہ اس کے پاس اور کپڑے بھی ہوں تو ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۲۔ سجدے یا رکوع میں بلا ضرورت تین تسبیح سے کم پڑھنا مکروہ ہے۔

۳۔ نماز میں انگلیوں پر آیتوں، سورتوں اور تسبیحات کا گننا اچھا نہیں۔

۴۔ نماز میں ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔

۵۔ نماز میں بغیر عذر چار زانو بیٹھنا یعنی آلتی پالتی مار کر بیٹھنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے جلسہ مسنون ترک ہو جاتا ہے۔

۶۔ سجدہ کو جاتے وقت بلا عذر گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا مکروہ ہے۔

۷۔ ایسے ہی سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا اچھا نہیں۔

۸۔ رکوع میں سر کو پشت سے اونچا نیچا کرنا اچھا نہیں۔

۹۔ مرد کا سجدہ میں ران کو پیٹ سے چپکا دینا۔

۱۰۔ سجدہ وغیرہ میں قبلہ سے انگلیوں کو پھیر دینا۔

۱۱۔ ثناء۔ تعوذ۔ بسم اللہ اور ثناء کا بالجہر پڑھنا یا اذکار کو ان کے موقع ومحل سے ہٹا کر پڑھنا۔

۱۲۔ سجدہ وغیرہ میں ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کو قبلہ سے پھیر دینا۔

۱۳۔ بلا عذر دیوار یا عصا پر ٹیک لگانا۔

۱۴۔ تلوار کمان یا بندوق وغیرہ حمائل کیئے ہوئے نماز پڑھنا جبکہ ان کے ہلنے جلنے سے دل کا خیال بٹتا اور توجہ میں فرق آتا ہو۔

۱۵۔ لہو لعب زینت اور نقش ونگار وغیرہ اشیاء کے سامنے جو نمازی کا دل اپنی طرف جذب کریں، نماز پڑھنا۔

۱۶۔ سجدہ میں کپڑے سے پیروں کو ڈھانپنا۔

۱۷۔ امام یا مقتدی کا آیۂ رحمت پر درخواست کرنا اور آیۂ عذاب پر پناہ مانگنا مکروہ ہے۔ اور اگر مقتدیوں کو شاق ہو تو امام کے لئے مکروہ تحریمی ہے۔ انفرادی حیثیت سے نفل نماز مین ایسا کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

۱۸۔ نماز میں کبھی ایک طرف کو جھکنا کبھی دوسری طرف کو۔ نماز تراویح میں تھک کر تراوح (یعنی طلب راحت) کے لئے دونوں پیروں پر باری باری بوجھ ڈالنے مین کوئی کراہت نہیں۔

۱۹۔ آگ کے سامنے نماز پڑھنا۔ شمع یا چراغ کے سامنے پڑھنے میں کراہت نہیں۔

۲۰۔ زر نقد ہاتھ میں لے کر نماز پڑھنا۔ لیکن اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں اس کے بغیر حفاظت محال ہو تو مکرو نہیں۔

۲۱۔ الٹا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا۔

۲۲۔ جماعت میں شامل ہونے کے لئے دوڑنا۔

۲۳۔ حالت سجدہ میں عمامہ کو سر سے اتار کر زمین پر رکھ دینا یا زمین سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا۔

۲۴۔ مسجد میں کوئی جگہ اپنے لئے مخصوص کر لینا۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن بن شبل انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین کوے کی طرح ٹھونگ مارنے اور درندے کی طرح پاؤں پھیلانے سے منع فرمایا اور اس کی بھی ممانعت فرمائی کہ کوئی شخص مسجد میں نماز کے لئے اس طرح جگہ

کو مخصوص کر لے۔ جس طرح اونٹ کسی جگہ کو مقرر کر لیتا ہے۔ (رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی)

۲۵۔ جماعت اولی کے امام کا مسجد کی ایک طرف یا زاویہ میں کھڑا ہونا۔ سنت یہ ہے کہ امام محراب کے سامنے وسط میں کھڑا ہو۔ وسط مسجد کو چھوڑ کر ایک جانب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اگر چہ صف میں امام کے دونوں طرفف مقتدی برابر تعداد میں ہوں۔

۲۶۔ مونڈھوں کا کپڑے سے خالی ہونا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص ایک کپڑا پہن کر ہرگز اس طرح نماز نہ پڑھے کہ مونڈھوں پر کچھ نہ ہو۔ (رواہ البخاری ومسلم)

۲۷۔ ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں نجاست کا گمان ہو۔

۲۸۔ جماعت سے سجدہ کے وقت بازوؤں کا کروٹوں سے جدا کرنا جو دوسرے نمازیوں کے لئے تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔

۲۹۔ گھٹنوں کو ایک دوسرے سے زیادہ فاصلے پر رکھنا جس کی وجہ سے کہنیاں جو گھٹنوں سے باہر ہوتی ہیں دوسرے نمازیوں کی کہنیوں سے جا ٹکراتی اور ان کی تکلیف کا باعث بنتی ہیں۔

۳۰۔ قعدہ میں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ کرنا یا بالکل ملا دینا۔ انگلیوں کو ان کی حالت پر چھوڑنا چاہیئے کہ نہ کھلی ہوئی ہوں نہ ملی ہوئی ہوں۔

۳۱۔ صفیں سیدھی ہوئے اور مقتدیوں کو کندھے ملائے بغیر امام کے تکبیر تحریمہ کہہ دینا۔

۳۲۔ امام کے پہنچے بغیر مقتدیوں کو نماز کے لئے کھڑا ہونا۔

۳۳۔ تکبیر تحریمہ کے بعد امام کا اتنی عجلت سے قرأت فاتحہ شروع کر دینا کہ مقتدی اطمینان سے ثناء نہ پڑھ سکیں۔

۳۴۔ قرأت بالجہر شروع ہو جانے کے بعد مقتدی کا ثناء پڑھنا۔ مقتدی پر واجب ہے کہ قرأت سنے۔ اگر بوجہ دور ہونے یا بہرہ ہونے کے امام کی آواز نہ سنے تو بھی قرأت شروع ہونے کے بعد ثناء پڑھنا ممنوع ہے۔

۳۵۔ سجدے کی جگہ پر پھونک مارنا۔ اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ایک غلام کو جسے افلح کہتے ہیں۔ دیکھا کہ سجدہ کرتے وقت پھونک مارتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ افلح! اپنے چہرے کو خاک آلود کر (رواہ الترمذی)۔ یعنی

پھونک نہ مار۔ اگر چہرہ راہ خدا میں خاک آلود ہوگا۔ تو اس میں بڑا ثواب ہوگا۔

۳۶۔ تکبیر تحریمہ کے لئے دونوں ہاتھ کانوں سے اوپر اٹھانا۔ یا کندھوں سے نیچے رکھنا۔

۳۷۔ نماز میں پیشانی سے مٹی یا تنکے چھڑانا جب کہ ان کی وجہ سے نماز میں تشویش وتکدر نہ ہو۔ مکروہ ہے۔ اگر تکلیف دہ ہوں، یا ان کی وجہ سے خیال بٹتا ہو تو ان کے اتارنے میں کوئی حرج نہیں اور فراغت نماز کے بعد پیشانی پونچھ ڈالنے میں تو کچھ بھی مضائقہ نہیں۔ بلکہ ان کا چھوڑ دینا اچھا ہے تا کہ نمازی ریا میں ملوث نہ ہو۔ اسی طرح حاجت کے وقت پسینہ پونچھنا بلکہ ہر وہ عمل قلیل جو نمازی کے لئے آرام دہ اور فائدہ بخش ہو۔ جائز اور غیر مفید مکروہ ہے۔

۳۸۔ خاک سے پیشانی کی حفاظت کے لئے آستین بچھا کر سجدہ کرنا مکروتنزیہی ہے اور براہ تکبر وخود بینی ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔ اور گرمی سے بچنے کے لیے کپڑے پر سجدہ کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

۳۹۔ نماز میں دامن یا آستین سے اپنے آپ کو عمل قلیل کے ساتھ دو ایک بار جھلنا مکروہ ہے۔ اور تین بار جھلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اسی طرح نماز میں پنکھا جھلنا بھی مفسد نماز ہے۔

۴۰۔ تکبر تحریمہ کہتے وقت سر جھکانا۔

۴۱۔ امام کا زائد از ضرورت بلند آوزا سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ یا سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ یا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ کہنا۔

۴۲۔ امام کی آواز پہنچنے کے باوجود کسی مقتدی کا بلا ضرورت بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔

۴۳۔ تکبیر تحریمہ کے بعد ناف کے نیچے لاکر ہاتھ باندھنے کی بجائے ہاتھ نیچے گرانا اور پھر اٹھا کر باندھنا۔

۴۴۔ نماز میں بلا عذر ہاتھ پر سے مکھی اڑانا۔

۴۵۔ رکوع میں ہاتھ کی انگلیوں کو خوب کشادہ رکھنے کی بجائے باہم ملا کر رکھنا اور سجدہ میں ہاتھ کی انگلیوں کو کشادہ کرنا۔ سجدہ میں ہاتھ کی انگلیاں ملی رہنی چاہئیں تا کہ سب کے سر قبلہ رخ ہوں۔

مکروہات تحریمی

مکروہات تحریمی شرعی نقطۂ نظر سے وہ ناپسندیدہ کام ہیں جن کے کرنے سے نماز ٹوٹتی تو نہیں لیکن ثواب میں کمی ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا انھیں معلوم کر کے ان سے بچنا بہت

ضروری ہے۔نماز میں مندرجہ ذیل کام مکروہات تحریمی ہیں۔

ا۔خلاف دستور کپڑا لٹکانا

نماز میں سر پر یا کندھوں پر خلاف دستور کپڑا لٹکانا مکروہ تحریمی ہے۔اگر کوئی شخص سر پر رومال باندھنے کی بجائے سر کے دائیں اور بائیں لٹکا لے تو وہ خلاف شرع ہوگا۔ایسے ہی چادر یا کمبل اپنے کندھوں پر اس طرح ڈالے کہ اس کے دونوں کنارے لٹکتے رہیں تو وہ بھی مکروہ تحریمی ہے البتہ مفلر کا ایک سرا گلے میں ڈال کر دوسرا اگر سینے پر لٹک جاتے تو اس میں کوئی حرج نہیں اگر کسی معذوری کی بنا پر کیا جائے تو وہ مکروہ نہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز میں تکبر سے تہبند لٹکائے تو وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہے گا۔

ا۔ایک اور دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا جو تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تہبند لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا بیشک اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جو تہبند لٹکائے ہوئے ہو۔

۲۔ان دو احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ نماز میں کپڑا لٹکانے کو ناپسند کیا گیا ہے لہٰذا اس طرح کرنے سے بچنا بہتر ہے۔

۲۔کپڑے کو سمیٹنا درست نہیں

کپڑوں اور بالوں کو نماز میں سمیٹنا اچھا نہیں، کیونکہ ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْھَۃِ وَالْیَدَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَیْنِ وَلَا نَکْفِتَ الثِّیَابَ وَلَا الشَّعْرَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہوں پیشانی اور دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں پر اور پاؤں کے پنجوں پر اور یہ کہ ہم اپنے کپڑوں کو بالوں کو اکٹھا نہ کریں۔(صحیح بخاری)

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ سجدہ کرتے ہوئے یا سجدے سے کھڑے ہوتے ہوئے آگے یا

پیچھے سے دامن یا کسی اور پہنے ہوئے کپڑے کو سمیٹتے ہیں تو ایسا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے البتہ اگر لباس بہت تنگ ہو اور پہنے ہوئے کپڑے کو تھوڑا اوپر کئے بغیر نماز نہ پڑھی جاتی ہو تو اس صورت میں کراہت نہیں۔ ورنہ حالب نماز میں آگے یا پیچھے سے کپڑے کو اونچا کرنا مکروہ ہے۔

۳۔ نماز میں کپڑوں یا ڈاڑھی سے کھیلنے کی ممانعت

نماز میں کپڑوں، بدن یا ڈاڑھی سے کھیلنا منع ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزوں کو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے مکروہ جانتا ہے۔ (۱) نماز میں کھیل کرنا۔ (۲) روزے میں بیہودہ بکواس کرنا۔ (۳) قبرستانوں میں ہنسنا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کوئی خلاف شرع حرکت کرنا درست نہیں۔ البتہ ضرورت کے وقت جسم پر کھجانا مکروہ ہیں۔ مثال کے طور پر جسم پر خارش کی وجہ سے کھجلی کی یا پسینے کو جو چہرے پر تکلیف دے رہا ہو پونچھ ڈالنے میں کوئی حرج نہیں۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز کی حالت میں ڈاڑھی سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی ہوتا۔

لہٰذا اپنے ہاتھ سے لباس یا ڈاڑھی وغیرہ کے ساتھ بے فائدہ حرکتیں کرنا یا اسی طرح کا کوئی اور بے ضرورت کام کرنا مکروہ ہے۔

۴۔ آستین چڑھانا مکروہ ہے

آستین چڑھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ کھلی کہنیاں رکھ کر نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے آستین چڑھانے میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ آستین کسی اور کام کے لئے یا وضو کے لئے چڑھائی تھی اور رکعت پانے کے لئے جلدی میں آستین اتارنے کا موقع نہ ملا اور شریک جماعت ہو گیا۔ ایسی حالت میں افضل یہ ہے کہ عمل قلیل سے آستین نماز کے اندر ہی اتار لے کیونکہ عمداً آستین چڑھانا مکروہ ہے۔

۵۔ نماز میں کمر یا کولہے پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے

حالت نماز میں کمر پر یا کولہے پر ہاتھ رکھنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے اس کی

وجہ یہ ہے کہ کوہلے پر ہاتھ رکھنے سے دوسرے نمازیوں سے انفرادیت پیدا ہوتی ہے جسے اسلام نے ناپسند کیا ہے اس کے متعلق حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَصْرِ فِی الصَّلٰوةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع کیا ہے (صحیح مسلم)

۶۔ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا مکروہ ہے

نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے توجہ کم ہو جاتی ہے اور نماز میں اللہ کی طرف سے توجہ ہٹا کر دنیا کی طرف لگانا اچھا نہیں اس لئے نماز میں ادھر ادھر مڑنا مکروہ ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا بُنَیَّ اِیَّاكَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلٰوةِ فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِی الصَّلٰوةِ هَلَكَةٌ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِی التَّطَوُّعِ لَا فِی الْفَرِیْضَةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ،اے میرے بیٹے! نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے سے بچو اس لئے کہ اِدھر اُدھر دیکھنا نماز میں ہلاکت کا سبب ہے پس اگر ہو تو ضرور کرنے والا تو نفلوں کرو میں نہ فرضوں میں نہیں۔ (ترمذی شریف)

اگر کسی شخص کا کوئی سامان پڑا ہوا اور وہ باحفاظت نہ ہو تو گردن موڑے بغیر اگر کوئی آنکھ سے اسے دیکھ لے تو وہ مکروہ نہ ہوگا۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ خواہ کوئی چیز ہو سپرد خدا کر کے پوری توجہ نماز ہی میں رکھی جائے۔

۷۔ نماز میں آسمان کی طرف نہ دیکھیں

نماز میں آسمان کی طرف دیکھنا بھی مکروہ ہے کیونکہ اس کے متعلق حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیَنْتَهِیَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ رَّفْعِهِمْ اَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَآءِ فِی الصَّلٰوةِ اِلَی السَّمَآءِ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں دعا

کے وقت لوگوں کو آسمان کی طرف نگاہ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر اس کے باوجود وہ کریں گے تو ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی۔ (صحیح مسلم)

۸۔ قضائے حاجت کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے

جب کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے اس سے فارغ ہو جائے اور بعد میں نماز پڑھے کیوں کہ حاجت کی صورت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن رضی اللہ عنہ ارقم صحابی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جماعت قائم کی جائے اور کسی کو بیت الخلاء جانا ہو تو پہلے بیت الخلاء کو جائے اور فرمایا جو کوئی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کے لئے ایسی حالت میں نماز پڑھنا حلال نہیں جب کہ پیشاب کو جانا ہو۔ یہاں تک کہ اس سے ہلکا ہو جائے۔

۹۔ جو نمازی کی طرف منہ کر کے بیٹھا ہوا کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے

اگر کوئی آدمی کسی نمازی کی طرف منہ کر کے بیٹھا ہو تو اس کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ منہ کرنے والا دور ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا بیٹھنے والے اور نماز پڑھنے والے دونوں کو احتیاط کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی آدمی منہ کر کے بیٹھا ہوا اور دوسرا آ کر اس کے سامنے نماز پڑھنے لگے تو اسے فوراً چاہیئے کہ اپنا چہرہ قبلہ تو کر لے اور پشت نمازی کی طرف کر لے تا کہ نماز پڑھنے ولے کی نماز مکروہ نہ ہو۔ ایسے ہی نماز پڑھنے والے کو احتیاط کرنی چاہیئے کہ اسے اس آدمی کے سامنے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔

۱۰۔ نماز میں کھڑے پاؤں پر بیٹھنا مکروہ ہے

نماز میں دونوں پاؤں کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا مکروہ ہے۔ لہٰذا نماز میں سجدہ کے درمیان جلسہ اور قعدہ میں بیٹھتے وقت اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کھڑے پاؤں پر نہ بیٹھا جائے۔ لیکن اس امر میں رعایت ہے کہ اگر کوئی آدمی بہت زیادہ موٹا ہوا اور اسے بیٹھنے میں شدید دقت ہوتی ہو تو وہ اگر کھڑے پاؤں پر بیٹھ جائے تو کوئی کراہت نہیں۔ کیونکہ یہ بہ امر مجبوری ہے۔

۱۱۔ منہ میں کوئی چیز ڈال کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

منہ میں کوئی چیز ڈال کر نماز پڑھنا یا پڑھانا مکروہ تحریمی ہے کیوں کہ منہ میں ڈالی ہوئی چیز قرأت کرنے میں رکاوٹ بنتی ہے لہٰذا کسی چیز کا منہ میں ڈال کر نماز پڑھنا بالکل اچھا نہیں اور اگر منہ میں ڈالی ہوئی چیز بالکل مانع قرأت ہو اور منہ سے قرأت کے الفاظ نہ نکلیں تو نماز بالکل فاسد ہو جائے گی۔

۱۲۔ قمیص پہنے بغیر نماز پڑھنا

قمیص یا چادر ہوتے ہوئے نہ پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اگرچہ شلوار یا تہبند سے ستر کو ڈھانپا ہوا ہو البتہ ستر ڈھانپنے والے کپڑے کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر قمیض پہنے بغیر نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں۔ لباس انسان کا زیور ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو پاکیزہ لباس میسر ہو وہ نماز کے وقت پہن لینا چاہیئے۔

۱۳۔ نماز میں انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے

حالت نماز میں انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے ایسے ہی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا جسے تشبیک کہا جاتا ہے بھی مکروہ ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

......لَا تُفَقِّعْ اَصَابِعَكَ وَاَنْتَ تُصَلِّيْ اِذَا تَوَضَّأَ اَحَدُكُمْ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ فَاِنَّهٗ فِي الصَّلٰوةِ.

نماز میں انگلیاں مت چٹخاؤ (ابن ماجہ) جب تم میں سے کوئی اچھا وضو کر کے مسجد کی طرف جائے تو اپنی انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر نہ جائے کیوں کہ وہ نماز میں ہے۔ (ترمذی)

۱۴۔ سر اور منہ چھپانا

سر اور منہ کو چھپا کر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے ایسے ہی اپنے ہاتھوں کو کسی چادر یا کپڑے میں لپیٹ لینا مکروہ ہے جس سے ہاتھ نہ نکالا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آتش پرست لوگ عبادت کے وقت ایسا کرتے ہیں فقہاء کی اصطلاح میں اسے اشتمال الصماء کہا جاتا ہے پس اگر کسی کے پاس ایک ہی چادر ہو تو

تہبند بنا کر باندھ لینا چاہیئے۔

۱۵۔ حالتِ نماز میں اعتجار مکروہ ہے

اردگرد کسی چیز کو باندھ کر درمیان سے لٹکا رکھنے کو اعتجار کہا جاتا ہے لہٰذا رومال پگڑی یا کسی چادر کو سر پر اس طرح باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ سر درمیان میں سے ننگا رہے۔

۱۶۔ جمائی لینا مکروہ ہے

نماز میں منہ کھول کر جمائی لینا مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے اگر جمائی خود بخود آئے تو اسے روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اگر نہ رک سکے تو اس میں کراہت نہیں۔

لیکن قصداً جمائی لینے کو شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ التَّثَاؤُبُ فِی الصَّلٰوةِ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْیَكْظِمْ مَّا اسْتَطَاعَ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَفِی اُخْرٰی لَهٗ وَلِابْنِ مَاجَةَ فَلْیَضَعْ یَدَهٗ عَلٰی فِیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں جمائی لینا عمل شیطان سے ہے پس جس وقت تم میں سے کوئی جمائی لے تو اسے چاہیے کہ روکے جب تک کہ ہو سکے۔ ترمذی اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ پس چاہیئے کہ اپنے ہاتھ رکھے اپنے منہ پر۔ (مشکوٰۃ شریف)

۱۷۔ ہاتھوں سے کنکریاں دور کرنا مکروہ ہے

دوران نماز اپنے آگے سے یا سجدہ گاہ سے کنکریوں کو ادھر ادھر کرنا مکروہ ہے البتہ اگر کوئی تکلیف دہ چیز جیسے شیشے کے ٹکڑے وغیرہ پڑے ہوں یا کوئی کیڑا مکوڑا سجدہ کرنے سے نماز میں غفلت طاری ہوگی لہٰذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں سے کنکریاں ہٹانے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَلَا یَمْسَحِ الْحَصٰی فَاِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهٗ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت

کھڑا ہو ایک تمھارا طرف نماز کی پس دور کرے ہاتھوں سے کنکری کو۔پس تحقیق رحمت سامنے ہوتی ہے اس کے (نسائی شریف)

اس حدیث میں کنکریاں نہ ہٹانے کی وجہ دلیل یہ بیان کی گئی ہے کہ نماز پڑھنے والے کے سامنے حالت نماز میں اللہ کی رحمت ہوتی ہے کنکریاں ہٹانے سے اس میں خلل آئے گا۔

۱۸۔ سجدے کی جگہ سے مٹی برابر کرنا مکروہ ہے

سجدے کی جگہ سے بار بار مٹی کو برابر کرنا بھی مکروہ تحریمی ہے البتہ ایک بار کرنے میں کوئی حرج نہیں اس کی وجہ یہ ہے اس طرح کرے سے توجہ ہٹتی ہے لہٰذا نبی پاک نے اسے منع کردیا ہے۔

عَنْ مُعَيْقِيبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ اِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً.

حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچ حق ایک شخص کے کہ برابر کرتا ہے مٹی سجدے کی جگہ میں فرمایا اگر ہے تو کرنے والا ضرور پس کر ایک بار (صحیح بخاری)

۱۹۔ جمعہ کا خطبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں پڑھنا

جب امام جمعہ کا خطبہ شروع کردے تو اس وقت سنت یا نفل پڑھنا یا قرآن مجید کی تلاوت کرنا مکروہ ہے کیونکہ توجہ سے خطبہ سننا فرض ہے اگر خطبہ نہ سنا جائے تو نماز جمعہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اس لئے دوران خطبہ ہر قسم کا کام جو خطبے سے توجہ ہٹاتا ہو مکروہ ہے۔

۲۰۔ امام سے پہلے رکوع و سجود کرنا

امام کے رکوع یا سجدہ کرنے سے پہلے مقتدی کا رکوع یا سجود میں جانا مکروہ تحریمی ہے ایسے ہی امام سے پہلے رکوع یا سجود سے سر اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔لہٰذا کسی مقتدی کو کوئی فعل امام سے قبل نہیں کرنا چاہیئے۔

۲۱۔ کسی کی خاطر ارکان نماز کو طول دینا مکروہ ہے

نماز میں کسی کے انتظار کی خاطر نماز کے کسی رکن کو معمول سے زیادہ لمبا کرنا بھی مکروہ ہے۔البتہ

دوسروں کے جماعت میں شامل ہونے کے لئے قرأت کو تھوڑا سا طویل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ویسے پہلی رکعت میں قدرے لمبی سورت پڑھنا بہتر ہے۔

۲۲۔ ترتیب سے قرآن مجید نہ پڑھنا مکرہ تحریمی ہے

نماز میں قرآنی ترتیب کے برعکس قرآن مجید نماز پڑھنا مکروہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو سورت آیات پہلی رکعت میں پڑھی گئی ہوں، دوسری رکعت میں ان سے پہلے کی سورت یا آیات پڑھی جائیں۔ اس طرح ایک ہی سورت کا کسی رکعت میں بار بار پڑھنا یا دونوں رکعت میں ایک ہی سورت کا پڑھنا مکروہ ہے بشرطیکہ اس کے علاوہ بھی سورتیں یاد ہوں۔

۲۳۔ امام کا تنہا چبوترے پر کھڑا ہونا مکروہ ہے

امام کو مقتدیوں سے اونچی جگہ پر کھڑے نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ایسا کرنا مکروہ ہے کیوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کو بلند جگہ پر کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے البتہ اگر امام ایسی بلند جگہ پر کھڑا ہو جہاں مقتدیوں کی بھی ایک دوصف کھڑی ہو سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۲۴۔ کھلے سینے نماز پڑھنا مکروہ ہے

نماز میں ادب کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے۔ لہٰذا قمیص کے بٹن کھول کر کھلے سینے سے نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ ایسا کرنا ادب کے خلاف ہے۔ اسی طرح کوٹ یا شیروانی کے نیچے اگر قمیص وغیرہ نہ ہو تو ان کے بٹن بند کیے بغیر کھلے سینے سے بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۲۵۔ سات مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے

ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مقامات میں نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی ا۔ نجاست پڑنے کی جگہ پر ۲۔ مذبح خانے میں مقبرہ میں ۳۔ راہ کے بیچ میں ۴۔ حمام میں ۵۔ اونٹوں کے بندھنے کی جگہ پر ۶۔ خانہ کعبہ کی چھت پر ۷۔ ایسے ہی مندرجہ ذیل مقامات پر نماز پڑھنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ قبرستان میں۔ شارع عام پر۔ کوڑے کرکٹ کی جگہ۔ مویشی خانے میں۔ حمام یا غسل خانہ میں۔ اصطبل میں۔ بیت الخلاء میں بیت الخلاء کی چھت پر

۔گھاٹ پر جہاں مویشی پانی پی کر بیٹھتے ہوں۔صحرا میں بلاسترہ جبکہ لوگوں کے آنے جانے کا خدشہ ہو۔

۲۶۔نماز کے وقت تک تاخیر کرنا مکروہ ہے

نماز کے آخری وقت تک عمداً تاخیر کرنا مکروہ ہے یعنی نماز عشاء کی تاخیر نصف شب سے زیادہ، نماز عصر کی تاخیر آفتاب کے زرد ہونے تک اور نماز مغرب کی تاخیر تاروں کے چھٹک جانے تک مکروہ تحریمی ہے۔

۲۷۔مکروہ اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے

طلوع آفتاب کے ساتھ نماز مکروہ تحریمی ہے۔قضا ہو یا واجب۔نفل ہو یا نماز جنازہ یا سجدۂ تلاوت ۔یادرہے کہ جب تک آفتاب بقدر نیزہ بلند ہو وہ طلوع کے حکم میں ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ جب تک آدمی آفتاب کے دیکھنے پر قدرت رکھتا ہے وہ طلوع میں داخل ہے۔اس وقت تک نماز حلال نہیں۔پھر آنکھ آفتاب کے دیکھنے سے عاجز ہو۔تو نماز حلال ہوگئی اور یہی واضح ہے۔لیکن عوام الناس کو اس وقت نماز پڑھنے سے نہ روکا جائے۔کیونکہ اس ممانعت کی شہ پا کر وہ ادائے نماز سے دست بردار ہو جائیں گے اور بالکل ادا نہ کرنے کی نسبت مکروہ وقت میں پڑھنا اولیٰ ہے۔

۲۸۔تصویر کے احکام

تصویر کے ساتھ ہوتے ہوئے یا سامنے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے اس کے متعلقہ مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

مسئلہ ا۔جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے۔ایسے ہی اگر تصویر نمازی کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلق ہو یا سجدہ کرنے والی جگہ پر ہو کہ اس پر سجدہ واقع ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ایسے ہی نمازی کے آگے یا دائیں یا بائیں تصویر کا ہونا مکروہ تحریمی ہے اور پس پشت ہونا بھی مکروہ ہے۔ان تینوں صورتوں میں کراہت اس وقت ہے جب کہ تصویر غیر جاندار کی ہو جیسے دریا پہاڑ وغیرہ کی تو اس میں کچھ حرج نہیں۔(درمختار)

مسئلہ ۲۔اگر تصویر ذلت کی جگہ پر ہو مثلاً جوتیاں اتارنے کی جگہ یا اور کسی جگہ فرش پر کہ لوگ اسے روندتے ہوں یا تکیے پر کہ زانو وغیرہ لے نیچے رکھا جاتا ہو تو ایسی تصویر مکان میں ہونے سے کراہت نہیں نہ اس سے نماز میں کراہت آئے جبکہ سجدہ اس پر نہ ہو۔(درمختار)

مسئلہ۳۔ جس تکیہ پر تصویر ہو اسے منصوب کرنا اعزاز تصویر میں داخل ہوگا۔ اور اس طرح ہونا نماز کو بھی مکروہ کردے گا۔ (درمختار)

مسئلہ۴۔ اگر ہاتھ میں یا اور کسی جگہ بدن پر تصویر ہو مگر کپڑوں سے چھپی ہو یا انگوٹھی پر چھوٹی تصویر منقوش ہو یا آگے پیچھے داہنے بائیں اوپر نیچے کسی جگہ چھوٹی تصویر ہو یعنی اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضاء کی تفصیل دکھائی دے یا پاؤں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ ہو تو ان سب صورتوں میں نماز مکروہ نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ۵۔ تصویر سر بریدہ یا جس کا چہرہ مٹا دیا مثلاً کاغذ یا کپڑے یا دیوار پر ہو تو اس پر روشنائی پھیر دی ہو یا اس کے سر یا چہرے کو کھرچ ڈالا یا دھوڈالا ہو تو اس میں کراہت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ۶۔ اگر تصویر کا سر کاٹا ہو مگر سر اپنی جگہ پر لگا ہوا ہے ہنوز جدا نہ ہوا تو بھی کراہت ہے مثلاً کپڑے پر تصویر تھی اس کی گردن پر سلائی کردی کہ مثل طوق کے بن گئی۔ (درمختار)

مسئلہ۷۔ مٹانے میں صرف چہرے کا مٹانا کراہت سے بچنے کے لیے کافی ہے اگر آنکھ یا بھوں یا ہاتھ پاؤں جدا کر لئے گئے تو اس سے کراہت دفع نہ ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ۸۔ تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو تو نماز میں کراہت نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ۹۔ تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہے اور اس پر کوئی دوسرا کپڑا اور پہن لیا کہ تصویر چھپ گئی تو اب نماز مکروہ نہ ہوگی۔ (درمختار)

مسئلہ۱۰۔ یوں تو تصویر جب چھوٹی نہ ہو اور موضع اہانت میں نہ ہو اور اس پر پردہ نہ ہو تو ہر حالت میں اس کے سبب نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے مگر سب سے بڑھ کر کراہت اس صورت میں ہے جب تصویر مصلی کے آگے قبلہ کو ہو پھر وہ کہ سر کے اوپر ہو اس کے بعد وہ کہ داہنے بائیں دیوار پر ہو یا پیچھے دیوار یا پردہ پر ہو یہ احکام تو نماز کے متعلق ہیں رہا، تصویر کا رکھنا اس کی نسبت صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ کس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے جب کہ توہین کے ساتھ نہ ہوں اور نہ ہی چھوٹی تصویریں ہوں۔ نوٹ یا سکے کی تصویریں بھی فرشتوں کے داخل ہونے سے مانع ہیں یا نہیں، امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نہیں اور وہ، ارے علمائے کرام کے کلمات سے بھی یہی ظاہر ہے کہ یہ احکام تصویر کے رکھنے میں ہیں کہ صورت اہانت وضرورت وغیرھما مستثنیٰ ہیں۔ تصویر بنانا یا بنوانا بہر حال حرام ہے۔ خواہ دستی ہو یا عکسی دونوں کا یک حکم ہے۔

۲۹۔ تعدیل ارکان ملحوظ خاطر نہ رکھنا مکروہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایسے وقت میں نماز ادا کی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی تشریف فرما تھے۔اس نے نماز میں تعدیل ارکان اور قومہ وجلسہ کی طمانینت کو نظر انداز کر دیا تھا جب وہ فارغ ہو کر جانے لگا تو آپ صلی اصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر پڑھو تمھاری نماز نہیں ہوئی۔تین چار بار ایسا ہی ہوا۔آخر وہ کہنے لگا۔اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ بتا دیجئے۔چنانچہ آپ نے اسے نماز پڑھنے کی پوری ترکیب بتائی۔جس میں فرمایا کہ رکوع میں اطمینان سے ٹھہرو۔پھر پوری طرح سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔پھر سجدے میں جاؤ اور کامل اطمینان سے سجدہ کرو پھر پورے اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔اس طمانینت کے بعد دوسرا سجدہ بھی کامل اطمینان سے کرو اور ساری نماز اسی سکون واطمینان سے ادا کرو۔

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کی نماز کفایت نہیں کرتی اور مقبول نہیں ہوتی جب تک کہ رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہ کرے۔رواہ ابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والدارمی۔اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض پیرا ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نمازی میں چوری کیونکر ہوتی ہے؟ فرمایا کہ نماز کا رکوع وسجود پوری طرح نہ کرے۔

۳۰۔ قبرستان میں نماز پڑھنے کا بیان

قبرستان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔کیوں کہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر نماز پڑھنے والے کے سامنے قبر ہو تو نماز مکروہ ہو جاتی ہے قبر کے سامنے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خشوع کے ساتھ نظریں جکائے ہوئے نماز پڑھنے کی حالت میں نظر قبر پر پڑے اگر قبر پیچھے کی جانب ہو یا اوپر ہو یا جہاں نماز پڑھی جا رہی ہو اس کے نیچے ہو تا اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں۔واضح رہے کہ کراہت اسی صورت میں ہے جبکہ قبرستان میں نماز کے لئے کوئی مخصوص جگہ ایسی مہیا نہ ہو جو نجاست اور گندگی سے پاک ہو اگر ایسا ہے تو نماز مکروہ نہیں لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات اس سے مستثنیٰ ہیں وہاں قبر سامنے بھی ہو تب بھی نماز مکروہ نہیں۔

باب ۲۷

رکعات نماز

فرض کی رکعات دن بھر میں سترہ ہیں لیکن ہر نماز میں فرض کم سے کم دو یا زیادہ سے زیادہ چار ہیں ۔صبح کی نماز کے دو فرض ظہر، عصر اور عشاء کے چار چار اور مغرب کے تین فرض ہیں۔

نماز میں تعین رکعات کے بارے میں محققین کا کہنا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے پانچ وقت کی نمازیں فرض کیں تو نمازوں کی رکعات سوائے مغرب کے ایک جیسی تھیں یعنی ہر نماز دو رکعت کی تھی ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ شروع میں نماز دو رکعت فرض کی گئی پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو چار رکعتیں کر دی گئیں لیکن سفر کی نماز پہلے کی طرح رہی اس سے معلوم ہوا کہ ابتدائے اسلام میں کہ میں ہر نماز دو رکعتوں کی تھی لیکن جب مدینہ طیبہ میں مسلمان آ کر آباد ہوئے تو سوائے فجر اور مغرب کے باقی نماز کی رکعتوں میں اضافہ ہو گیا۔

اہل علم کا قیاس ہے کہ نماز میں کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ چر رکعتوں کی مصلحت یہ ہے کہ نماز کی رکعتیں اتنی مختصر نہ ہوں جو کہ پڑھتے وقت دل پر اثر پیدا نہ کر سکے اور نہ اتنی لمبی ہو کہ انسان بوجھ محسوس کر لے اگر نماز کی ایک رکعت ہوتی تو یہ اتنا مختصر وقفہ ہے کہ اس میں دل پوری طرح اللہ کی طرف مائل ہوتے ہوتے وقت ختم ہو جاتا۔اور چار رکعت سے طویل فرض نماز کی رکعات کمزوری یا بڑھاپے میں ذہن میں دیر لگنے کا خیال پیدا کرتیں اس لئے فرض نماز کی رکعات کی تعداد بڑی مناسب مقرر کی گئی ہیں جنھیں ہر انسان بڑے احسن طریقے سے نبھا سکتا ہے۔

پنجگانہ نماز کی رکعات مندرجہ ذیل ہیں۔

فجر کی نماز میں (چار رکعتیں)	۲ سنت مؤکدہ	۲ فرض
ظہر کی نماز میں (بارہ رکعتیں)	۴ سنت مؤکدہ	۴ فرض
	۲ سنت مؤکدہ	۲ نفل
عصر کی نماز میں (آٹھ رکعتیں)	۴ سنت غیر مؤکدہ	۴ فرض

مغرب کی نماز میں (سات رکعتیں) ۳ فرض ۔۲ سنت مؤکدہ ۔۲ نفل
عشاء کی نماز میں (سترہ رکعتیں) ۴ سنت غیر مؤکدہ ۔۴ فرض ۔۲ سنت مؤکدہ
۲ نفل ۳ وتر ۔۲ نفل (درمختار)

ا۔ فرض رکعات کا بیان

ہر نماز کی فرض رکعات وہ ہیں جن کا پڑھنا از حد ضروری ہے ان کی تعداد کے بارے میں فقہاء میں کوئی اختلاف نہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ صبح کی نماز کی فرض رکعات دو ہیں۔ ظہر، عصر اور عشاء کے چار چار فرض ہیں اور مغرب کی نماز میں تین فرض ہیں۔ فرض رکعات کی یہ تعداد منشائے ایزدی کے مطابق مقرر ہے اگر کوئی شخص اس تعداد سے کمی یا بیشی کر لے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

۲۔ سنت رکعات کا بیان

سنت وہ فعل ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رضائے الٰہی کی خاطر کیا۔ نماز میں اس سے مراد وہ رکعتیں ہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرضوں سے پہلے یا بعد میں پڑھا کرتے تھے اس کی دو صورتیں ہیں۔

ا۔ سنت مؤکدہ

سنت مؤکدہ وہ فعل ہے جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا اور عذر کے بغیر کبھی ترک نہ کیا ۔البتہ بیان جواز کے لئے کبھی ترک بھی فرمایا ہو تو ترک کرنے والے کو کسی قسم کی تنبیہ نہ کی ہو۔
لہٰذا جو شخص اسے بلا عذر ترک کرے تو وہ مستحق ملامت ہے اگر ترک کی عادت ڈالے تو فاسق اور گنہگار ہے۔
بعض ائمہ نے فرمایا کہ وہ گمراہ ٹھہرایا جائے گا اور وہ گنہگار ہے اگر چہ اس کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے۔ اس کا ترک قریب حرام کے ہے اس کا تارک کہ معاذ اللہ شفاعت سے محروم ہو جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری سنت کو ترک کرے گا اسے میری شفاعت نہ ملے گی۔ سنت مؤکدہ کو "سنن الہدیٰ" بھی کہتے ہیں۔

۲۔سنت غیر مؤکدہ

سنت گیر مؤ کدہ وہ فعل ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا لیکن بسا اوقات بغیر کسی عذر کے بھی ترک کر دیا۔اس کے کرنے والا اجر وثواب کا مستحق ہے اور چھوڑنے والے پر کوئی وعید یا شرعی گرفت نہیں۔اس کو سنت زائد اور سنت عادیہ بھی کہا جاتا ہے۔

۳۔نماز سے قبل یا بعد میں پڑھی جانے والی سنتوں کا بیان

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دن رات میں بارہ رکعات،فرض رکعات کے علاوہ ادا کرتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنا دیتا ہے یعنی چار رکعت ظہر سے پہلے دو رکعت ظہر کے بعد دو رکعت مغرب کے بعد دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر فرض سے پہلے یا بعد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سنتیں پڑھی ہیں جن کا مفصل بیان حسب ذیل ہے۔

ا۔نماز فجر کی سنتیں

فجر کی نماز میں دو فرضوں سے پہلے دو سنتیں پڑھنا بہت ضروری ہیں۔کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو سنتیں پڑھا کرتے تھے جس کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث یہ ہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعتوں میں بہت محافظت اور مداومت کرتے تھے۔(بخاری،مسلم شریف)

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کی دو رکعت سنت دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔(صحیح مسلم)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صبح کی سنتیں ضروری پڑھنی چاہییں۔ صبح کی سنتوں کے متعلق فقہی مسائل حسب ذیل ہیں۔

مسئلہ ۱۔ سب سنتوں میں قوی تر سنت فجر ہے یہاں تک کہ بعض اس کو واجب کہتے ہیں اور اس کی مشروعیت کا اگر کوئی انکار کرے تو اگر شبہۃً یا براہ جہل ہو تو خوف کفر ہے اور اگر دانستہ بلا شبہ ہو تو اس کی تکفیر کی جائے گی والہٰذا یہ سنتیں بلا عذر نہ بیٹھ کر ہو سکتی ہیں نہ سواری پر نہ چلتی گاڑی پر، ان کا حکم ان باتوں میں بالکل مثل وتر ہے ان کے بعد پھر مغرب کی سنتیں پھر ظہر کے بعد کی پھر عشاء کے بعد کی پھر ظہر سے پہلے کی سنتیں اور صحیح یہ ہے کہ سنت فجر کے بعد ظہر کی پہلی سنتوں کا مرتبہ ہے کہ حدیث میں خاص ان کے بارے میں فرمایا کہ جو انھیں ترک کرے گا اسے میری شفاعت نہ پہنچے گی۔ (ردالمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۔ فجر کی نماز قضا ہو گئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی پڑھے نہیں علاوہ فجر کے اور سنتیں قضا ہو گئیں تو ان کی قضا نہیں۔ (ردالمختار)

مسئلہ ۳۔ طلوع فجر سے پہلے سنت فجر جائز نہیں اور طلوع میں شک ہو تب بھی ناجائز اور طلوع کے ساتھ ساتھ شروع کی تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۴۔ فجر کی سنت قضا ہو گئی اور فرض پڑھ لئے تو اب سنتوں کی قضا نہیں۔ البتہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔

مسئلہ ۵۔ قبل طلوع آفتاب سنت فجر قضا پڑھنے کے لئے یہ حیلہ کرنا کہ شروع کر کے توڑ دے پھر ادا کرے یہ ناجائز ہے۔ سنت فجر پڑھ لی اور فرض قضا ہو گئے تو قضا پڑھنے میں سنت کا اعادہ نہ کرے۔

مسئلہ ۶۔ فرض تنہا پڑھے جب بھی سنتوں کا ترک جائز نہیں ہے۔ سنت فجر کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری میں قل ھواللہ پڑھنا سنت ہے۔

مسئلہ ۷۔ جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل کا شروع کرنا جائز نہیں، سوائے سنت فجر کے کہ اگر یہ جانے کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہوگا تو سنت پڑھ لے مگر صف کے برابر پڑھنا جائز نہیں بلکہ اپنے گھر پڑھے یا بیرون مسجد کوئی جگہ قابل نماز ہو تو وہاں پڑھے اور یہ ممکن نہ ہو تو اگر اندر کے حصہ میں جماعت ہوتی ہو تو باہر کے حصہ میں پڑھے، باہر کے حصہ میں ہو تو اندر اور اگر اس مسجد میں اندر باہر دو درجے نہ ہوں تو ستون یا پیڑ کی آڑ میں پڑھے کہ اس میں اور صف میں حائل ہو جائے اور صف کے پیچھے پڑھنا بھی ممنوع ہے۔ اگرچہ صف میں پڑھنا زیادہ برا ہے آج کل اکثر

عوام اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اور اسی صف میں گھس کر شروع کر دیتے ہیں۔ نہ نا جائز ہے اور اگر ہنوز جماعت شروع نہ ہوئی تو جہاں چاہے سنتیں شروع کر لے خواہ کوئی سنت ہو (غنیۃ الطالبین)

۲۔ ظہر کی سنتیں

نماز ظہر میں فرضوں سے پہلے ۴ سنت اور ۲ سنت بعد میں ہیں اس کے متعلق حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ شَقِيْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةُ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَطَوُّعِهٖ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْعِشَآءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن شقیق سے روایت ہے کہا میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفلی نماز کے بارے میں۔ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے تھے حضرت نماز پڑھتے میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت پھر نکلتے نماز پڑھاتے لوگوں کو پھر داخل ہوتے نماز پڑھتے دو رکعت اور تھے نماز پڑھتے لوگوں کے ساتھ مغرب کی پھر داخل ہوتے پھر نماز پڑھتے دو رکعتیں۔ پھر نماز پڑھاتے لوگوں کو عشاء کی اور داخل ہوتے میرے گھر میں نماز پڑھتے دو رکعتیں اور تھے نماز پڑھتے رات کو۔

ظہر کی سنتوں کا بڑا درجہ ہے اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر کے فرضوں سے پہلے چار سنتیں پڑھنے سے انسان کے اعمال بارگاہ رب العزت میں مقبول ہو جاتے ہیں اور اللہ اسے اپنا دوست بنالیتا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ السَّآئِبِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا بَعْدَ اَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ اِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَاُحِبُّ اَنْ يَّصْعَدَ لِيْ فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سائب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت سورج ڈھلنے کے بعد پڑھتے تھے ظہر سے پہلے اور فرماتے تحقیق یہ وقت ہے کہ کھولے جاتے ہیں

اس میں دروازے آسمان کے۔ دوست رکھتا ہوں میں یہ کہ چڑھیں میرے اس میں نیک عمل۔ (ترمذی)

ظہر کی سنتوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور مقام پر فرمایا ہے کہ ظہر کی سنتیں تہجد کی نماز کے مثل ہیں۔ یعنی جس طرح نماز تہجد بارگاہ رب العزت میں بڑی مقبول ہے ایسے ہی ظہر کی سنتیں بھی اللہ کی بہت پسند ہیں۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ فِيْ صَلٰوةِ السَّحَرِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ اِلَّا وَهُوَ يُسَبِّحُ اللّٰهَ تِلْكَ السَّاعَةَ ثُمَّ قَرَءَ يَتَفَيَّئُوا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے چار رکعتیں پہلے ظہر کے پیچھے دوپہر کے حساب کی جاتی ہیں ساتھ چار رکعت کے جو نماز تہجد میں پڑھی جائیں نہیں کوئی چیز مگر وہ تسبیح کرتی ہے اللہ کی اس وقت پھر پڑھی یہ آیت ''پھرتے ہیں سوائے ہر چیز کے دائیں طرف اور بائیں طرف سے سجدہ کرتے اللہ کے لیے اور وہ ذلیل ہیں'' (نحل: ۴۸) (جامع ترمذی)۔

۳۔ نماز جمعہ کی سنتیں

نماز جمعہ ظہر کا نعم البدل ہے اور جمعہ کے روز ظہر کی جگہ نماز جمعہ یعنی دو رکعت فرض پر اس لئے زور دیا گیا ہے تاکہ علاقے کے لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو کر نماز پڑھنے سے ان میں اجتماعیت پیدا ہو۔ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور مروت پیدا ہو۔ تو نماز جمعہ کے بعد چار رکعت سنت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے جس کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُّصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِیْ اُخْرٰی لَهٗ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا اَرْبَعًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہو تم میں

سے جمعہ کے بعد نماز پڑھنے والا پس چاہیئے کہ چار رکعت پڑھے روایت کیا اس کو مسلم نے اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا جس وقت نماز پڑھے ایک تمہارا جمعہ کے بعد چاہیئے کہ چار رکعت پڑھے۔

۴۔ نمازِ عصر کی سنتیں

نماز عصر کے فرضوں سے پہلے چار رکعت سنت غیر مؤکدہ ہیں اگر یہ پڑھی جائیں تو ان کا بہت اجر ہے۔ نہ پڑھنے پر کوئی وعید۔ اہل تقوی اور صوفیاء ان کی بڑی پابندی کرتے ہیں احادیث میں ان کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُطِیْلُ الْقِرَآءَۃَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ حَتّٰی یَتَفَرَّقَ اَھْلُ الْمَسْجِدِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحمت کرے اللہ اس شخص پر جو پڑھے پہلے عصر کے چار رکعت۔ (مسند امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مغرب کے بعد دو رکعتیں گھر میں پڑھنا مستحب ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد والی دو رکعتیں میرے گھر میں ادا فرماتے تھے۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے۔ حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے، جب امیر المؤمنین مغرب کی نماز کا سلام پھیرتے تھے تو میں کسی کو بعد کی دونوں رکعتیں مسجد کے اندر پڑھتے نہیں دیکھتا تھا۔ سب لوگ جلد سے جلد مسجد کے دروازے کی طرف جاتے، اور اپنے اپنے گھر میں پہنچ کر یہ دو رکعتیں ادا کرتے تھے۔

۵۔ عشاء کی سنتیں

عشاء سے قبل ۴ سنت پڑھنا سنت غیر مؤکدہ ہے اور فرضوں کے بعد دو سنت مؤکدہ ہے۔ عشاء کے بعد دو سنتوں کے بارے میں حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔

عَنْ اُمِّ حَبِیْبَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی فِیْ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ

ثِنْتَیْ عَشَرَةَ رَکْعَةً بُنِیَ لَهٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّةِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّھْرِ وَرَکْعَتَیْنِ وَرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ.

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دن اور رات میں بارہ رکعت پڑھے تو اس کے لئے بہشت میں گھر تیار کیا جاتا ہے، چار رکعت ظہر سے پہلے دو رکعت پیچھے اس کے اور دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو فجر کی نماز سے پہلے۔

سنتوں کے متعلقہ مسائل

۱۔ جو سنتیں چار رکعتی ہیں مثلاً جمعہ وظہر کی تو چاروں ایک سلام سے پڑھی جائیں گی یعنی چاروں پڑھ کر چوتھی کے بعد سلام پھیریں یہ نہیں کہ دو دو پر سلام پھیریں اگر کسی نے ایسا کیا تو سنتیں ادا نہ ہوئیں۔
یونہی اگر چار رکعت کی منت مانی اور دو دو کر کے چار پڑھیں تو منت پوری نہ ہوئی بلکہ ضرور ہے کہ ایک سلام کے ساتھ چاروں پڑھے۔ (درمختار)

۲۔ عشاء وعصر سے پہلے چار چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا مستحب ہے۔ (تنویرالابصار) اور یہ بھی اختیار ہے کہ عشاء کے بعد دو ہی پڑھے مستحب ادا ہو جائے گا۔ یونہی ظہر کے بعد چار رکعت پڑھنا مستحب ہے کہ حدیث میں فرمایا جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار پر محافظت کی، اللہ تعالیٰ اس پر آگ حرام فرمادے گا۔"

علامہ سید طحطاوی فرماتے ہیں کہ میرے سے آگ میں داخل ہی نہ ہوگا اور اس کے گناہ مٹا دیے جائیں گے اور جو اس پر مطالبات ہیں اللہ تعالیٰ اس کے فریق کو راضی کر دے گا۔

یا یہ مطلب ہے کہ اسے ایسے کاموں کی توفیق دے گا جن پر سزا نہ ہو علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اس کے لئے بشارت ہے کہ سعادت پر اس کا خاتمہ ہوگا اور دوزخ میں نہ جائے گا۔

۳۔ ظہر ومغرب وعشاء کے بعد جو مستحب ہے اس میں سنت مؤکدہ داخل ہے۔ مثلاً ظہر کے بعد چار پڑھیں تو مؤکدہ ومستحب دونوں ادا ہوگئیں اور یوں بھی ہوسکتا ہے کہ مؤکدہ ومستحب دونوں کو ایک سلام کے ساتھ ادا کرے یعنی چار (۴) رکعت پر سلام پھیرے۔ (فتح القدیر)

۴۔ جو سنت مؤکدہ چار رکعت والی ہے اس کے قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے اگر بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو سجدۂ سہو کرے۔ اور ان سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو تو سبحٰنک

اوراعوذ بھی نہ پڑھے۔

ان کے علاوہ اور چار رکعت والے نوافل (جن میں عصر وعشاء کی سنتیں بھی شامل ہیں) کے قعدۂ اولیٰ میں درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں سُبْحٰنَكَ اور اَعُوْذُ بھی پڑھے بشرطیکہ دو رکعت کے بعد قعدہ کیا ہو سُبْحٰنَكَ اور اَعُوْذُ کافی ہے منت کی نماز کے بھی قعدۂ اولیٰ میں درود شریف پڑھے اور تیسری میں ثناء وتعوذ۔ (درمختار)

۵۔ ظہر یا جمعہ کے پہلے کی سنت فوت ہوگئی اور فرض پڑھ لیے تو اگر وقت باقی ہے فرض کے بعد پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پچھلی سنتیں پڑھ کر ان کو پڑھے۔ (فتح القدیر)

۶۔ سنت وفرض کے درمیان کلام کرنے سے اصح یہ ہے کہ سنت باطل نہیں ہوتی۔ البتہ ثواب کم ہوجاتا ہے۔ یہی حکم ہراس کام کا ہے جو منافی تحریمہ ہے۔ (تنویر)

۷۔ اگر بیع وشرا یا کھانے میں مشغول ہوا تو اعادہ کرے۔ ہاں سنت بعدیہ (بعد والی سنت) میں اگر کھانا لایا گیا اور بدمزہ ہوجانے کا اندیشہ ہے تو کھانا کھالے پھر سنت پڑھے مگر وقت جانے کا اندیشہ ہو تو پڑھنے کے بعد کھائے اور بلا عذر سنت بعدیہ کی بھی تاخیر مکروہ ہے اگرچہ ادا ہوجائے گی۔ (درمختار)

۸۔ عشاء کے قبل کی سنتیں جاتی رہیں تو ان کی قضا نہیں پھر بھی اگر بعد میں پڑھے گا تو نفل مستحب ہے۔ وہ سنت مستحبہ جو فوت ہوئی۔ ادا نہ ہوئی۔ (درمختار)

۹۔ جمعہ اور ظہر کی سنتیں پڑھنے میں خطبہ یا جماعت شروع ہوئی تو چاروں پوری کرے۔ (درمختار)

باب ۲۸

احکام مسجد

مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے، اسے اللہ کے ہاں دوسرے مقامات کی نسبت برتری کا شرف حاصل ہے جو عام جگہوں کو حاصل نہیں کیونکہ مسجد کو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے۔ اور اس مناسبت سے اللہ کو مسجد عام جگہوں سے زیادہ پسند ہے۔ شرعاً مسجد سے مراد وہ جگہ یا مکان ہے جو نماز با جمعت کے لیے مقرر کر دی جائے، اس لیے مسلمانون کو معاشرتی زندگی میں مسجد کو مرکزیت اور شعائر اسلام کی حیثیت حاصل ہے۔

اے اللہ کے بندے! تجھے معلوم ہے کہ انسان کی زندگی کا اصل مقصد تو عبادت الٰہی ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ میں نے انسانوں اور جنوں کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور عبادت کی بہترین صورت نماز اور ذکر الٰہی ہے۔ نماز ہر بالغ مسلمان پر فرض ہے پھر یہ ایسی عبادت ہے جو روز اول سے چلی آ رہی ہے تو اس عبادت کی انجام دہی کے لیے جو اللہ کا گھر سب سے پہلے بنایا گیا وہ ہے خانہ کعبہ، اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ یقیناً سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے بنایا گیا وہی خانہ کعبہ ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے، وہ مبارک ہے اور تمام مسلمانوں کے لیے ذریعہ ہدایت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خانہ خدا اللہ کی مقبول ترین مسجد ہے تو جب مساجد اللہ کو محبوب ہیں تو ان کے فضائل اور ان میں آنے جانے کے آداب جاننا بھی ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

ا۔ فضائل مسجد

اسلام میں مساجد کو بہت زیادہ عظمت اور احترام حاصل ہے۔ کیونکہ مساجد کو بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر ہونے کی وجہ سے ایسی فضیلت اور برتری حاصل ہے جو دوسرے مقامات کو حاصل نہیں۔ مساجد کے فضائل کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

(ا) اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ۔

ترجمہ: اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔(توبہ:۱۸)

(۲) یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ وَّ کُلُوۡا وَ اشۡرَبُوۡا وَ لَا تُسۡرِفُوۡا ۚ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ ۝

ترجمہ: اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ، اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔(اعراف:۳۱)

(۳) قُلۡ اَمَرَ رَبِّیۡ بِالۡقِسۡطِ ۟ وَ اَقِیۡمُوۡا وُجُوۡہَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ وَّ ادۡعُوۡہُ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ؕ کَمَا بَدَاَکُمۡ تَعُوۡدُوۡنَ ۝

ترجمہ: تم فرماؤ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے اور اپنے منہ سیدھے کرو ہر نماز کے وقت اور اسکی عبادت کرو، صرف اس کے بندے ہوکر، جیسے اس نے تمھارا آغاز کیا ویسے ہی پلٹو گے۔

(اعراف:۲۹)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ مساجد کی تکریم و تعظیم کرنا اہل ایمان کا شیوہ ہے۔

احادیث میں مساجد کے بیشمار فضائل بیان ہوئے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔مساجد جنت کے باغ ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کو جنت کے باغوں سے کہا ہے۔ کیونکہ جنت کے باغوں میں سکون، راحت، سکھ چین ہوگا اور اس راحت کے سبب انسان اللہ کا شکر گزار ہوگا تو ایسے ہی انسان اگر سچے دل سے مساجد میں جا کر نماز پڑھے تو وہ سکون حاصل ہوتا ہے جو دولت میں نہیں۔

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَرۡتُمۡ بِرِیَاضِ الۡجَنَّۃِ فَارۡتَعُوۡا قِیۡلَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ وَمَا رِیَاضُ الۡجَنَّۃِ قَالَ الۡمَسَاجِدُ قِیۡلَ وَمَا الرَّتۡعُ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ قَالَ سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں کے پاس سے گزرے وپس میوہ کھاؤ، عرض کیا گیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ

وسلم! جنت کے باغات کیا ہیں؟ فرمایا مساجد، کہا گیا اور میوہ کھانا کیا ہے اے اللہ کے رسول! فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ (جامع ترمذی)

۲۔ مساجد بہترین جگہوں میں سے ہیں

مساجد بہترین جگہ ہیں۔ کیونکہ غلاموں کے لیے بہترین جگہ وہی ہوتی ہے جسے مالک پسند کرے لہٰذا ہم اپنے مالک کے غلام ہیں اور ہمیں بھی مساجد کو اتنا اچھا اور بہترین جاننا چاہیئے جتنا کہ اللہ نے حکم دیا ہے یادرہے کہ آقا کے نزدیک بہترین جگہ وہی ہوتی ہے جہاں اس کا تذکرہ ہو، لہٰذا مساجد میں ہر وقت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ اس لیے مساجد بہترین جگہوں میں سے ہیں۔

عَنْ اَبِی اُمَامَةَ قَالَ اِنَّ حِبْرًا مِّنَ الْيَهُوْدِ سَالَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْبِقَاعِ خَيْرٌ فَسَكَتَ عَنْهُ وَقَالَ اَسْكُتُ حَتّٰى يَجِیْءَ جِبْرَئِيْلُ فَسَكَتَ وَجَآءَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَالَ فَقَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ وَلٰكِنْ اَسْاَلُ رَبِّیْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ثُمَّ قَالَ جِبْرَئِيْلُ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ دَنَوْتُ مِنَ اللّٰهِ دُنُوًّا مَّا دَنَوْتُ مِنْهُ قَطُّ قَالَ وَكَيْفَ كَانَ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ كَانَ بَيْنِیْ وَبَيْنَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُّوْرٍ فَقَالَ شَرُّ الْبِقَاعِ اَسْوَاقُهَا وَخَيْرُ الْبِقَاعِ مَسَاجِدُهَا. رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ فِیْ صَحِيْحِهٖ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کونسی جگہ بہتر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جواب دینے سے چپ رہے اور اپنے دل میں کہا کہ میں چپ رہوں گا یہاں تک کہ جبرائیل علیہ السلام آئے آپ چپ رہے اور جبرائیل علیہ السلام آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، اس نے کہا جس سے پوچھا گیا ہے اس کو پوچھنے والے سے زیادہ علم نہیں لیکن میں اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے سوال کروں گا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ کے اس قدر نزدیک ہو کہ آج تک کبھی اتنا نزدیک نہیں ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے جبریل علیہ السلام! کہا میرے اور اس کے درمیان ستر ہزار نور کے پردے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بدترین جگہیں بازار ہیں، اور بہترین جگہیں مسجدیں ہیں۔ روایت کیا اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے۔

۳۔ مساجد اللہ کو بہت محبوب ہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مکانوں میں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب مساجد ہیں جیسا کہ بندوں میں جو شخص اللہ کو زیادہ یاد کرتا ہے۔ وہ اس کا محبوب بندہ بن جاتا ہے ویسے ہی وہ جگہ جس جگہ پر اللہ کا بندہ بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتا ہے وہ جگہ بھی اللہ کے نزدیک محبوب بن جاتی ہے، مساجد چونکہ لوگ اللہ کی عبادت اور ذکر کرتے ہیں اس لیے اللہ کو مساجد بہت محبوب ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَ اَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکانوں میں سے سب سے زیادہ محبوب اللہ کی طرف مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ برمکانوں میں سے اللہ کے نزدیک بازار ہیں (مسلم شریف)

۴۔ مساجد سے لگاؤ کا اجر

مسجد سے لگاؤ اور دلچسپی رکھنا بھی اللہ کے ہاں ایک مقبول فعل ہے یعنی بندوں نے نماز بہر حال مسجد میں پڑھنی ہی ہے لیکن ان میں وہ شخص جو مسجد سے زیادہ محبت اور الفت رکھتا ہو اس کا دل ہر وقت مسجد کے کاموں کی طرف ہو تو ایسا شخص اللہ کو بہت اچھا لگتا ہے اور قیامت کے روز ایسے شخص کو اللہ کی خاص قربت حاصل ہوگی اور یہ قربت اللہ کے سایے کی صورت میں حاصل ہوگی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَّ شَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّ جَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات شخص

ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے سایہ میں رکھے گا کہ اس دن اس کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہوگا۔ امام عدل کرنے والا اور جوان آدمی کہ اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں خرچ کرے اور وہ شخص کہ اس کا دل مسجد کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ جب اس سے نکل جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی طرف پھر آ سے اور دو شخص کہ محبت رکھتے ہیں اللہ کے لیے اس پر اکٹھے ہوں اور اس پر جدا ہوتے ہوں اور ایک وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ کی یاد کرتا ہے پس اس کی آنکھیں بہہ پڑتی ہیں اور ایک وہ آدمی کہ اس کو ایک صاحب حسب و جمال عورت اپنی طرف بلاتی ہے وہ کہتا ہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور ایک وہ آدمی جو اللہ کے لیے صدقہ کرتا ہے اس کو چھپاتا ہے یہاں تک کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔ (بخاری شریف)

۵۔ دور سے مسجد میں آنے کا ثواب

وہ لوگ جو دور سے چل کر مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے آتے ہیں، ان کو نزدیک والوں سے زیادہ ثواب ملے گا۔ کیونکہ یہ بھی احترام مسجد میں شامل ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ فَاَبْعَدُهُمْ مَمْشًی وَّالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَنَامُ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں بڑا، از روئے ثواب کے وہ شخص ہے جو ان میں سے دور کا ہے پس دور کا ہے از روئے چلنے کے اور جو شخص انتظار کرتا ہے نماز کا یہاں تک کہ امام کے ساتھ پڑھتا ہے اس کو زیادہ ثواب ہے بہ نسبت اس شخص کے جو نماز پڑھے اور سو رہے۔ (بخاری شریف)

۶۔ مسجد میں جانے سے مہمانی جنت کا شرف حاصل ہونا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ جو شخص دن کے پہلے حصے میں یا پچھلے حصے میں خلوص دل کے ساتھ مسجد میں جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے مہمانی تیار کرتا ہے یعنی مسجد میں جانا گویا ضیافت خانے میں جانا ہے اور اللہ تعالیٰ وہاں آنے والوں کو اپنی عطا سے محروم نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ اللہ کریم کی شان کے

خلاف ہے کہ اس کے گھر آنے والے محروم رہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اول روز یا آخر روز مسجد کی طرف گیا اللہ تعالیٰ اس کی مہمانی جنت میں تیار کرتا ہے۔ جب بھی صبح صبح جاتا ہے یا پچھلے پہر۔ (بخاری شریف)

۷۔ خدمت مسجد، گواہی ایمان ہے

مسجد کی دیکھ بھال کرنا، اس کی خبر گیر کرنا، اس کی مرمت کروانا اس میں نماز ادا کرنا، اس میں ذکر الٰہی میں مصروف رہنا انسان کے صاحب ایمان ہونے کی دلیل ہے کیونکہ جس کے ایمان میں جتنی زیادہ استقامت ہوگی وہ ہر وہ کام کرنے کی کوشش کرے گا جس سے اللہ راضی ہوتا ہے مساجد کی خدمت سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، اللہ ہر مسلمان کو مسجد کی خدمت کی توفیق دے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِيْمَانِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ مسجد کی خبر گیری کرتا ہے اس کے ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن کے ساتھ ایمان لایا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

۲۔ آداب مسجد

مسجد چونکہ ایک بابرکت اور باعظمت مقام ہے اس لیے شریعت اسلامیہ نے مسجد کے تقدس اور احترام کو قائم رکھنے کے لیے چند آداب بتائے ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ مسجد میں داخل اور خارج ہونے کی دعائیں

مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت مندرجہ ذیل دعائیں پڑھنی چاہئیں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت ایک تمہارا مسجد میں داخل ہو پس چاہیئے کہ اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جس وقت نکلے پس چاہیئے کہ کہے اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔ (مسلم)

۲۔ مسجد کو صاف ستھرا رکھنا

مسجد کو صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس لیے مسجد میں بدبودار اشیاء کھا کر نہ جائیں کیونکہ وہاں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جس سے ناگوار ماحول پیدا ہوتا ہے بلکہ مسجد میں جاتے ہوئے خوشبو لگانی چاہیئے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَکَلَ مِنْ ھٰذِہِ الشَّجَرَۃِ الْمُنْتِنَۃِ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ تَتَاَذّٰی مِمَّا یَتَاَذّٰی مِنْہُ الْاِنْسُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس بدبودار درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ کیونکہ فرشتے ایذا پاتے ہیں اس چیز سے جس سے انسان ایذا پاتے ہیں۔ (بخاری شریف)

۳۔ ہنسی مذاق اور دنیاوی باتوں کی ممانعت

مسجد میں صرف خدا کی عبادت کی جائے لہٰذا وہاں کوئی لغویات نہ کی جائے نہ کسی کی برائی بیان کی جائے اور نہ ہی وہاں دنیا کی باتیں کی جائیں کیونکہ دنیاوی باتوں میں حسد، بغض، غیبت وغیرہ جیسی باتیں

آجاتی ہیں جو آداب مسجد کے خلاف ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَّكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِيْ مَسَاجِدِهِمْ فِيْ اَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ، رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَان.

حضرت حسن سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا ان کی باتیں مسجدوں میں ہوں گی دنیا کے متعلق۔ ان کے پاس نہ بیٹھو، ان میں اللہ کو کچھ حاجت نہیں۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

۴۔ مسجد میں خرید و فروخت کی ممانعت

مسجد میں خرید و فروخت نہ کی جائے کیونکہ دنیاوی امور انسان کو یاد الٰہی اور توجہ سے ہٹاتے ہیں اس لیے مسجد میں کاروبار کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ مسجد کے اندر لین دین کرنا، خرید و فروخت کے معاملات کا طے کرنا مکروہ ہے لیکن ہبہ مکروہ نہیں ہے البتہ معتکف کے لیے بحالت مجبوری ایسا کرنا جائز ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں تجارت کو اچھا نہیں تصور کیا۔ اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمْ مَّنْ يَّبِيْعُ اَوْيَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ وَاِذَا رَاَيْتُمْ مَّنْ يَّنْشُدُ فِيْهِ ضَآلَّةً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم دیکھو کسی شخص کو کہ وہ بیچتا ہے یا خریدتا ہے مسجد میں، کہو، اللہ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور اگر تم دیکھو کہ کوئی شخص اپنی گمشدہ چیز مسجد میں تلاش کر رہا ہے، کہو اللہ تجھ پر نہ لوٹائے۔ (ترمذی شریف)

۵۔ شعر گوئی کی ممانعت

مسجد میں دنیاوی قسم کے شعر پڑھنا جس میں محبوب مجازی کے حسن و جمال کا ذکر ہو، سخت منع ہے ایسے ہی مسجد میں گانا وغیرہ بالکل نہ گایا جائے۔ گانا تو ویسے ہی خلاف اسلام ہے تو پھر اسے مسجد میں گانے

سے زیادہ گناہ ہوگا۔لہٰذا ریڈیو، ٹی وی وغیرہ مسجد میں رکھنا آداب مسجد کے خلاف ہے۔البتہ مسجد میں حمد وثناء اور نعت خوانی کی اجازت ہے کیونکہ اس میں اللہ اور اس کے رسول کی تعریف ہوتی ہے۔

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ نَهٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّسْتَقَادَ فِي الْمَسْجِدِ وَاَنْ يُّنْشَدَ فِيْهِ الْاَشْعَارُ وَاَنْ تُقَامَ فِيْهِ الْحُدُوْدُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ فِيْ سُنَنِهٖ وَصَاحِبُ جَامِعِ الْاُصُوْلِ فِيْهِ عَنْ حَكِيْمٍ وَّفِي الْمَصَابِيْحِ عَنْ جَابِرٍ.

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بن حزام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کہ مسجد میں قصاص لیا جائے اور یہ کہ اس میں اشعار پڑھے جائیں اور یہ کہ اس میں حدیں قائم کی جائیں۔روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور صاحب جامع الاصول نے جامع الاصول میں حکیم سے اور مصابیح میں جابر سے۔

۶۔مسجد میں بلند آواز کرنے کی ممانعت

مسجد میں خاموشی سے بیٹھا جائے آہستہ بات کی جائے زیادہ وقت ذکر واذکار میں گزارا جائے۔مسجد میں کسی مجبوری کے بغیر مباح گفتگو بھی درست نہیں۔اگر کوئی ضروری بات کرنے کی ضرورت در پیش ہو تو وہ کرلیں اس کے علاوہ مسجد میں بلند آوازے کرنے کی بھی ممانعت ہے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهٗ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتُمَا اَوْمِنْ اَيْنَ اَنْتُمَا قَالَ مِنْ اَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَاَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت سائب رضی اللہ عنہ بن یزید سے روایت ہے۔میں مسجد میں سویا ہوا تھا، مجھ کو ایک شخص نے کنکری ماری۔میں نے دیکھا اچانک وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے، کہا جا ان دو شخصوں کو میرے پاس لا۔میں ان دونوں کو لایا پس کہا تم کن لوگوں میں سے ہو یا فرمایا تم دونوں کہاں کے ہو؟ ان دونوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔فرمایا اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو

میں تم کو تکلیف دیتا۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔ (صحیح بخاری)

۷۔ مسجد میں حلقے بنانا یعنی گروہ بندی کی ممانعت

مساجد میں گروہ بندی کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ ایک دوسرے کے خلاف گروہ بندی، لڑائی جھگڑے کا پیش خیمہ بنتی ہے اس لیے اس سے بچنا چاہیئے۔ مسجد میں جھگڑا بری بات ہے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آپس میں اختلاف نہ کرو، تم سے پہلے لوگ باہم اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے، یہی وجہ ہے کہ مسجد میں حلقہ بندی کر کے بیٹھنا منع ہے۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ وَ عَنِ الْبَيْعِ وَالْاَشْتِرَاءِ فِيْهِ وَ اَنْ يَّتَحَلَّقَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمْعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فِي الْمَسْجِدِ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ذریعے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد میں اشعار پڑھنے یا خرید و فروخت کرنے اور لوگوں کے جمعہ کے دن مسجد میں نماز سے پہلے حلقہ باندھ کر بیٹھنے کو منع فرمایا ہے۔

۸۔ مسجد میں تھوکنے کی ممانعت

مسجد میں تھوکنا مکروہ تحریمی ہے لہٰذا مسجد کو تھوک اور رینٹ سے پاک رکھنا واجب ہے اگر تھوک یا بلغم مسجد کے فرش دیوار یا چٹائی کے اوپر یا نیچے لگ جائے تو اسے صاف کرنا ضروری ہے لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں تھوکنے سے منع کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسجد میں تھوکنا بُرے اعمال میں سے ہے۔

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ اَعْمَالُ اُمَّتِيْ حَسَنُهَا وَ سَيِّئُهَا فَوَجَدْتُّ فِيْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ وَوَجَدْتُّ فِيْ مَسَاوِيْ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر میری اُمت کے نیک اور بُرے اعمال پیش کئے گئے میں نے نیک اعمال میں پایا ہے کہ ایذا دور کی

جائے راستہ اور میں نے اس کے بُرے اعمال سے پایا تھوک کہ مسجد میں ہو جسے دفن نہیں کیا جاتا۔

۹۔ پیاز اور لہسن کھا کر مسجد میں جانے کی ممانعت

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَهَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ يَعْنِي الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَقَالَ مَنْ اَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَقَالَ اِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ اٰكِلِيْهِمَا فَاَمِيْتُوْهُمَا طَبْخًا.

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن شعیب سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں درختوں کے کھانے سے منع کیا ہے یعنی لہسن اور پیاز، اور پیاز اور فرمایا جو شخص ان دونوں کو کھائے ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اور فرمایا اگر تم نے ضروری طور پر ان کو کھانا ہے تو پکا کر کھاؤ۔ (ابوداؤد)

۱۰۔ مسجد میں غسل اور وضو کی ممانعت

مسجد میں غسل یا وضو کرنا درست نہیں۔ مسجد کے ساتھ جو جگہ وضو یا غسل کے لیے بنائی گئی ہو وہاں وضو کرنا چاہیئے۔ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک مسجد کے صحن یا مسجد کے اندر کسی جگہ پر وضو کرنا مکروہ ہے ایک دفعہ میں حرم شریف مکہ میں بیٹھا ہوا تھا، کہ کالے رنگ کا بدو آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک پانی کی بوتل تھی اور وہ حرم شریف کے اندر ہی تہ خانے کے ایک دروازے کے قریب وضو کرنے لگ گیا یہ جہالت کا نتیجہ ہے کہ لوگ مسائل نہیں سیکھتے اور وہ کام مسجد میں کر لیتے ہیں جن کا کرنا جائز نہیں۔

۱۱۔ نماز کے علاوہ دوسرے اوقات میں مسجد کو بند کرنا

مسجد چونکہ خانہ خدا ہے اس لیے اس کا کھلا رہنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ جب نماز کا وقت نہ بھی ہو تو اس وقت بھی مسجد کو بند رکھنا مکروہ ہے۔ اگر سامان کے چلے جانے کا اندیشہ ہو تو مکروہ نہیں۔

۱۲۔ مسجد میں کھانا اور سونا

مسجد میں کھانے پینے سے اجتناب کرنا چاہیئے کیونکہ مسجد میں کھانے پینے سے گند پڑتا ہے اس لیے

بہتر ہے کہ مسجد میں کوئی چیز نہ کھائی جائے بلکہ فقہاء نے مسجد میں کھانے کو مکروہ تنزیہی کہا ہے اور بودار چیز جیسے پیاز وغیرہ کا کھانا تو مکروہ تحریمی ہے ایسے ہی مسجد میں سونا بھی اچھا نہیں لیکن بوقت ضرورت سونے میں کوئی حرج نہیں۔ حالت اعتکاف میں مسجد میں سونے اور کھانے پینے کی اجازت ہے ایسے ہی اگر کوئی مسافر ہو تو اس کے لیے مسجد میں سونا جائز ہے۔ عام لوگوں کے لیے بھی قیلولے کے طور پر دن کے وقت تھوڑا آرام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ ہمیشہ کے لیے مسجد کو ٹھکانا بنا لینا جائز نہیں۔

۱۳۔ مسجد میں اپنے لیے جگہ متعین کرنا

مسجد میں کسی جگہ کو اپنے لیے مخصوص کر لینا اور وہاں دوسروں کے بیٹھنے سے ناگواری محسوس کرنا منع ہے۔ کیونکہ مسجد اللہ کا گھر ہے۔ اس میں جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جانا چاہیئے۔ بعض لوگ کپڑا رکھ کر دوسروں کے لیے جگہ رکھ لیتے ہیں، ایسا کرنا درست نہیں۔

۱۴۔ مسجد میں سوال کرنا

مساجد میں سوال کرنا حرام ہے البتہ اپنی مرضی سے کسی حقدار کو خیرات یا صدقہ دینا مباح ہے۔

۱۵۔ مسجد میں فخر کرنے کی ممانعت

مساجد میں فخر کرنا منع ہے۔ فخر کرنے سے انسان کی عاقبت پر بہت برا اثر پڑتا ہے بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ لوگ مسجدوں میں فخر کی باتیں کریں گے۔ اس لیے فخر کرنے سے ہمیشہ بچنا چاہیئے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی علامتوں میں سے ہے کہ لوگ مسجدوں میں فخر کریں گے۔ (ابوداؤد، نسائی)

۱۶۔ مسجد کو راستہ بنا لینا درست نہیں

بغیر کسی عذر کے مسجد میں سے راستہ بنا لینا مکروہ تحریمی ہے اگر کوئی خاص مجبوری ہو تو مسجد میں سے

گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مسجد کے اندر سے گزرنا کثرت سے نہ ہو تو جائز ہے۔

۱۷۔ مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا

مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا جس سے دوسرے نمازی پریشان ہوں یا سونے والوں کی نیند اچات ہو جائے اچھا نہیں۔ عام حالات میں جبکہ کسی دوسرے کی عبادت میں خلل نہ پڑتا ہو تو اونچی آواز سے ذکر کرنا جائز ہے۔ بلکہ بعض اوقات بلند آواز سے عبادت کرنا افضل ہے۔ جس سے ذاکرین کا قلب بیدار ہو۔

۱۸۔ مسجد میں دینی علوم پڑھنا اور پڑھانا

مسجد کے اندر دینی علوم کی تعلیم دینا۔ قرآن پاک پڑھنا یا پڑھانا جائز ہے۔ ایسے ہی وعظ و نصیحت کرنا اور شرعی احکامات کا جاری کرنا درست ہے۔

۳۔ درجات مساجد

بعض مساجد کو عام مساجد پر ثواب کے لحاظ سے ترجیح حاصل ہے۔ اور ان مساجد میں نماز ادا کرنے کا ثواب عام مساجد سے زیادہ ہے۔ ثواب کے لحاظ سے اول نمبر خانہ کعبہ یعنی مسجد حرام، پھر مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ پھر مسجد قبا پھر مسجد عائشہ پھر جامع مسجد پھر محلے کی مسجد، اس کے بعد شارع عام کی مسجد جہاں مؤذن یا امام نہ ہو۔ اور ان مساجد میں حدیث کے مطابق نماز باجماعت ادا کرنے کا حسب ذیل ثواب ملتا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ بَيْتِهٖ بِصَلٰوةٍ وَّصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُجَمَّعُ فِيْهِ بِخَمْسِ مِائَةِ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ صَلٰوةٍ وَّصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِيْ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ صَلٰوةٍ وَصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلٰوةٍ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی

کی نماز گھر میں ایک نماز ہے اور اس کی نماز اس مسجد میں جس میں جمعہ ہوتا ہے پانچ سو نماز کے برابر ہے اور اس کی نماز مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور اس کی نماز میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ اور اس کی نماز مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ)

ا۔ تین مسجدوں کی طرف سفر کرنے کا حکم

تین مسجدوں کی طرف سفر کرنا بہت عمدہ ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر سفر کرنا ہو تو تین مسجدوں کی طرف کرنا چاہیئے۔ وہ تین مسجدیں، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی ہیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَالْمَسْجِدِیْ ھٰذَا.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف۔ مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری یہ مسجد۔ (صحیح بخاری)

۲۔ خیر سیکھنے کے لیے مسجد نبوی میں آنا

اچھائی سیکھنے یا سکھانے کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آنے کا بہت اجر ہے بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کی مانند قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد نبوی اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبر کی مسجد ہے اس لیے اس مسجد میں جانا اللہ کے ہاں بڑا درجہ رکھتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ جَآءَ مَسْجِدِیْ ھٰذَا لَمْ یَاْتِ اِلَّا لِخَیْرٍ یَّتَعَلَّمُہٗ اَوْ یُعَلِّمُہٗ فَھُوَ بِمَنْزِلَۃِ الْمُجَاھِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمَنْ جَآءَ لِغَیْرِ ذٰلِکَ فَھُوَ بِمَنْزِلَۃِ الرَّجُلِ یَنْظُرُ اِلٰی مَتَاعِ غَیْرِہٖ. رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ بَیْھَقِیُّ شُعَبُ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

فرماتے تھے جو شخص میری اس مسجد میں آئے نہیں آتا مگر کسی خیر کے لیے کہ اس کو سیکھتا ہے یا اس کو سکھائے وہ مجاہد کی مانند ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور جو اس کے علاوہ کسی اور کام کے لیے آئے اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو غیر کے اسباب کی طرف دیکھتا ہے۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔

۳۔ ریاض الجنہ

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حرم شریف کے بعد مسجد نبوی کا مقام ہے۔ عام مساجد سے اس کے بلند مقام ہونے کی وجہ ایک تو اس مسجد کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے کہ اللہ کے رسول کی بنائی ہوئی مسجد ہے۔ اس کے بعد اس کے بلند مقام ہونے کی دوسری وجہ ریاض الجنۃ ہے جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حسب ذیل ہے:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان (ٹکڑا زمین کا) ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔ (صحیح مسلم شریف)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مساجد میں سب سے بڑا رتبہ مسجد حرام کا ہے کیونکہ وہی سب مسجدوں کا قبلہ ہے۔ جو شخص وہاں نماز پڑھتا ہے اسے ایک لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے پھر اس کے بعد مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کا درجہ ہے جو شخص وہاں نماز پڑھتا ہے اسے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے پھر اس کے بعد شہر کی جامع مسجد ہے جس میں ایک نماز پر پانچ سو نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

۴۔ تعمیر مسجد کا اجر و مسائل

مسجد وہ ہے جو ایک یا چند آدمی اپنی کوئی مملوکہ زمین یا مکان مسجد کے نام سے اپنی ملک سے جدا کر دیں اور اس کا راستہ شارع عام کی طرف کھول کر مسلمانوں کو اس میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں۔ جب ایک مرتبہ وہاں اذان اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لی جائے تو یہ جگہ مسجد ہو جائے گی۔ اگر

زمین مشترک ہو تو کسی ایک کے وقف کرے اور مسجد بنادینے سے یہ جگہ مسجد نہ ہوگی۔ جب تک تمام شرکاء بالغ ہونے کے بعد برضاورغبت مسجد بنانے کی اجازت نہ دیں۔

ا۔ تعمیر مسجد جنت میں گھر بنانا ہے

جو شخص رضائے الٰہی کے لیے مسجد تعمیر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنادیتا ہے یعنی رضائے الٰہی کی خاطر مسجد بنانا جنت میں گھر بنانے کے مترادف ہے اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اللہ کے لیے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بناتا ہے۔ (بخاری شریف)

۲۔ محلوں میں مساجد تعمیر کرنا

خطہ ارضی میں جہاں بھی مسلمان آباد ہوں۔ انھیں چاہیئے کہ وہاں عبادت الٰہی کے لیے مسجد تعمیر کریں، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اپنے محلوں میں مساجد تعمیر کرو اور انھیں پاکیزہ رکھو۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَآءِ الْمَسْجِدِ فِي الدُّوْرِ وَاَنْ يُّنَظَّفَ وَيُطَيَّبَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا اور یہ کہ پاک کی جائیں اور ان کو خوشبو لگائی جائے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے۔

۳۔ سات جگہیں مسجد نہیں

عموماً جہاں باقاعدہ نماز پڑھی جاتی ہے وہ جگہ مسجد کا درجہ رکھتی ہے لہٰذا اس جگہ کا پاکیزہ ہونا اور عمدہ

ہونا ضروری ہے اس مناسبت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ان میں پہلی جگہ نجاست ولی جگہ ے دوسری جگہ جانوروں کے ذبح کرنے کے جگہ ہے۔ چونکہ یہ جگہ بھی نجاستوں سے آلودہ ہوتی ہے۔اس لیے اس میں نماز پڑھنا منع ہے، تیسری جگہ قبرستان ہے۔ چوتھی جگہ گزرگاہ ہے پانچویں جگہ حمام ہے۔چھٹی جگہ اونٹوں کے باندھنے کی جگہ ہے ساتویں جگہ بیت اللہ کی چھت ہے اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلّٰى فِىْ سَبْعَةَ مَوَاطِنَ فِى الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَفِى الْحَمَّامِ وَفِى مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں میں نماز پڑھنے سے، نجاست پڑنے کی جگہ میں جانوروں کے ذبح ہونے کی جگہ میں اور مقبروں میں اور چوراہوں میں اور حمام میں اور اونٹوں کے باندھنے کی جگہ میں ۔اور بیت اللہ کی چھت کے اوپر۔(ترمذی ابن ماجہ)

۴۔مسجد میں جھاڑو دینے کا ثواب

مساجد میں جھاڑو دینے کا بہت اجر ہے کیونکہ مساجد مسلمانوں کی عبادت گاہیں ہیں اس لیے انھیں صاف رکھنا مسلمانوں کا فرض اولین ہے۔اور اللہ کے ہاں ایسے شخص کے لیے بہت انعام واکرام ہے جو رضائے الٰہی کی خاطر مسجد کی صفائی کرتا ہے اس کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت یہ ہے۔

عَنْ اَنَس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ اُجُوْرُ اُمَّتِىْ حَتّٰى الْقَذَاةِ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِىْ فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اَعْظَمُ مِنْ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اَوْ اٰيَةٍ اُوْتِيْهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے ثواب پیش کیے گئے یہاں تک کہ ثواب کوڑے اور خاک کا، جس کو آدمی مسجد سے نکالتا ہے۔اور روبرو کیے مجھ پر میری امت کے گناہ پس نہیں دیکھا میں نے کوئی گناہ بہت بڑا قرآن کی

سورت سے یا آیت سے کہ دیا گیا ہو وہ ایک شخص پھر بھلا دیا اس کو۔(ترمذی، ابوداؤد)

۵۔ گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم

یوں تو مساجد میں باجماعت نماز پڑھنا ضروری ہے البتہ اگر کوئی شخص مسجد میں نماز نہ پڑھ سکے تو اسے چاہیئے کہ گھر میں نماز پڑھ لے اور خاص کر عورتوں کو تو چاہیئے کہ وہ گھر میں نماز پڑھیں، گھر میں نماز پڑھنے کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حسب ذیل ہے:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِّنْ صَلٰوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں میں بھی نماز پڑھا کرو اور ان کو قبریں نہ بناؤ۔(صحیح بخاری)

اس حدیث میں بیان ہوا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، اپنے گھروں میں بھی اپنی نمازوں میں سے کچھ پڑھا کرو اور گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔ چنانچہ سنت ہے کہ اپنے گھر میں کوئی خاص جگہ نماز کے لیے بنا لی جائے۔ اس کو پاک صاف رکھا جائے اور اس میں خوشبو مہکائی جائے۔ حدیث (ابو داؤد و ترمذی) میں اس جگہ کو مسجد کہا گیا ہے اگرچہ عام اجازت نماز نہ ہونے کی وجہ سے وہ جگہ بالکل مسجد کے حکم میں نہیں ہوگی۔ البتہ عورتیں وہاں نماز پڑھنے کے علاوہ اعتکاف کر سکتی ہیں۔ اور مرد (مؤکدہ وغیر مؤکدہ) سنتیں اور نفلیں پڑھ سکتے ہیں۔ اگر اتفاقیہ وہاں نماز کی جماعت کی جائے تو مکان کی طرح جائے امام اور صفیں ملا کر قائم کرنا صحت اقتداء کے لیے شرط ہے۔

باب ۲۹

جماعت

اہل تقویٰ کو چاہیئے کہ وہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے کو ہمیشہ ترجیح دیں کیونکہ یہی پیشوائے امت کا طریقہ کار تھا۔ جماعت کا مطلب اکٹھے مل کر نماز پڑھنا ہے جماعت میں ایک شخص امام ہوتا ہے اور باقی مقتدی ہوتے ہیں۔

ا۔ جماعت کے متعلق حکم خداوندی

قرآن وسنت میں نماز باجماعت ادا کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ○

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (بقرہ:۴۳)

اس آیت سے نماز باجماعت ادا کرنے کی تاکید ظاہر ہوتی ہے اس لیے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ باجماعت نماز پڑھے۔ نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید کا ذکر قرآن پاک میں ایک اور مقام پر یوں بیان ہوا ہے کہ جہاد میں جبکہ دشمن سے ہر لحہ خونریز جنگ کا اندیشہ ہوتا ہے اس وقت بھی یہی تاکید کی گئی ہے کہ مجاہدین کو دو حصوں میں تقسیم کر کے نماز باجماعت پڑھی جائے، اس لیے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ مجاہدوں کے درمیان ہوں اور جہاد میں انھیں نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوں تو چاہیئے کہ ان میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو اور اسلحہ لیے رہے تو پھر جب وہ سجدہ کر لے تو وہ پیچھے ہٹ جائے اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی ہے، آ کر

آپ کے ساتھ نماز پڑھے اور وہ ہوشیار رہیں اور اپنا اسلحہ لیے رہیں۔ (نساء:۱۰۲)

قرآن مجید کی اس آیت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ نماز باجماعت کی بہت اہمیت ہے جو کہ میدان جنگ میں بھی معاف نہیں۔

۲۔ فضائل جماعت

اے سالک! تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کے مطابق نماز باجماعت کے بیشمار فضائل اور ثمرات ہیں لہٰذا جو کچھ جان بوجھ کر تارک جماعت بنے تو وہ ان ثمرات سے محروم رہے گا۔ فضائل جماعت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ ستائیس درجے ثواب

اکیلے نماز پڑھنے کی بجائے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے لہٰذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے ۲۷ درجے زیادہ ثواب ہوتا ہے تاکہ حصول ثواب کی خاطر مسلمان نماز باجماعت کو زیادہ ترجیح دیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی اکیلے کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ افضل ہے (بخاری شریف)

۲۔ چالیس دن باجماعت نماز کا اجر

مسلمانوں میں باجماعت نماز کو فروغ دینے کے لیے ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دن نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید کی اور اس کے اثرات یہ بیان کیے کہ دوزخ اور نفاق سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے، مراد اس سے یہ ہے کہ جو شخص چالیس دن تک توجہ سے نماز باجماعت قائم کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کی عادت میں جماعت سے نماز پڑھنا داخل ہو جائے گا تاکہ مسلمانوں میں ہمیشہ نماز باجماعت کی عادت راسخ ہو جائے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِیْ جَمَاعَۃٍ یُّدْرِکُ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی کُتِبَ لَہٗ بَرَآءَتَانِ بَرَآءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَآءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے لیے نماز پڑھی چالیس دن جماعت میں اس طرح کہ پائے تکبیر اولیٰ لکھی جاتی ہیں اس کے لیے دو خلاصیاں۔ ایک دوزخ کی آگ سے اور دوسری خلاصی نفاق سے۔ (ترمذی)

۳۔ نماز با جماعت کا درجہ قبولیت

جماعت میں شامل ہونا بہت افضل ہے اور احادیث میں مختلف انداز میں اسے قائم کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص اذان سن کر کسی شرعی عذر یعنی بیماری اور خوف کے بغیر مسجد میں نہ آئے تو اس کی نماز درجہ قبولیت کو نہیں پہنچ پاتی۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اکیلے نماز پڑھنے کی بجائے ہمیشہ جماعت کو ترجیح دینی چاہیے۔

۴۔ مسجد میں ہوتے ہوئے جماعت میں شامل ہونے کی تاکید

اگر کوئی شخص مسجد میں موجود ہو اور اسی دوران اذان ہو جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھے۔

عَنْ اَبُوْھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ کُنْتُمْ فِی الْمَسْجِدِ فَنُوْدِیَ بِالصَّلٰوۃِ فَلَا یَخْرُجْ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُصَلِّیَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ جس وقت کہ ہو تم مسجد میں اذان دی جائے نماز کی، نہ نکلے ایک تمھارا یہاں تک کہ نماز پڑھے۔ (مسند احمد)

۵۔ نماز فجر اور عشاء کی جماعت میں شامل ہونے کا اجر

نماز فجر اور عشاء کی جماعت میں شامل ہونے کے لیے خصوصی تاکید کی گئی ہے۔ کیونکہ یہ دونوں وقت لوگوں کے آرام اور سونے کے ہوتے ہیں اور ان اوقات میں نماز باجماعت طبیعت پر گراں معلوم

ہوتی ہے اس لیے ان نمازوں کو با جماعت ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور ان کا اجر بہت زیادہ ہے ۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ جس شخص نے عشاء کی نماز با جماعت پڑھی تو اس نے گویا آدھی رات عبادت کی اور جس نے فجر کی نماز جماعت سے ادا کی تو اس نے گویا ساری رات عبادت کی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کھڑی کی جائے نماز، کوئی نماز نہیں مگر فرض نماز ہی۔ (صحیح مسلم)

۶۔ ایک سے زائد آدمی کو جماعت سے نماز پڑھنی چاہیئے

ایک سے زائد آدمیوں کو نماز با جماعت قائم کرنی چاہیئے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب دو آدمی ہوں تو انھیں جماعت قائم کرنی چاہیئے اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْ ثَلٰثَةٍ فِیْ قَرْيَةٍ وَّلَا بَدْوٍ لَّا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلٰوةُ اِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَاِنَّمَا يَاْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ.

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں تین شخص بستی میں اور نہ جنگل میں کہ نہ جماعت کی جائے ان میں نماز مگر تحقیق غالب ہوتا ہے ان پر شیطان۔ پس لازم کرا اپنے پر جماعت کو، سوائے اس کے نہیں کہ کھاتا ہے بھیڑیا اس بکری کو جو ریوڑ سے دور رہے۔ (ابو داؤد)

ایک اور حدیث میں بیان ہوا ہے کہ جب دو آدمی ہوں تو انھیں جماعت ہی سے نماز ادا کرنی چاہیئے اور وہ حدیث یہ ہے:۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو یا دو

سے زیادہ جماعت ہے۔ (ابن ماجہ)

تو ان دونوں حدیثوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب بھی ایک آدمی سے زائد آدمی ہوں تو جماعت سے نماز ادا کرنی چاہیئے۔

۲۔ مسلمانوں کا امتیاز یعنی نماز باجماعت

نماز باجماعت مسلمانوں کا امتیازی نشان بھی ہے کہ جب مسلمان اکٹھے ہو کر نماز باجماعت ادا کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمان ہیں تو اس کے بارے میں آپ کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ اُمِّ الدَّرْدَآءِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ اَبُو الدَّرْدَآءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ مَآ اَغْضَبَكَ قَالَ وَاللّٰهِ مَآ اَعْرِفُ مِنْ اَمْرِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا اِلَّآ اَنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ جَمِيْعًا.

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس ابودرداء آئے اور وہ غصے کی حالت میں تھے میں نے کہا، کس چیز نے غصے میں ڈالا آپ کو، کہا اللہ کی قسم نہیں جانتا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں کچھ، مگر تحقیق وہ نماز پڑھتے ہیں جماعت سے۔ (بخاری)

۳۔ ترک جماعت پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ناراضگی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے حال پر بہت شفقت ہے۔ ہر معاملے میں آپ اپنے صحابہ سے بڑی نرمی اور پیار کا رویہ اختیار کرتے لیکن جماعت چھوڑنے والوں کو آپ نے قطعاً ناپسند کیا ہے۔ بلکہ بعض اوقات آپ نے جماعت میں شامل نہ ہونے والوں سے شدید ناراضگی کا اظہار کیا ہے کیونکہ اس کے قائم نہ ہونے سے اسلام کی اجتماعیت مجروح ہوتی ہے اسی لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ جو لوگ جماعت میں آکر شامل نہیں ہوتے، میں ان کے گھروں کو جلا دوں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ وَّفِیْ رِوَايَةٍ لَّا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ

بُیُوتَھُمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُھُمْ اَنَّہٗ یَجِدُ عَرْقًا سَمِیْنًا اَوْ مِرْمَاتَیْنِ حَسَنَتَیْنِ لَشَھِدَ الْعِشَآءَ. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَہٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تحقیق قصد کیا میں نے یہ کہ حکم کروں لکڑیوں کو جمع کرنے کا لکڑیاں جمع کی جائیں پھر حکم کروں میں اذان کہنے کا، اذان دی جائے۔ پھر حکم دوں میں ایک شخص کو کہ امامت کرائے لوگوں کی پھر پھر جاؤں میں لوگوں کی طرف۔ ایک روایت میں ہے کہ ان لوگوں کو طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے، جلادوں میں ان پر ان کے گھر۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایک ان کا جانے کہ پائے گا ہڈی گوشت کی موٹی بلکہ دو کھر گائے یا بکری کے اچھے البتہ حاضر ہوں وہ نماز عشاء میں۔ روایت کیا اس کو بخاری نے اور مسلم نے اس کی مانند۔

ذرا مقام غور ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے حد درجے کا پیار ہوتے ہوئے بھی اپنی امت کا یہ فعل پسند نہیں کہ کوئی مسجد کو چھوڑ کر گھر میں نماز پڑھے۔

منافقانہ روش کی علامت

اسلام کے ابتدائی دور میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنھوں نے مسلمانوں کے ساتھ منافقانہ روش اختیار کی اور ان کی یہ روش ان کے جماعت میں حاضر نہ ہونے سے پہچانی جاتی۔ کیونکہ منافقین صبح اور عشاء کی جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور ان کا یہ فعل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھا، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تاکید کی کہ جماعت میں شامل نہ ہونے سے منافقانہ روش کی پیروی ہوتی ہے لہٰذا اس سستی کو چھوڑ دیا جائے اور جماعت میں وقت پر پہنچا جائے۔

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا الصُّبْحَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اَشَاھِدٌ فُلَانٌ قَالُوْا لَا قَالَ اَشَاھِدٌ فُلَانٌ قَالُوْا لَا قَالَ اِنَّ ھَاتَیْنِ الصَّلٰوتَیْنِ اَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِیْھِمَا لَاَتَیْتُمُوْھَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَی الرُّکَبِ وَاِنَّ الصَّفَّ الْاَوَّلَ عَلٰی مِثْلِ صَفِّ الْمَلٰئِکَۃِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَا فَضِیْلَتُہٗ لَابْتَدَرْتُمُوْہُ وَاِنَّ صَلٰوۃَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ اَزْکٰی مِنْ صَلٰوتِہٖ وَحْدَہٗ

وَصَلٰوتُہٗ مَعَ الرَّجُلَیْنِ اَزْکٰی مِنْ صَلٰوتِہٖ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا کَثُرَ فَھُوَ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ. رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ایک دن صبح کی۔ پس جب سلام پھیرا فرمایا کیا فلاں حاضر ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ نہیں، فرمایا کیا فلاں حاضر ہے۔ عرض کی صحابہ نے کہ نہیں۔ فرمایا یہ تحقیق کہ دونوں نمازیں منافقوں پر بہت گراں ہوتی ہیں اگر تم جانتے کیا ثواب ہے ان دونوں کا تو آتے تم اگرچہ گھٹنوں پر، تحقیق پہلی صف فرشتوں کی صف کے مانند ہے۔ اگر جانتے تم کیا ثواب ہے اس کا البتہ جلدی کرتے تم اس میں پہنچنے کے لیے۔ تحقیق ایک آدمی کی نماز ساتھ ایک آدمی کے، زیادہ ثواب رکھتی ہے اکیلے کی نماز سے اور اس کی دو شخصوں کے ساتھ نماز زیادہ ثواب رکھتی ہے ایک شخص کے ساتھ نماز پڑھنے سے اور جس قدر زیادہ ہوں پس وہ زیادہ محبوب ہے اللہ کی طرف۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد اور نسائی نے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے قصداً جماعت کو ترک نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ایسا کرنے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہیں کیا۔

۴۔ نماز باجماعت کے فائدے

اسلام ایک ایسا دین ہے جس کے ہر حکم میں کوئی نہ کوئی انسانی فائدے کی بات مضمر ہوتی ہے، تمام احکامات خواہ وہ عبادت کے متعلق ہوں یا انسانی معاملات کے آئینہ دار ہوں ان کے ظاہر اور باطن میں بے شمار اسرار و رموز حکمت اور فائدہ ہوگا۔ اسی طرح نماز باجماعت میں بے پناہ حکمت اور انسانی فائدہ ہے، نماز باجماعت کی برکات بے شمار ہیں لہٰذا اس کے فوائد حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ جذبہ اطاعت

نماز باجماعت سے جذبہ اطاعت پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ پانچ وقت جب اذان ہوتی ہے تو نمازی اس اذان کی پکار پر ہر قسم کا کام کاج چھوڑ کر مسجد کی طرف آتا ہے، تو نمازی کے اس طرح فوراً نماز کی طرف آنے سے دل میں اطاعت الٰہی کے جذبہ میں رغبت اور تقویت پیدا ہوتی ہے اور آخر یہی جذبہ انسان میں

اللہ تعالیٰ کے دوسرے احکامات میں بھی بیداری کا احساس پیدا کرتا ہے۔حتی کہ یہی اطاعت انسان کو ایک بلند و بالا اور اچھے اوصاف والا انسان بنادیتی ہے۔

۲۔ باہمی ہمدردی

اطاعت کے علاوہ انسان کو نماز باجماعت سے ایک فائدہ یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ آپس میں باہمی ہمدردی اور تعلقات جنم لیتے ہیں، جماعت میں حاضر ہونے سے ایک دوسرے کی خیر و عافیت اور حالات کا پتہ چل جاتا ہے۔نماز میں حاضر ہونے والوں میں سے اگر کوئی تکلیف یا مصیبت میں مبتلا ہو، کوئی معذور، لنگڑا یا اندھا ہو، تو خواہ مخواہ دل میں ہمدردی پیدا ہوگی، کیونکہ نماز باجماعت ہمیں درس دیتی ہے کہ نمازیوں میں جو خوشحال اور صاحب حیثیت ہیں وہ غریبوں اور بے کسوں پر رحم کھائیں۔

۳۔ حصول رحمت کا ذریعہ

نماز باجماعت حصول رحمت کا خصوصی ذریعہ بھی بنتی ہے۔ محلے کی مسجد میں پانچ وقت کی نماز، جامع مسجد میں ہفتہ وار جمعہ کی نماز، سال میں دو دفعہ عید کی نماز، اور حج کرنے والے تمام دنیا کے مسلمانوں کا سالانہ بیت اللہ میں جمع ہونا اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے کیونکہ جماعت کے ذریعے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کا باہم مل کر رب العالمین کے حضور عبادت کرنا اور پھر اس کے سامنے حاضر ہو کر دعا رنا، طلب حاجت کرنا، نزول رحمت اور قبولیت دعا کا خاص درجہ رکھتی ہے۔جماعت میں نیک اور بزرگ لوگوں کی شمولیت اور برکت سے گنہگاروں کی دعا بھی قبول ہو جاتی ہے۔

۴۔ شوق عبادت اور رغبت کا پیدا ہونا

نماز باجماعت کا یک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگوں میں ایک دوسرے کو نماز پڑھتے دیکھ کر شوق عبادت می تقویت پیدا ہوتی ہے۔ مسلمانوں میں ہر قسم کے لوگ یعنی اہل علم اور ان پڑھ وغیرہ بھی ہوتے ہیں تو اس طرح جب ہر طرح کے لوگ مل کر عبادت کرتے ہیں تو جو لوگ جانتے ہیں ان کے ذمے یہ بات عائد ہوتی ہے کہ وہ نہ جاننے والوں کو بتائیں اس طرح ناواقف لوگوں کو واقف لوگوں سے مسائل پوچھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

۵۔ بیداری انسانیت

نماز باجماعت انسان میں جزبہ انسانیت بیدار کرتی ہے کیونکہ انسان کے ظاہراور باطن کی تعمیر میں بیشمار خوبیاں نماز باجماعت سے پیدا ہوتی ہیں اور سب سے بڑی خوبی جو انسان میں پیدا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ نماز باجماعت انسان کو کامل بندہ بنادیتی ہے۔

۵۔ جماعت ثانی

مسجد یا کسی اور مقام پر جہاں ایک مرتبہ نماز باجماعت ہو جائے اور وہاں دوسری جماعت قائم کرنے کو جماعت ثانیہ کہا جاتا ہے۔ اگر کچھ لوگ جماعت اول کے ساتھ نماز پڑھنے سے رہ گئے ہوں تو وہ جماعت ثانیہ کے ذریعے نماز باجماعت ادا کر سکتے ہیں۔

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کر فارغ ہو گئے کہ ایک آدمی آیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی آدمی اس کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز ادا کرے تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کر اس ے ساتھ نماز پڑھی تھی ،تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ دوسری جماعت کرنا جائز ہے لیکن قصدًا جماعت اول چھوڑ کر دوسری جماعت قائم کرنا جائز نہیں۔

ایسے ہی اگر کسی شخص نے مسجد میں اکیلے نماز پڑھی لی۔ پھر بعد میں اس کو جماعت مل گئی تو اسے جماعت کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لینی چاہیئے تو اس طرح جو اس نے پہلے نماز پڑھی تھی اس سے فرض تو ادا ہو گیا لیکن اور جماعنت کے ساتھ نماز پڑھی وہ نفل ہو گی لیکن جماعت کا ثواب بھی مل گیا۔

جماعت ثانی کا جواز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ملتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ وَّقَدْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا رَجُلٌ یَّتَصَدَّقُ عَلٰی هٰذَا فَیُصَلِّیْ مَعَهٗ فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلّٰی مَعَهٗ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا اور تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے۔ فرمایا کیا نہیں کوئی شخص کہ صدقہ کرے اس پر اس کے ساتھ نماز پڑھے۔ ایک شخص کھڑا ہوا، نماز پڑھی اس کے ساتھ (ترمذی شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت ثانی کی صورت میں کسی جگہ بھی نماز پڑھنا درست ہے لہٰذا

شارع عام یا بازار یا اسٹیشن کی مساجد میں جہاں نمازی آتے جاتے رہتے ہیں۔لیکن جولوگ بھی آئے وہ نماز پڑھ کر چلے گئے تو وہاں یہی بہتر ہے، جولوگ آئیں جماعت کے ذریعے اکٹھے نماز پڑھ لیں خواہ ایک نماز کے وقت جتنی بھی جماعتیں ہو جائیں۔ایسے ہی مسجد محلہ میں اور لوگ آ گئے تو وہ جماعت ثانی کے ذریعے نماز ادا کریں۔جماعت ثانی بغیر اذان کے پہلی جگہ سے ہٹ کر پڑھنی چاہیئے یعنی امام کا جماعت اولیٰ کے امام کی جگہ پر کھڑا ہونا درست نہیں۔بلکہ جماعت ثانی کے امام کو جماعت اولیٰ کے امام والی جگہ سے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیئے۔

مسجد کے علاوہ اگر کوئی دکان یا مدرسہ یا کوئی جگہ ہے، وہاں کچھ نمازی جمع ہو گئے تو جماعت سے قبل اذان سنت ہے، اور مسجد کی اذان کو آوز او ہاں تک آجاتی ہے تو ٹھیک ہے اذان نہ دیں اور اگر اذان کی آواز نہیں آتی تو اس جگہ اذان بھی سنت ہے۔حاصل کلام یہ ہے کہ جس مسجد میں امام مقرر ہو اگر وہاں پہلے جماعت اول ہو جائے تو پھر وہاں اذان واقامت کے ساتھ دوبارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے۔اور اگر اذان کے بغیر محراب سے ہٹ کر جماعت ثانیہ قائم کی جائے درست ہوگی۔

۶۔جماعت میں شامل نہ ہونے کے شرعی عذرات

اے مسلم! تجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ کچھ شرعی وجوہات یا عذرات ایسے ہیں۔اگر ان کی بنا پر نمازی جماعت میں شامل نہ ہو سکے تو کوئی حرج نہیں مگر ان کے باوجود بھی اگر جماعت میں شامل ہو جائے تو بہت بہتر ہے اور وہ شرعی عذرات حسب ذیل ہیں:۔

ا۔شدید سردی یا بارش

شدید سردی یا بارش کی صورت میں اگر کوئی شخص جماعت میں شامل نہ ہو سکے تو اس کا یہ عذر ترک جماعت کے لیے مقبول ہے لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص جماعت میں شامل ہو جائے تو بہت بہتر ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ اَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِيْ لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَّرِيْحٍ ثُمَّ قَالَ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَّمَطَرٍ يَقُوْلُ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے نماز کے لیے ایک رات کو اذان دی کہ اس رات میں سرد ہوا چل رہی تھی پھر کہا خبردار اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔ پھر کہا تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے موذن کو کہ جس وقت رات سرد ہوتی اور بارش ہوتی کہہ دو خبردار !نماز اپنے گھروں میں پڑھو۔ (بخاری شریف)

اس حدیث پاک کے ضمن میں یہ بات بھی آتی ہے کہ موسم سرما میں اگر سخت سردی ہو جس کے باعث کسی بیماری کے لگ جانے یا بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو یہ جماعت میں شامل نہ ہونے کا قابل قبول شرعی عذر ہے۔ ایسے ہی مسجد کے راستے میں سخت کیچڑ ہونا بھی ترک جماعت ے عذرات میں سے ہے۔

۲۔ شدت بھوک

شدت بھوک میں بھی پہلے یہ حکم ہے کہ پہلے کھانا کھالیا جائے، پھر نماز ادا کی جائے لیکن ایسی صورت میں شامل ہونے کو ترجیح دینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات دونوں طرح کے ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ عِشَآءُ اَحَدِكُمْ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَابْدَءُ وْا بِالْعِشَآءِ وَلَا يَعْجَلُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْہُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوْضَعُ لَہُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلٰوۃُ فَلَا يَاْتِيْهَا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْہُ وَاِنَّہٗ لَيَسْمَعُ قِرَآءَ ۃَ الْاِمَامِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت کہ رکھا جائے ایک تمھارے کا کھانا شام کا اور قائم کیا جائے نماز کو شروع کرو کھانا اور نہ جلدی کرو یہاں تک کہ فارغ ہو اس سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے کہ رکھا جاتا واسطے ان کے کھانا اور قائم ہوتی نماز پس نہ آتے نماز کو یہاں تک کہ فارغ ہوتے اس سے اور تحقیق وہ امام کی قرأت کو بھی سنتے۔ (مسلم شریف)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ لَا تُؤَخِّرُوا الصَّلٰوۃَ لِطَعَامٍ وَّلَا لِغَيْرِہٖ. رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ تاخیر کرو نماز کو

واسطے کھانے کے اور نہ اس کے غیر کے لیے۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اگر تاخیر کرنے میں وقت جاتا ہو تو تاخیر جائز نہیں اور اگر وقت فراخ ہو تو اس صورت میں کھالینا درست ہے بشرطیکہ کھانا حاضر ہو۔

۳۔ پیشاب یا پاخانہ کا زور ہونا

گر بیت الخلاء میں جانے کی ضرورت ہو تو نماز سے پہلے اس سے فارغ ہونا چاہیے۔اس صورت میں اگر کوئی شخص جماعت میں شامل نہ ہو سکے، تو کوئی حرج نہیں۔کیونکہ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حسب ذیل ہے:۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ اَرْقَمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَآاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ وَوَجَدَ اَحَدُکُمُ الْخَلَآءَ فَلْیَبْدَاْبِالْخَلَآءِ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ارقم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہتے تھے جس وقت کہ قائم کی جائے نماز اور پائے ایک تمھارا حاجت پاخانہ کی چاہیئے کہ ابتدا کرے پاخانہ کے ساتھ۔(ترمذی شریف)

۷۔ عورتوں کی جماعت میں شمولیت

عورتوں کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ مساجد میں جا کر جماعت میں شامل ہوں بلکہ ان کے لیے مسجد کی بجائے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔پھر اگر عورتیں مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھنا چاہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انھیں مساجد میں جانے کی اجازت دے دی جائے۔عورتوں کے مساجد میں جا کر جماعت میں شامل ہونے کے بارے میں احادیث حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ عورت کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے

عورت چونکہ گھر کی نگہبان ہوتی ہے اس لئے اس کا گھر میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الْمَرْاَۃِ فِیْ بَیْتِھَآ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِھَا فِیْ حُجْرَتِھَا وَصَلٰوتُھَا فِیْ مِخْدَعِھَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِھَا

فِی بَیْتِهَا.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کی نماز اس کے گھر میں پڑھنی افضل ہے۔ گھر کے صحن میں پڑھنے سے۔ اور کوٹھڑی میں بہتر ہے نماز اس کی کھلے مکان سے۔ (سنن ابوداؤد)

۲۔ عورتوں کو مسجد میں جانے سے نہ روکا جائے

عورتوں کو مسجدوں میں جا کر باجماعت نماز پڑھنے سے نہیں روکنا چاہیئے۔ کیونکہ مساجد اللہ کا گھر ہیں اس لیے وہاں عورتوں کو جانے سے منع نہیں کرنا چاہیئے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ عورت کے لیے ان کے گھر زیادہ بہتر ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوْا نِسَآءَ كُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ منع کرو تم اپنی عورتوں کو مسجدوں سے اور ان کے لیے ان کے گھر بہتر ہیں۔ (سنن ابوداؤد)

اگر کوئی عورت مسجد کے بہانے جا کر کسی برائی میں ملوث ہوتی ہو تو پھر اسے روکنا جائز ہے۔

۳۔ مساجد جانے کی اجازت

عورتوں کو چاہیے کہ مساجد میں جانے کے لیے اجازت سے جائیں۔ بیوی کو خاوند سے اجازت لینی چاہیئے اور لڑکیوں کو اپنے والد سے اجازت حاصل کرنی چاہیئے۔ مسجد میں حاضر ہونے کے لیے ایک دفعہ ہی اجازت لے لینا کافی ہے لیکن عورتوں کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ ایسی مساجد میں جائیں جہاں پردے کا معقول انتظام ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ عورت جس وقت مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو اسے اجازت دے دینی چاہیئے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَتِ امْرَاَةُ اَحَدِكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعَنَّهَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت اجازت مانگے ایک تمھارے کی عورت مسجد کی طرف، نہ منع کرے اس کو۔ (مسلم شریف)

۴۔ عورت کے لیے خوشبو لگا کر مسجد میں جانے کی ممانعت

عورتوں کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ خوشبو لگا کر مساجد میں جائیں۔ کیونکہ عورتوں کے اس طرح کرنے سے برائی کے جنم لینے کا خطرہ ہوتا ہے لہٰذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خوشبو لگا کر مساجد میں جانے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ زَيْنَبَ امْرَاةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَهِدَتْ اِحْدٰكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيْبًا.

حضرت زینب، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے فرمایا جس وقت حاضر ہو ایک تم میں سے مسجد میں پس نہ لگائے خوشبو۔

(مسلم شریف)

اگر کوئی عورت خشبو لگا لے تو اسے مسجد میں جانے کے لیے غسل کرنا چاہیے تاکہ خوشبو کا اثر زائل ہو جائے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنِّىْ سَمِعْتُ حِبِّىْ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ امْرَاَةٍ تَطَيَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ حَتّٰى تَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق میں نے اپنے محبوب ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے، نہیں قبول کی جاتی اس عورت کی نماز کہ مسجد میں جانے کے لیے خوشبو لگا دے یہاں تک کہ غسل کرے غسل جنابت کی مانند۔ (سنن ابو داؤد)

۵۔ آداب مساجد کو مدنظر رکھنا

عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ جب وہ مساجد میں جائیں تو وہاں آداب کو مدنظر رکھیں۔ بعض عورتیں مساجد میں جا کر دنیاداری کی باتیں کرتی ہیں۔ بعض اوقات غیبت کی باتیں بھی ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات مساجد میں جانے کا مقصد ہی نماز کے علاوہ اور رکھ لیا جاتا ہے۔ اس لیے عورتوں کو ایسی

چیزوں سے بچنا چاہیئے۔

پھر عورت کے لیے زیب وزیبائش کر کے مسجد میں جانا درست نہیں۔ کیونکہ دیکھنے والے فتنہ آنکھ کے گناہ میں مبتلا ہو سکتے ہیں اور آنکھ انسان کو زنا کی طرف مائل کرتی ہے۔ اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشبو اور زیبائش کر کے مسجد میں جانے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَیْنٍ زَانِیَۃٌ وَّاِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَھِیَ کَذَا وَکَذَا یَعْنِیْ زَانِیَۃً۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آنکھ ہے زنا کرنے والی ہے تحقیق عورت کہ جس وقت خوشبو لگاتی ہے، پھر گزرتی ہے کسی مجلس سے وہ ایسی اور ایسی ہے یعنی زنا کرنے والی ہے۔ (نسائی شریف)

۸۔ صف بندی

نماز با جماعت ادا کرنے کے لیے کھڑا ہونے کو صف بندی کہا جاتا ہے۔ جماعت میں صف بندی بہت اہم ہے کیونکہ صف بندی اجتماعی عبادت کی بنیاد ہے اگر صف بندی نہ کی جائے بلکہ جس کا جہاں دل چاہے وہ وہاں کھڑا ہو جائے تو اس طرح نظم قائم نہیں ہوگا اور بغیر نظم ونسق انسان میں ظاہری طور پر وہ نظم پیدا کرتی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور یہ ظاہری صف بندی انسان کے باطن پر بھی اثر انداز ہوتی ہے اور انسان حصول روحانیت کے لیے بھی اپنے آپ کو بارگاہ ربّ العزت میں منظّم کرتا چلا جاتا ہے۔ کیونکہ ظاہر، باطن کا عنوان ہے آپس میں مل کر صف بندی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جس طرح مل کر کھڑے ہونے میں انسان کو آپس کا اختلاف دور کر کے کھڑا ہونا چاہیے ایسے ہی دل کو اختلافاتِ دنیا سے خالی کر دو۔ تاکہ خالی دل اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تجلی کے ٹھہراؤ کی جگہ بن جائے۔

ا۔ صفیں سیدھی کرنے کا حکم

صف بندی کرتے وقت نماز میں مل کر کھڑے ہونا چاہیئے۔ بلکہ سیدھے اور برابر کھڑے ہونا چاہیئے۔ زیادہ صفوں کی صورت میں ایک سمت کھڑے ہونا چاہیئے۔ صفیں سیدھی بنائی جائیں اور قطار باندھتے ہوئے ساتھ والے کے قدم کے قریب قدم رکھنا چاہیئے اور کندھے کو کندھے کے ساتھ ملانا

چاہیئے۔

صف بندی کے وقت امام کو چاہیئے کہ اپنے پیچھے کھڑے ہونے والوں کو سیدھا کرے۔اس کے بارے میں حدیث یہ ہے:۔

(۱) عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّىْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّىْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ اَنْ يُّكَبِّرَ فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْلَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفیں سیدھی کیا کرتے تھے یہاں تک کہ گویا ان کے ساتھ تیروں کو برابر کرتے یہاں تک کہ دیکھا تحقیق سمجھے ہم ان سے۔پھر ایک دن آپ کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ قریب تھا کہ تکبیر کہیں، پس دیکھا ایک شخص کو باہر نکلا ہوا ہے اس کا سینہ صف سے۔پس کہا، اے اللہ کے بندو برابر کرو اپنی صفوں کو یا اختلاف ڈالے گا اللہ درمیان تمہاری ذاتوں کے۔(مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صفیں بالکل سیدھی ہوں۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود شروع شروع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صفوں کو نماز شروع کرنے سے پہلے درست کیا کرتے تھے۔لیکن کچھ عرصہ بعد جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے سیدھی صف بندی کا طریقہ سیکھ لیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود بخود سیدھے کھڑے ہوتے لہٰذا آج بھی لوگوں کو چاہیئے کہ صف بندی کرتے وقت سیدھے اور ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوں لیکن پھر بھی امام کو دیکھ لینا چاہیئے کہ اگر کوئی سیدھا کھڑا نہ ہو، آگے یا پیچھے ہو تو برابر کھڑا ہونے کے لیے تاکید کردینی چاہیئے۔

ایک اور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیں سیدھی کرنے کا حکم دیا۔

(۲) عَنْ اَنَسٍ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّىْ اَرٰكُمْ مِّنْ وَّرَآءِ ظَهْرِىْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نماز کے لیے تکبیر کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک ہماری جانب کیا اور فرمایا کہ اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور آپس میں مل کر

کھڑے ہو۔ کیونکہ میں تمھیں اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (بخاری شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے ایک اور حدیث مروی ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صفوں کی درستی نماز کے قیام میں شامل ہے۔

(۳) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ فَاِنَّ تَسْوِیَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی صفیں سیدھی اور درست کرو۔ کیونکہ صفوں کا درست کرنا نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے۔

(بخاری شریف)

۲۔ پہلی صف کی فضیلت

مسجد میں دوسروں کی نسبت ذرا پہلے آنا چاہیئے اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ پہلی صف میں کھڑے ہونے کی بڑی فضیلت ہے۔

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ یَلُوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰی وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ خُطْوَةٍ یَمْشِیْھَا یَصِلُ بِھَا صَفًّا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان لوگوں پر کہ قریب ہوتے ہیں پہلی صفوں کے اور نہیں کوئی قدم بہت محبوب اللہ کی طرف اس قدم سے کہ چلے اور ملا دے ساتھ اس کے صف کو۔ (سنن ابوداؤد)

۳۔ فرشتوں کی طرح صفیں باندھو

صف بناتے وقت جڑ کر کھڑا ہونا چاہیئے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ فرشتوں کی طرح جڑ کر صف بندی کرو۔ کیونکہ فرشتے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰنَا حَلَقًا فَقَالَ مَالِيْ اَرٰكُمْ عِزِيْنَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلٰٓئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلٰٓئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰى وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ.

حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے، دیکھا ہم کو بیٹھے ہوئے حلقے بنا کر۔ فرمایا کیا ہے میرے لیے کہ دیکھتا ہوں میں تم کو جماعتیں الگ الگ، پھر نکلے ہم پر، فرمایا کیا نہیں صف باندھتے تم فرشتوں کی صف کی مانند اپنے رب کے نزدیک۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیونکر صف باندھتے ہیں فرشتے اپنے رب کے پاس۔ فرمایا کہ پورا کرتے ہیں پہلی صفوں کو، جڑ کر کھڑے ہوتے ہیں صف میں۔ (مسلم شریف)

۴۔ امام کے نزدیک اہل علم کو کھڑا ہونا چاہیے

امام کے پیچھے قربت میں ان لوگوں کو کھڑا ہونا چاہیے جو زیادہ بصیرت اور علم والے ہوں، پھر ان سے قریب اہل عقل اور دانشمند کو کھڑا ہونا چاہیے۔ پھر ان کے بعد عام سوجھ بوجھ رکھنے والوں کو کھڑا ہونا چاہیے۔

عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلٰوةِ وَيَقُوْلُ اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ لِيَلِيَنِيْ مِنْكُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ اَشَدُّ اخْتِلَافًا.

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اپنے ہاتھوں کو ہمارے مونڈھوں پر رکھتے نماز میں اور فرماتے برابر ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو، مختلف ہوں گے تمھارے دل، چاہیے کہ متصل ہوں میرے تم میں سے صاحبان بلوغ کے اور عقل کے پھر وہ لوگ کہ قریب ہوں ان کے پھر وہ لوگ کہ قریب ہیں ان کے۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا تم آج کے دن بہت اختلاف کرتے ہو۔ (مسلم شریف)

۵۔ بڑوں کو آگے اور بچوں کو پیچھے کھڑا ہونا چاہیئے

امام کے پیچھے بڑوں کی صفیں بنانی چاہئیں۔ مردوں کی صفوں کے بعد پھر بچوں کی صف بنائی جائے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَلِيَنِي مِنْكُمْ اُولُو الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثَلٰثًا وَّاِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہیئے کہ میرے نزدیک ہوں تم میں سے صاحب بلوغ اور عقل کے پھر وہ لوگ کہ قریب ہیں ان کے تین بار فرمایا۔ اور بچو تم بازاروں کے شور کرنے سے (مسلم شریف)

۶۔ پہلی صف کو پورا کرنے کا حکم

پہلے پہلی صف کو پورا کرنا چاہیئے۔ پھر دوسری کو یعنی اگر کوئی کمی ہو پچھلی صف میں رہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِيْ يَلِيْهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَّقْصٍ فَلْيَكُنْ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پورا کرو پہلی صف کو، پھر اس کو جو کہ نزدیک ہے پھر جو کچھ افراد کم ہوں وہ پچھلی میں کھڑے ہوں۔ (سنن ابوداؤد)

۷۔ امام کے دائیں طرف کھڑا ہونے کی فضیلت

مقتدیوں کو امام کے پیچھے اس طرح کھڑے ہونا چاہیئے کہ امام درمیان میں رہے۔ امام کے ایک طرف زیادہ اور دوسری طرف کم افراد نہیں ہونے چاہئیں۔ امام کے دائیں کھڑے ہونے والوں کی فضیلت زیادہ ہے کیونکہ دائیں طرف کھڑے ہونے والوں پر فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اور داہنی طرف والی صفوں کے۔ (سنن ابوداؤد)

۸۔ صفیں برابر کرنے کے بعد تکبیر تحریمہ

امام کو دیکھنا چاہیئے کہ جب صفیں سیدھی اور برابر ہو جائیں تو اس وقت تکبیر تحریمہ کہنی چاہیئے۔

عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا اِذَا قُمْنَآ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر کرتے تھے ہماری صفوں کو جس وقت کہ کھڑے ہوتے ہم نماز کے لئے۔ جب برابر ہو چکتے ہم تو تکبیر تحریمہ کہتے۔ (سنن ابوداؤد)

۹۔ عورتوں کے لیے کھڑے ہونے کی بہترین جگہ

صفوں میں عورتوں کے کھڑے ہونے کی بہترین جگہ مردوں کے بعد علیحدہ صف ہے۔ اگر عورتون کے لیے مردوں کے پیچھے علیحدہ باپردہ کھڑا ہونے کا انتظام ہو تو بہت بہتر ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ اٰخِرُهَا وَشَرُّهَآ اَوَّلُهَا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صف مردوں کی پہلی ہے اور بدترین آخری۔ اور عورتوں کی بہترین صف آخری ہے اور ان کی بدترین پہلی ہے۔

۱۰۔ صف بندی کے درمیان خالی جگہ نہیں چھوڑنی چاہیئے

صف بندی کرتے ہوئے صفوں کے درمیان خالی جگہ نہیں چھوڑنی چاہیئے کیونکہ خالی جگہ چھوڑنے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اگر صفوں میں خالی جگہ چھوڑ دی جائے تو وہاں شیطان گھس آتا ہے۔ مسلمانوں کی صف میں شیطان کا گھسنا اچھی بات نہیں ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ اَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَاَنَّهَا الْحَذَفُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملی ہوئی رکھو صفیں اپنی اور نزدیکی کرو درمیان صفوں کے اور برابر رکھو گردنیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تحقیق میں دیکھتا ہوں شیطان کو داخل ہوتا ہے صف کے شگافوں میں، گویا کہ وہ سیاہ بچہ ہے بکری کا۔ (سنن ابوداؤد)

۹۔ امام اور مقتدیوں کا جماعت میں کھڑے ہونے کا طریقہ

امام اور مقتدیوں کے کھڑے ہونے کا عام طریقہ یہ ہے کہ امام آگے کھڑا ہو اور مقتدی اس کے پیچھے کھڑے ہوں لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ مقتدی ایک سے زیادہ ہوں۔ مقتدیوں کو امام کے پیچھے درمیان سے کھڑے ہونا شروع کرنا چاہیئے بزرگوں کو دائیں جانب اور جوانوں کو بائیں جانب کھڑا ہونا چاہیئے۔ امام کے پیچھے کھڑا ہونے کی دیگر صورتیں حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ امام اور ایک مقتدی کے کھڑے ہونے کی صورت

جب جماعت میں نماز پڑھنے والے صرف دو آدمی ہوں تو اس صورت میں ایک امام اور دوسرا مقتدی بن جائے۔ مقتدی کو دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیئے اور امام کو بائیں کھڑا ہونا چاہیئے۔ اس صورت میں اگر کوئی مقتدی امام کے بائیں جانب کھڑا ہو جائے یا بعد میں آ کر ایک آدمی کے ساتھ مل کر جماعت کی صورت پیدا کرے لیکن بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو امام کو چاہیئے کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پیچھے سے اسے دائیں جانب کر لے، ایسا کرنا سنت ہے لیکن ایک مقتدی کا امام کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِيَدِيْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ فَعَدَلَنِيْ كَذٰلِكَ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ اِلَى الشِّقِّ الْاَيْمَنِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رات گزاری میں نے اپنی خالہ میمونہ کے گھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے نماز پڑھنے لگے کھڑا ہوا میں بائیں طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پکڑا ہاتھ میرا پیچھے پیٹھ اپنی سے پھیرا مجھ کو اس طرح پیچھے پیٹھ اپنی سے طرف پہلو دائیں کے۔ (بخاری شریف)

۲۔امام کے ساتھ بعد میں شامل ہونے والے مقتدی

آغاز جماعت میں اگر امام کے ساتھ ایک ہی مقتدی کھڑا ہو، لیکن بعد میں دوسرا مقتدی بھی آ کر جماعت میں ملنا چاہے تو پہلے مقتدی کو پیچھے ہٹ کر امام کے پیچھے ہو جانا چاہیئے ۔اور آنے والا مقتدی اس کے ساتھ کھڑا ہو جائے پھر اگر کوئی اور آ جائے تو اسے بھی امام کے پیچھے کھڑا ہو جانا چاہیئے ۔اگر پہلا مقتدی نہ ہٹے تو بعد آنے والے مقتدیوں کو لازم ہے کہ اسے کھینچ کر پیچھے کر لیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ فَجِئْتُ حَتّٰى قُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَاَدَارَنِيْ حَتّٰى اَقَامَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ثُمَّ جَآءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ فَقَامَ عَنْ يَّسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ بِيَدَيْنَا جَمِيْعًا فَدَفَعَنَا حَتّٰى اَقَامَنَا خَلْفَهٗ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے میں آیا کہ کھڑا ہوا میں بائیں طرف حضرت کے پکڑا ہاتھ میرا پھیرا مجھ کو یہاں تک کہ کھڑا کیا مجھ کو اپنی دائیں طرف پھر آیا جبار بن صخر، کھڑا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف پکڑے حضرت نے دونوں ہاتھ اکٹھے پھر ہٹایا ہم کو یہاں تک کہ کھڑا کیا ہم کو اپنے پیچھے۔

(مسلم شریف)

۳۔امام کے آگے بڑھنے کی صورت

اگر بعد میں آنے والے مقتدی امام کے دائیں یا بائیں طرف آ کر کھڑے ہو جائیں اور پہلا مقتدی امام کی داہنی طرف ہو تو اب امام کو چاہیئے کہ آگے بڑھ جائے تا کہ مقتدی باہم مل کر امام کے پیچھے ہو جائیں۔اگر مقتدیوں کے لیے پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تو بھی امام کو آگے بڑھنا چاہیئے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كُنَّا ثَلٰثَةً اَنْ يَّتَقَدَّمَنَا اَحَدُنَا.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ جس وقت ہم تین آدمی ہوں ہم میں سے ایک آدمی بڑھ کر امام بن جائے۔(ترمذی شریف)

۴۔عورتوں کو مردوں کے پیچھے علیحدہ کھڑا ہونا چاہیے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ اَنَا وَ يَتِيْمٌ فِيْ بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اور یتیم نے ہمارے گھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔اور اُم سلیم ہمارے پیچھے تھیں۔(مسلم شریف)

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ وَبِاُمِّهٖ اَوْخَالَتِهٖ قَالَ فَاَقَامَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَاَقَامَ الْمَرْاَةَ خَلْفَنَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ساتھ اس کے اور ماں اس کی کے یا کہا خالہ اس کی کے۔انس رضی اللہ عنہ نے کہا کھڑا کیا مجھ کو داہنے اپنے اور کھڑا کیا عورت کو پیچھے ہمارے۔(مسلم شریف)

۵۔امام کا اونچی جگہ پر کھڑے ہونا درست نہیں

جماعت کے لیے امام کو اونچی جگہ پر کھڑا نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ایسا کرنے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس کے متعلق حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت یہ ہے:۔

عَنْ عَمَّارٍ اَنَّهٗ اَمَّ النَّاسَ بِالْمَدَآئِنِ وَقَامَ عَلٰى دُكَّانٍ يُّصَلِّيْ وَالنَّاسُ اَسْفَلَ مِنْهُ فَتَقَدَّمَ حُذَيْفَةُ فَاَخَذَ عَلٰى يَدَيْهِ فَاتَّبَعَهٗ عَمَّارٌ حَتّٰى اَنْزَلَهٗ حُذَيْفَةُ فَلَمَّا فَرَغَ عَمَّارٌ مِّنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ لَهٗ حُذَيْفَةُ اَلَمْ تَسْمَعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَآ اَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلَا يَقُمْ فِيْ مَقَامٍ اَرْفَعَ مِنْ مَّقَامِهِمْ اَوْنَحْوَ ذٰلِكَ فَقَالَ عَمَّارٌ لِّذٰلِكَ اتَّبَعْتُكَ حِيْنَ اَخَذْتَ عَلٰى يَدَيَّ.

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ امام ہوئے لوگوں کے مدائن شہر میں اور وہ کھڑے ہوئے چبوترہ پر نماز پڑھانے کے لیے اور مقتدی نیچے تھے ان سے آگے بڑھے حذیفہ کی عمار کے دونوں ہاتھ پکڑے پس متابعت کی حذیفہ کی عمار نے یہاں تک کہ اتارا ان کو حذیفہ نے چبوترہ سے۔جب عمار فارغ ہوئے اپنی نماز سے، اس کے لیے حذیفہ نے کہا کیا نہیں سنا تو نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جب امام ہو ایک آدمی قوم کا نہ کھڑا ہو اس جگہ کہ بلند ہو مقتدیوں کی جگہ سے یا اس کی مانند فرمایا۔ عمار نے کہا اسی لیے اتباع کی میں نے تمھاری جس وقت تم نے میرے ہاتھ پکڑے۔ (سنن ابوداؤد)

۶۔ لڑکوں کا جماعت میں کھڑے ہونے کا مقام

لڑکوں یا بچوں کو مقتدیوں کی صفوں کے پیچھے علیحدہ صف میں کھڑا ہونا چاہیئے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا ہی ہوتا تھا یعنی بچے پچھلی صف میں کھڑے ہوتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ اَلَآ اُحَدِّثُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ خَلْفَهُمُ الْغِلْمَانَ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمْ فَذَكَرَ صَلٰوتَهٗ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا صَلٰوتُهٗ قَالَ عَبْدُالْاَعْلٰى لَآ اَحْسِبُهٗ اِلَّا قَالَ اُمَّتِیْ.

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کیا نہ خبر دوں میں تم کو ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ کہا ابو مالک نے کہ حضرت نے قائم کی نماز اور صف باندھی مردوں کی اور کھڑا کیا پیچھے ان لڑکوں کو۔ پھر نماز پڑھائی ان کو۔ ابو مالک نے آنحضرت کی اسی طرح نماز ہے عبدالاعلی نیکہا، انہیں گمان کرتا میں ابو مالک کو مگر کہ کہا امت میری کی۔ (سنن ابوداؤد)

۱۰۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ

نمازی کے آگے سے گزرنا بڑا سخت گناہ ہے۔ کیونکہ انسان نماز میں خدا کے حضور میں ہوتا ہے۔ گویا کہ وہ خدا کی حمد وثناء کہہ کر خدا سے ہم کلام ہو رہا ہوتا ہے اور خدا اس حالت میں اپنے بندے پر رحمت اور مہربانی کر رہا ہوتا ہے، تو اس حالت میں جب کوئی شخص نمازی کے آگے سے گزرتا ہے تو اس ہم کلامی میں خلل واقع ہوتا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ انسان کا خیال خدا سے ہٹ کر گزرنے والے کی طرف چلا جائے اور اس طرح بندے کی توجہ کا کسی اور طرف چلے جانا اچھا نہیں۔ اس لیے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو منع کیا گیا۔

عَنْ اَبِیْ جُهَيْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَآرُّ بَيْنَ يَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَّقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ

اَبُو النَّضْرِ لَآ اَدْرِیْ قَالَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَوْشَهْرًا اَوْ سَنَةً.

حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو علم ہو کہ اس کا کس قدر گناہ ہے تو اس کے لیے چالیس تک ٹھہرے رہنا اس سے بہتر ہے کہ وہ گزرے۔ ابونضر نے کہا میں نہیں جانتا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔

(بخاری شریف)

اس حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے کا گناہ اتنا شدید ہے کہ اگر گزرنے والے کو معلوم ہو جائے تو چالیس سال تک ٹھہرنا بھی قبول کر لے۔ ایک اور حدیث میں بتایا گیا ہے کہ:۔

وَعَنْ کَعْبِ الْاَحْبَارِ قَالَ لَوْ یَعْلَمُ الْمَآرُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْهِ لَکَانَ اَنْ یُّخْسَفَ بِهٖ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّ بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَهْوَنَ عَلَیْهِ.

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا شخص جان لے اس پر کیا گناہ ہے البتہ ہو کہ اسے دھنسا دیا جائے اس سے بہتر کہ اس کے آگے سے گزرے۔ ایک روایت میں ہے۔ اس پر آسان ہے۔ (موطا امام مالک)

اس حدیث میں بھی پہلے والی بات بیان ہوئی ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جان لے کہ آگے سے گزرنے کی سزا زمین میں دھنسائے جانے سے بھی زیادہ ہے تو اسے وہ قبول ہو گی لیکن نمازی کے آگے سے گزرنا منظور نہیں ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آگے سے گزرنے کو بہت ہی برا جانا گیا ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی شَیْءٍ یَّسْتُرُهٗ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْهِ فَلْیَدْفَعْهُ فَاِنْ اَبٰی فَلْیُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَیْطَانٌ. هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ مَّعْنَاهُ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی نماز پڑھے کسی چیز کی طرف کہ اس کو لوگوں سے ڈھانکے، کوئی شخص اس کے آگے سے گزرنے کا ارادہ کرے۔ پس چاہیئے کہ باز رکھے اگر نہ مانے اس سے لڑائی کرے، سوائے اس

کے نہیں کہ وہ شیطان ہے۔ یہ لفظ بخاری کے ہیں اور مسلم کے لیے ہے اس کا معنی۔

جب سترہ نہ ہو یا سترہ ہو لیکن وہ سترہ کے اندر سے گزرتا ہو تو آواز سے سُبْحَانَ اللّٰہ کہہ کر اس کو روکنا چاہیئے۔ اگرچہ نماز سرّی ہو۔ ہاتھ آنکھ یا سر کے اشارے سے اس کو منع کریں۔ اس حدیث میں بھی یہی بتایا گیا ہے کہ گزرنے والے کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

اگر کوئی شخص بلند جگہ پر نماز پڑھ رہا ہو تو اگر نیچے سے گزرنے والے کا کوئی عضو نمازی کے سامنے ہوگا تو گزرنے والا گنہگار ہوگا۔ غرض مقام نماز کی بلندی گزرنے والے کے قد سے زیادہ ہو تو نیچے سے گزرنا جائز ہے۔

سُترہ

سُترے کا مطلب ہے آڑ کرنا لہٰذا جب کوئی نماز پڑھتے ہوئے اپنے سامنے کسی شے کو رکھ لیتا ہے تاکہ آگے سے گزرنے والے کی وجہ سے نماز میں خلل واقع نہ ہو تو اس چیز کو سترہ کہا جائے گا۔ سترہ کسی شے کو بھی بنایا جاسکتا ہے۔ اس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز پڑھتے وقت اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لی جائے اگر کوئی موجود نہ ہو تو اپنے سامنے اپنا عصا زمین پر کھڑا کرلو، اگر عصا بھی نہ ہو تو خط کھینچ لینا چاہیئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَآءَ وَجْهِهٖ شَيْئًا فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصَاهُ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهٗ عَصًا فَلْيَخْطُطْ خَطًّا ثُمَّ لَا يَضُرُّهٗ مَا مَرَّ اَمَامَهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کوئی تم میں سے نماز پڑھے وہ اپنے چہرے کے سامنے کوئی چیز رکھے پس اگر نہ پائے کوئی چیز کھڑا کرے اپنا عصا اگر اس کے پاس عصا بھی نہ ہو پس چاہیئے کہ خط کھینچے پھر اس کو جو بھی آگے سے گزرے گا ضرر نہ دے گا۔ (سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

۱۔ کجاوے کی پچھلی لکڑی کی مانند سترہ کھڑا کرنا

سترہ کس طرح رکھا جائے تو اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اونٹ پر سوار

ہونے کے لیے جو لکڑی کا کجاوا ہوتا ہے جس طرح اس کی پچھلی لکڑی کھڑی ہوتی ہے، اس کی مانند لکڑی کھڑی کرنی چاہیئے۔

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَضَعَ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَّرَّ وَرَآءَ ذٰلِكَ.

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت ایک تمھارا اپنے آگے سترہ کجاوے کی پچھلی لکڑی کی مانند رکھے پس نماز پڑھے۔ پھر پرواہ نہ کرے جو اس کے پرے گزرے۔ (مسلم شریف)

۲۔ شیطان کا نماز کو قطع کرنا

اگر کوئی شخص سترہ کھڑا کونے کے بغیر نماز پڑھتا ہے تو اس کے آگے سے شیطان گزرتا ہے لہٰذا اس کے نماز کو قطع کرنے سے بچنے کے لیے سترہ کھڑا کرنا ضروری ہے اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِىْ حَثْمَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلٰوتَهٗ.

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کوئی تم میں سے سترہ کی طرف نماز پڑھے۔ اس کے نزدیک کھڑا ہوتا کہ شیطان اس کی نماز کو اس پر قطع نہ کرے۔ (سنن ابو داؤد)

۳۔ سُترہ کی صورت میں نمازی کے آگے سے گزرنا

نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ ہے لیکن سترہ کی صورت میں آگے سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن سترہ اور نمازی کے درمیان سے نہیں گزرنا چاہیئے۔

۴۔ نمازی کے آگے سے جانور کا گزرنا

نمازی کے آگے سے جانور وغیرہ گزرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِيْ بَادِيَةٍ لَّنَا وَمَعَهُ عَبَّاسٌ فَصَلّٰى فِي الصَّحْرَآءِ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ وَّحِمَارَةٌ لَّنَا وَكَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالٰى بِذٰلِكَ . رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَآئِيُّ نَحْوَهٗ.

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم ایک جنگل میں تھے۔ آپ کے ساتھ عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے جنگل میں نماز پڑھی۔ آپ کے آگے سترہ نہ تھا اور ہماری گدھی اور کتیا آپ کے آگے کھیلتی تھیں۔ آپ نے اس کی پروانہیں کی۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور روایت کیا نسائی نے اس کی مانند۔

۵۔ امام کے آگے سُترہ

امام اگر اپنے سامنے سترہ کھڑا کر لے تو امام کا سترہ سارے مقتدیوں کی طرف سے کافی ہوگا امام کے آگے سترہ قائم ہو جانے کی صورت میں جماعت کے آگے سے گزر جانے میں کوئی گناہ نہیں۔

باب ۳۰

اِمامت

امام سردار یا حاکم کو کہا جاتا ہے لیکن نماز کی جماعت کے سلسلے میں امام اسے کہا جاتا ہے جو نمازیوں کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھاتا ہے۔ امامت بڑی ذمہ داری کا کام ہے اس لیے امام بننے کے لیے انسان کو احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ کسی شرعی نقص کی بنا پر اگر امام کی نماز نہ ہوئی تو مقتدیوں کی بھی نماز نہ ہوگی کیونکہ امامت عظیم ترین دینی منصب ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا مقام ہے اس لیے امام بننے یا کسی کو منتخب کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔

۱۔ اوصاف امام

امامت کا زیادہ مستحق وہ شخص ہوتا ہے جو عالم با عمل اور متقی و پرہیز گار ہو۔ امام کے لیے عاقل بالغ مسلمان مرد ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ عورت امام نہیں بن سکتی۔ امام کے لیے شرعی مسائل کا جاننا ضروری ہے۔ قرآن مجید کی قرأت کر سکتا ہو خوش خلق اور زیادہ عمر والا ہو تو بہتر ہے۔ جب کسی کو امام بنایا جائے تو پہلے دیکھا جائے کہ کیا وہ امام بننے کے قابل ہے کہ نہیں۔ امام بننے والے کے لیے بھی ضروری ہے کہ امامت اس وقت تک نہ کرے جب تک کہ برضا و رغبت اسے قبول نہ کر لیں۔ اگر مقتدی اس سے بیزاری کا اظہار کریں تو امام بننے سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اگر کسی شخص کو امامت کی دعوت دی جائے تو اسے قبول کر لینی چاہیئے؛ کیونکہ امامت کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔ حدیث میں امام کے جو اوصاف بیان ہوئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَاُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ کَانُوْ فِی الْقِرَآءَۃِ سَوَآءً فَاَعْلَمُھُمْ بِالسُّنَّۃِ فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّۃِ سَوَآءً فَاَقْدَمُھُمْ ھِجْرَۃً فَاِنْ کَانُوْ فِی الْھِجْرَۃِ سَوَآءً فَاَقْدَمُھُمْ سِنًّا وَلَا یُؤَمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ سُلْطَانِہٖ وَلَا یَقْعُدُ فِیْ بَیْتِہٖ عَلٰی تَکْرِمَتِہٖ اِلَّا بِاِذْنِہٖ. رَوَاہُ مُسْلِمٌ

وَفِی رِوَایَةٍ لَّهٗ وَلَا یُؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیۡ اَهۡلِهٖ.

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امامت کرائے قوم کو ان کا زیادہ پڑھتا ہوا اللہ کی کتاب کو اگر ہوں پڑھنے میں برابر امامت کرے زیادہ سنت کو جاننے والا، اگر سنت کے جاننے میں برابر ہوں تو امامت کرے وہ جو ہجرت میں پہلا ہو۔ اگر ہوں ہجرت میں برابر تو امامت کرے بڑا ان کا عمر میں۔ اور نہ امامت کرے کوئی بیچ جگہ حکومت اس کی کے اور اس کی مسند پر اس کے گھر نہ بیٹھے۔ مگر اس کے حکم کے ساتھ۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے اور نہ امامت کرے کوئی کسی کی بیچ گھر اس کے۔

ا۔ عالم اور متقی کو امام بنانا چاہیئے

اس حدیث میں یہی بیان کیا گیا ہے کہ ایسے شخص کو امامت کرنی چاہیئے جو دوسروں کی نسبت قرآن کی قرأت اچھی طرح کرتا ہو۔ اگر قرأت میں تمام نمازی برابر ہوں تو پھر ایسے شخص کو امام بنا چاہیئے جو سنت کو زیادہ جانتا ہو، یعنی احکام نماز اور مسائل کو زیادہ بہتر جانتا ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ علم فقہ کا جاننا بھی ضروری ہے اور علم فقہ میں اسی شخص کو مہارت خاصہ ہو سکتی ہے جو قرآن اور حدیث کو اچھی طرح جانتا ہو۔ اگر علم دین کو سب برابر جانتے ہوں تو پھر اس شخص کو امامت کرنی چاہیئے جو ہجرت کرنے والا ہو۔ یعنی دین حق کی تبلیغ اور دعوت کی خاطر جو ایک مقام سے دوسرے مقام پر ہجرت کر کے آباد ہو گیا ہو۔ اگر ہجرت میں بھی سب لوگ برابر ہیں یا ایسے لوگ ہیں جن میں سے کسی نے بھی ہجرت نہیں کی تو پھر اس شخص کو امام بنایا جائے جو بزرگ ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اپنی نیابت یعنی امامت کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ کچھ افراد نے استفسار کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نہایت نرم دل ہیں لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی نماز پڑھائیں گے لہٰذا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی نے امامت کے فریضہ کو سنبھالا، لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ یہ منصب بڑا اہم ہے لہٰذا نہایت ہی افضل اور ذمہ دار شخص کو امامت پر فائز کیا جائے۔

۲۔ بہتر شخص کو امام بنانا

امام کو نیک اور دیندار ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ فرمایا ہے کہ تم میں سے اذان اس شخص کو دینی چاہیئے جو بہتر ہو اور امامت اسے کروانی چاہیئے جو زیادہ قاری ہو، یعنی قرأت اچھی طرح جانتا ہو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ قُرَّاءُكُمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان دیں اچھے تمھارے اور امامت کریں تم میں سے جو خوب پڑھتے ہوں۔ (سنن ابوداؤد)

۳۔ نابینے کو امام بنانا

اگر کسی نابینے شخص میں امامت کے اوصاف جو پہلے بیان کیے گئے ہیں، پائے جائیں تو اسے بھی امام بنایا جاسکتا ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابن ام مکتوم تیرہ مرتبہ امام بنے حالانکہ وہ نابینا تھے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ اُمِّ مَكْتُوْمٍ يَؤُمُّ النَّاسَ وَهُوَ اَعْمٰى۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ام مکتوم کو خلیفہ مقرر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امامت کریں لوگوں کی اس حال میں کہ وہ اندھے تھے۔ (سنن ابوداؤد)

۴۔ تین مسلمانوں میں سے زیادہ لائق کو امام بنانا چاہیئے

تین شخص جب جماعت کی صورت میں نماز پڑھنے لگیں تو انھیں چاہیئے کہ امامت کے لیے اس شخص کو مصلے پر کھڑا کریں جو ان میں زیادہ حقدار ہو اور قرآن کی قرأت جانتا ہو۔ حقدار سے مراد یہ ہے کہ جو ان میں علم اور تقویٰ میں زیادہ ہو۔ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانُوْا ثَلٰثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَحَدُهُمْ وَاَحَقُّهُمْ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَاُهُمْ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تین آدمی ہوں، ان میں سے ایک امام ہو اور زیادہ لائق امامت کو زیادہ پڑھا ہوا ان کے۔

۵۔ امامت کو ایک دوسرے پر ڈالنا

بعض اوقات کسی مقام یا مسجد میں یوں بھی ہوتا ہے کہ مقرر امام کسی وجہ سے امامت پر حاضر نہیں تو نمازی جماعت کے لیے ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ تم امامت کرو لیکن بمشکل ہی کوئی شخص راضی ہوتا ہے جب ایک آدمی جسے لوگ اچھا اور نیک خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں وہ آگے کسی اور کو کہہ دیتا ہے یعنی اپنے اوپر سے امامت کی سعادت کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے، یہ قرب قیامت کی علامت ہے۔ اس کے بارے میں حدیث یہ ہے:۔

عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّتَدَافَعَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ لَا يَجِدُوْنَ اِمَامًا يُّصَلِّيْ بِهِمْ.

حضرت سلامۃ بنت حر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ دفع کریں گے مسجد والے امامت کو نہیں پاویں گے امام کہ ان کو نماز پڑھا دے۔ (سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرب قیامت میں لوگ امامت سے گریز کریں گے لیکن یہ کم عقلی ہے۔

۶۔ نابالغ کی امامت

عام حالات میں نابالغ کی امامت درست نہیں۔ کسی بالغ امام کے ہوتے ہوئے نابالغ کی امامت درست نہیں۔ لیکن خاص حالات میں جب بالغ جماعت پڑھانے والا نہ ہو یعنی اسے قرأت نہ آتی ہو اور اس کے مقابلے میں نابالغ کو قرأت اچھی طرح آتی ہو تو اس مجبوری کی حالت میں نابالغ کے پیچھے نماز پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن ائمہ نے اسے پسند نہیں کیا۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نابالغ بچے کے امام بننے کا واقعہ حسب ذیل ہے:۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ قَالَ كُنَّا بِمَآءٍ مَمَرَّ النَّاسِ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ نَسْأَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا لِلنَّاسِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوْلُوْنَ يَزْعَمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَهٗ اَوْحٰی اِلَيْهِ اَوْحٰی اِلَيْهِ

كَذَا وَكُنْتُ اَحْفَظُ ذٰلِكَ الْكَلَامَ فَكَاَنَّمَا يُغَرّٰى فِىْ صَدْرِىْ وَكَانَتِ الْعَرَابُ تَلَوَّمُ بِاِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ فَيَقُوْلُوْنَ اتْرُكُوْهُ وَقَوْمَهُ فَاِنَّهُ اِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِىٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِاِسْلَامِهِمْ وَبَدَرَ اَبِىْ قَوْمِىْ بِاِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ جِئْتُكُمْ وَاللّٰهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِىِّ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوْا صَلٰوةَ كَذَا فِىْ حِيْنِ كَذَا وَصَلٰوةَ كَذَا فِىْ حِيْنِ كَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ اَحَدُكُمْ فَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْثَرُكُمْ قُرْاٰنًا فَنَظَرُوْ فَلَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَكْثَرَ قُرْاٰنًا مِنِّىْ لِمَا كُنْتُ اَتَلَقّٰى مِنَ الرُّكْبَانِ فَقَدَّمُوْنِىْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَاَنَا ابْنُ سِتٍّ اَوْ سَبْعِ سِنِيْنَ وَكَانَتْ عَلَىَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ اِذَا سَجَدْتُّ تَقَلَّصَتْ عَنِّىْ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ الْحَىِّ اَلَا تُغَطُّوْنَ عَنَّا اسْتَ قَارِئِكُمْ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوْا لِىْ قَمِيْصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَىْءٍ فَرَحِىْ بِذٰلِكَ الْقَمِيْصِ.

حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایسی جگہ مقیم تھے جو دریا کے کنارے تھی اور قافلوں کی گذرگاہ بھی۔ جب وہاں آتے تو ہم قافلے والوں سے حالات حاضر کے بارے میں معلوم کرتے تھے (سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد) ہم نے ایک مرتبہ قافلہ والوں سے معلوم کیا کہ جنہوں نے اعلان نبوت کیا ہے وہ کون ہیں اور ان کا کیا تعارف ہے؟ تو قافلہ والوں نے بتایا کہ ان کا (نبی علیہ السلام) خیال یہ ہے کہ ان کو اللہ نے مبعوث فرمایا ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام نازل فرمایا ہے اور وحی بھیجی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس طرح میں سُن سُن کر کلام الٰہی کو یاد کرتا رہتا اور وہ میرے سینے میں چپک جاتا عرب والے اپنے اسلام کے اظہار کے سلسلہ میں فتح مکہ کا انتظار کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ ان (نبی علیہ السلام) کو ان کی قوم قریش کے لئے چھوڑ دو اگر وہ اپنی قوم قریش پر غالب آجائیں اور مکہ فتح ہو جائے تو وہ نبی صادق ہیں جب مکہ فتح ہوا تو لوگوں نے اسلام لانے میں جلدی کی۔ میرے والد نے بھی قوم کے بقیہ افراد پر اسلام لانے میں سبقت کی اور اسلام لانے کے بعد آکر اہل قوم سے کہا خدا کی قسم میں نبی برحق کے پاس سے آیا ہوں۔ مجھے نبی برحق نے فلاں فلاں وقت اس طرح نماز پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ اور یہ فرمایا کہ جب نماز کا وقت آئے تو اذان کہو اور ایک ایسا شخص امامت کرے جس کو قرآن کو زیادہ یاد ہو۔ چونکہ اپنے قبیلے والوں میں مجھے سب سے زیادہ قرآن یاد تھا کیوں کہ میں باہر سے آنے والے قافلوں سے قرآن سُن کر یاد کر لیتا تھا۔ چنانچہ مجھے امام بنایا گیا اس وقت

میری عمر صرف چھ سال تھی جب میں امامت کے لئے کھڑا ہوا تو ایک چادر اوڑھے ہوا تھا جب میں سجدہ میں جاتا تو چادر سمٹ جاتی تھی۔ چنانچہ ایک عورت نے لوگوں سے کہا کہ تم ہماری نظروں سے امام کی شرم گاہ کی پردہ داری کا انتظام نہیں کر سکتے۔ تب لوگوں نے کپڑا خرید کر میرے لئے کرتہ بنایا۔ چنانچہ اس کرتے کے ملنے سے مجھے جو خوشی ہوئی ایسی خوشی کبھی نہ ہوئی تھی۔ (بخاری)

نابالغ کو بضرورت تراویح میں سامع بنایا جا سکتا ہے اور فرض وواجب نماز میں نابالغ کا لقمہ لینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ البتہ بالغ لڑکا جس کے ابھی داڑھی نہ آئی ہو اس کے پیچھے نماز پڑھ لینا درست اور جائز ہے۔

۷۔ فاسق اور فاجر کو امام نہیں بنایا چاہیئے

فاسق اور فاجر شخص کو امام نہیں بنانا چاہیئے کیونکہ ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ ہاں اگر خدانخواستہ ایسے لوگوں کے کوئی دوسرا نہ ملے پھر ان کے پیچھے نماز پڑھ لینی چاہیئے اسی طرح اگر فاسق فاجر بدعتی امام طاقتور ہوں اور انھیں ہٹانے کی طاقت نہ ہو یا انھیں ہٹانے سے فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو بھی مقتدیوں کے لیے اکیلے نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے نماز پڑھ لینا جائز ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَّا تُجَاوِزُ صَلٰوتُهُمْ اٰذَانَهُمُ الْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰی يَرْجِعَ وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَاِمَامُ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین شخص ہیں کہ ان کی نماز کانوں سے بلند نہیں ہوتی۔ ایک غلام بھاگا ہوا مالک اپنے سے یہاں تک کہ پھر آئے، اور دوسری وہ عورت کہ رات گزاری ہو اس حالت میں کہ اس کا خاوند اس سے خفا ہے۔ تیسرا وہ کہ امام ہو قوم کا اور وہ اس کو مکروہ رکھتے ہوں روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

اس حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی ان میں پہلا وہ شخص ہے جو کسی کا غلام ہو اور بھاگ جائے اور جب تک وہ واپس نہیں آئے گا اس کی نماز قبول نہ ہو گی یا وہ مالک سے آزادی حاصل کر لے۔ اس عورت کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی کہ جو اپنے خاوند کی پروا نہ کرے اور اس

حالت میں رات گزار دے کہ اس کا خاوند اس سے ناراض ہو جائے۔ اور تیسرے ایسے شخص کی بھی نماز قبول نہیں ہوتی کہ جو کسی قوم کا امام ہو لیکن لوگ اسے اس کی بری حرکات کی وجہ سے اچھا نہ سمجھتے ہوں۔

امام اکثریت کا نمائندہ ہوتا ہے اس لیے اگر کسی امام سے اکثر لوگ ناخوش اور ناراض ہوں تو اسے امامت نہیں کروانی چاہیئے۔ اگر برائے نام مخالفت ہو تو امام کو نماز پڑھاتے رہنا چاہیئے لیکن اگر جماعت میں زیادہ تر لوگ امام سے نفرت کریں تو اسے امامت سے علیحدہ کر دینا چاہیئے اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ صَلٰوتُهُمْ مَّنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَرَجُلٌ اَتَى الصَّلٰوةَ دِبَارًا وَّالدِّبَارُ اَنْ يَّاْتِيَهَا بَعْدَ اَنْ تَفُوْتَهٗ وَرَجُلٌ اعْتَبَدَ مُحَرَّرَةً.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین شخص ہیں کہ نہیں قبول کی جاتی ان کی نماز، ایک وہ شخص کہ امام ہو قوم کا اور وہ اس سے ناخوش ہوں، دوسرا وہ کہ آئے نماز کو پیچھے۔ اور معنی پیچھے کے یہ ہیں کہ آئے اس نماز کو اس کے وقت کے فوت ہونے کے وقت تیسرا وہ شخص کہ غلام پکڑے آزاد کو۔ (سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

اس حدیث سے یہ مسئلہ عیاں ہوتا ہے کہ جس امام سے لوگ ناخوش ہوں اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ مراد یہ ہوئی کہ جس امام کی نماز قبول نہ ہوگی تو اس کے پیچھے اقتداء میں مقتدیوں کی بھی نماز قبول نہ ہوگی۔ اس لیے امام اور مقتدیوں کو دلی طور پر صاف دل رہنے کی اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا اگر کوئی امام یا مقتدیوں سے ناراضگی یا بغض دل میں رکھتا ہو اسے ترک کر کے امامت کرنی چاہیئے تاکہ نماز بارگاہ ربّ العزت میں قبول ہو۔ اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث یہ ہے:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَّا تُرْفَعُ لَهُمْ صَلٰوتُهُمْ فَوْقَ رُءُوْسِهِمْ شِبْرًا رَّجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَّاَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں کہ نہیں بلند ہوتی ان کے لیے ان کی نماز اوپر ان کے سروں سے، ایک بالشت بھی ایک وہ شخص کہ امام ہو قوم کا اور وہ اس سے ناخوش ہوں اور دوسری وہ عورت کہ رات گزارے اور خاوند اس کا

اس پر خفا ہو اور تیسرے وہ کہ دو بھائی آپس میں ناخوش ہوں (سنن ابن ماجہ)

۸۔ قابل نفرت شخص کی امامت

ایسے شخص کی امامت مکروہ ہوتی ہے جس سے لوگ نفرت کرتے ہوں یعنی امام ایسی بیماری یعنی جذام، برص، خارش یا دمہ وغیرہ میں مبتلا ہو اور لوگ اس کی بیماری سے نفرت کرتے ہوں تو ایسے شخص کو امامت کرانے سے گریز کرنا چاہیئے۔

۹۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر امامت خلاف شرع ہے

اگر کوئی امام دور دراز مقام یا مسجد میں امامت کر رہا ہو اور اس کی امامت کی تصویر اور آواز ریڈیو یا ٹیلی ویژن سے نشر کی جارہی ہو تو اس صورت میں اس کی امامت ان لوگوں کے لیے درست نہیں۔ جو دور دراز جگہ پر پروگرام کو دیکھ رہے ہوں یا سن رہے ہوں تو مسئلہ یہ ہوا کہ ایسے امام کی اقتداء میں نماز باجماعت پڑھنا جائز نہیں بلکہ خلاف شرع ہے ایسے ہی اگر کسی امام کی آواز ٹیپ کر کے جماعت کے آگے رکھ لی جائے اور امام کھڑا نہ کیا جائے تو اس طرح بھی نماز نہ ہوگی۔

۲۔ امامت پر اجرت

طاعت وعبادت کے کاموں پر اجارہ کرنا جائز نہیں مثلاً اذان کہنے کے لیے، امامت کے لیے، قرآن وفقہ کی تعلیم کے لیے، حج کے لیے، یعنی اس لیے اجر کیا کہ کسی کی طرف سے حج کرے۔ متقدمین فقہاء کا یہی مسلک تھا مگر متاخرین نے دیکھا کہ دین کے کاموں میں سستی پیدا ہوگئی ہے اگر اس اجارہ کی سب صورتوں کو ناجائز کہا جائے تو دین کے بہت سے کاموں میں خلل واقع ہوگا انھوں نے اس کلیہ سے بہت سے امور کا استثناء فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ تعلیم القرآن وفقہ اور اذان واقامت پر اجارہ جائز ہے کیونکہ ایسا نہ کیا جائے تو قرآن وفقہ کے پڑھانے والے طلب معاش میں مشغول ہو کر اس کام کو چھوڑ دیں گے اور لوگ دین کی باتوں سے ناواقف ہوتے جائیں گے، اسی طرح اگر مؤذن وامام کو نہ رکھا جائے تو بہت سی مساجد میں اذان و جماعت کا سلسلہ بند ہو جائے گا اور اس شعار اسلامی میں زبردست کمی واقع ہو جائے گی۔

اسی طرح بعض علماء نے وعظ پر اجارہ کو بھی جائز کہا ہے۔ اس زمانے میں اکثر مقامات ایسے ہیں جہاں اہل علم نہیں ہیں، ادھر ادھر سے کبھی کوئی عالم پہنچ جاتا ہے جو وعظ و تقریری کے ذریعے انھیں دین کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر اس اجارہ کو ناجائز کر دیا جائے تو عوام کو جو اس ذریعے سے کچھ باتیں معلوم ہو جاتی ہیں ان کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ جب اصل مذہب یہی ہے کہ یہ اجارہ ناجائز ہے، ایک دینی ضرورت کی بنا پر اس کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے تو جس بندۂ خدا سے ہو سکے کہ ان امور کو خالصۃ لوجہ اللہ انجام دے اور اجر اخروی کا مستحق بنے تو اس سے بہتر کیا بات ہے۔ پھر اگر لوگ اس کی خدمت کریں اور ثواب حاصل کریں تو دینے والا مستحق ثواب ہوگا اور اس کو لینا جائز ہوگا کہ یہ اجرت نہیں ہے بلکہ اعانت و امداد ہے۔

۳۔ فرائضِ امام

امام کے لیے ضروری ہے کہ مقتدیوں کے حال کا خیال رکھے اور مقتدیوں کے ماحول کے مطابق اگر نماز ہلکی پڑھانے کی ضرورت ہو ہلکی پڑھائے۔ اس کے فرائض حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ صف بندی کرانا

امام کو چاہیئے کہ صف بندی کروائے اور صفیں سیدھی کرنے کی تاکید کرے کیونکہ یہ امام کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ جماعت کھڑی ہونے سے قبل مقتدیوں کو صف بندی پر نظر ڈالے۔ اگر صفوں میں سے کوئی جگہ خالی نظر آئے تو اسے پورا کرنے کے لیے مقتدیوں کو تاکید کرے۔ اگر کوئی بچہ پہلی صف میں کھڑا ہو تو اسے سب سے پچھلی صف میں کھڑا ہونے کے لیے کہے۔ جب صفیں بہت زیادہ ہوں، لامحالہ امام ایک نظر میں بہت بڑے مجمع کی صف بندی یکدم درست نہیں کروا سکتا، تو مقتدیوں کو بذات خود ہی چاہیئے کہ جماعت کے لیے کھڑے ہوتے ہی خود بخود صفوں کو درست کر لیں۔

۲۔ مقتدیوں کی ضرورت اور معذوریوں کو مدنظر رکھنا

جماعت پڑھاتے ہوئے امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ مقتدیوں کی ضرورت اور معذوریوں کو مدنظر

رکھے۔قرأت درمیانے درجے کی کرے۔اگر محسوس کرے کہ اس کی قرأت سے کسی بوڑھے نمازی کو تکلیف ہوگی تو اسے چاہیئے کہ قرأت مختصر کرے، رکوع وسجود بھی لمبے نہ کرے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ہلکی پڑھانے کا حکم دیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا صَلَّیْتُ وَرَآءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلٰوۃً وَلَآ اَتَمَّ صَلٰوۃً مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنْ کَانَ لَیَسْمَعُ بُکَآءَ الصَّبِیِّ فَیُخَفِّفُ مَخَافَۃَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّہٗ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں نماز پڑھی میں نے پیچھے کسی امام کے کہ بہت ہلکی ہو اور بہت پوری ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے اور تحقیق تھے حضرت البتہ سنتے رونا لڑکے کا پس ہلکی کرتے نماز، ڈر اس کے کہ تشویش میں پڑے ماں اس کی۔(بخاری ومسلم شریف)

۳۔بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز کو ہلکا کرنا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقتدیوں کی صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے حد درجہ رحم اور شفقت فرماتے ہوئے اگر نماز کے دوران کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز مختصر کر دیتے تاکہ اگر بچے کی ماں جماعت میں شریک ہو تو اسے تکلیف نہ ہو۔اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَدْخُلُ فِی الصَّلٰوۃِ وَاَنَا اُرِیْدُ اِطَالَتَھَا فَاَسْمَعُ بُکَآءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلٰوتِیْ مِمَّآ اَعْلَمُ مِنْ شِدَّۃِ وَجْدِ اُمِّہٖ مِنْ بُکَآئِہٖ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق میں داخل ہوتا ہوں نماز میں اور میں ارادہ کرتا ہوں نماز کو لمبا کرنے کا، سنتا ہوں لڑکے کے رونے کی آواز کم کرتا ہوں بیچ نماز اپنی کے بہ سبب اس چیز کے کہ جانتا ہوں میں شدت فکر ماں اس کی سے لڑکے کے رونے کے سبب۔

۴۔بیماروں کے لیے نماز کو ہلکا کرنے کی تاکید

جماعت کے دوران امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ بیماروں، کمزوروں اور بوڑھوں کا خیال رکھے

کیونکہ جب کوئی امام نماز پڑھائے تو اسے چاہیئے کہ ہلکی پھلکی جماعت کروائے اس لیے کہ مقتدیوں میں مریض بھی ہوتے ہیں، کمزور بھی ہوتے ہیں اور بوڑھے بھی۔ لیکن قرأت کو اتنا مختصر بھی نہ کرے کہ جماعت کی روح ہی قائم نہ رہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَاصَلّٰی اَحَدُکُمْ لِلنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْهِمُ السَّقِیْمَ وَالضَّعِیْفَ وَالْکَبِیْرَ وَاِذَاصَلّٰی اَحَدُکُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْیُطَوِّلْ مَاشَآءَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت نماز پڑھائے ایک تمہارا لوگوں کو چاہیئے کہ ہلکی کرے نماز، تحقیق ان میں بیمار بھی ہیں اور کمزور بھی اور بوڑھے بھی اور جس وقت کہ نماز پڑھے ایک تمہارا اپنے نفس کے لیے چاہیئے کہ لمبی کرے جس قدر چاہے۔ (بخاری و مسلم شریف)

۵۔ مکبر مقرر کرنا

امام جب محسوس کرے کہ نمازیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے کہ اس کی آواز مقتدیوں تک نہیں پہنچ پائے گی تو اس صورت میں اسے چاہیئے کہ چند آدمیوں کو مکبر مقرر کر دے تاکہ جب وہ امام کی تکبیر سنیں تو تکبیر کہیں۔ تاکہ ان کی آواز پر مقتدی آسانی سے رکوع، سجود اور دوسرے ارکان ادا کر سکیں۔

۶۔ بہت طویل قرأت پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدگی کا اظہار

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چلا ہے کہ قرأت کرتے ہوئے امام کو چاہیئے کہ اپنے مقتدیوں کا خیال رکھے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ کو ہدایت کی ہے کہ نماز با جماعت میں قرأت اتنی لمبی نہ کرو کہ لوگ اللہ کے دین سے نفرت کرنے لگیں۔ اس کے بارے میں آپ کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْمَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا یُطِیْلُ بِنَا فَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِّنْهُ یَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مِنْکُمْ مُّنَفِّرِیْنَ فَاَیُّکُمْ مَّا صَلّٰی بِالنَّاسِ فَلْیَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِیْهِمُ الضَّعِیْفَ وَالْکَبِیْرَ وَذَاالْحَاجَةِ.

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ کہ ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تحقیق میں پیچھے رہ جاتا ہوں نماز صبح کی سے بسبب فلانے شخص کے کہ لمبی پڑھاتا ہے نماز ہم کو، نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وعظ کہنے میں بہت غصے میں اس دن سے۔ پھر فرمایا تم میں سے بعض نفرت دلانے والے ہیں پس جو تم سے نماز پڑھائے لوگوں کو، چاہیئے کہ ہلکی پڑھائے اس لیے کہ ان میں ضعیف اور بوڑھا اور حاجتمند ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم شریف)

۷۔ ائمہ کو اچھی طرح نماز پڑھانے کی تلقین

امام کو چاہیئے کہ خلوص نیت سے اچھی نماز پڑھائے کیونکہ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے اور اگر امام اچھی طرح جماعت نہیں کروائے گا، رکوع سجود اور قرأت سنوار کر نہیں کرے گا تو اس پر وبال ہوگا لیکن مقتدیوں کو پورا ثواب ملے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلُّوْنَ لَکُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَکُمْ وَاِنْ اَخْطَاءُوْا فَلَکُمْ وَعَلَیْهِمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز پڑھائیں گے امام تمھارے لیے، اگر اچھی نماز پڑھائی پس تمھارے فائدے کے لیے اور اگر خطا کی تمھارے لیے ثواب ہے اور ان پر وبال ہے۔ (بخاری شریف)

۸۔ امام کا اپنا خلیفہ کرنا

اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں ہو تو اس پر لازم ہے کہ فی الفور وضو کرنے کے لیے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ ناک بند کر کے (لوگ نکسیر کا گمان کریں) پیچھے ہٹے اور اپنے مقتدیوں میں سے کسی ایسے شخص کو جسے قابل امامت سمجھتا ہو، اشارے سے یا ہاتھ سے محراب کی طرف کھینچ کر اپنی جگہ پر کھڑا کر دے۔ مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے۔ اگر مسبوق کو خلیفہ کر دے تو بھی جائز ہے اور مسبوق کو اشارے سے بتلا دے کہ میرے اوپر اتنی نماز باقی ہے۔

امام خلیفہ کی طرف ایک انگلی سے ایک رکعت باقی رہنے کا اشارہ کرے۔ دو انگلیوں سے دو رکعتیں

رہنے کا اشارہ کرے۔ رکوع کے چھوٹ جانے کے لیے اپنا ہاتھ زانو پر رکھے اور سجدہ کے رہ جانے کے لیے پیشانی پر اور قرأت کے رہ جانے کے لیے منہ پر اور سجدۂ تلاوت کے چھوٹ جانے کے لیے پیشانی اور زبان دونوں پر ہاتھ رکھے اور اگر امام کے ذمہ سہو ہو تو اس کے اظہار کے لئے سینے پر ہاتھ رکھے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ وہ ان اشارات کو سمجھتا ہو، ورنہ اس کو خلیفہ نہ بنائے۔

پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت ہو رہی ہو تو اس پر واجب ہے کہ جماعت میں شامل ہو کر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے اور اپنے خلیفہ کے اتنا قریب کھڑا ہو کہ اقتداء ہو سکے اور اگر خلیفہ نماز پوری ادا کر چکا ہے تو اسے اختیار ہے کہ وضو خانہ کے قریب ہی نماز پوری کرے یا اپنی پہلی جگہ پر آ کر نماز پڑھے۔

اگر وضو خانہ فرش مسجد کے قریب ہی ہو جیسا کہ عام طور پر مسجدوں میں ہوتا ہے تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہیں، کرے یا نہ کرے بلکہ جب خود وضو کر کے لوٹے پھر امام بن جائے۔ اتنی دیر مقتدی اپنی ہیئت پر قبلہ رخ پورے سکوت و سکون کے ساتھ اس کی واپسی کے منتظر رہیں۔ خلیفہ کر دینے کے بعد امام اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے اس لیے اگر اس کی واپسی تک جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کی طرح تمام کرے۔ اگر امام کسی کو اپنا قائم مقام نہ کرے بلکہ مقتدیوں میں سے کوئی از خود امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام ہونے کی نیت کر لے تو بھی درست ہے بشرطیکہ امام ہنوز مسجد کے اندر ہو باہر نہ نکلا ہو۔

اور اگر نماز کہیں مسجد سے باہر ہو رہی ہو تو یہ شرط ہے کہ امام ہنوز صفوں سے یا سُترے سے آگے نہ بڑھا ہو۔ اگر ان حدود سے متجاوز ہو چکا ہو تو نماز سب کی فاسد ہو جائے گی اس لیے اب کوئی دوسرا شخص بھی امام نہیں بن سکتا۔ مسبوق کو خلیفہ کیا تو اسے مناسب ہے کہ امام کی نماز پوری کرنے کے بعد سلام پھیرنے کے لیے کسی مدرک کو آگے کر دے کہ وہ سلام پھیرے۔

۵۔ مسائلِ اِمامت

امامت کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ خلیفۃ المسلمین دارالحکومت کی مرکزی مسجد میں امامت کروائے اس کے نائب حاکم یا امام شرع اپنے اپنے علاقوں میں جماعت پڑھائیں اور اگر وہ نہ ہوں تو جس کو حاضرین مل کر امام بنالیں وہ درست ہے اور جہاں اسلامی حکومت کسی کو امام مقرر کر دے تو اس کی امامت بھی درست ہے۔

(۱) جس شخص کے عقائد یا اعمال کفر و شرک کی حد تک پہنچتے ہوں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست

نہیں، جیسے بعض امام اشتراکیت یا اشتمالیت کی طرف مائل ہوتے ہیں بظاہر مسلمان ہی ہوتے ہیں لیکن عقائد اور اعمال کے اعتبار سے وہ غیر مسلموں کی طرف راجع ہوتے ہوں تو ایسے اماموں کے پیچھے نماز پڑھنے سے بچنا چاہیئے۔ ایسے ہی منکرین حدیث اہل قرآن اور روافض کے پیچھے نماز درست نہیں۔

(۲) وہ شخص جسے جنون ہو، اس کی امامت درست نہیں لیکن ایسا مجذوب جس پر جذب کا غلبہ زیادہ طاری نہ ہو اور جماعت کے وقت ہوش میں ہو اس کے لیے جماعت کرانا جائز ہے۔

(۳) عورت کی امامت مردوں کے لیے ناجائز ہے۔ اگر عورتیں عورت کی امامت سے نماز پڑھ رہی ہوں اور کوئی شخص یا بالغ لڑکا ان کے پیچھے آکر کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھنے لگے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

(۴) فرض پڑھنے والے کی نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے نہ ہوگی۔

(۵) جو پورا ستر ڈھانکے ہوئے ہو اس کی نماز ایسے امام کے پیچھے نہ ہوگی جس کا ستر کھلا ہوگا۔

(۶) پگڑی باندھ کر نماز پڑھنا اور پڑھانا افضل ہے مگر اس کو امامت کے لیے لازمی سمجھنا غلط ہے البتہ جو شخص صرف ٹوپی سے بازار اور مجمع احباب میں جانا برا سمجھتا ہو اس کو بغیر پگڑی کے نماز پڑھنا مکروہ (تنزیہی) ہے۔

(۷) بے رضامندی قوم کے کسی کا (امامت کرنا مکروہ تحریمی) ہے۔ البتہ اگر امامت کے اوصاف اس میں سب سے زیادہ پائے جاتے ہوں تو پھر اس کے اوپر کچھ کراہت نہیں بلکہ جو اس کی امامت سے ناراض ہو وہی غلطی پر ہے۔

(۸) جس شخص سے صحیح حروف نہ ادا ہوتے ہوں مثلاً اس کوث یا ق کوک پڑھتا ہو یا کسی اور حرف میں ایسا ہی فرق ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں۔ اگر پوری نماز میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتداء درست ہو جائے گی۔

(۹) مقرر امام کی موجودگی میں دوسرے کو نماز پڑھانا مناسب نہیں۔ ہاں اگر وہ کسی کو اجازت دے دے تو پھر درست ہے۔

اگر مقرر امام بروقت موجود نہ ہو اور کوئی دوسرا شخص امامت کے لے کھڑا کر دیا جائے تو پھر اصل امام آجائے تو اس وقت یہ شخص ہٹنے یا نہ ہٹنے، دونوں درست ہیں۔

(۱۰) جس امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ (تحریمی) ہے اگر اس کے پیچھے پڑھ لی جائے تو نماز ہو جائے گی اور جماعت کا ثواب بھی مل جائے گا لیکن اس قدر ثواب نہ ملے گا جتنا پابند شرع کے پیچھے پڑھنے

سے ملتا، بہر حال لوٹانے کی ضرورت نہیں لیکن اس کے پیچھے پڑھنے سے دوسری مسجد میں پابند شرع امام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے کہ بلا کراہت نماز ہوگی اور ثواب بھی زیادہ ملے گا اگرچہ پہلی مسجد میں بھی بکراہت نماز ہو جائے گی۔

ا۔ امامت کے لیے نا اہل حضرات

جو شخص امامت کے اہل نہیں وہ یہ ہیں:۔
مفلوج (فالج زدہ) مجذوم (کوڑھی) مبروص (برص والا) جس کا برص ظاہر اور نمایاں ہو۔ امرد (بے ریش) ایک ہاتھ والا جس کا شانہ سے ہاتھ پیدائشی نہ ہو۔ وہ نابینا جو نجاستوں سے بچنے کا اہتمام نہ رکھتا ہو۔ جاہل گنوار۔ سفیہ یعنی وہ بیوقوف جو معاملات میں عقل و تمیز نہیں رکھتا اور شریعت کے موافق لین دین نہیں کر سکتا۔ ولد الزنا یعنی حرامی۔ معذور اپنے جیسے معذور کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے تو تلا ہکلا یا وہ شخص جس کو سلسل البول کا عارضہ ہو تو وہ ایسے ہی مقتدیوں کی امامت کر سکتا ہے۔ سلسل البول والا نکسیر والے کا امام نہیں ہو سکتا۔

۶۔ نماز میں لقمہ دینا

طریقہ اس کا یہ ہے کہ اگر امام قرأت میں غلطی کرے تو لقمہ دینے کی نیت سے مقتدی وہ آیت پڑھ دے اور اگر کسی اور رکن میں غلطی کرے تو حسب موقع لفظ سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہہ دے۔ بہتر سبحان اللہ ہے۔
مسئلہ ا۔ اگر امام بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو تو اس کو چاہیئے کہ رکوع کر دے۔ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے اور مقتدیوں کو چاہیئے کہ جب تک ضرورت شدید پیش نہ آئے امام کو لقمہ نہ دیں۔ نیز امام کے رکتے ہی فوراً لقمہ دینا مکروہ (تنزیہی) ہے۔
مسئلہ ۲۔ اگر مقتدی اپنے امام کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی خواہ امام بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو یا نہیں۔
مسئلہ ۳۔ مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سن کر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اگر لے لے گا تو اس کی نماز بھی، اور اگر مقتدی کو قرآن مجید میں دیکھ کر یا دوسرے سے سن کر خود بھی یاد آ گیا اور پھر اپنی یاد پر لقمہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ ۴۔ اگر خارج نماز یا داخل نماز امام کے سوا کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لے لے یا لقمہ کی وجہ سے اس کو یاد آ جائے اور لقمہ کو اس کی یاد میں دخل ہو جائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ البتہ اگر خود بخود یاد آ جاوے، خواہ اس کے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے یا پیچھے تو اس کی نماز میں فساد نہ آئے گا۔

مسئلہ ۵۔ اگر امام درمیانی قعدہ کرنا بھول جائے تو مقتدی اس کی اقتداء کرتے ہوئے اشارہ بیٹھنے کا کریں جب کہ وہ آدھے سے کم کھڑا ہو۔ یعنی ٹانگیں سیدھی نہ ہوئی ہوں اور جب آدھا یا آدھے سے زیادہ کھڑا ہو جائے تو پھر قعدہ کے لیے نہ بٹھائیں، نیز مقتدیوں کا بیٹھے رہنا اور امام کا کھڑا ہو جانا درست نہیں کہ مقتدیوں کا امام کو اپنی اقتداء کے لیے مجبور کرنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے احتیاط کی جائے۔ اور کھڑے ہو کر لوٹ آنے پر اور بغیر لوٹے، سجدۂ سہو دونوں صورتوں میں واجب ہے۔

مسئلہ ۶۔ اگر قعدۂ اخیرہ میں ایسا ہو جائے تو مقتدی امام کے سیدھا کھڑے ہونے پر بھی لقمہ دے سکتے ہیں۔ اگر امام نہ بیٹھے تو پھر مقتدی بھی کھڑے ہو جائیں۔

مسئلہ ۷۔ اگر امام نے تین یا چار رکعت والی نماز میں بھولے سے دوسری پر سلام پھیر دیا اور مقتدی نے (غلطی سمجھتے ہوئے) سلام نہ پھیرا، پھر امام لقمہ ملنے پر یا یاد آنے پر کھڑا ہو گا اور یہ مقتدی بھی کھڑا ہو گیا تو اس مقتدی کی نماز میں کوئی نقصان نہیں آئے گا۔

مسئلہ ۸۔ اگر مقتدی نے یہ سمجھ کر کہ امام پانچویں رکعت کو کھڑا ہوتا ہے۔ لقمہ دیا اور حقیقت میں وہ چوتھی ہی تھی مقتدی کی نماز میں کوئی خرابی نہیں آئی۔

مسئلہ ۹۔ مقتدی کو لقمہ دیتے وقت امام کو جو خاموش رہنا پڑتا ہے اس سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا اور نہ ہی نماز فاسد ہوتی ہے۔ لیکن لقمہ لینے میں اگر ایک رکن کی مقدار سے زیادہ دیر تک خاموش رہے تو مکروہ (تنزیہی) ہے۔

باب ۳۱

احکام اقتداء

جماعت میں جو شخص امام کے پیچھے نماز ادا کرتا ہے اسے مقتدی کہا جاتا ہے امام اور مقتدی دونوں کی نماز کا ایک سا ہونا ضروری ہے۔ اگر امام فرض نماز ادا کر رہا ہے تو مقتدی کا بھی فرض نماز ادا کرنا ضروری ہے امام اگر نفل پڑھے اور مقتدی فرض، یا امام ادا نماز پڑھ رہا ہو اور مقتدی قضا کی نیت کرے تو اقتداء درست نہ ہوگی اور ایسی صورت میں مقتدی کی نماز نفل ہو جائے گی۔ البتہ امام اگر فرض کی نیت سے نماز پڑھ رہا ہو اور مقتدی نفل کی نیت سے اقتداء کرے تو نماز درست ہوگی، مسائل اقتداء حسب ذیل ہیں۔

مسائلِ اقتداء

ا۔ امام کی پیروی کرنے کا حکم

نماز باجماعت ادا کرتے ہوئے مقتدی کو امام کی پیروی کرنی چاہیئے اس کے بارے میں احادیث یہ ہیں:۔

عَنْ عَلِيٍّ وَّمُعَاذِبْنِ جَبَلٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ وَالْاِمَامُ عَلٰى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْاِمَامُ.

حضرت علی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت آئے ایک تمھارا نماز کو اور امام ایک حالت پر ہو تو چاہیئے کہ جس طرح امام کرتا ہے اسی طرح کرے۔ (جامع ترمذی)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَادِرُوا الْاِمَامَ اِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. اِلَّا اَنَّ الْبُخَارِيَّ

لَمْ یَذْکُرْ وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ پہل کرو امام پر۔ جب تکبیر کہے، تکبیر کہو اور جب کہے ولا الضالین، کہو آمین اور جب رکوع کرے رکوع کرو اور جب کہے سمع اللہ لمن حمدہ، کہو یا الٰہی اے رب ہمارے! تیرے لیے ہے سب تعریف۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔ مگر بخاری نے نہیں ذکر کیا۔ وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ۔

۲۔ اقتداء میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل

صحابہ کرام نماز با جماعت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر طرح پیروی کرتے تھے اور ان کا طرز عمل یہ تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے کھڑے ہوتے اور جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو سجدہ کے لیے نہ جھکاتے اس وقت تک صحابہ بھی نہ جھکاتے، مراد یہ ہے کہ حضور سے پہلے آپ کوئی حرکت نہ کرتے

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ کَانَ کُنَّا نُصَلِّیْ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ یَحْنِ اَحَدٌ مِّنَّا ظَھْرَہٗ حَتّٰی یَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَبْھَتَہٗ عَلَی الْاَرْضِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز پڑھتے تھے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ جب کہتے سنا اللہ نے واسطے اس شخص کے کہ حمد کی اس کی، نہ جھکاتا کوئی ہم میں سے پیٹھ اپنی یہاں تک کہ رکھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیشانی زمین پر۔ (بخاری شریف)

۳۔ امام سے سبقت کرنے کی ممانعت

جماعت میں امام سے کسی عمل میں بھی سبقت کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ یعنی امام تو ابھی رکوع میں نہ گیا ہو، آپ رکوع میں چلے جائیں تو ایسے طرز عمل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جِئْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ

وَنَحْنُ سُجُوْدٌ فَاسْجُدُوْا وَلَا تَعُدُّوْهُ شَيْئًا وَّمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم نماز کی طرف آؤ اور ہم سجدے میں ہوں پس سجدہ کرو اور نہ حساب میں رکھو اس کو کچھ اور جس نے پایا رکوع امام کے ساتھ، تحقیق پالی اس نے رکعت نماز کی۔ (سنن ابوداؤد)

۲۔ مقتدیوں کی قسمیں

جماعت میں جو حضرات امام کے پیچھے نماز ادا کرے ہیں ان کی چار قسمیں ہیں

(۱) مُدْرِك:۔ یہ وہ مقتدی ہوتا ہے جو ابتداء سے امام کے ساتھ جماعت میں نماز شروع کرتا ہے اور آخر تک پوری نماز امام کے ساتھ ادا کرتا ہے۔

(۲) مَسْبُوْق:۔ مسبوق اس مقتدی کو کہتے ہیں جو امام کے ساتھ جماعت میں اس وقت شامل ہوا ہو جب ایک رکعت یا کئی رکعتیں ہو گئی ہوں۔

(۳) لاحق:۔ اس مقتدی کو کہا جاتا ہے جو امام کے ساتھ شریک جماعت تو ہو جائے لیکن شریک جماعت ہونے کے بعد اس کی کل رکعتیں یا بعض رکعتیں کسی عذر کی بنا پر جاتی رہیں۔ جیسے نماز پڑھتے پڑھتے سو گیا یا کسی اور وجہ سے رکعتیں فوت ہو جائیں۔

(۴) مَسْبُوْق لَاحِقْ:۔ اس مقتدی کو کہا جاتا ہے جو ایک یا کئی رکعتیں ہو جانے کے بعد جماعت میں شریک ہوا ہو اور پھر کسی وجہ سے ایک یا دو رکعتیں جاتی رہی ہوں۔ مثلاً دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہوا، پھر تیسری یا چوتھی رکعت میں اس کو وضو ٹوٹ گیا۔

ان چاروں قسموں کے مقتدیوں کے جماعت میں شامل ہونے کے مسائل مختلف ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

ا۔ مُدرک کی نماز

مدرک کی نماز کا وہی طریقہ ہے جو عام طریقہ سے امام کے پیچھے نماز پڑھی جاتی ہے۔ مدرک کے لیے نماز میں امام کے احکامات کا پابند ہونا ضروری ہے۔ جب امام نے تکبیر تحریمہ کہی تو مدرک کو بھی اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لینے چاہییں۔ پھر جب امام رکوع اور سجود میں جائے تو اسے بھی رکوع اور سجود کرنا

چاہیئے یعنی مدرک کے لیے نماز میں اول سے آخر تک اطاعت امام ضروری ہے۔

۲۔لاحق کی نماز

لاحق سو جانے کے بعد بیدار ہونے پر یا وضو ٹوٹ جانے کے بعد وضو کر کے آنے پر، یا لوگوں کی کثریت کی وجہ سے سجدہ وغیرہ نہ کر سکنے پر اس رکن میں جس میں اس کا امام موجود ہے، اپنی ترتیب نماز چھوڑ کر نہ مل جائے بلکہ پہلے اپنی چھوٹی ہوئی نماز امام کا ساتھ چھوڑ کر اسی طرح ادا کرے جس طرح امام ادا کر گیا ہے مثلاً یہ پہلی رکعت کے سجدہ میں سو گیا اور اس کے جاگنے اور وضو سے فارغ ہونے تک امام دوسری رکعت کے قعدہ میں جا پہنچا تو اب لاحق وہ سجدہ ادا کر کے تمام ارکان بالترتیب اسی طرح ادا کرے جیسے امام کے ساتھ پڑھتا ہے۔یعنی قیام میں قرأت نہ کرے،ضروری قرأت کی مقدار خاموش کھڑا رہے اور قومہ میں تسمیع نہ کہے، تحمید کہے، اگرچہ اس کا امام آگے بڑھتا جائے۔جب چھوٹی ہوئی نماز پوری کرلے تو امام کے ساتھ ہو کر باقی نماز پوری کرے۔اور اگر امام فارغ ہو چکا ہے تو باقی نماز بھی اسی طرح پوری کرلے جیسے امام کے پیچھے پڑھتا ہے۔اس حالت میں اگر اسے کوئی سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو بھی نہ کرے۔کیونکہ اس وقت بھی وہ مقتدی ہے اور مقتدی کے سہو پر سجدۂ سہو نہیں آتا۔

۳۔مسبوق کی نماز

مسئلہ ا۔اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں اسی نماز کی جماعت ہونے لگے تو اگر وہ فرض دو یا تین رکعت والا ہے تو دوسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے وہ نماز توڑ دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور بعد میں جماعت کے اندر شریک نہ ہو اور اگر وہ فرض چار رکعت والا ہو تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو نماز توڑ دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو دوسری رکعت پر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں مل جائے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی ہو اور اس کا سجدہ نہ کیا ہو تو نماز توڑ دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو اپنی نماز پوری کر لے اور جن صورتوں میں نماز پوری کر لی جائے ان میں سے فجر، عصر اور مغرب میں تو دوبارہ شریک جماعت نہ ہو (کہ یہ دوسری نماز نفل ہوگی) اور ظہر اور عشاء میں شریک ہو جائے اور جن صورتوں میں نماز توڑنا ہو، کھڑے کھڑے دونوں طرف سلام پھیر دے۔

بعض لوگ امام کے رکوع میں چلے جانے پر رکعت کے حاصل کرنے میں بڑی بے احتیاطی کرتے

ہیں کہ دوڑتے ہوئے آئے (جماعت میں شامل ہونے کے لیے دوڑنا منع ہے) جلدی جلدی نیت کی اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کے بغیر ہاتھ باندھے رکوع میں چلے گئے۔ بعض دفعہ اس پہلی بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے وقت طرح سیدھے بھی کھڑے نہیں ہوتے کہ اسی تکبیر سے رکوع میں چلے جاتے ہیں، جس سے تکبیر تحریمہ بھی باقاعدہ ادا نہیں ہوتی۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس مقام پر مندرجہ ذیل چار چیزیں ضروری ہیں۔ اگر ان میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جائے گی (جیسا کہ قصداً چھوٹ جاتی ہے) تو نماز نہیں ہوگی، پھر رکوع مل جانے سے کیا فائدہ؟

جماعت کی نماز شروع ہو جانے کے بعد شامل ہونے والا مقتدی پہلے نماز کی ا۔ نیت کرے (خواہ دل میں کہہ لے کہ میں یہ نماز امام کے پیچھے پڑھتا ہوں پھر ۲۔ اطمینان کے ساتھ ۳۔ تکبیر تحریمہ ۴۔ کھڑے ہو کر کہہ کے قاعدہ کے موافق ہاتھ باندھ لے۔ پھر اگر امام رکوع میں ہو تو دوسری دفعہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اگر رکوع مل جائے یعنی امام کے پیچھے ایک دفعہ بھی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہہ لیا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہنے کا موقع نہیں ملا بلکہ امام کے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنے سے پہلے رکوع میں شامل ہو گیا تو یہ رکعت ہو گئی ورنہ نہیں۔

غرض کہ ہاتھ باندھنے کے بعد اگر امام قیام میں نہ ہو تو جس حالت میں ہو دوسری دفعہ اللہ اکبر کہہ کر اسی حالت میں چلا جائے۔ اگر پہلی رکعت نہ ملی ہو اور مسبوق ہو گیا ہو تو (امام کے ساتھ) قعدۂ اخیرہ میں صرف التحیات پڑھے۔ اور جب امام پہلا سلام پھیرے تو یہ سلام نہ پھیرے بلکہ اس کے دوسرا سلام شروع کرنے پر اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہو جائے اور (پہلی رکعت کی) ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھے پھر قاعدہ کے موافق رکعت پوری کر کے قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام پھیر دے۔ اگر دو رکعتیں رہ گئی ہوں اور تین رکعت والی نماز ہو تو پہلے بیان کی ہوئی صورت سے ایک رکعت پڑھ کے قعدہ کرے۔ اس میں صرف التحیات پڑھ کے کھڑا ہو جائے تو دوسری رکعت میں تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھ کر رکعت پوری کرے۔ اور قعدہ کر کے سلام پھیرے اور اگر چار رکعت والی نماز ہو اور دو رکعتیں رہ گئی ہوں تو پہلی رکعت اسی طرح پڑھ کے دوسری رکعت میں کھڑا ہو کر تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھے اور رکعت پوری کر کے قعدہ کے بعد سلام پھیرے۔ اور اگر تین رکعت رہ گئی ہوں تو پہلی رکعت میں ثناء وغیرہ تمام چیزیں پڑھ کے قعدہ کرے اور اس میں صرف التحیات پڑھ کے کھڑا ہو جائے اور تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھ کے رکعت پوری کرے۔ پھر آخری رکعت میں کھڑا ہو کے صرف تسمیہ اور فاتحہ پڑھے اور رکعت پوری کر کے قعدۂ اخیرہ میں سلام پھیر

دے۔

مسئلہ۲:۔اگرایک مسجد میں جماعت نہ ملے تو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں تلاش کے لیے جائے۔اور وہاں نہ ملے تو یہ بھی مستحب ہے کہ واپس آ کر اپنے گھر والوں کو جمع کر کے جماعت سے نماز پڑھے۔

مسئلہ۳:۔امام کے ساتھ ایک آدمی مل کر نماز پڑھے تو بھی جماعت کا ثواب مل جاتا ہے خواہ وہ سمجھدار نابالغ ہی ہو۔

مسئلہ۴:۔جو شخص فرض نماز پڑھ چکا ہو، پھر اگر جماعت پائے تو اسے نفل کی نیت سے ظہر اور عشاء کی جماعت میں شرکت کر لینا درست ہے اور فجر، عصر اور مغرب میں نہیں۔

مسئلہ۵:۔تنہا عورت کو نامحرم مرد کے پیچھے جبکہ مرد کی کوئی محرم عورت (بیوی یا بہن وغیرہ) یا سمجھدار بچہ اس کے ساتھ نہ ہو (مقدار صف فاصلہ پر اور پردہ حائل کر کے بھی) نماز پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ۶:۔امام کے پہلا سلام شروع کرنے (اور امام پر سجدۂ سہو واجب ہو تو اس کی ادائیگی کے بعد دائیں طرف سلام پھیرنے) یعنی لفظ السلام کہنے سے پہلے پہلے جماعت میں شرکت کی جاسکتی ہے اس کے بعد اقتداء صحیح نہیں۔

مسئلہ۷:۔نیز نماز سے نکلنے کے لیے لفظ السلام کہنا واجب ہے اور علیکم ورحمتہ اللہ سنت ہے اس لیے (اخیر نماز میں) پہلے سلام کے لفظ السلام تک ہر نمازی کا باوضو رہنا ضروری ہے۔اس کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ۸:۔رکعت چلی جانے کے خوف سے دائیں بائیں یا آگے پیچھے کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے جماعت میں شامل ہو جانا جائز ہے۔لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ (تنزیہی) ہے۔اس لیے جب دائیں یا بائیں طرف جگہ خالی ہو (خواہ وہاں تک صف بچھی ہوئی ہو یا نہ بچھی ہو) اسے پُر کرتے ہوئے دونوں طرف مقتدی برابر ہوتے چلے جانے چاہئیں۔

مسئلہ۹:۔قرأت نماز میں (منفرد یا) امام سے ایک دو آیت بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو لازم نہیں۔اگر کر لیا تو بھی نماز ہو گئی، مسبوق کی بھی۔

مسئلہ۱۰:۔نیز جبکہ سجدۂ سہو واجب نہ ہو اور کسی وہم پر کرے یا ترک سنت ہی پر کر لے (جس میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا) تو مکروہ (تنزیہی) ہے نماز ہو جاتی ہے، مسبوق کی بھی لیکن نہ کرنا چاہیئے۔

مسئلہ۱۱:۔بعض مبتدی یا ناواقف نمازی جماعت کی ایک دو رکعتیں ہو چکنے کے بعد شامل ہونے پر پہلے

فوت شدہ رکعت پڑھنے لگتے ہیں، اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ امام کے پیچھے نیت باندھتے ہی امام کی پیروی لازم ہو جاتی ہے۔ پھر اخیر میں اپنی باقی نماز پوری کر لے۔

مسئلہ ۱۲:۔ مسبوق کو جو رکعت نہ ملے اس میں شریک ہو جانے پر اس کے لیے اس رکعت کے سجدے فرض ورکن نہیں بلکہ متابعت امام کی بنا پر واجب ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۱۳:۔ اگر کوئی شخص درمیانی قعدہ میں شریک جماعت ہوا اور اس کو قعدہ کا ذرا سا ہی حصہ ملا، وہ التحیات پڑھ رہا تھا کہ امام تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو بعض کے نزدیک نماز مکروہ (تحریمی) ہوتی ہے۔

مسئلہ ۱۴:۔ اور اگر قعدۂ اخیرہ میں شریک جماعت ہوا اور اس کی التحیات پوری نہ ہوئی تھی کہ امام نے سلام پھیر دیا تب بھی یہی حکم ہے کہ پوری التحیات پڑھ کے اٹھے۔

مسئلہ ۱۵:۔ اگر مقتدی پیچھے رہ جانے یا (درمیانی) قعدہ کا ذرا سا حصہ ملنے کی وجہ سے التحیات پوری کرنے لگا اور امام قیام میں آ کر رکوع میں جانے والا ہو گیا تو مقتدی فوراً التحیات چھوڑ کے قیام میں شریک ہو جائے اور امام کی اقتداء میں رکوع میں جائے

مسئلہ ۱۶:۔ البتہ رمضان شریف کی نماز وتر میں اگر مقتدی کی دعاء قنوت پوری نہ ہوئی ہو کہ امام قنوت سے رکوع میں چلا جائے تو مقتدی مختصر دعاء قنوت پڑھ کے رکوع میں شامل ہو جائے۔ کیونکہ پوری دعاء قنوت پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷:۔ اور اگر دعاء قنوت بالکل نہیں پڑھی تھی کہ امام رکوع میں چلا گیا تو اگر مقتدی کو رکوع فوت ہو جانے کا گمان ہو تو دعاء قنوت نہ پڑھے بلکہ امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے اور قنوت چھوڑ دے۔ اس کی وہ رکعت ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۸:۔ اور اگر مقتدی التحیات پڑھ رہا تھا یا (رمضان میں) دعاء قنوت پوری کر رہا تھا کہ امام قیام سے رکوع میں یا دوسری صورت میں رکوع سے قومہ میں چلا گیا اور مقتدی (باوجود جلد جلد پڑھنے کے) شریک نہ ہو سکا تو وہ پہلی صورت میں تنہا (بلاقرأت) قیام کر کے رکوع میں، اور دوسری صورت (وتر رمضان) میں تنہا (بلاتسبیح) رکوع کر کے قومہ میں امام کے ساتھ ہو جائے۔

مسئلہ ۱۹:۔ اور اگر اس طرح نہ ملا اور بعد میں بھی شامل نہ ہوا تو رکن میں شرکت چھوٹ جانے کی وجہ سے اقتداء ٹوٹ گئی۔ اب نئے سرے سے وہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۲۰۔ اگر امام سجدۂ سہو کرے تو مسبوق کو سجدۂ سہو کا سلام نہ پھیرنا چاہیئے (اس لیے کہ اس وقت اس کی نماز کا درمیان ہے) صرف سجدہ ہی سجدہ کرنا ضروری ہے۔ سو اگر سہواً سلام میں بھی شریک ہو گیا تو (حالت اقتداء کی وجہ سے سجدۂ سہو واجب نہیں) نماز ہو جائے گی۔ اور اگر قصداً (سلام میں) شرکت کی تو اپنی نماز کو لوٹائے۔ اور پہلے سے شرکت کرتا رہا ہے تو ایسی نمازوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۲۱:۔ اگر کسی امام کے پیچھے ایک بھی رکعت نہ ملی ہو، صرف شریک جماعت ہو گیا ہو تو وہ امام کے دوسری طرف سلام پھیرنے پر کھڑا ہو جائے اور سب رکعتوں کو اکیلے نمازی کی طرح ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲:۔ اگر مسبوق، امام کے دائیں طرف سلام پھیرتے ہی کھڑا ہو گیا اور امام نے سجدۂ سہو کیا تو مسبوق لوٹ آئے اور (بغیر سلام پھیرے) امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے۔ پھر جب امام (دوسرا) بائیں طرف سلام پھیرنے لگے تب اپنی باقی نماز پوری کرے۔

مسئلہ ۲۳:۔ اگر مسبوق بھولے سے امام سے پہلے یا امام کے بالکل ساتھ سلام پھیرے دے تو نماز فاسد نہیں ہوگی اور امام کے بعد بھول کر ایک طرف سلام پھیر دے تو اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر قصداً سلام پھیر دیا یہ خیال کر کے کہ مجھے بھی سلام پھیرنا چاہیئے تو نماز فاسد ہوگئی۔ دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۲۴:۔ اگر مسبوق بھولے سے امام کے قعدۂ اخیرہ میں دونوں طرف سلام پھیر دے تو بھی یاد آنے پر فوراً کھڑا ہو جائے اور باقی نماز پوری کر کے اخیر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر سلام پھیر دینے کے بعد کوئی بات ایسی ہوگئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے مثلاً بول پڑا تو اب نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۲۵:۔ اگر امام (آخری مثلاً) چوتھی رکعت پر بیٹھ کر پانچویں کے لیے کھڑا ہو جائے تو مسبوق اس کی پیروی نہ کرے۔ اگر پیروی کرے گا تو کھڑے ہوتے ہی (صرف) اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لیے وہ خاموش بیٹھ کر انتظار کرے۔ اگر امام لوٹ آئے تو مسبوق اس کے ساتھ سجدۂ سہو کر کے سلام پر کھڑا ہو جائے اور اگر امام نہ لوٹے اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لے تو مسبوق اپنی نماز پوری کر لے لیکن بعد میں جبکہ مسبوق نے ابھی ایک رکعت نہ پڑھی ہو۔ امام کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو جائے گی اور اگر مسبوق نے کھڑے ہو کر ایک رکعت پڑھ لی ہو، اس کے بعد امام کی نماز فاسد ہو جائے یا نفل ہو جائے تو مسبوق کی نماز پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ یا امام پانچویں رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کر لے تو بھی مسبوق کی (اور سب کی) نماز درست ہو جائے گی۔

اور اگر امام قعدۂ اخیرہ کیے بغیر زائد رکعت میں کھڑا ہو گیا تو بھی مسبوق انتظار کرے۔ اگر امام

پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے لوٹ آئے تو مسبوق سجدۂ سہو کے بعد آخری سلام پر کھڑا ہو جائے اور اپنی نماز پوری کر لے لیکن (اس صورت میں) اگر امام نہ لوٹا اور اس نے پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا (خواہ مسبوق نے اس کا اتباع کیا یا نہ کیا) تو اس کے پیچھے پڑھنے والے مسبوق اور دوسرے سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو کر نفل ہو جائے گی، سب وہ نماز دوبارہ پڑھیں۔

اور دونوں صورتوں میں اگر مسبوق بغیر امام کے انتظار کیے اپنی نماز پوری کرنا شروع کر دے تو مکروہ تحریمی ہے۔ اس لئے اگر امام پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے لوٹ آئے اور مسبوق ابھی فارغ نہیں ہوا ہے تو اب امام کے ساتھ ہو جائے اور سجدہ سہو کے بعد امام کے آخری سالم پھیرنے کے بعد کھڑا ہو کے اپنی نماز پوری کرے اور اگر امام کے ساتھ شامل نہ ہوا تو اپنی نماز کے آخر میں اسے سجدہ سہو کرنا لازم ہے۔

مسئلہ ۲۶:۔ اگر امام قعدہ اخیرہ میں سجدہ سہو کرنے لگا اور مسبوق التحیات میں پیچھے رہ گیا تو التحیات پوری کر کے بغیر سلام پھیرے سجدہ سہو میں شریک ہو۔ اور اس صورت میں اگر اس سے ایک سجدہ چھوٹ جائے تو وہ اسے امام کے بعد فوراً تنہا کر کے تشہد میں شریک ہو جائے۔ اس کے بعد میں سجدہ سہو کرنے کو یہی کہا جائے گا کہ امام کے ساتھ کیا ہے۔

مسئلہ ۲۷:۔ اگر مسبوق نے امام کی اقتداء امام کے دوسرے سجدہ سہو میں یا بعد سجدہ سہو کے کی تو اسے ہر دو صورتوں میں سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۲۸:۔ البتہ اگر مسبو کو اپنی باقی نماز میں کوئی سہو ہو جائے تو اخیر کے قعدہ میں سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ ۲۹:۔ جہری نماز (مثل فجر، جمعہ، عیدین وغیرہ) کے مسبوق کو اختیار ہے کہ وہ اپنی باقی رکعت کی قرأت میں جہر کرے یا نہ کرے۔ لیکن جہر معمولی کافی ہے تا کہ دوسروں کو نماز وغیرہ میں خلل نہ پڑے۔

۴۔ مسبوق لاحق کی نماز

جو شخص کچھ رکعتیں ہونے کے بعد شریک جماعت ہوا ہے اور شرکت کے بعد اس کی کوئی اور رکعت بھی رہ جائے اس کو چاہئے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو شرکت کے بعد چھوٹ گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے لیکن ان کے ادا کرنے میں اپنے تئیں ایسا سمجھے جیسا کہ وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو یعنی

قرأت نہ کرے اور امام کی ترتیب کا لحاظ رکھے اس کے بعد اگر جماعت ختم نہ ہوئی ہو اس میں شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز تنہا پڑھ لے اس کے بعد اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شریک ہوا اس کے بعد فوراً ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا وہ وضو کرنے گیا تو اتنے میں جماعت ختم ہوگئی اب اس کو چاہئے کہ پہلے ان تین رکعتوں کو ادا کرے جو جماعت میں شریک ہونے کے بعد رہ گئیں۔ ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قرأت نہ کرے اور ان تین کی پہلی رکعت میں التحیات بیٹھے اس لئے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے۔ اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا پھر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے کیوں کہ یہ امام کی تیسری رکعت ہے پھر تیسری رکعت میں قعدہ کرے کیونکہ یہ امام کی چوتھی رکعت اس میں امام نے قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک جماعت ہونے سے پہلے تھی۔ اور اس میں بھی قعدہ کرے کیوں کہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے۔ اور اس رکعت میں اس کو قرأت بھی کرنی ہوگی اس لئے کہ وہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے۔ اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مقتدی مقیم نے مسافر امام کے پیچھے ایک رکعت پائی تو اب وہ باقی تین رکعتیں کس طرح ادا کرے گا۔ اگر مقتدی امام مسافر کے ساتھ قعدہ میں آکر شریک ہو تو اب وہ اپنی چار رکعت کس طرح پڑھے۔

یاد رہے کہ ایسا شخص مسبوق لاحق ہے۔ اگر اس نے مسافر امام کے ساتھ ایک رکعت پائی تو امام مسافر کے سلام کے بعد اٹھ کر پہلے ایک رکعت خالی پڑھے۔ پھر بیٹھ جائے، تشہد کے بعد اٹھ کر پھر ایک رکعت خالی پڑھے۔ پھر چوتھی رکعت بھری پڑھے۔ پھر پڑھ کر تشہد وغیرہ پڑھنے کے بعد سلام پھیرے اور اگر قعدہ میں شریک ہوا تو پہلے دو رکعتیں خالی پڑھے۔ پھر دو رکعتیں بھری پڑھے۔

باب ۳۲

نماز وتر

عشاء کی نماز کے بعد تین رکعت نماز وتر ہے، اسے وتر اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کی رکعتیں طاق ہیں۔نماز وتر واجب ہے لیکن اس کے پڑھنے کی تاکید فرضوں جیسی ہے۔اگر کسی وجہ سے وتر رہ جائیں تو ان کی قضا واجب ہے اس کے متعلقہ احکام و مسائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ وتر پڑھنے کی تاکید

وتر پڑھنے کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید کی ہے بلکہ یہ فرمایا کہ جو وتر چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں۔اس لیے وتر کو بلاوجہ چھوڑنا گناہ ہے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔(ابوداؤد)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ فَاَوْتِرُوْا يَآ اَهْلَ الْقُرْاٰنِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ وتر ہے، وتر کو دوست رکھتا ہے۔اے اہل قرآن! وتر پڑھو۔(ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

۲۔ وتر پڑھنے کا وقت

وتر کا وقت بعد نماز عشاء سے صبح صادق تک ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لے

جائیں۔ نبی پاک کبھی وتر رات کے پہلے حصے میں پڑھتے اور کبھی رات کے پچھلے حصے میں۔ وہ لوگ جو رات کو نماز تہجد پڑھتے ہوں، انھیں چاہیئے کہ وہ تہجد کے ساتھ وتر پڑھیں۔

عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قُلْتُ لِعَآئِشَةَ اَرَاَيْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِيْٓ اَوَّلِ اللَّيْلِ اَمْ فِيْٓ اٰخِرِهٖ قَالَتْ رُبَّمَا اغْتَسَلَ فِيْٓ اٰخِرِهٖ قُلْتُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً قُلْتُ كَانَ يُوْتِرُ اَوَّلَ اللَّيْلِ اَمْ فِيْٓ اٰخِرِهٖ قَالَتْ رُبَّمَآ اَوْتَرَ فِيْٓ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَرُبَّمَآ اَوْتَرَ فِيْ اٰخِرِهٖ قُلْتُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً قُلْتُ كَانَ يَجْهَرُ بِالْقِرَآءَةِ اَمْ يَخْفِتُ قَالَتْ رُبَّمَا جَهَرَ بِهٖ وَرُبَّمَا خَفَتَ قُلْتُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْاَمْرِ سَعَةً ۔

حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا مجھ کو خبر دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل پہلی رات کر لیا کرتے تھے یا آخر رات؟ کہا کہ کبھی پہلی رات غسل کر لیتے اور کبھی آخر رات۔ میں نے کہا اللہ اکبر! سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے امر دین میں وسعت کر دی۔ میں نے کہا آپ اول شب وتر پڑھتے تھے یا آخر شب؟ کہا کبھی اول شب وتر پڑھ لیتے اور کبھی آخر شب۔ میں نے کہا اللہ اکبر! سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے امر دین میں وسعت کر دی۔ میں نے کہا، آپ قرأت جہر کے ساتھ پڑھتے تھے یا آہستہ؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کبھی پکار کر پڑھتے، کبھی آہستہ۔ میں نے کہا اللہ اکبر! سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے امر دین میں وسعت کر دی۔ (ابن ماجہ)

عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَمَدَّكُمْ بِصَلٰوةٍ هِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوِتْرِ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فِيْمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلٰٓى اَنْ يَّطْلُعَ الْفَجْرُ ۔

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے اور فرمایا تحقیق اللہ نے امداد کی ہے تمھاری ایک نماز سے، جو تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ اللہ نے اس کا وقت عشاء کی نماز سے لے کے طلوع فجر تک مقرر کیا ہے (ابوداؤد، ترمذی)

۳۔ وتر کی رکعتیں

وتر کی تین رکعت واجب ہیں۔اس تعداد کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلٰثٍ يَقْرَأُ فِيْهِنَّ بِتِسْعِ سُوَرٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ يَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِثَلٰثِ سُوَرٍ اٰخِرُهُنَّ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے ،ان میں مفصل کی نو سورتیں پڑھتے۔ ہر رکعت میں تین سورتیں پڑھتے ،آخر ان کی قل ھواللہ احد ہوتی۔

(ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ وتر تین رکعت ہیں اور نماز مغرب کی طرح اس میں بھی دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھتے ہیں اور التحیات ،درود اور دعا پڑھ کر سلام پھیرتے ہیں ،نماز وتر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت اس طرح پڑھی جاتی ہے کہ تیسری رکعت میں سورۂ الحمد اور دوسری سورت سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہیں اور ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور پھر ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت آہستہ دل میں پڑھیں۔ پھر رکوع میں جائیں اور باقی نماز حسب معمول پوری کریں۔

اس میں قعدۂ اولیٰ واجب ہے اور قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے ،نہ درود پڑھے نہ سلام پھیرے جیسے مغرب میں کرتے ہیں ،اسی طرح کرے۔ اور اگر قعدۂ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو گیا تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدۂ سہو کرے۔

۴۔ وتر آخر شب میں پڑھنا افضل ہے

گو رات کے پہلے حصے میں بعد نماز عشاء وتر پڑھنا جائز ہے لیکن رات کے پچھلے حصے میں وتر پڑھنا افضل ہے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی قول ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ اَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ اَوَّلَهٗ وَمَنْ طَمِعَ اَنْ يَّقُوْمَ اٰخِرَهٗ فَلْيُوْتِرْ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَاِنَّ صَلٰوةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ وَّذٰلِكَ اَفْضَلُ۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ڈرے کہ رات کے

آخر میں اٹھ نہیں سکے گا وہ اول شب وتر پڑھ لے اور جو امید رکھے کہ آخر رات اٹھ سکے گا، وہ آخر رات وتر پڑھے۔ کیونکہ آخری رات کی نماز حاضری کی گئی ہے اور یہ افضل ہے۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جسے آخر شب میں جاگنے پر اعتماد ہو، تو بہتر یہ ہے کہ پچھلی رات میں وتر پڑھے ورنہ بعد عشاء پڑھ لے۔

اول شب میں وتر پڑھ کر سو رہا پھر پچھلے کو جاگا تو دوبارہ وتر پڑھنا جائز نہیں اور نوافل جتنے چاہے پڑھے۔

۵۔ وتروں کی مسنون قرأت

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربلك الاعلى اور دوسری میں قل یا ایها الكفرون اور تیسری میں قل هو الله احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھا کرتے تھے۔ رواہ الترمذی وابوداؤد۔ اس حدیث کو نسائی نے عبدالرحمٰن بن ابزی خزاعی سے اور امام احمد نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور عارمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، لیکن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھنا مذکور نہیں۔ شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ احناف نے آخری روایت پر عمل کیا تیسری رکعت میں صرف قل هو الله احد پڑھتے ہیں۔

چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی آئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد ہی پڑھتے تھے۔ آپ کبھی وتر میں قصار مفصل کی نو سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے جن کی قرأت مفصل کی نو سورتیں ہوتی تھیں۔ ہر رکعت میں تین سورتیں ہوتیں جن میں آخری قل هو الله احد ہوتی تھی، رواہ الترمذی۔

شیخ عبدالحق لکھتے ہیں کہ بعض روایتوں میں اس اجمال کی تفصیل اس طرح آئی ہے کہ آپ پہلی رکعت میں انا انزلنه . اذا زلزلت الارض ، اور الهكم التكاثر اور دوسری میں عصر، نصر اور کوثر اور تیسری رکعت میں کافرون اور تبت یدا ابی اور قل هو الله احد پڑھتے تھے۔

۶۔ وتروں کی قضا پڑھنا

وتر کی نماز قضا ہو گئی تو قضا پڑھنی واجب ہے اگر چہ کتنا ہی زمانہ ہو گیا ہو، قصداً قضا کی ہو یا بھولے سے قضا ہو گئی ہو اور جب قضا پڑھے تو اس میں قنوت بھی پڑھے۔ البتہ قضا میں تکبیر قنوت کے لیے ہاتھ نہ اٹھائے جبکہ لوگوں کے سامنے پڑھتا ہو کہ لوگ اس کی تقصیر پر مطلع ہوں گے۔

۷۔ وتروں کی جماعت

وتر رمضان المبارک میں جماعت کے ساتھ پڑھنا مسنون ہے۔ اس کے علاوہ وتر کی جماعت نہیں وتر اکیلے پڑھنا درست ہے۔

۸۔ دعائے قنوت

وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا واجب یعنی ضروری ہے، یہ اس وقت پڑھی جاتی ہے جب قعدہ کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سورت فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہتے ہیں اور ہاتھ باندھ لیتے ہیں، اس وقت یہ دعا جو دعائے قنوت کے نام سے مشہور ہے پڑھنی چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ ط اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ ط

اے اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے بخشش چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تیرے اوپر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور علیحدہ کر دیتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے، اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف کوشش کرتے ہیں اور ہم حاضری دیتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

مسئلہ ۱:۔ جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو اسے چاہیئے کہ وتر کی نماز کے لیے اسے جلد از جلد یاد کر لے۔ اگر کوئی شخص مندرجہ بالا دعائے قنوت نہ پڑھ سکے تو وہ یہ دعا پڑھ لے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ یا تین بار اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا کہے۔

مسئلہ ۲:۔ اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع پڑھے اور اگر قیام کی طرف لوٹ آیا اور قنوت پڑھی اور رکوع نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی مگر گنہگار ہوگا اور اگر صرف الحمد پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تھا تو لوٹے اور سورت وقنوت پڑھے، پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ یونہی اگر بھول گیا اور سورت پڑھ لی تھی تو لوٹے اور فاتحہ وسورت وقنوت پڑھ کر پھر رکوع کرے

مسئلہ ۳:۔ دعائے قنوت آہستہ پڑھے، امام ہو یا منفرد یا مقتدی، ادا ہو یا قضا، رمضان میں ہو یا اور دنوں میں۔

مسئلہ ۴:۔ امام کو رکوع میں یاد آیا کہ دعائے قنوت نہیں پڑھی تو قیام کی طرف عود نہ کرے پھر بھی اگر کھڑا ہو گیا اور دعا پڑھی تو رکوع کا اعادہ نہ چاہیئے اور اگر اعادہ کر لیا اور مقتدیوں نے پہلے رکوع میں امام کا ساتھ نہ دیا اور دوسرا امام کے ساتھ کیا، پہلا رکوع امام کے ساتھ کیا دوسرا نہ کیا، دونوں حال میں ان کی نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ ۵:۔ قنوت وتر میں مقتدی امام کی متابعت کرے اگر مقتدی قنوت سے فارغ نہ ہوا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی بھی امام کا ساتھ دے اور اگر امام نے بے قنوت پڑھے رکوع کر دیا اور مقتدی نے ابھی کچھ نہ پڑھا تو مقتدی کو اگر رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو جب تو رکوع کر دے ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع میں جائے اور اس خاص دعا کی حاجت نہیں جو دعائے قنوت کے نام سے مشہور ہے بلکہ مطلقاً کوئی دعا جسے قنوت کہہ سکیں، پڑھ لے۔

مسئلہ ۶:۔ اگر شک ہوا کہ یہ رکعت پہلی ہے یا دوسری یا تیسری تو اس میں بھی قنوت پڑھے اور قعدہ کرے پھر اور دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں قنوت بھی پڑھے اور قعدہ کرے، یونہی دوسری اور تیسری ہونے میں سک واقع ہو تو دونوں میں قنوت پڑھے۔

مسئلہ ۷:۔ بھول کر پہلی یا دوسری میں دعائے قنوت پڑھ لی تو تیسری میں پھر پڑھے، یہی راجح ہے۔

مسئلہ ۸:۔ مسبوق امام کے ساتھ پڑھے، بعد میں نہ پڑھے اور اگر امام کے ساتھ تیسری رکعت کے رکوع میں ملا ہے تو بعد میں جو پڑھے گا اس میں دعائے قنوت نہ پڑھے۔

باب ۳۴

نماز جمعہ

ا۔ یوم جمعہ کی فضیلت واہمیت

جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام دنوں سے افضل اور بڑا مبارک ہے کیونکہ اس دن میں کچھ ایسی خصوصی خوبیاں ہیں جو عام ایام میں نہیں اور انہی خوبیوں کے جمع ہونے کی وجہ سے اس دن کو جمعہ کہا جاتا ہے اور یہ دن مسلمانوں کی عبادت کے لیے خاص ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جمعہ کے بارے میں مندرجہ ذیل حدیث ہے:۔

ا۔ دنوں کا سردار دن

عَنْ اَبِی لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَهُوَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ یَّوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ فِیْهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰهُ فِیْهِ اٰدَمَ وَاَهْبَطَ اللّٰهُ فِیْهِ اٰدَمَ اِلَی الْاَرْضِ وَفِیْهِ تَوَفَّی اللّٰهُ اٰدَمَ وَفِیْهِ سَاعَةٌ لَّا یَسْاَلُ الْعَبْدُ فِیْهَا شَیْئًا اِلَّآ اَعْطَاهُ مَالَمْ یَسْاَلْ حَرَامًا وَفِیْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ مَامِنْ مَّلَكٍ مُّقَرَّبٍ وَّلَا سَمَآءٍ وَّلَا اَرْضٍ وَّلَا رِیَاحٍ وَّلَا جِبَالٍ وَّلَا بَحْرٍ اِلَّا هُوَ مُشْفِقٌ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰی اَحْمَدُ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخْبِرْنَا عَنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ مَا ذَا فِیْهِ مِنَ الْخَیْرِ قَالَ فِیْهِ خَمْسُ خِلَالٍ وَّسَاقَ اِلَی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ.

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمنذر رسے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کا دن دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک بڑا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عید قربان اور عید الفطر سے

بھی بڑا ہے، اس میں پانچ باتیں ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اس میں اللہ تعالیٰ نے آدم کو زمین کی طرف اتارا اور اس دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فوت کیا اور اس میں ایک ساعت ہے کوئی بندہ اس میں کچھ نہیں مانگتا مگر وہ اس کو دے دیتا ہے جب تک حرام کا سوال نہ کرے اور اس میں قیامت قائم ہوگی، کوئی مقرب فرشتہ نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں نہ ہوا نہ پہاڑ نہ دریا مگر وہ جمعہ سے ڈرتے ہیں۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور روایت کیا احمد نے سعد بن معاذ سے، کہ انصار کا ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، کہا کہ ہم کو جمعہ کے متعلق خبر دو اس میں کس قدر بھلائی ہے۔ کہا اس میں پانچ چیزیں ہیں۔ اور ساری حدیث بیان کی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن کی فضیلت مندرجہ بالا امور کی بنا پر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس دن میں سرانجام دیئے۔ یہ دن دراصل مسلمانوں کے آپس میں اجتماع کا دن ہے۔ اس روز مسلمان اپنے علاقے میں کسی ایک مرکزی مقام پر جمع ہوتے ہیں اور ایک عظیم جماعت بنا کر نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کو مسلمانوں کی عید کا دن قرار دیا ہے کیونکہ اس دن سب خواص و عام چھوٹے بڑے شہر کے رہنے والوں کو نماز جمعہ ادا کرنے کا حکم ہے تاکہ اللہ کے دین کی سر بلندی ظاہر ہو۔

اسلام سے پہلے چونکہ یہودیت اور عیسائیت کا غلبہ تھا اور ان کے ہاں ہفتہ اور اتوار کا دن مخصوص تھا وہ اس روز کام کاج سے فارغ رہتے اور خاص عادت کرتے، لہٰذا ان کے دنوں کو چھوڑ کر اسلام میں جمعہ کو اہم عبادت کا دن قرار دیا گیا، تاکہ ملت اسلامیہ ان دونوں ملتوں سے ممتاز ہو۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا میں ہماری آمد کا زمانہ سب سے بعد میں ہے لیکن قیامت کے روز ہم سب سے آگے جنت میں جانے والے ہونگے یہود و نصاری کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں بعد میں کتاب دی گئی اور ان سب پر تعظیم جمعہ فرض کی گئی لیکن ان لوگوں نے اس میں اختلاف کیا اور خدا نے ہمیں اس پر قائم رہنے کی توفیق بخشی، یہود کل کے دن یعنی ہفتہ کی تعظیم کرتے ہیں اور نصاری پرسوں یعنی اتوار کے دن کی تعظیم کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ مسلمانوں کے لیے مخصوص دن ہے۔

۲۔ مسجدوں کے دروازوں پر ملائکہ کے تشریف لانے کا دن

شیخ ابونصر نے اپنے والد اور دیگر اسناد سے بیان کیا کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جمعہ کا

دن ہوتا ہے تو شیاطین جھنڈے لے کر نکلتے ہیں اور لوگوں کو بازاروں کی طرف لے جاتے ہیں اور ملائکہ مسجدوں کے دروازوں پر اتر کر آنے والوں کے نام حسب مراتب آمد لکھتے ہیں، اول، اس کے بعد دوم ،دوم کے بعد سوم ،اور اسی طرح بالترتیب یہاں تک کہ امام برآمد ہوتا ہے جو شخص امام سے قریب ہو کر خاموشی کے ساتھ خطبہ سنتا ہے اور اس اثناء میں کوئی لغو بات نہیں کرتا اس کا اجر ایک حصہ ہوتا ہے اور جو امام کے قریب رہ کر کوئی لغوبات کتا ہے اور خاموش رہ کر خطبہ نہیں سنتا اس ہر پر دوہرا گناہ ہوتا ہے اور جو امام سے دور رہ کر لغوبات کرتا ہے اور خاموشی سے خبہ نہیں سنتا اس پر بڑا گناہ ہوتا ہے۔ یہاں تک خاموش رہنے کی تاکید ہے کہ اگر ایک شخص نے خطبہ کے دوران دوسرے شخص سے کہا خاموش! تو اس نے بھی لغوبات کی اور اس کا جمعہ نہیں ہوا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا میں نے تمھارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے خود سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمار ہے تھے امام کے خطبہ کے دوران اگر تو نے اپنے ساتھی سے کہا خاموش رہ، تو تو نے لغوبات کی۔ عمرو ابن شعیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ ان کے دادا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جمعہ کے روز مسجدوں کے دروازوں پر ملائکہ کھڑے ہوتے ہیں اور وہ آنے والے لوگوں کو کہتے رہتے ہیں کہ فلاں شخص کس وجہ سے نہیں آیا اور فلاں شخص کیوں نہیں آیا؟ الٰہی اگر وہ بیمار ہے تو اس کو شفا دے اور اگر وہ راستہ بھول گیا ہو تو اس کو راستہ بتادے، اگر وہ مسافر ہے تو اس کی مدد فرما۔''

۳۔ خیر کثیر کا دن

شیخ ابو نصر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام سفید پر ہاتھ میں لیے ہوئے تشریف لائے۔ اس پر میں ایک سیاہ نقطہ تھا! میں نے دریافت کیا ہاتھ میں کیا ہے؟ انھوں نے کہا یہ قیامت ہے جو جمعہ کے دن قائم ہوگی۔ جمعہ سید الایام ہے۔ ہم ملاء اعلیٰ (عالم ملکوت) میں اس کو یوم المزید کہتے ہیں، میں نے کہا یوم المزید کہنے کی کیا وجہ ہے جبریل علیہ السلام نے کہا'' جنت میں اللہ تعالیٰ نے ایک وادی بنائی ہے جس کو خوشبو سفید مشک سے زیادہ ہے۔ جب قیامت کا جمعہ آئے گا (وہ جمعہ جس روز قیامت بپا ہوگی) تو اس وادی میں اللہ تعالیٰ جلوہ افروز ہوگا، اس کی کرسی کے ارد گرد نور کے منبر ہوں

گے جن پر انبیاء کرام علیہم السلام تشریف فرما ہوں گے، ان منابر کے پاس سونے کی جڑواں کرسیاں ہوں گی ان کرسیوں پر شہداء وصدیقین بیٹھیں گے۔ پھر اہل غرفہ آئیں گے اور وہ وادی بھر جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تم سے تو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا یعنی تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اپنی عزت کے مقام پر تم کو جگہ دی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اب تم مجھ سے اپنی مراد طلب کرو، اس وقت سب کے سب عرض کریں گے، الٰہی! ہم تیری خوشنودی کے طالب ہیں، اس وقت ارشاد ہوگا کہ میری خوشنودی ہی نے تو تم کو اس گھر میں اتارا ہے۔ میری عطا کی ہوئی عزت تم کو حاصل ہوئی پھر فرمائے گا مجھ سے مانگو، سب لوگ وہی جواب دیں گے پھر ارشاد ہوگا کہ مجھ سے مانگو، آخر کار بندے اپنی اپنی مرادیں مانگیں گے یہاں تک کہ ہر بندے کی آرزو اور مرادیں ختم ہو جائیں گی، اس وقت ہر ایک کہے گا۔ ''ہمارے لیے ہمارا رب کافی ہے۔'' اس وقت نماز جمعہ سے واپسی کی مقدار کے مطابق (یعنی جتنا وقت نماز جمعہ سے واپسی میں بندہ کا صرف ہوا تھا اس کے بقدر) وہ چیزیں ان کی نظروں کے سامنے لائی جائیں گی جو اب تک نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے ان کے بارے میں سنا ہوگا نہ کسی کے دل میں اس کا تصور آیا ہوگا۔ یہ سب غرفہ والے اپنے غرفوں کی جانب واپس ہو جائیں گے۔ ہر غرفہ (بالا خانہ) سفید موتی، سرخ یاقوت اور سبز زمرد کا ہوگا، نہ اس میں کوئی نقص ہوگا اور نہ کسی قسم کی ٹوٹ پھوٹ ہوگی۔ ان بالا خانوں کے اندر نہریں بہتی ہوں گی درخت اور سبزے کی بہتات ہوگی، درخت پھلوں سے لدے ہوں گے ان کی بیویوں کے رہنے کے لیے مخصوص جگہیں ہوگی، خدمتگار، خدمت کے لیے ہوں گے، اس وقت وہ (یہ انعامات دیکھ کر) کسی چیز کے اتنے ضرورتمند نہیں ہوں گے جتنے جمعہ کے دن کے لیے اس لیے کہ اللہ کے فضل وکرم سے اس میں اضافہ ہوگا۔

۴۔ جمعہ کے دن جبرئیل علیہ السلام کعبہ میں اپنا جھنڈا نصب کرتے ہیں

شیخ ابونصر نے بالا سناد اصبغ ابن بنانہ سے روایت کی ہے کہ ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جمعہ کا دن ہوتا ہے تو جبرئیل امین علیہ السلام صبح دم کعبہ (مسجد حرام) میں اپنا جھنڈا نصب کر دیتے ہیں اسی طرح دوسرے فرشتے بھی ان مساجد کے دروازوں پر جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے اپنے جھنڈے اور علم نصب کر دیتے ہیں، پھر چاندی کے کاغذ پر سونے کے قلم سے جمعہ کی نماز کے لیے آنے والوں کے نام بالترتیب (آمد) لکھتے جاتے ہیں۔ جب ترتیب وار آنے والوں

کی تعداد ستر ہو جاتی ہے تو یہ کاغذ تہ کر دیے جاتے ہیں۔ جمعہ میں بالترتیب آنے والے یہ ستر آدمی ان ستر آدمیوں کی طرح ہوتے ہیں جن کا انتخاب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کیا تھا اور یہ سب کے سب نبی تھے۔ اس کے بعد فرشتے صفوں میں آ کر نمازیوں کو دیکھتے ہیں جب کسی نمازی کو نہیں پاتے ہیں تو آپس میں پوچھتے ہیں کہ فلاں نمازی کہاں ہے، اگر وہ فوت ہو گیا ہے تو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ جمعہ کا پابند تھا۔

۵۔ جمعہ کے روز مستجاب دعا کا وقت

جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اس وقت بندہ، اللہ سے جو مانگے اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا کرتا ہے اور اس ساعت میں بندو جو دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول کر لیتا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کونسی ساعت ہے تو اس کے بارے میں مختلف مندرجہ ذیل روایات بیان کی جاتی ہیں۔

اس ساعت کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ گھڑی اس وقت شروع ہوتی ہے جب امام خطبے کے لیے منبر پر بیٹھ جاتا ہے اور اس کے نماز پڑھنے تک رہتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ بُرَیْدَۃَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ اَبِیْ سَمِعْتُ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ شَاْنِ سَاعَۃِ الْجُمُعَۃِ ھِیَ مَا بَیْنَ اَنْ یَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰی اَنْ تُقْضَی الصَّلٰوۃُ.

حضرت ابو بریدہ بن ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں، میں نے اپنے باپ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کی گھڑی کی شان میں فرماتے سنا کہ وہ گھڑی امام کے بیٹھنے سے اس کے نماز پوری کرنے تک کے وقت میں ہے۔ (مسلم)

اس کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ یہ ساعت دن کی آخری گھڑی ہے اور اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے:۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ خَرَجْتُ اِلَی الطُّوْرِ فَلَقِیْتُ کَعْبَ الْاَحْبَارِ فَجَلَسْتُ مَعَہٗ فَحَدَّثَنِیْ عَنِ التَّوْرٰۃِ وَحَدَّثْتُہٗ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ فِیْمَا حَدَّثْتُہٗ اَنْ قُلْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ اُھْبِطَ وَفِیْہِ تِیْبَ عَلَیْہِ وَفِیْہِ مَاتَ وَفِیْہِ تَقُوْمُ

السَّاعَةُ وَمَا دَآبَّةٍ اِلَّا وَهِيَ مُصِيْخَةٌ يَّوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِيْنَ تُصْبِحُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِّنَ السَّاعَةِ اِلَّا الْجِنُّ وَالْاِنْسُ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَّا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّآ اَعْطَاهُ اِيَّاهُ قَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ يَّوْمٌ فَقُلْتُ بَلْ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَرَاَ كَعْبٌ التَّوْرٰىةَ فَقَالَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ لَقِيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ صَدَقَ كَعْبٌ ثُمَّ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَحَدَّثْتُهٗ بِمَجْلِسِيْ مَعَ كَعْبِ الْاَحْبَارِ وَمَا حَدَّثْتُهٗ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ قُلْتُ لَهٗ قَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ يَّوْمٌ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبَ كَعْبٌ فَقُلْتُ لَهٗ ثُمَّ قَرَاَ كَعْبٌ التَّوْرٰىةَ فَقَالَ بَلْ هِيَ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالَ عَلِمْتُ اَيَّةَ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ بِهَا وَلَا تَضِنَّ عَلَيَّ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ هِيَ اٰخِرُ سَاعَةٍ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ وَكَيْفَ تَكُوْنُ اٰخِرُ سَاعَةٍ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَّهُوَ يُصَلِّيْ فِيْهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ اَلَمْ يَقُلْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَّنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ فَهُوَ فِيْ صَلٰوةٍ حَتّٰى يُصَلِّيَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ فَهُوَ ذٰلِكَ. رَوَاهُ مَالِكٌ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوٰى اَحْمَدُ اِلٰى قَوْلِهٖ صَدَقَ كَعْبٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، میں طور کی طرف گیا تو کعب احبار رضی اللہ عنہ سے ملا۔ اوران کے پاس بیٹھ گیا۔ انھوں نے مجھے تورات کی باتیں سنائیں اور میں نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں۔ جو حدیثیں میں نے ان کو سنائیں ان میں یہ بھی تھا کہ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی میں زمین پر اتارے گئے اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی، اسی میں انھوں نے وفات پائی، اسی میں قیامت قائم ہوگی، ایسا کوئی جانور نہیں جو جمعہ کے دن آفتاب نکلنے تک قیامت کا ڈرتے ہوئے منتظر نہ ہو سوائے جن وانس کے۔ اور اسی میں ایک ایسی ساعت ہے جسے کوئی مسلمان نماز پڑھتے ہوئے نہیں پاتا کہ اللہ سے کچھ مانگے مگر

اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ بولے یہ ہر سال میں ایک بار ہے میں نے کہا بلکہ ہر جمعہ میں، تو حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے تورات پڑھی لی تو بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا اور انھیں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھنے اور جو کچھ میں نے ان سے جمعہ کے بارے میں گفتگو کی سنائی۔ میں نے کہا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ بولے یہ ہر سال میں ایک دن ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بولے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے غلط کہا۔ تب میں نے ان سے کہا پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے تورات پڑھی تو فرمایا بلکہ وہ ہر جمعہ میں ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے سچ کہا پھر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ وہ کونسی ساعت ہے ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے کہا وہ مجھے بتا دیجیے اور بخل نہ فرمایئے، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ جمعہ کے دن کی آخری گھڑی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ وہ جمعہ کی آخری ساعت کیسے ہوسکتی ہے، جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان بندہ اسے نماز پڑھتے ہوئے پائے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بولے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جو کسی جگہ نماز کے انتظار میں بیٹھے وہ نماز پڑھنے تک نماز ہی میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے کہا ہاں، فرمایا وہ یہی ہے۔ (موطا امام مالک، ابوداؤد، ترمذی نسائی) اور احمد نے صَدَقَ کَعْبٌ تک روایت کی۔

۶۔ عطائے رزق کا خصوصی دن

ایک اور روایت میں محمد بن سیرین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مومن اللہ تعالیٰ سے خیر کی دعا کرے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ پھر آپ نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ ساعت بہت مختصر ہوتی ہے۔ بعض بزرگان ملت نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بندوں کے اس مقررہ رزق کے علاوہ ایک رزق کا فضل اور ہے، جس سوائے اس شخص کے جو جمعرات کی شام یا جمعہ کے دن سوال کرے کسی اور کو کچھ نہیں دیا جاتا۔

۷۔ جمعہ کے روز غروب آفتاب قبولیت دعا کی ساعت ہے

شیخ ابونصر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے بالا سناد روایت کی ہے کہ مرجانہ سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ ٹھیک اس وقت اگر بندہ اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرماتا ہے میں نے عرض کیا کہ وہ کونسی ساعت ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نصف سورج غروب کی طرف جھک جاتا ہے۔

مرجانہ کا بیان ہے کہ (اس ارشاد والا کے پیش نظر) جب جمعہ کا دن ہوتا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے غلام زید کو حکم دیتی تھیں کہ وہ ایک بلند مقام پر چڑھ کر یہ دیکھتا رہے اور جب نصف سورج غروب کی طرف جھک جائے تو ان کو آگاہ کر دے۔ چنانچہ زید ایسا ہی کیا کرتا تھا، جس وقت زید آپ کو خبر کرتا آپ فوراً اٹھ کر مسجد میں تشریف لے جاتیں اور جب سورج غروب ہو جاتا تو نماز ادا فرماتیں۔

کثیر بن عبداللہ نے اپنے والد کا اور انھوں نے اپنے دادا کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہوتی ہے کہ اس وقت بندہ اللہ سے جو کچھ مانگتا ہے، اللہ اس کا سوال ضرور پورا کر دیتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کونسی گھڑی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اقامت صلوۃ سے ختم نماز تک۔ کثیر بن عبداللہ نے کہا کہ جمعہ سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد جمعہ کی نماز ہے۔

۸۔ جمعہ کے دن کی خصوصی دعا

شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بلا سناد بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ یہ دعا رسول اللہؐ پر نازل ہوئی۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کی (مقررہ) ساعت میں مشرق سے مغرب تک کسی چیز کے لیے بھی اگر دعا کی جائے گی تو ضرور قبول ہوگی وہ دعا یہ ہے:۔

سُبْحَانَكَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

اے عظیم بخشنے والے، اے احسان کرنے والے اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے، اے

صاحب جلال واکرام! تو پاک ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔
صفوان بن سلیم کا قول ہے کہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ جمعہ کے روز امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت جو شخص
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ،لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ کہتا ہے اس کو بخش دیا جاتا ہے۔
حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے خود سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے کہ رمضان میں دوسرے دنوں پر جمعہ کو ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی باقی دنوں پر رمضان کو فضیلت ہے۔

۲۔ نماز جمعہ کا حکم

جمعہ کے دن نماز جمعہ فرض عین ہے۔ قیام نماز میں اسے خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ نماز جمعہ دراصل نماز ظہر کے قائم مقام ہے جو شخص بغیر کسی شرعی عذر کے محض سستی اور لاپروائی کی بناء پر جمعہ قائم نہ کرے وہ گنہگار ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں جمعہ پڑھنے کے بارے میں سختی سے تاکید کی گئی ہے کہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن اذان دی جائے (تم کو پکارا جائے) تو نماز کی طرف جلدی چلو ،اور خرید وفروخت کو ترک کردو۔ یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ (جمعہ: آیت ۹)

یعنی اے ایمان والو! اے وہ لوگو جنھوں نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور اس کے واحد و یکتا ہونے کی تصدیق کی جب جمعہ کے دن اذان کے ذریعہ تم کو نماز کے لیے بلایا جائے تو نماز جمعہ کے لیے جلد چلو اور اذان کے بعد خرید وفروخت بند کردو اگر تم سچ جانتے ہو تو کمائی اور تجارت سے نماز تمھارے لیے بہتر ہے۔

اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ یہودیوں نے مسلمانوں پر تین باتوں سے رفاخر کیا اولاً وہ کہتے تھے کہ ہم اللہ کے دوست اور اس کے محبوب ہیں، تم نہیں ہو۔ ثانیاً ہماری تو کتاب ہے، تمہاری کوئی کتاب نہیں،، ثالثاً ہمارے لیے یوم السبت (ہفتہ کا دن) خاص ہے اور تمھارے لیے کوئی دن خاص نہیں ہے اللہ

تعالیٰ نے اس آیت میں یہودیوں کی تکذیب فرمادی اور ان کے دعووں کو رد کر دیا اور اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ○

اے یہودیو! اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر صرف تم ہی اللہ کے دوست ہو تو تم موت کی تمنا کرو (کہ موت کے بعد تم کو اپنی سعادت اور نجات کا یقین ہونا چاہیئے۔ (جمعہ:٦)

اور ان کے دوسرے دعویٰ کی تردید اس طرح فرمائی:۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ. (جمعہ:٢)

اللہ ہی نے ان اُمی لوگوں میں ایک عظیم الشان پیغمبر ان ہی میں سے مبعوث فرمایا۔

اور یہودیوں کی جن کو صاحب کتاب ہونے پر ناز تھا اس طرح مذمت فرمائی:۔

مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا.

جن لوگوں پر تورات لادی گئی ان کی حالت ایسی ہے جیسے گدھا بڑے بڑے دفتر اٹھائے ہوئے یعنی بے عمل۔ (جمعہ:٥)

اور ان کے تیسرے دعوے یوم سبت پر تفاخر کی تردید میں فرمادیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ. (جمعہ:٩)

اور اس کے بعد ارشاد فرمایا:۔

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا. (جمعہ:١١)

اگر ان کو تجارت یا کوئی کھیل کی بات نظر آجاتی ہے تو اس کی طرف بڑھ جاتے ہیں پھیل جاتے ہیں۔

صورت واقعہ یہ ہوئی کہ مدینہ کو کوئی قافلہ تجارت کا آتا تو لوگ تالیاں اور نقارے بجا کر اس کا استقبال کرتے اور لوگ اس قافلہ کو دیکھنے کے لیے مسجد سے نکل گئے، صرف ١٢ مرد اور ایک خاتون مسجد میں رہ گئیں، اس کے بعد ایک قافلہ اور آیا جب بھی یہی صرت ہوئی کہ سب لوگ سوائے ١٢ مرد اور ایک خاتون کے مسجد سے باہر آگئے، اس کے بعد دحیہ بن خلیفہ کلبی اسلام لانے سے قبل شام سے کچھ سامان تجارت لے کر مدینہ منورہ آیا، اس کے پاس طرح طرح کا سامان تجارت تھا، اس کے استقبال کے لیے

مدینہ منورہ والے تالیاں بجاتے اور نقارہ پیٹتے باہر نکلے، اتفاقاً مدینہ منورہ میں اس کی آمد جمعہ کے دن ایسے وقت ہوئی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۂ جمعہ ارشاد فرمارہے تھے، لوگ اس کی آمد کا غوغا سن کر خطبہ چھوڑ کر اس کی طرف چلے گئے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو مسجد میں کیتے آدمی ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا بارہ مرد اور ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ بھی نہ ہوتے تو ان سب کی ہلاکت کے لیے پتھروں پر نشان لگا دیے جاتے آسمان سے پتھر برستے اور جس پتھر پر جس کا نام ہوتا وہی پتھر اس فرد کو ہلاک کرتا یعنی سب کے سب پتھروں سے ہلاک کر دیے جاتے اس آیت میں نقارہ بجانے اور تالیاں پیٹنے کو "لھو" سے تعبیر فرمایا ہے اور "تجارۃ" سے وہی تجارتی مال مراد ہے جو دحیہ لے کر آیا تھا، جو لوگ مسجد میں ٹھہرے رہے تھے ان میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے۔

آیات جمعہ کی تفسیر یہ ہے کہ حکم دیا گیا ہے کہ جمعہ کی طرف آؤ جب تمہیں آواز دی جائے۔ اس سے مراد جمعہ کی اذان ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں طریقہ کار یہ تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ کے لیے تشریف لاتے تو اذان دے دی جاتی اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہو کر منبر سے اترتے تو جمعہ کی نماز کے لیے اقامت کہی جاتی ار پھر نماز پڑھی جاتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ایسا ہی عمل رہا لیکن جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو آبادی میں اضافہ ہو گیا نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی۔ آبادی کے بڑھنے سے مکانات بھی مسجد نبوی سے دور ہو گئے تو آپ نے لوگوں کی سہولت کے لیے جمعہ کے لیے ایک اذان کا اضافہ کر دیا اور یہ اذان جمعہ سے کافی دیر پہلے دی جاتی تھی تا کہ لوگ اذان سن کر جمعہ کی تیاری کریں۔ پھر جب حضرت عثمانؓ منبر پر خطبے کے لیے بیٹھتے، تو دوسری اذان دی جاتی اور جب خطبہ ختم کر کے منبر سے اترتے تو نماز جمعہ کی اقامت کہی جاتی اور نماز پڑھائی جاتی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور کے بعد آپ کے فعل کو سنت صحابہ سمجھ کر اپنا لیا گیا۔ چنانچہ عہد صحابہ کرام سے لے کر آج تک تمام امت کا اسی پر عمل ہو رہا ہے کہ جمعہ کے لیے دو اذانیں دی جاتی ہیں، پھر آیت جمعہ میں فرمایا گیا ہے کہ ذکر کی طرف دوڑو، اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کی طرف خلوص دل اور محبت سے آؤ۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ دوڑتے ہوئے نماز کی طرف آؤ۔ کیونکہ نماز کے لیے دوڑتے ہوئے آنے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، لہٰذا نماز کے لیے بڑے سکون اور

وقار کے ساتھ آنا چاہیئے۔

پھر اسی آیت میں حکم ہے کہ جمعہ کی اذان سن کر خرید و فروکت بند کر دو، اس سے مراد یہ ہے کہ نماز جمعہ کے وقت ہر قسم کا کاروبار بند کر دینا چاہیے۔ اگر چہ آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ بیع یعنی فروخت بند کر دو لیکن اس سے مراد خرید و فروخت ہے یعنی دکانیں ہی بند کر دی جائیں، نہ کوئی خریدار آئے اور نہ ہی کوئی بیچنے والا ہو۔

جو شخص کھیل کود اور تجارت میں مشغولیت کے باعث جمعہ کی نماز سے بے پورا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پروا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے ابوالجہر خمری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے حقیر معمولی بات سمجھ کر تین جمعہ ترک کر دیے اللہ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔ شیخ ابونصر نے بالا سناد روایت کی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ سے توبہ کر لو اور رکاوٹ پیدا ہونے سے پہلے نیک اعمال کرنے میں عجلت کرو، اور ذکر الٰہی کی کثرت سے تمھارے اور خدا کے درمیان جو رشتہ ہے اس کو جوڑو چھپا کر اور کھلم کھلا خیرات کرو، تم کو اجر بھی ملے گا اور تمھاری تعریف بھی کی جائے گی تمہارا رزق بھی زیادہ ہوگا۔ جان لو کہ اللہ جمعہ کی نماز تم پر اس مہینہ میں اس جگہ، اس سال اب قیامت تک کے لیے قطعی فرض کر دی ہے جس شخص کو مقع ملے وہ ضرور پڑھے۔ میری حیات میں یا میرے بعد جو شخص انکار کر کے یا معمولی بات سمجھ کر جمعہ کی نماز کو ایسی حالت میں ترک کرے کہ اس کے لیے کوئی خلیفہ یا نائب خلیفہ موجود ہو کواہ وہ امام عدال ہو یا فاسق تو اللہ اس کی پریشانی دور نہ فرمائے اور نہ اس کے کام میں برکت دے۔

۳۔ فضائل نماز جمعہ

نماز جمعہ کی فضیلت بہت زیادہ ہے بلکہ مؤمنین کے لیے خاص تحفہ ہے۔ نماز جمعہ سے نمازی کو بہت سے دینی اور دنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں، جنھیں فضائل جمعہ کہا جاتا ہے اور ان فضائل سے انسان میں وہ خواص پیدا ہوتے ہیں جن کا شریعت مطہرہ تقاضا کرتی ہے۔ احادیث کی رو سے جمعہ کے حسب ذیل فضائل ہیں:۔

ا۔ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ

جمعہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے لہٰذا جو شخص نماز جمعہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے گناہ معاف کر دیتا ہے اس طرح جمعہ پڑھنا ہماری مغفرت اور نجات کا ذریعہ ہے اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَةَ فَصَلّٰی مَاقُدِّرَلَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ یُصَلِّیْ مَعَهٗ غُفِرَلَهٗ مَابَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی وَفَضْلُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو غسل کرے پھر جمعہ کو آئے پھر جو مقدر میں ہو نماز پڑھے، پھر خاموش بیٹھے حتیٰ کہ امام خطبہ سے فارغ ہو جائے پھر اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان اور تین دن زیادہ کے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (صحیح مسلم)

۲۔ عذاب قبر سے نجات

جمعہ کا دن ایسا بابرکت دن ہے کہ جو شخص اس روز فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کی سختیوں سے بچا دیتا ہے کیونکہ اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو دنیا سے رخصت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے جمعہ کی بدولت قبر کی سختیوں سے بچا لیتا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْ مُّسْلِمٍ یَّمُوْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْلَیْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان نہیں جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہوتا ہے مگر اللہ اسے فتنہ قبر سے بچا لیتا ہے۔ (ترمذی شریف)

قبر کی سختیاں بہت شدید ہیں، سختی کی ایک صورت قبر کا مردے کو بھینچنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو عذاب قبر سے بچائے۔

۳۔ حصول جنت

جو شخص باقاعدگی سے جمعہ ادا کرتا ہے تو اللہ اس پر بے حد مہربان اور خوش ہوتا ہے اور آخرت میں اسے جنت میں داخل کیا جائے گا کیونکہ نماز جمعہ بار بار لوٹ کر آتی ہے۔ اس طرح نماز جمعہ انسان میں پانچوں وقت کی نماز کی بھی عادت پیدا کرتی ہے۔ اور جو شخص صحیح نمازی بن جاتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک دن میں پانچ امور سرانجام دے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں داخل ہونا لکھ لیتا ہے۔ ان پانچ چیزوں میں پہلی چیز مریض کی عیادت ہے، دوسری جنازے میں حاضری، تیسری روزہ رکھنا، چوتھی نماز جمعہ کا پابندی سے پڑھنا اور پانچویں غلام آزاد کرنا ہے۔ (بہار شریعت)

۴۔ نماز جمعہ کا اجر

جعفر بن ثابت رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے چاندی کی تختیاں اور سونے کے قلم لے کر ان لوگوں کے نام لکھتے ہیں جو جمعہ کی رات یا دن میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ شیخ ابونصر نے اپنے والد کے حوالہ سے ابوالزبیر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز فرض ہے البتہ بیمار، مسافر، عورت، بچہ اور غلام اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

۵۔ مسلمانوں کے لیے فوقیت کا دن

جمعہ کے دن کی وجہ سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے مذاہب کے پیروکاروں پر فوقیت دی ہے۔ اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگرچہ ہم دنیا میں تمام امتوں کے بعد آئے ہیں لیکن قیامت کے دن ہم جمعہ کی وجہ سے سب سے آگے ہوں گے کیونکہ انھوں نے یوم جمعہ کو وہ اہمیت نہیں دی جو مسلمانوں نے دی ہے:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بَیْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِیْنٰهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ

هٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِيْ فُرِضَ عَلَيْهِمْ يَعْنِيْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ وَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ اَلْيَهُوْدُ غَدًا وَّالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (زمانہ اور پیدائش کے لحاظ سے) ہم سب سے پیچھے ہیں۔ مگر قیامت کے روز سب سے آگے ہوں گے ماسوائے اس کے کہ انھیں ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی۔ لوگ اس میں ہمارے تابع ہیں پھر یہ یعنی جمعہ کا دن ان کا دن بھی تھا جو ان پر فرض کیا گیا تھا وہ اس میں اختلاف کر بیٹھے۔ ہمیں اللہ نے اس کی ہدایت دیدی اس میں لوگ ہمارے تابع ہیں یہودی کل میں اور عیسائی پرسوں میں (صحیح بخاری)

۶۔ جمعہ کو جمعہ کہنے کی وجہ تسمیہ

جمعہ کا لفظ جمع سے اخذ کردہ ہے کیونکہ اس دن تمام مخلوق کی پیدائش اور تکمیل کی گئی اور اس طرح مخلوق کے اجتماع سے اس کا نام جمعہ پڑ گیا۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس لفظ کا ماخوذ لفظ اجتماع وے ہے اسی روز حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرے کے لیے اجزاء کو جمع گیا گیا ار پھر اسی دن ان کی تکمیل ہوئی اس لیے اس کو جمعہ کہا جاتا ہے۔ اس دن کو جمعہ کہنے کی ایک وجہ مناسبت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس دن بڑے بڑے کام اکٹھے ہوئے یعنی حضرت آدم علیہ السلام کا پیدا ہونا، آپ کا زمین پر اترنا اور قیامت کا قائم ہونا کیونکہ حدیث پاک میں ایسے ہی بیان ہوا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَيِّ شَيْءٍ سُمِّيَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَالَ لِاَنَّ فِيْهَا طُبِعَتْ طِيْنَةُ اَبِيْكَ اٰدَمَ وَفِيْهَا الصَّعْقَةُ وَالْبَعْثَةُ وَفِيْهَا الْبَطْشَةُ وَفِيْ اٰخِرِ ثَلٰثِ سَاعَاتٍ مِّنْهَا سَاعَةٌ مَّنْ دَعَا اللّٰهَ فِيْهَا اسْتُجِيْبَ لَهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کس وجہ سے اس دن کا نام جمعہ رکھا گیا، فرمایا اس لیے کہ اس میں تمھارے والد حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی جمع کی گئی۔ اسی میں بے ہوشی اور اٹھنا ہے، اسی میں پکڑ ہے اور اسی کی آخری تین گھڑیوں میں ایسی گھڑی ہے جو اس میں اللہ سے دعا مانگے اس کی دعا قبول ہو۔ (مسند امام احمد)

۴۔ترک جمعہ پر وعیدیں

جان بوجھ کر نماز جمعہ چھوڑنا بہت برا ہے۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بالکل ناپسند کیا ہے بلکہ احادیث میں جمعہ چھوڑنے پر وعیدیں بھی بیان ہوئی ہیں کیونکہ جمعہ چھوڑ کر ایک طرف تو اللہ کا مجرم بنتا ہے کیونکہ فرض کو بلا عذر ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے، دوسری طرف اس کے ترک سے انسان کو وہ فوائد، اور فیوض و برکات حاصل نہیں ہوتے جو جمعہ پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں تو اس طرح یہ ترک جمعہ دین و دنیا کے لیے خسارہ ہی خسارہ ہے، لہٰذا ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ از حد کوشش تک نماز جمعہ میں شامل ہو۔ ترک جمعہ کے انجام کے بارے میں احادیث حسب ذیل ہیں۔

۱۔دل پر مہر لگنا

جو شخص سستی اور کوتاہی کی وجہ سے جمعہ چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے اور اسے نیکی کی توفیق حاصل ہوتی۔

عَنْ اَبِی الْجَعْدِ الضُّمَیْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ ثَلٰثَ جُمَعٍ تَھَاوُنًا بِھَا طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قَلْبِہٖ۔

حضرت ابوالجعد ضمیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تین جمعے سستی سے چھوڑ دے، اللہ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔

(ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ترک جمعہ اللہ کی نظر میں نہایت ہی ناپسندیدہ فعل ہے لہٰذا کسی صورت میں جمعہ ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

۲۔علامت منافقت

ترک جمعہ علامت منافقت بھی ہے کیونکہ جو شخص اسلام پر ایمان لاتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ احکامات الٰہیہ پر عمل بھی کرے لہٰذا کسی ضرورت کے بغیر جمعہ ترک کر دینا علامت منافقت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ مِنْ غَیْرِ

ضُرُوْرَةٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِيْ كِتَابٍ لَّا يُمْحٰى وَلَا يُبَدَّلُ وَفِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ ثَلٰثًا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بلا ضرورت اور مجبوری جمعہ ترک کردے وہ ایسی کتاب میں منافقوں کے اندر لکھا جاتا ہے جو نہ مٹائی جاسکتی ہے نہ اس میں کوئی تبدیلی ہوسکتی ہے اور بعض روایات میں تین واقع ہوا۔ (شافعی)

۳۔ ترک جمعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار ناراضگی

لوگوں کو جمعہ میں شامل نہ ہونا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل پسند نہیں کیونکہ جمعہ میں شامل نہ ہونے سے مسلمانوں کی ظاہراً مرکزیت کمزور ہوتی نظر آتی ہے۔ اس لیے ایک مرتبہ آپ نے جمعہ میں شامل نہ ہونے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ جو لوگ جمعہ کی نماز کے وقت اپنے گھروں میں رہ جاتے ہیں، میں ان کے گھروں میں جاؤں اور انھیں جلا دوں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا جو نماز جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں کہ میں چاہتا ہوں کسی شخص کو حکم دوں۔ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں پر جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں ان کے گھروں میں آگ لگا دوں۔ (مسلم)

۴۔ ترک جمعہ پر صدقہ کرنا

اگر بلا وجہ کوئی آدمی جمعہ چھوڑ دے تو اسے چاہیئے کہ اللہ کے حضور توبہ کرے اور توبہ سے قبل ایک دینار صدقہ کرے تاکہ اس کے ترک جمعہ کی تلافی ہو اور دل میں احساس پیدا ہو۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِيْنَارٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِيْنَارٍ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جس نے جمعہ بغیر عذر کے ترک کیا، تو اسے چاہیئے کہ وہ ایک دینار صدقہ کرے۔ اگر ایک دینار نہ ملے، تو نصف دینار صدقہ کرے۔ (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

۵۔ شرائط نماز جمعہ

نماز جمعہ کی وہی شرطیں ہیں جو نماز ظہر کی ہیں اس کے علاوہ مذید شرائط کی دو قسمیں ہیں، شرائط وجوب اور شرائط صحت، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

۶۔ شرائط وجوب

نماز جمعہ واجب ہونے کے لیے شریعت اسلامیہ میں چند شرائط مقرر کی گئی ہیں اگر یہ شرائط نہ پائی جائیں تو جمعہ واجب نہ ہوگا۔ یہ وہ شرائط ہیں جن کا نماز کے لیے پایا جانا ضروری ہے اور ان شرائط کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مندرجہ ذیل ہیں:۔

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ اِلَّا عَلٰى اَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَّمْلُوْكٍ اَوِامْرَاَةٍ اَوْ صَبِيٍّ اَوْ مَرِيْضٍ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ عَنْ رَّجُلٍ مِنْ بَنِيْ وَآئِلٍ.

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ حق اور واجب ہے ہر مسلمان پر جماعت میں۔ مگر چار شخصوں پر واجب نہیں۔ ۱۔ غلام مملوک پر، ۲۔ عورت، ۳۔ بچے اور ۴۔ مریض پر۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور شرح السنۃ میں مصابیح کے لفظوں کے ساتھ بنو وائل کے ایک شخص سے روایت ہے۔ (مشکوۃ)

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ اِلَّا مَرِيْضٌ اَوْ مُسَافِرٌ اَوِ امْرَاَةٌ اَوْ صَبِيٌّ اَوْ مَمْلُوْكٌ فَمَنِ اسْتَغْنٰى بِلَهْوٍ اَوْ تِجَارَةٍ اِسْتَغْنَى اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ. رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اور دن آخرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہے۔ جمعہ کے دن اس پر جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ مگر مریض، یا مسافر یا عورت یا بچہ یا غلام۔ جو شخص کھیلنے یا تجارت میں بے پرواہ ہو، اللہ اس سے بے پرواہو جاتا ہے اور

اللہ تعالیٰ بے پرواتعریف کیا گیا ہے۔روایت کیا اس کو دارقطنی نے (مشکوۃ شریف)

ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ نماز جمعہ واجب ہونے کی مندرجہ ذیل شرائط ہیں:۔

۱۔مسافر پر جمعہ واجب نہیں، مقیم پرواجب ہے۔اگر مسافر پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

۲۔مریض پر بھی جمعہ واجب نہیں، تندرست اور صحیح سلامت آدمی پر جمعہ واجب ہے ایسا بوڑھا آدمی جو چلنے پھرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس پر بھی جمعہ واجب نہیں۔ایسے ہی ایسا تیماردار جو کسی بیمار کی تیمارداری میں اس حد تک مصروف ہو کہ اس کے بغیر تیمارداری نہ ہو سکے تو اس پر بھی جمعہ واجب نہیں۔

۳۔غلام پر جمعہ واجب نہیں، آزاد پرواجب ہے البتہ مزعور پر جمعہ واجب ہے۔

۴۔جمعہ مردوں پا واجب ہے عورتوں پرواجب نہیں البتہ اگر عورتیں جمعہ پڑھ لیں تو درست ہے۔

۵۔نابالغ پر جمعہ واجب نہیں، بالغ پرواجب ہے۔

۶۔مجنون یا بے شعور جمعہ واجب نہیں، عاقل پر جمعہ واجب ہے۔

۷۔اندھے پر جمعہ واجب نہیں اگرچہ جامع مسجد تک اس کو لے جانے والا میسر ہو البتہ ایک آنکھ والے پر جمعہ واجب ہے۔

۸۔جو شخص چلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس پر جمعہ واجب نہیں۔اگر کوئی لنگڑا جامع مسجد تک پہنچنے کی قدرت رکھتا ہو تو اس پر جمعہ واجب ہے۔

۹۔محبوس نہ ہونا۔

۱۰۔پولیس یا چوروں وغیرہ کا خوف نہ ہونا۔

۱۱۔سخت بارش، کیچڑ اور برف باری اور اس قسم کے دوسرے عذرات کا فقدان۔اور جس شخص کی ذات میں فرضیت جمعہ کی یہ شرطیں کل یا بعض مفقود ہوں، اگر وہ ازاراہ عزیمت جمعہ پڑھ لے حالانکہ وہ مکلف یعنی عاقل، بالغ ہو تو اس کا جمعہ ہو جائے گا اور ظہر کی فرضیت اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گی اور جمعہ سب عذر والوں کے حق میں ظہر سے افضل ہے۔

۵۔شرائط صحت جمعہ

نماز جمعہ صحیح ہونے کے لیے وہی شرائط ہیں جو عام نماز کے لیے ہیں ان کے علاوہ مندرجہ ذیل چھ شرائط کا بھی پورا ہونا ضروری ہے:۔

۱۔ مصر جامع

فقہ حنوی میں شرائط صحت جمعہ میں پہلی شرط مصر جامع یعنی شہر کا ہونا ہے اور اس کی وجہ دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان کی جاتی ہے:۔

لا جمعة ولا تشريق ولاصلوة فطر ولا اضحى الا في مصر جامع اومدينة عظيمة.

نماز جمعہ، نماز تشریق، نماز عید فطر اور عید الضحی، مصر جامع یا عظیم شہر کے علاوہ نہیں۔

اس روایت کی روشنی میں احناف کا مؤقف ہے کہ وجوب جمعہ کے لیے شہر کا ہونا ضروری ہے۔ شہر کی تعریف میں فقہاء کے متعدد قول ہیں لیکن امام حضرت ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک شہر وہ جگہ ہے جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو۔ اور اس کے متعلقہ دیہات ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو، شہر کے اس پاس کی جگہ کو فنائے مصر کہا جاتا ہے۔ ایسی جگہوں میں بھی نماز جمعہ کا قیام جائز ہے، لہٰذا ایسا گاؤں جو بالکل چھوٹا ہو جس میں چند گھر ہوں وہاں جمعہ جائز نہیں۔ کیونکہ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں الگ الگ نماز جمعہ ادا کرنے سے مندرجہ بالا شرط پوری نہیں ہوتی لیکن بڑا گاؤں جس کی آبادی اردگرد کے چھوٹے گاؤں سے زیادہ ہو، وہاں جمعہ قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں اور چھوٹے گاؤں والوں کو وہاں جمعہ ادا کرنا چاہیئے۔

۲۔ خطبہ

نماز جمعہ کے لیے خطبہ ضروری ہے اور خطبہ کے لیے شرط یہ ہے کہ نماز سے پہلے ہو اور وقت میں ہو۔ اگر کطبہ نماز جمعہ کا وقت ہونے سے بہت پہلے یا وقت ختم ہونے پر پڑھا تو خطبہ نہ ہوگا۔ خطبے کا جماعت کے سامنے پڑھا جانا ضروری ہے۔

۳۔ وقت ظہر

نماز جمعہ کا وہی وقت ہے جو ظہر کا وقت ہے لہٰذا ظہر کے وقت سے پہلے نماز جمعہ درست نہیں اور ظہر کا وقت نکل جانے کے بعد بھی نماز جمعہ درست نہیں، اگر نماز جمعہ پڑھنے کے دوران ظہر کا وقت جاتا رہے تو نماز جمعہ ادا نہ ہوگی۔ اگر مقتدی کو نماز جمعہ میں اونگھ آجائے اور اسی دوران امام سلام پھیر لے، اگر وقت

باقی ہے تو جمعہ پورا کر لے ورنہ ظہر کی قضا پڑھنی چاہیئے البتہ جمع کی قضا نہیں۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّی الْجُمُعَۃَ حِیْنَ تَمِیْلُ الشَّمْسُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ پڑھتے جس وقت سورج ڈھلتا۔ (صحیح بخاری)

۴۔ جماعت

صحب جمعہ کے لیے جماعت ضروری ہے، نماز جمعہ کی جماعت کے لیے کم سے کم تین عاقل بالغ، مقیم آدمیوں کا ہونا ضروری ہے یعنی کوئی تین افراد کا خطبہ شروع ہونے سے اختتام نماز تک موجود ہونا ضروری ہے اگر جماعت میں تین غلام یا مسافر یا صرف عورتیں یا بچے ہوں تو جماعت درست نہ ہوگی۔

خطبہ کے وقت جو حضرات موجود ہوں اگر وہ کسی وجہ سے چلے جائیں، اور ان کی جگہ اگر دوسرے تین آدمی آجائیں تو امام کو ان کے ساتھ ہیں جمعہ پڑھ لینا چاہیئے۔

کیونکہ جمعہ کی جماعت کے لیے انھی لوگوں کا ہونا ضروری نہیں جو خطبہ کے وقت حاضر تھے بلکہ ان کی جگہ دوسرے لوگوں کے آنے سے بھی جمعہ ہو جائے گا۔

جماعت کے لیے جب امام نے اللہ اکبر کہا تو اس وقت مقتدی باوضو تھے۔ مگر انھوں نے ابھی نیت نہ باندھی تھی کہ سب بے وضو ہو گئے اور دوسرے لوگ آگئے اور وہ وضو کرنے چلے گئے تو اس طرح مقتدیوں کے آنے سے نمعہ ہو جائے گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جمعہ ہر مرد مسلمان پر جماعت کے ساتھ واجب ہے۔ (سنن دار قطنی)

۵۔ اذن عام

اذن عام سے مراد عام اجازت ہے یعنی جمعہ ایسی جگہ پر پڑھا جائے جہاں ہر ایک کو آنے اور نماز پڑھنے کی اجازت ہو اس جگہ کا دروزاہ کھلا ہو، جس کا دل چاہے آئے، کوئی روک ٹوک نہ ہو، اگر ایسے مقام یا مسجد میں نماز جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا دروازہ بند کر کے نماز پڑھی جائے تا کہ کوئی دوسرا وہاں نہ آئے تو نماز جمعہ درست نہ ہوگی۔ اگر حاکم وقت یا کوئی رئیس اپنی رہائش گاہ کی مسجد میں نماز جمعہ کا اہتمام کرے لیکن وہاں عام آدمی کو نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہو یعنی دروازہ پر

دربانوں کو بٹھادے تاکہ لوگوں کو آنے نہ دیں تو اس صورت میں نماز جمعہ نہ ہوگی ایسے ہی اگر کارخانہ یا دفاتر جہاں کہ جمعہ کا اہتمام ہو لیکن عام لوگوں کو اندر آنے کی اجازت نہ ہو تو اس صورت میں بھی نماز جمعہ نہ ہوگی، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے نماز جمعہ ہمیشہ ایسی جگہ پر قائم کی جہاں ہر مسلمان کو آنے کی عام اجازت ہوتی لہٰذا نماز جمعہ کے لیے اذن عام ضروری ہے۔

۶۔ نماز جمعہ کے لیے مسلمان حکمران

قیام جمعہ کے لیے مسلمان حکمران کا ہونا بہتر ہے مگر یہ شرط اولیت ہے۔ شرط صحت نہیں۔ مسلمان حاکم وقت کو خود جمعہ قائم کرنا چاہیئے، بہتر تو یہ ہے کہ وہ ملک کے دارالحکومت کی جامع مسجد میں خود جمعہ پڑھائے اور اس کے نمائندے دوسرے شہروں میں جمعہ قائم کریں یا کروائیں۔

وہ ممالک جہاں غیر مسلم برسر اقتدار ہوں تو وہاں اس شرط کا اطلاق نہیں۔ بلکہ اس صورت میں وہاں کے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ مل جل کر باہمی رضامندی سے نماز جمعہ پڑھیں۔

۶۔ مسائل خطبہ

نماز جمعہ سے پہلے خطبہ پڑھنا ضروری ہے کیونکہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خطبہ کے بغیر کبھی نماز جمعہ نہیں پڑھی لہٰذا نماز جمعہ کے لیے خطبہ ضروری ہے اور خطبہ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ خطبہ وقت میں ہو، نماز سے پہلے ہو اور ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لیے شرط ہے یعنی خطیب کے علاوہ تین مرد ضرور ہوں اور خطبہ اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن سکیں۔ اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو اگر زوال سے پہلے خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھا یا تنہا پڑھا یا عورتوں اور بچوں کے سامنے پڑھا تو ان صورتوں میں نماز جمعہ نہ ہوگی۔ اس کے برعکس اگر خطبہ بہروں، سونے والوں یا مسافروں یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل اور بالغ ہیں تو خطبہ ہو جائے گا۔ خطبہ کے متعلقہ مسائل حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ خطبہ میں مسنون مضمون

خطبہ ذکر الٰہی ہے اگرچہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ دینے

سے فرض ادا ہو جائے گا مگر اتنے پر اکتفا کرنا اچھا نہیں۔

خطبہ سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا، اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں، الحمد سے شروع کرنا، اللہ عزوجل کی ثناء کرنا، اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا پہلے خطبہ میں وعظ ونصیحت ہونا، دوسرے میں حمد وثناء وشہادت ودرود کا اعادہ کرنا، دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دعا کرنا ۔دونوں خطبے ہلکے ہونا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهٗ قَصْدًا.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خطبے تھے، ان کے درمیان بیٹھتے قرآن پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے آپ کی نماز بھی اوسط درجہ کی تھی اور خطبہ بھی اوسط درجہ کا تھا۔ (مسلم)

۲۔ خطبے کے دوران مسنون امور

جمعہ میں یہ چیزیں سنت ہیں۔ خطیب کا پاک ہونا، کھڑا ہونا، خطبے سے پہلے، خطیب کا بیٹھنا، خطیب کا منبر پر ہونا اور سامعین کی طرف منہ، اور قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو حاضرین کا امام کی طرف متوجہ ہونا۔

۳۔ دو خطبے

سنت یہ ہے خطبے دو پڑھے جائیں جو بہت زیادہ بڑے نہ ہوں کیونکہ اس کے بارے میں حدیث رسولؐ یہ ہے:۔

عَنْ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهٖ فَاَطِيْلُوا الصَّلٰوةَ وَاَقْصِرُوا الْخُطْبَةَ وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا.

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے

تھے، آدمی کا نماز لمبی پڑھنا اور خطبہ مختصر کرنا اس کی دانائی کی علامت ہے۔ پس نماز کو دراز کرو، اور خطبہ کوتاہ کرو تحقیق بعض بیان سحر ہے۔ (مسلم)

۴۔ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا مستحب ہے

دونوں خطبوں کے درمیان بقدر تین آیات پڑھنے کے بیٹھنا مستحب ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ كَانَ يَجْلِسُ إِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى يَفْرُغَ أُرَاهُ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ ثُمَّ يَجْلِسُ وَلَا يَتَكَلَّمُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے پڑھتے تھے۔ جس وقت منبر پر چڑھتے بیٹھ جاتے، یہاں تک کہ فارغ ہوتا۔ میرا خیال ہے کہ موذن، پھر کھڑے ہوتے پس خطبہ پڑھتے پھر بیٹھتے اور کلام نہ کرتے، پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ پڑھتے۔

(ابوداؤد)

ملا علی قاری مکی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح طحاوی سے نقل کیا ہے کہ خطبوں کے درمیان جلسہ میں قرآن پڑھنا اولیٰ ہے، بوجہ روایت ابن حبان کے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اس جلسہ میں کتاب اللہ پڑھتے تھے اور بعض نے کہا کہ سورۂ اخلاص کا پڑھنا اولیٰ ہے۔ اور طحاوی نے کہا کہ اس جلسہ میں کوئی دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوئی، اور شرح ہدایہ میں شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ خطیب کو دو خطبوں کے درمیان اتنا بیٹھنا چاہیئے کہ اس کے تمام اعضاء قرار پا جائیں۔

دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفائے راشدین وعمین مکرمین حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو۔ بہتر یہ ہے کہ دوسرا خطبہ اس سے شروع کریں:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ.

حمد ہے اللہ کے لیے ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے طلب کرتے ہیں، اس سے مغفرت چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر توکل کرتے ہیں اور ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے

نفسوں کی برائی سے اور اپنے اعمال کی بدی سے، جس کو اللہ ہدایت کرے اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں۔ اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔

۵۔ دوران خطبہ دوزانو ہو کر بیٹھنا چاہیئے

نمازیوں کے لیے ضروری ہے کہ دوران خطبہ دوزانو ہو کر بیٹھیں جیسا کہ نماز میں بیٹھا جاتا ہے اور نہ ہی دوران خطبہ کوئی بات کرنی چاہیئے بلکہ خطبہ توجہ سے سننا چاہیئے۔

مرد اگر امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف منہ کرے اور دائیں بائیں ہو تو امام کی طرف مڑ جائے اور امام سے قریب ہونا افضل ہے۔ مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگے۔ البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جا سکتا ہے۔ اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔

۶۔ غیر عربی زبان میں خطبہ پڑھنا خلاف سنت ہے

عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا درست نہیں بلکہ ایسا کرنا خلاف سنت ہے اور عربی کے ساتھ کسی دوسری زبان میں خطبہ ملا کر پڑھنا بھی اچھا نہیں البتہ عربی کے ساتھ خطبے کا ترجمہ کر کے حاضرین کو سمجھا دینے میں کوئی حرج نہیں۔

۷۔ اثنائے خطبہ کلام کرنا ممنوع ہے

خطبہ میں آیت نہ پڑھنا، یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا، یا اثنائے خطبہ کلام کرنا مکروہ ہے البتہ اگر اس خطیب نے نیک بات کا حکم کیا یا بری بات سے منع کیا تو اسے اس کی ممانعت نہیں۔

۸۔ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا مسنون ہے

خطبہ منبر پر کھڑے ہو کر دینا مسنون ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی تین سیڑھیاں تھیں اس لیے اب بھی ایسا ہی منبر بنانا مسنون ہے، آپ تیسری سیڑھی پر کھڑے ہوتے تھے۔ پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں بوجہ ادب کے اس کے نیچے دوسرے پر کھڑے ہونے لگے پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بلحاظ ادب واحترام سب سے نچلا درجہ اختیار کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ

عنہ بھی سب سے نچلی سیڑھی پر کھڑے ہوتے تھے۔لیکن ان کے بعد پھر یہی دستور ہو گیا کہ خطیب اوپر کی سیڑھی پر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے اور یہی اولیٰ ہے اور اگر کوئی نیچے کی سیڑھی پر کھڑا ہو جائے تو بھی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ وہی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل ہے۔

۹۔امام کے منبر پر بیٹھنے کے بعد نماز و کلام کی ممانعت

خطبہ کے دوران بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے گفتگو خواہ دنیاوی ہو یا دینی ہو۔امام کے قریب ہو یا دور ہو سب کی ممانعت ہے دوران خطبہ میں ادب کا ایک عام اصول یہ ہے کہ جو امور نماز میں مکروہ تحریمی ہیں وہ خطبہ کے دوران بھی حرام ہیں پس دوران خطبہ کھانا پینا، نماز پڑھنا، بلند آواز سے ذکر و تسبیح ، سلام کا جواب دینا مکروہ و ممنوع ہے۔ایسے ہی دوران خطبہ کوئی بھی ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے جس سے خطبے کی سماعت میں خلل پڑتا ہو کیونکہ یہ مکروہ تحریمی ہے بلکہ حاضرین کے لیے ضروری ہے کہ خطبہ چپ چاپ بیٹھ کر سنیں۔

خطبہ میں دور اور نزدیک کا حکم یکساں ہے۔کوئی بری بات دیکھ کر ہاتھ یا سر کے اشارے سے روکنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔زبان سے منع کرنا حرام ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امام کے خطبہ پڑھنے کی حالت میں کلام کرے وہ اس گدھے کی مانند ہے جس پر کتابیں لدی ہوں اور جو شخص بولنے والے سے کہے کہ چپ ہو۔اس کو بھی جمعہ کا ثواب نہیں ملتا۔

اور خطبے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر دل میں آہستہ درود پڑھیں خطبہ سننے کے وقت نہ چھینکنے والے کا جواب دیں اور نہ سلام کرنے والے کا۔

اس وقت اشارے سے سلام کرنا یا اشارے سے اس کا جواب دینا بھی ممنوع ہے۔طحاوی نے کہا کہ اگر چھینکنے والا الحمد للہ کہنا چاہے تو اس قدر آہستہ کہے کہ دوسرا نہ سن سکے۔درمختار میں ہے کہ خطبہ جمعہ کی طرح دوسرے خطبوں مثل خطبہ نکاح، خطبہ عید اور خطبہ ختم قرآن کا سننا بھی قول معتمد کے بموجب واجب ہے۔دوران خطبہ کسی کو شرعی احکام بتانا اور نیکی کی تلقین کرنا بھی منع ہے۔

۱۰۔دوران خطبہ گوٹھ مار کر بیٹھنے کی ممانعت

دوران خطبہ گوٹھ مار کر نہیں بیٹھنا چاہیئے بلکہ اس طرح بیٹھنا چاہیئے جس طرح نماز میں تشہد کے

دوران بیٹھا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران خطبہ گوٹھ مار کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْحَبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ.

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن جس وقت امام خطبہ دے رہا ہو، گوٹھ مارے سے منع کیا ہے۔ (ابوداود، ترمذی)

۱۱۔ خطبہ اور نماز کے درمیان وقفہ ڈالنے کی ممانعت

خطبہ ختم کرتے ہی جماعت کروانا سنت ہے کیونکہ خطبے اور نماز جمعہ کے درمیان کسی دنیاوی کام میں مشغول ہو جانا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر یہ وقفہ طویل ہو جائے یعنی خطیب کسی کام میں مشغول ہو جائے تو خطبہ دوبارہ پڑھنا ضروری ہے البتہ وضو کی جرورت کے پیش نظر دوبارہ خطبہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

۱۲۔ سر پر سیاہ پگڑی رکھنا

امام کا دوران خطبہ سر پر سیاہ پگڑی رکھنا سنت ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ قَدْ أَرْخَى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور آپ کے سر مبارک پر سیاہ رنگ کی پگڑی تھی اس کے دونوں سرے آپ کے کندھوں کے درمیان چھوڑے تھے یہ دن جمعہ کا تھا۔ (صحیح مسلم)

۷۔ آداب جمعہ

آداب ہماری زندگی کا نہایت ہی اہم حصہ ہیں اور خصوصاً دین اسلام نے ہر شعبے میں مختلف امور کو سرانجام دینے کے لیے آداب مقرر فرمائے ہیں، ایسے ہی جمعہ پڑھنے اور جمعہ کی تیاری کے لیے چند آداب ہیں جنھیں ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ اور وہ حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ استقبال جمعہ

نماز جمعہ کے لیے وقت سے پہلے ہی تیاری کرنی چاہیئے اپنے لباس کو پاکیزہ کر لینا چاہیئے اگر لباس سفید ہوتو زیادہ بہتر ہے۔حجامت بنوانے والی ہوتو وہ بنوائیں، ناخن تراشیں۔صاف ستھرے کپڑے پہننے چاہئیں،خوشبو لگانی چاہیئے،تیل لگانا چاہیئے۔القصہ پاکیزگی کے لیے ہر وہ کام کرنا چاہیئے جو نماز میں شامل ہونے کے لیے مسنون اور ضروری ہے۔اس کے متعلق حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ حدیث حسب ذیل ہے:۔

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَغْتَسِلُ رَجُلٌ یَّوْمَ الْجُمُعَةِ وَیَتَطَھَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُھْرٍ وَیَدَّھِنُ مِنْ دُھْنِہٖ اَوْ یَمَسُّ مِنْ طِیْبِ بَیْتِہٖ ثُمَّ یَخْرُجُ فَلَا یُفَرِّقُ بَیْنَ اثْنَیْنِ ثُمَّ یُصَلِّیْ مَا کُتِبَ لَہٗ ثُمَّ یُنْصِتُ اِذَا تَکَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَلَہٗ مَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی.

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں غسل کرتا کوئی آدمی جمعہ کے دن اور پاکیزگی حاصل کرتا جس قدر اس کو پاک ہونے کی استطاعت ہے اور تیل لگاتا اپنے تیل سے یا نہیں ملتا خوشبو اپنے گھر کی خوشبو سے، پھر نکلتا ہے پس وہ دو شخصوں کے درمیان فرق نہیں کرتا، پھر نماز پڑھتا ہے جو اس کے لیے مقدر کی گئی ہے، پھر جس وقت امام خطبہ دے، چپ رہتا ہے۔مگر اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں جن کو وہ اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کرتا ہے۔(صحیح بخاری)

۲۔ جمعہ کے دن غسل کرنا

جمعہ کے دن غسل کرنا افضل ہے کیونکہ اللہ کے حضور حاضر ہونے کے لیے اپنے جسم کو میل کچیل سے پاک صاف کرنا بہت بہتر ہے چونکہ اللہ پاک صاف ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جب اس کے بندے اس کے حضور آئیں تو بھی پاک صاف ہوں، دراصل ظاہری پاکیزگی، باطنی پاکیزگی کی آئینہ دار ہے،لہٰذا جب انسان جمعہ کے روز غسل کرے تو دل میں یہ نیت رکھے،اے اللہ! جس طرح میں نے اپنے جسم پر پانی بہا کر گندگی کو صاف کرنے لگا ہوں تو میرے دل سے آلودگیوں کو دور کر دے۔اور میرے باطن کو نور سے

معمور کردے، یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے روز غسل کرو۔

عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقًّا عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ اَنْ یَّغْتَسِلُوْا یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَلْیَمَسَّ اَحَدُھُمْ مِّنْ طِیْبِ اَھْلِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَالْمَآءُ طِیْبٌ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں پر لازم ہے کہ جمعہ کے دن غسل کریں اور ان کا ایک اپنے اہل کی خوشبو سے لگائے اگر خوشبو نہ ہو تو پانی اس کے لیے خوشبو ہے (احمد، ترمذی)

۳۔ گردن پھلانگنے کی ممانعت

جمعہ کے روز مسجد میں اگر کوئی شخص دیر سے جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جہاں اسے جگہ ملے بیٹھ جائے اور جو لوگ پہلے بیٹھے ہوئے ہوں ان کے اوپر سے پھلانگ کر آگے جانے کی کوشش نہ کرے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن پھلانگنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُھَنِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَخَطّٰی رِقَابَ النَّاسِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اتَّخَذَ جِسْرًا اِلٰی جَھَنَّمَ.

حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن جو شخص لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہے وہ جہنم کی طرف پل بنائے گا۔ (ترمذی شریف)

بعض لوگوں کو یہ عادت ہوتی ہے کہ بعد میں آکر صفوں کو چیرتے ہوئے صف اول میں آکر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں اس طرح دوسروں کو بے چین کرتے ہیں تو ایسا کرنے والوں کو چاہیئے کہ اگر وہ صف اول میں جگہ کے امیدوار ہوں تو وہ دوسروں سے پہلے آجائیں لیکن اس سے یہ مطلب بھی لینا چاہیئے کہ اگر پہلی صفوں میں جگہ ہو تو اسے پورا کیا جائے خواہ پیچھے سے جانا پڑے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ کسی کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو نماز کے بعد اس سے پوچھا کہ تم نے جمعہ کی نماز کیوں نہیں پڑھی۔ اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے بالکل پاس ہی تھا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تو یہی دیکھا ہے کہ تم لوگوں کی گردنیں پھلانگ رہے تھے۔ گویا جو ایسا کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے نماز نہ پڑھی ہو۔

۴۔ نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت

نماز جمعہ اس ادب کی طرف خاص توجہ رکھنی چاہیئے کہ جو شخص نماز پڑھ رہا ہو اس کے آگے سے نہ گزرا جائے کیونکہ نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ جن مساجد میں جمعہ کا اجتماع بڑا ہوتا ہے تو وہاں نماز جمعہ کی دو رکعت پڑھنے کے بعد جب لوگ سنن اور نوافل پڑھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں تو کچھ لوگ نمازیوں کے آگے سے گزرنے میں دریغ نہیں کرتے۔ ایسا بالکل نہیں کرنا چاہیئے بلکہ کچھ دیر انتظار کر لینا چاہیئے جب دوسرے لوگ فارغ ہو جائیں تو پھر گزرنا چاہیئے۔

اہل تقوی اور اہل روحانیت کا یہی شیوہ ہے وہ کسی نمازی کے آگے سے بالکل نہیں گزرتے بلکہ وہ کسی دیوار یا ستون کی آڑ میں بیٹھتے ہیں تاکہ دوسرا بھی ان کے آگے سے نہ گزرے اور نماز میں خلل واقع نہ ہو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُقِيْمَنَّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يُخَالِفُ اِلٰى مَقْعَدِهٖ فَيَقْعُدُ فِيْهِ وَلٰكِنْ يَّقُوْلُ افْسَحُوْا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو جمعہ کے دن اٹھا کر اس کی جگہ کا قصد نہ کرے اور اس میں نہ بیٹھے لیکن کہے، جگہ کو کشادہ کرو۔ (صحیح مسلم)

۵۔ مسجد میں جلدی جانا

نماز جمعہ کے لیے مسجد میں اول وقت میں جانا بڑا افضل ہے کیونکہ اللہ کے ہاں اس کا بڑا درجہ ہے کیونکہ جو شخص نیکی کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے تو اللہ اس پر بہت مہربان ہوتا ہے۔ بزرگان دین کا اس سلسلے میں یہ طرز عمل تھا کہ وہ مسجد میں جمعہ کے روز اول وقت میں جاتے۔ پہلے تحیۃ المسجد اور دو رکعت نفل تحیۃ الوضوء ادا کرتے۔ اس کے بعد خاموشی سے ذکر و اوراد میں مشغول ہوتے۔ اذان اول پر سنتیں ادا کرتے، پھر غور سے خطبہ سماعت فرماتے، اس کے بعد نماز جمعہ ادا کرتے۔

بہتر یہ ہے گھر بار کے کام کاج سے فارغ ہو کر پہلی اذان پر مسجد میں پہنچ جانا چاہیئے۔ بہر کیف پہلی ساعت میں مسجد میں جانے کا بہت ثواب ہے۔ اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ وَقَفَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ عَلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ یَکْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُھَجِّرِ کَمَثَلِ الَّذِیْ یُھْدِیْ بَدَنَۃً ثُمَّ کَالَّذِیْ یُھْدِیْ بَقَرَۃً ثُمَّ کَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَۃً ثُمَّ بَیْضَۃً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَھُمْ وَیَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت جمعہ کا دن ہوتا فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں، وہ اول آنے والوں کو لکھتے ہیں، اول وقت آنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جو اونٹ قربانی کے لیے بھیجتا ہے پھر جو اس کے بعد آتا ہے جیسے گائے قربانی کے لیے بھیجتا ہے پھر جو اس کے بعد آئے جیسے دنبہ، جو اس کے آئے جیسے پھر انڈا صدقہ کرتا ہے جب امام نکلتا ہے وہ اپنے دفتر لپیٹتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔

(بخاری شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں پہلے جانے کا بہت اجر ہے۔ مؤمن پر لازم ہے کہ جونہی جمعہ کے دن کسی مسجد کی اذان گوش زد ہو، فی الفور اسی پہلی اذان پر اپنے تمام کاروبار اور ہر قسم کی مصروفیتوں سے دستبردار ہو کر مسجد کو چہ دے، درمختار میں ہے کہ صحیح تر قول میں پہلی اذان کے ہونے پر بیع یعنی کاروبار کو ترک کرنا اور مسجد کی طرف جھپٹنا واجب ہے اگر نہ بلتے چلتے خرید و فروخت کرتا ہو۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ بعض بزرگ زیادہ اہتمام کی غرض سے شب جمعہ ہی مسجد میں جا ٹھہرتے تھے۔ قرن اول میں صبح کے وقت اور نماز فجر کے بعد سڑکیں اور گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں۔ کیونکہ نمازی بہت سویرے جامع مسجد کا رخ کرتے تھے۔ اور جمعہ کے دن بھی روز عید کی طرح غیر معمولی اژدحام ہوتا تھا، پھر جب یہ طریقہ جاتا رہا تو صلحاء نے یہ کہنا شروع کیا کہ یہ پہلی بدعت ہے جو اسلام میں پیدا ہوئی ہے۔ یہ لکھ کر امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ رقم فرما ہیں کہ مسلمانوں کو اس بات پر کیوں شرم نہیں آتی کہ یہود و نصاریٰ اپنی عبادت کے دن اپنے معبدوں میں کیسے سویرے جاتے ہیں اور طالبان دنیا کتنے سویرے خرید و فروکت کے لیے بازاروں میں پہنچ جانے کے عادی ہیں۔ پس طالبان حق کو پیش دستی سے کام لینا چاہیئے۔

شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں مسجد نبوی میں بعض لوگوں نے عادت اختیار کی ہے کہ سویرے آ کر مصلی بچھا دیتے ہیں اور جگہ روک کر چلے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کیونکہ بچھا جانے

کی بجائے بیٹھ کر ذکر وفکر میں مشغول رہیں تو بہتر ہے۔ یونہی پہلے سے جگہ روک لینا مناسب نہیں۔

۶۔ جمعہ کے روز درود شریف پڑھنا

جمعہ کے بابرکت دن کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہیئے۔ کیونکہ اس دن درود بھیجنے کا بہت ثواب ہے کیونکہ جمعہ کا دن بہت افضل ہے اور اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن قیامت آتے گی یعنی جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے اہم کام ہیں ان کے لیے جمعہ کا دن وقف ہے اس لیے اس روز نماز فجر کے بعد جتنا بھی کوئی شخص درود پڑھ سکے پڑھنا چاہیئے۔

اہل تقوی اور صوفیاء کا عموماً معمول ہوتا ہے کہ وہ روزانہ بعد نماز جز مقررہ تعداد میں درود شریف پڑھتے ہیں لیکن جمعہ کے روز خاص کر اللہ کے بندے درود شریف پڑھتے ہیں کیونکہ یہ وہ وظیفہ ہے جسے اللہ خود بھی کرتا ہے اس کے بارے میں روایات حسب ذیل ہیں:۔

عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اس میں آدم پیدا کیے گئے، اس میں قبض کیے گئے اسی میں صور پھونکنا ہوگا اور اسی میں نفخہ ہے اس دن مجھ پر بہت زیادہ درود بھیجو اس لیے کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے انھوں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جاتا ہے جبکہ آپ کی ہڈیاں پرانی ہو چکی ہوں گی۔ صحابہ اَرِمْتَ سے مراد بَلِيْتَ لیتے تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاءؑ کے جسموں کو چھانا حرام کر دیا ہے۔

(ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ، دارمی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو۔ کیونکہ اس روز اعمال کا ثواب دگنا کر دیا جاتا ہے اور میرے لیے اللہ سے

درجہ وسیلہ کی دعا مانگا کرو۔ کسی نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ درجہ وسیلہ کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں یہ ایک ایسا مقام ہے جو صرف ایک نبی کو عطا ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ میں ہی وہ نبی ہوں جسے وہ مقام عطا ہوگا۔

حضرت عبدالعزیز حبیب رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھڑا تھا کہ آپ نے فرمایا جو شخص ہر جمعہ کو ۸۰ بار مجھ پر درود پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی ۸۰ برس کے گناہ معاف کردیگا یہ سن کر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کیسے پڑھا جائے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں پڑھو:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ.

اور انگلیوں پر تعداد شمار کرو۔

جمعہ کے روز درود شریف پڑھنے کے بارے میں ایک روایت ہے، جو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھو ۔کیونکہ میری امت کا درود ہر جمعہ کے دن میرے سامنے لایا جاتا ہے۔ پس جو زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا وہ قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب ہوگا۔

ایسے ہی بزرگان دین کا کہنا ہے کہ جمعہ کے روز ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا بہت اچھا ہے لہٰذا گن کر پڑھنا بہتر ہے۔ اسی طرح ہزار بار تسبیح پڑھنا بھی مستحب ہے۔ تسبیح کے چار کلمات یہ ہیں:۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ.

۷۔ جمعہ کا افضل ترین ذکر

جمعہ کے تمام اوقات میں افضل ترین ذکر یہ ہے:۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ .

اس کے بعد سو بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ سو بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ سو مرتبہ (یہ درود شریف) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ. اس

کے بعد سومرتبہ استغفر اللّٰہ الحی القیوم و اسالہ التوبۃ، پھر سومرتبہ ماشاء اللّٰہ لا قوۃ الا باللّٰہ ؕ

روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام روزانہ بارہ ہزار مرتبہ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ بعض تابعین روزانہ تیس ہزار مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے ان میں سے ہر ایک اپنی نماز اور اپنی تسبیح سے واقف تھا یعنی پابند تھا۔ تم اس بات سے ڈرو کہ کہیں تم محروم رہنے والوں میں شامل نہ ہو جاؤ، اگر تم اللہ کو یاد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارا ذکر بھی نہیں ہوگا۔ پہلے مؤمن خدا کو یاد کرتا ہے پھر اس کا ذکر اور اس کی یاد بارگاہ الٰہی میں ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:۔

فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ ؕ (بقرہ:۱۵۲)

تم مجھے یاد کرمیں تمہیں یاد کروں گا۔

۸۔ جمعہ کے دن کی مسنون قرأتیں

شیخ ابونصر نے بالا سناد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ حٰم السجدۃ اور سورہ ھل اتی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ایک روایت میں مغرب کی نماز کے سلسلہ میں آیا ہے کہ آپ سورۃ قل یایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے۔ عشاء کی نماز میں سورۃ الجمعۃ اور المنافقون کی قرأت فرماتے تھے۔ روایت ہے کہ جمعہ کی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہی دو سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب جمعہ میں جس نے سورۂ یٰس اور حم الدخان پڑھی تو جب وہ صبح کو اٹھتا ہے تو اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے (اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں) روایت یہ کہ جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھی وہ اس شخص کے برابر ہو گیا جس نے دس ہزار دینار خیرات کئے، شب جمعہ اور روز جمعہ میں چار رکعت نماز اس طرح پڑھنا مستحب ہے کہ چار رکعتوں میں یہ چار سورتیں پڑھے:۔ سورۂ انعام ،سورۂ کہف، سورۂ طٰہٰ، سورۂ ملک۔ اگر تمام سورتوں کو اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا تو جتنا اچھی طرح پڑھ سکتا ہے تو اتنا ہی پڑھے کیونکہ کہا گیا ہے کہ ختم قرآن بقدر علم قرآن ہے یعنی اگر کسی کو قرآن پورا اچھی طرح یاد نہ ہو تو جتنا یاد ہو اس کا اتنا ہی پڑھنا ختم قرآن ہوگا۔ اگر کسی کو پورا قرآن یاد ہے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ

جمعہ کے دن پورا قرآن ختم کرے۔ اگر دن میں مکمل نہ ہوسکے تو رات میں بھی پڑھے اور ختم کرے۔ اگر فجر یا مغرب کی دو رکعتوں میں آخری حصہ کو ختم کیا جائے تو اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اگر دس بیس رکعتوں میں ہزار مرتبہ (سورہ اخلاص) پڑھے گا تو یہ بھی فضیلت میں ختم قرآن سے زیادہ ہوگا۔

۹۔ جمعہ کے لیے الگ لباس بنوا کر رکھنا

جمعہ کے آداب میں سے ایک احتیاط یہ بھی ہے کہ جمعہ کے لیے ایک علیحدہ صاف ستھرا لباس بنوا کر رکھ لیا جائے جو عام کاروبار کے ایام میں استعمال نہ کیا جائے بلکہ صرف نماز جمعہ کے لیے استعمال کیا جائے۔ اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ السَّلَام قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا عَلٰی اَحَدِکُمْ اِنْ وَّجَدَ اَنْ یَّتَّخِذَ ثَوْبَیْنِ لِیَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوٰی ثَوْبَیْ مِھْنَتِہٖ.

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی ایک کے لیے کیا قباحت ہے کہ وہ دو کپڑے بنالے جمعہ کے دن کے لیے اپنے کاروبار کرے کپڑوں کے علاوہ۔ (ابن ماجہ)

۱۰۔ پیدل جاکر نماز جمعہ پڑھنے کا ثواب

نماز جمعہ کے لیے پیدل جانا زیادہ بہتر ہے لیکن اگر مسجد زیادہ دور ہو تو سواری پر جانے میں کوئی حرج نہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ کے لیے پیدل جانے کو ترجیح دی ہے۔

عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشٰی وَلَمْ یَرْکَبْ وَدَنٰی مِنَ الْاِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ یَلْغُ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ خَطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ اَجْرُ صِیَامِھَا وَقِیَامِھَا.

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ نہلائے جمعہ کے دن اور نہائے اور صبح سویرے جائے اور اول بھی خطبہ پائے اور پیادہ جائے سوار نہ ہو، امام کے نزدیک ہو اور خطبہ سنے اور لغو کام نہ کرے اس کو ہر قدم کے بدلہ میں ایک سال کے روزوں کے رکھنے اور قیام کرنے کا ثواب ہوگا۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

۸۔ مسائل نماز جمعہ

نماز جمعہ کی فرض رکعتیں دو ہیں جو امام کے ساتھ خطبے کے بعد پڑھی جاتی ہیں اس کے علاوہ چار رکعت سنت قبل از جماعت اور چار سنت بعد از جماعت پھر دو سنت اور دو نفل پڑھنے چاہئیں اس طرح نماز جمعہ کی کل ۱۴ رکعت ہیں۔ نماز جمعہ کے بعد احتیاطاً ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ نماز جمعہ کے متعلق متفرق مسائل حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ نماز جمعہ کی ایک رکعت پانا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس شخص نے امام کے ساتھ نماز جمعہ کی ایک رکعت پالی اس نے گویا نماز پالی۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کی ایک رکعت امام کے ساتھ پالیتا ہے، پس اس نے نماز پالی۔ (بخاری شریف)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو شخص دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شامل جماعت ہوا ہو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اسے دوسری پوری کر لینی چاہیئے

۲۔ نماز جمعہ میں امام کے بیٹھنے پر جماعت میں شامل ہونا

جو شخص سلام پھیرنے سے پہلے جب امام بیٹھا ہو، شریک جماعت ہو، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جمعہ کی دو رکعتیں پوری کرلے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً فَلْيَصِلْ اِلَيْهَا اُخْرٰی وَمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا اَوْقَالَ الظُّهْرَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کی ایک رکعت پالے پس چاہیئے کہ اس کے ساتھ ایک اور ملالے اور جس کی دونوں رکعتیں رہ جائیں

وہ چار رکعت پڑھے یا فرمایا ظہر پڑھے۔ (سنن دار قطنی)

اس حدیث کے متعلق حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جو شخص جمعہ کی جماعت کے کسی حصہ میں بھی شریک ہو گیا اس نے جمعہ پالیا۔ اگرچہ سجدۂ سہو میں پہنچا ہو۔ اسے باقی نماز کو بطور جمعہ کے پورا کرنا چاہیئے۔

۳۔ نماز جمعہ کے بعد کھانا کھانا اور قیلولہ کرنا سنت ہے

جمعہ پڑھنے کے بعد کھانا تناول کرنا بہتر ہے اور اس کے بعد ہی آرام کرنا چاہیئے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدّٰى اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم قیلولہ کرتے تھے اور نہ اول روز کا کھانا کھاتے تھے مگر جمعہ پڑھنے کے بعد۔ (بخاری شریف)

۴۔ عورتوں کی نماز جمعہ

جمعہ میں عورتوں کا شامل ہونا ضروری نہیں، کیونکہ جمعہ صرف مردوں پر واجب ہے عورتوں پر نہیں لہٰذا اگر کوئی عورت ظہر کی بجائے جمعہ کے لیے مسجد میں جانا چاہے جائز ہے۔ اپنے گھر میں نماز ظہر پڑھ لینا بہتر ہے، تو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ عورتیں گھر میں نماز ظہر ادا کر لیں۔ مگر ایسی عوتیں جو عمر رسیدہ ہوں اگر وہ مسجد میں جا کر نماز جمعہ کا اہتمام کریں تو ان کے لیے درست ہے۔ البتہ اگر کسی عورت کے مسجد میں جانے سے کوئی برائی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی عورت کو نماز جمعہ میں نہیں آنا چاہیئے تاکہ فتنہ پیدا نہ ہو۔ عورتوں کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جب وہ نماز کے لیے جائیں تو خوشبو لگا کر نہ جائیں اور نہ ہی بناؤ سنگار کر کے جائیں۔

۵۔ جمعہ کی نماز کا متعدد مقامات پر ہونا

جن مقامات پر نماز جمعہ درست ہے وہاں اس کے متعدد مقامات پر ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

۶۔ میدان میں نماز جمعہ

میدان میں نماز جمعہ درست ہے کیونکہ صحت جمعہ کے لیے مسجد شرط نہیں بلکہ میدان میں بھی نماز جمعہ

جائز ہے لیکن اگر گھر کے قریب مسجد ہو اور وہاں نماز جمعہ ہوتی ہو تو مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنا افضل ہے اگرچہ شہروں میں ہر جگہ مساجد ہیں لیکن اگر کوئی ایسا پارک یا باغ یا سیرگاہ یا تفریح گاہ، سکول یا کالج کا ہوسٹل ہو جہاں نماز جمعہ کا مستقل اہتمام نہ ہو وہاں اگر لوگ جمع شدہ ہوں اور وہ مل کر نماز جمعہ کی جماعت قائم کرلیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ایسے ہی اگر کہیں خاص دعوت کا اہتمام کیا گیا ہو اور درمیان میں نماز جمعہ کا وقت آجائے اور قریب مسجد نہ ہو تو وہاں چند آدمیوں کا مل کر نماز جمعہ پڑھ لینا درست ہے بشرطیکہ جمعہ کی دوسری شرائط پوری ہوتی ہوں۔

ایک دفعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بحرین سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور دریافت کیا کہ کیا ہم بحرین میں نماز جمعہ قائم کرلیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں جواب دیا تھا کہ تم جہاں کہیں بھی ہو نماز جمعہ پڑھو۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ خصوصی حالات کے پیش نظر اگر کسی مقام پر یا میدان میں نماز جمعہ کا اہتمام کرنا پڑے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۷۔ جمعہ کے دن سفر پر روانہ ہونا

جمعہ کے دن پہلی اذان ہونے کے بعد نماز جمعہ پڑھنے سے پہلے سفر پر روانہ ہونا جائز نہیں اور نماز جمعہ پڑھنے کے بعد سفر اختیار کرنا زیادہ بہتر ہے البتہ ناگزیر صورت میں سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں یعنی کوئی عزیز فوت ہو گیا اور وہاں جانا بہت ضروری ہو۔ جان و مال کا کسی صورت میں خدشہ ہو تو اس صورت میں زوال کے بعد سفر کرنا جائز ہے۔

۸۔ مسافر پر جمعہ واجب نہیں

جمہور علماء کا یہ مسلک ہے کہ مسافر پر نماز جمعہ واجب نہیں کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں (ابوداؤد) مسافر اگر جمعہ پڑھ لے تو اسے ثواب ہے اگر جمعہ کی نماز نہ پڑھے تو پھر ظہر کی نماز ضرور پڑھنی چاہیئے۔

۹۔ بڑی جماعت میں سجدۂ سہو نہ کیا جائے

اگر جمعہ کی جماعت بہت بڑی ہو اور امام کو سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ زیادہ ہجوم

ہونے کی وجہ سے گڑبڑ مچ جائے گی اور اگر زیادہ ہجوم نہ ہو تو سجدۂ سہو اگر ضروری ہو جائے تو ضرور کرنا چاہیئے۔

۱۰۔معذور کے لیے نماز جمعہ پڑھنے کا مسئلہ

اگر غیر معذور شہر میں نماز جمعہ سے پہلے ظہر کی نماز پڑھ لے تو اس کی نماز ظہر ہو گی مگر گنہگار ہو گا پھر اگر جمعہ کی نماز پڑھ لے تو پہلی نماز نفل ہو جائے گی اور جمعہ درست ہو جائے گا، شہر میں جہاں جمعہ درست ہے معذور کو نماز جمعہ سے پہلے ظہر کی نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور جماعت سے پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ۔جمعہ کی نماز جبکہ شہر میں متفرق اوقات میں ہوتی ہو تو معذور کے لیے مستحب ہے کہ جب آخری نماز ختم ہو جائے تب نماز ظہر پڑھے۔

۱۱۔نماز اور خطبے میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

خطبے اور نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا درست ہے اگر کسی وقت دوران نماز اسپیکر میں فنی خرابی ہو جائے تو مکبروں کو تکبیر کہنی چاہیئے تاکہ نماز میں خلل واقع نہ ہو۔

باب ۳۴

عیدین

عید مسلمانوں کی خوشی کا دن ہے جس کے معنی لوٹ کر بار بار آنے کے ہیں چونکہ یہ خوشی کا دن ہر سال لوٹ لوٹ کر آتا رہتا ہے اس لیے اسے عید کہا جاتا ہے۔

عیدیں سال میں دو ہوتی ہیں یعنی عید الفطر اور عید الضحیٰ، انھیں عیدین کہا جاتا ہے عید کے روز مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے مل کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اسکی وجہ تسمیہ کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ منورہ کے لوگ خوشی کے دن منایا کرتے تھے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھ کر فرمایا کہ یہ کیسے دن ہیں؟ تو ان لوگوں نے کہا کہ قدیم زمانے سے ہم لوگ ان دنوں میں خوشی مناتے چلے آتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے ان دنوں سے بہتر دو دن مقرر فرمائے ہیں۔ تم ان میں خوشی منایا کرو، ان میں ایک دن عید الفطر ہے اور دوسرا عید الضحیٰ ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَلَھُمْ یَوْمَانِ یَلْعَبُوْنَ فِیْھِمَا فَقَالَ مَا ھٰذَانِ الْیَوْمَانِ قَالُوْا کُنَّا نَلْعَبُ فِیْھِمَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَبْدَلَکُمُ اللّٰہُ بِھِمَا خَیْرًا مِّنْھُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَیَوْمَ الْفِطْرِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور ان کے دو دن تھے جن میں وہ کھیلتے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ دو دن کیسے ہیں، انھوں نے کہا کہ جاہلیت کے زمانہ میں ہم ان دو دنوں میں کھیلا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے بدلہ میں تمھیں دو دن بہتر عطا فرمائے ہیں، عید قربان کا اور عید فطر کا۔ (ابوداؤد)

ا۔ عیدالفطر

یہ عید شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے لیے یہ مسرت کا دن ہے مگر دراصل اس خوشی کا اظہار ہے جو انسان اطاعت خداوندی میں پورا اترنے کے بعد محسوس کرتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ماہ صیام کے روزے فرض فرمائے ہیں، جو قعرے مشقت طلب کام ہے پھر روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ بندہ فرض نمازیں پڑھتا ہے۔ رات کو تراویح کی صورت میں قیام اللیل کرتا ہے، صدقہ خیرات کی کوشش کرتا ہے کیونی بندہ ہر طرح سے اپنے رب کی رضا کو حاصل کرنے کی کوسس کرتا ہے تو اس طرح جب انسان پورا ماہ روزے رکھ لیتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ اور اس خوشی کا اظہار عیدالفطر کی صورت میں ہے ۔ اسے عیدالفطر اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس دن سے پہلے غریبوں کی خوشی میں شامل ہونے کے لیے جو صدقہ وخیرات دی جاتی ہے وہ فطرانہ کہلاتا ہے لہٰذا اس نسبت سے اسے عیدالفطر کہا جاتا ہے چونکہ اس دن اظہار مسرت کے لیے یہ خیرات کی جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ خوشی کا دن عیدالفطر کے نام سے منسوب ہے۔ عید کی خوشی اسلام میں عام خوشیوں کی نسبت منفرد حیثیت کی حامل ہے۔ عام طور پر انسان اس وقت خوشی محسوس کرتا ہے جب اس کی کوئی دلی خواہش پوری ہوتی ہے یا اسے کوئی جسمانی راحت حاصل ہوتی ہے یا لذت نفس میں مبتلا ہو کر عارضی نفسانی خوشی ملتی ہے گویا دنیاوی خوشی کا تعلق حصول دنیا کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔

جبکہ عید کی خوشی میں دنیاوی خوشی کے ساتھ ہی روحانی خوشی کا راز بھی مضمر ہے چونکہ اسلام میں عید منانے کا جو طریقہ پایا جاتا ہے اس میں خوشی کا تعلق بھی خدا اور بندے کے درمیان پایا جاتا ہے۔ کیونکہ انسان ماہ رمضان کے بعد عید کے روز نماز عید میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو اس کی روح حقیقی معنوں میں ایک مسرت محسوس کرتی ہے۔ نماز کے بعد جب انسان ایک دوسرے سے گلے ملتا ہے اس وقت انسان اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ مل کر جو مسرت حاصل کرتا ہے وہ ناقابل بیان ہوتی ہے کہ اس وقت دل میں ایسے جذبات پیدا ہوتے ہیں، جو واقعی معراج انسانیت کا حصہ ہیں۔

۲۔ عیداضحیٰ

عید کے دوسرے تہوار کو عیدالضحیٰ کہا جاتا ہے یہ تہوار ذی الحجہ کی دس تاریخ کو ہوتا ہے۔ مسلمانوں

کے لیے یہ بھی ایک خوشی کا دن ہے اور اس روز ضحٰی کے وقت یعنی اچھی طرح سورج طلوع ہو جانے پر دو رکعت عید کی نماز پڑھی جاتی ہے اسی نسبت سے اسے عیدالضحٰی کہا جاتا ہے۔

مسلمانوں کا اس تہوار سے ایک تاریخی واقعہ وابستہ ہے جو اس کی اصل یادگار ہے۔ یہ یادگار واقعہ دراصل وہ عظیم قربانی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اللہ کے حضور پیش کی تھی، وہ واقعہ یوں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا جس میں اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا تھا کہ اپنی محبوب ترین چیز اللہ کی راہ میں قربان کرو چنانچہ مسلسل تین دن تک آپ کو یہی خواب آتا رہا۔ چنانچہ آپ نے اپنی عزیز ترین چیز اپنے بیٹے کو خیال کرتے ہوئے اسے اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا ارادہ کیا۔ اور آپ نے اس خواب کے بارے میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو باخبر کیا حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ابا جان! آپ کو جو حکم ربی ہوا ہے اسے جلدی پورا کرو، آپ مجھے ضرور صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے، اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام منی کے مقام پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لیے لے گئے۔ جب آپ نے اپنے بیٹے کو زمین پر لٹا کر تیز چھری سے ذبح کرنے لگے تو چھری نے امر ربی سے گلا نہ کاٹا اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے ابراہیم! بے شک تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، پھر آپ نے اللہ کے حکم کے مطابق دنبے کی قربانی کی۔ عیدالضحٰی کے موقع پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنت کو دہرایا جاتا ہے اور اس روز مسلمان جانور کی قربانی کرتے ہیں۔

عیدالضحٰی کے موقع پر اگرچہ مسلمان جانور ذبح کرتے ہیں لیکن قربانی کی اس بے مثال تاریخ کی یادگار منا کر مسلمان اپنے عمل سے یہ ظاہر کر دیتا ہے کہ مسلمان کا جو کچھ بھی ہے وہ اسے اللہ کی راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔

احکامات عیدالفطر و عیدالضحٰی

عیدالفطر، رمضان المبارک ختم ہونے کے بعد پہلی شوال کو منائی جاتی ہے۔ اور عیدالضحٰی دسویں ذی الحجہ کو ہوتی ہے۔ ان دنوں کے شرعی احکامات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔عیدین کے دن دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے

عیدین کے دن دو رکعت نماز عید پڑھنا واجب ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن عید گاہ کی طرف جاتے ،سب سے پہلے نماز پڑھتے ،پھر آپ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے ،لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے تو انھیں وعظ و نصیحت کرتے اس سے معلوم ہوا کہ عید کی نماز ان لوگوں پر واجب ہے جن پر جمعہ فرض ہے لہٰذا بلا وجہ عید کی نماز چھوڑنا گناہ ہے۔

۲۔نماز عیدین بغیر اذان اور اقامت کے ہے

عیدین کی نماز سے پہلے اذان نہیں اور نہ ہی جماعت کھڑی ہونے سے قبل اقامت ہے۔ مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیدین کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی۔ایسے ہی بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کی نماز دو رکعت پڑھی اور نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کچھ پڑھا۔

۳۔خطبہ عیدین

عیدین کا خطبہ سنت ہے جبکہ نماز جمعہ کا خطبہ فرض ہے نماز جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے ہے لیکن عیدین کا خطبہ نماز کے بعد ہے کیونکہ مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ،حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ عیدین کی نماز پہلے پڑھتے اور بعد میں خطبہ پڑھا کرتے تھے مگر عیدین کا خطبہ سننا واجب ہے۔

۴۔عیدین پڑھنے کا وقت

عیدین پڑھنے کا وقت سورج اچھی طرح روشن ہونے سے شروع ہوتا ہے اور قبل از زوال تک ہے لیکن افضل وقت ایک یا دو نیزہ سورج بلند ہونے پر ہے۔اس وقت عید پڑھ لیں تو بہت بہتر ہے۔کیونکہ

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اشراق کے وقت عیدالفطر کی نماز پڑھنے سے فارغ ہوجاتے ایسے ہی حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عیدالفطر کی نماز دو نیزہ آفتاب بلند ہونے پر پڑھاتے اور عیدالضحٰی کی نماز ایک نیزہ سورج بلند ہونے پر پڑھاتے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سورج اچھی طرح روشن ہونے پر عیدین کی نماز کا وقت شروع ہوجاتا ہے لیکن عیدالضحٰی کی نماز میں جلدی اور عیدالفطر میں ذرا دیر کرنا افضل اور سنت ہے۔

۵۔ غسل اور اچھا لباس پہننا

عید کے دن غسل کرنا، ناخن تراشنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا اور صاف ستھرا پاکیزہ لباس پہننا سنت ہے۔ ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن یعنی عید کے دن کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے خوشی کا دن بنایا ہے۔ لہٰذا اس دن خوب غسل کرلیا کرو اور اگر خوشبو ہو تو وہ بھی لگالیا کرو اور مسواک کرلیا کرو اس سے معلوم ہوا کہ عید کے دن جسم کی طہارت قائم کرنا اور پاکیزہ لباس پہننا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاں تک ہوسکتا عید کے دن اچھے سے اچھا لباس پہننے کی کوشش کرتے۔

۶۔ صدقہ فطر ادا کرنا

عیدالفطر کی نماز پڑھنے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا ضروری اور واجب ہے اس کا ادا کرنا اس لیے بھی ضروری ہے تاکہ غریب لوگ بھی عید کی خوشی میں شامل ہوسکیں۔

بخاری میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں اور جو کا ایک صاع صدقہ فطر مسلمانوں کے ہر غلام، آزاد، مرد عورت، چھوٹے بڑے پر فرض قرار دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ نماز عید کی طرف جانے سے پہلے پہلے ادا کردیا جائے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص صدقہ فطر نماز سے پہلے ادا کرے اس کا صدقہ مقبول ہوگا اور جو شخص نماز کے بعد ادا کرے گا وہ خیراتوں میں ایک خیرات ہوگی۔ ایک اور روایت ہے کہ گندم کا نصف صاع صدقہ فطر میں دیا جائے

۷۔ عید الفطر ادا کرنے سے پہلے میٹھی چیز کھانا سنت ہے

عید کے دن نماز عید ادا کرنے سے قبل میٹھی چیز کھانا سنت ہے۔ بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک عید گاہ کی طرف نہ جاتے جب تک آپ کھجوریں نہ کھا لیتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عید کے دن کھجوریں یا کوئی میٹھی چیز کھانا سنت ہے لہٰذا دودھ سویوں کا کھانا بھی اسی سنت میں شمار ہوتا ہے۔ ایسے ہی عید الضحیٰ کے دن نماز کے بعد آ کر اپنی قربانی کا گوشت کھانا سنت ہے۔

۸۔ پیدل راستہ بدل کر جانا آنا سنت ہے

عید گاہ کو پیدل جانا سنت ہے اور ایسے ہی جس راستے سے جائے اس راستے سے نہ آئے بلکہ راستہ بدل کر آنا سنت ہے کیونکہ بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن مخالف راہ اختیار کرتے یعنی جس راستے جاتے تو واپسی پر بدل کر آتے۔

۹۔ عید کے دن اظہار خوشی

عید کے دن اظہار خوشی کی اجازت ہے۔ اس کا ثبوت مسلم کی اس حدیث سے ملتا ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منیٰ میں دو بچیوں کے پاس سے گزرے وہ دف بجا رہی تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ کونوں انصار کے وہ اشعار گا رہی تھی جو یوم بعاث سے تعلق رکھتے تھے۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرۂ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! انھیں چھوڑ دے کہ یہ عید کے دن ہیں اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! ہر قوم کے لیے عید ہوتی ہے، اور یہ ہمارا عید کا دن ہے۔ اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ وہ خوشی جس کی شریعت اجازت دیتی ہے، عید کے روز اس کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا چند دوستوں کا عید کے موقع پر مل کر سیر و تفریح کر لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن یاد رہے کہ احکام خداوندی کے خلاف والی سیر و تفریح اسلام میں منع ہے۔

۱۰۔ نماز عید میں عورتوں کی شمولیت

عورتوں کا نماز عید میں شامل ہونا درست ہے لیکن عید گاہ میں ان کے لیے اگر الگ باپردہ انتظام ہو تو

زیادہ بہتر ہے۔

۲۔ نماز عید پڑھنے کا طریقہ اور مسائل

نماز عید کے لیے صف بندی کے بعد پہلے اس طرح نیت کریں کی نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحٰی کی مع چھ زائد تکبیروں کے، اللہ تعالیٰ کے لیے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔ پھر تکبیر تحریمہ کے لیے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہہ کر باندھ لیں اور ثناء یعنی سبحانک اللھم الخ پڑھیں۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلی چوتھی تکبیر کے بعد امام آہستہ سے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر بلند آواز سے الحمد الخ اور کوئی سورہ پڑھیں اور رکوع وسجود کریں۔ پھر جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں، پہلے امام الحمد الخ اور کوئی سورہ پڑھے۔ پھر رین بار کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہر بار اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں اور چوتھی بار بلا ہاتھ اٹھائے تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جائیں اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کریں۔

نماز کے بعد امام منبر پر کھڑے ہو کر دو خطبے پڑھے اور ان کے درمیان اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبوں کے درمیان بیٹھتے ہیں۔ خطبہ پوری توجہ سے سننا چاہیئے۔ عید کے خطبوں کے بعد دعا مانگیں۔ چونکہ امام پنجگانہ نمازوں کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے۔ اس لیے اس پر قیاس کر کے دعا مانگنا ضروری ہے خطیب عیدین کے خطبہ کا آغاز تکبیر یعنی اللہ اکبر سے کرے؛ پہلے خطبہ میں نو مرتبہ اور دوسرے میں سات مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ خطیب پر لازم ہے کہ خطبے میں اس روز کے مناسب احکام یعنی صدقہ فطر یا تکبیرات تشریق اور قربانی کے احکام بیان کرے۔ نماز عید پڑھنے کے مفصل مسائل حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اگر کوئی عید کی نماز میں پہلی رکعت میں تکبیرون کے بعد شریک ہوا تو نیت باندھنے کے فوراً بعد (بغیر ثناء پڑھے) ہاتھ اٹھا کر تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرأت شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں شریک ہوا ہو تو اگر گمان غالب ہو کہ تکبیروں کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیریں کہہ لے، بعد اس کے رکوع میں جائے اور رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالت رکوع میں بجائے تسبیح کے بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیریں کہہ ہے اور اگر پوری تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔

۲۔ اگر کسی کی عید کی نماز میں پہلی رکعت چلی جائے تو جب وہ کھڑا ہو کر اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے

قرأت کر لے یعنی پہلے ثناء، پھر تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھ لے اس کے بعد دوسری رکعت کے بعد تکبیریں کہہ کر رکوع میں جائے اور اگر بھولے سے یا بے علمی سے زائد تکبیریں قرأت سے پہلے ادا کر لے تو بھی اس کی نماز ہو جائے گی مگر مکروہ تنزیہی ہو گی۔

۳۔ البتہ اگر دونوں رکعتیں جاتی رہیں، یعنی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد شامل ہوا تو وہ تکبیرات کو ان کے موقع پر (مقتدی کی طرح) ادا کرے۔

۴۔ اگر امام دوسری رکعت میں تکبیریں کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو چاہیئے کہ حالت رکوع میں تکبیرین کہہ لے، قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے لیکن ہر حال میں بوجہ کثرت ہجوم کے سجدہ سہو نہ کرے، نماز ہو جائے گی۔

۵۔ جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہیں اس دن اور کوئی نماز نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ نماز عید سے پہلے بھی اور پیچھے بھی، ہاں بعد نماز کے گھر میں آ کر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور نماز عید سے پہلے گھر پر بھی مکروہ ہے۔

۶۔ اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملے تو وہ شخص تنہا نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس لیے کہ عید کی نماز مین جماعت شرط ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص عید کی نماز میں شریک ہوا لیکن کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو گئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا، نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے البتہ اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پھر پڑھ سکتا ہے۔

۷۔ اگر وقت گزر جانے کے بعد معلوم ہو کہ عید کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو گئی تھی تو بھی قضا نہیں، اس کے بجائے استغفار کریں۔

۸۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے عید الفطر کی نماز پہلے دن نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن پڑھی جا سکتی ہے اور ایسے ہی عید الاضحی کی نماز تیسرے دن یعنی ۱۲۔ ذی الحجہ تک مقررہ وقت پر پڑھی جا سکتی ہے۔

۹۔ عیدگاہ میں جہاں عید کی نماز پڑھی جا رہی ہو وہاں کوئی اور نماز پڑھنا مکروہ ہے کیعنکہ نہ ہی عید کی نماز سے قبل اور نہ ہی بعد میں کوئی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

۱۰۔ جس شخص کو عید الفطر یا عید الضحی کی جماعت نہ مل سکے تو وہ ان نمازوں کو قضا کر کے نہ پڑھے۔ کیونکہ عیدین کی قضا نہیں ہے۔

۱۱۔ اگر کسی عذر کی بنا پر نماز عید نہ پڑھی گئی مثلاً بارش ہو رہی تھی یا ہلا عید نہ دیکھا گیا اور دوسرے دن زوال کے بعد معلوم ہوا کہ گزشتہ شب چاند نکلا تھا تو چاہیئے کہ سب لوگ روزہ افطار کر دیں اور اگلے دن نماز عید پڑھ لیں۔ عید الضحیٰ کی نماز میں بلا عذر بھی بارھویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز بالکراہت ہو جائے گی۔ لیکن عید الفطر کی نماز بلا عذر تاخیر کرنے سے نہ ہو گی۔

۱۲۔ نماز عید کے بعد مصافحہ اور معانقہ کرنا جیسا کہ مسلمانوں میں رائج ہے بہت اچھی چیز ہے کیونکہ اس میں اظہار مسرت اور خلوص ہے۔

۱۳۔ عید الاضحیٰ کے تمام احکام عید الفطر کی طرح ہیں صرف چند باتوں میں فرق ہے عید الاضحیٰ سے قبل کچھ نہ کھائے پیئے اگر کھالیا تو کوئی کراہت نہیں۔

۱۴۔ عید الاضحیٰ پر قربانی کرنے ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن تراشے۔

۳۔ تکبیرات تشریق

ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو یوم عرفہ کہتے ہیں، دسویں کو یوم النحر اور گیارہویں بارھویں اور تیرہویں کو ایام تشریق کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اس کے سو کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اور حمد و ثناء اللہ ہی کے لیے ہے۔

۱۔ مسئلہ:۔ تکبیرات تشریق ۹ ذی الحجہ کو فجر کی نماز سے لے کر تیرہویں ذی الحجہ کو نماز عصر تک ہر فرض نماز کے بعد پڑھنی چاہئیں اور یہ ۲۳۔ اوقات کی نمازیں بنتی ہیں ان کے بعد تکبیرات تشریق پڑھنا واجب ہے۔

۲۔ مسئلہ:۔ تکبیر تشریق سلام پھیرنے کیے بعد فوراً پڑھنی چاہیئے اور اگر نماز کے بعد کوئی ایسا فعل کیا جو نماز کے منافی ہو۔ یعنی اگر مسجد سے باہر ہو گیا یا قصداً وضو توڑ دیا۔ یا قہقہہ لگایا، یا کلام کیا، اگرچہ سہواً تو تکبیر ساقط ہو گئی اور بلا قصد وضو ٹوٹ گیا تو تکبیر پڑھ لے۔

۳۔ مسئلہ:۔ تکبیر تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے اقتداء اس کی کی، اگرچہ

عورت یا مسافر یا گاؤں کا رہنے والا ہو اور اگر اس کی اقتداء نہ کریں تو ان پر واجب نہیں۔

۴۔ مسئلہ:۔ نفل پڑھنے والے نے فرض پڑھنے والے کی اقتدا کی تو امام کی پیروی اس مقتدی پر بھی واجب ہے۔ اگرچہ امام کے ساتھ اس نے فرض نہ پڑھے اور مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو مقیم پر واجب ہے اگرچہ امام پر واجب نہیں۔

۵۔ مسئلہ:۔ غلام پر تکبیر تشریق واجب ہے اور عورتوں پر واجب نہیں اگرچہ جماعت سے نماز پڑھی ہاں اگر مرد کے پیچھے عورت نے پڑھی اور امام نے اس کے امام ہونے کی نیت کی تو عورت پر بھی واجب ہے۔ مگر آہستہ کہے۔ یونہی جن لوگوں نے برہنہ نماز پڑھی ان پر بھی واجب نہیں، اگرچہ جماعت کریں کہ ان کی جماعت، جماعت مستحبہ نہیں۔

۶۔ مسئلہ:۔ نفل و سنت و وتر کے بعد تکبیر واجب نہیں اور جمعہ کے بعد واجب ہے اور نماز عید کے بعد بھی کہہ لے۔

۷۔ مسئلہ:۔ مسبوق و لاحق پر تکبیر واجب ہے مگر جب خود سلام پھیریں اس وقت کہیں اور امام کے ساتھ کہہ لی تو نماز فاسد نہ ہوئی اور نماز ختم کرنے کے بعد تکبیر کا اعادہ بھی نہیں۔

۸۔ مسئلہ:۔ اور دنوں میں نماز قضا ہوگئی تھی تو ایام تشریق میں اس کی قضا پڑھی تو تکبیر واجب نہیں یونہی ان دنوں کی نمازیں اور دنوں میں پڑھیں جب بھی واجب نہیں، یونہی سال گذشتہ کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اس سال کے ایام تشریق میں پڑھے جب بھی واجب نہیں۔ ہاں اگر اسی سال کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اسی سال کے انہی دنوں میں جماعت سے پڑھے تو واجب ہے۔

۹۔ مسئلہ:۔ منفرد پر تکبیر واجب نہیں مگر منفرد بھی کہہ لے کہ صاحبین کے نزدیک اس پر بھی واجب ہے۔

۱۰۔ مسئلہ:۔ امام نے تکبیر نہ کہی جب بھی مقتدی پر کہنا واجب ہے اگرچہ مقتدی مسافر یا دیہاتی ہو۔

باب ۳۵

نماز مسافر

سفر کرنے والے کو مسافر کہا جاتا ہے اور سفر میں اللہ تعالیٰ نے سہولت دی ہے کہ مسافر نماز میں قصر کرے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:-

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا.

ترجمہ: اور جب تم زمین پر سفر کرو تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم نمازوں میں قصر کرو۔ بشرطیکہ تمہیں اس بات کا خوف ہو کہ کافر تمہیں ایذاء دیں گے۔ (النساء:۱۰۱)

قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ سفر میں نماز میں قصر کرنا ضروری ہے۔ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اس آیت سے قصر کا حکم کافروں کے خوف کی صورت میں ہے۔ لہٰذا اس کے بارے میں حضرت یعلی بن امیہ کا کہنا ہے کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے خوف کی صورت میں نماز قصر کی اجازت دی ہے لیکن اب تو امن ہے۔ لہٰذا امن کی صورت میں قصر نہیں ہونی چاہیئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات پر تعجب ہوا تو میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور مندرجہ بالا احکام کے بارے میں دریافت کیا۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک صدقہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تصدق کیا ہے، لہٰذا اس کو صدقہ قبول کرو۔ (مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں نماز قصر پڑھنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عین منشاء کے مطابق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سفر میں نماز قصر واجب ہے، نماز قصر کے سلسلے میں شرعاً مندرجہ ذیل احکامات ہیں، جن کے بارے میں اب تفصیلاً بیان کیا جاتا ہے۔

ا۔ نماز قصر کا حکم

مسافر کے لیے نماز میں قصر یعنی کمی یا تخفیف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ چار رکعت فرض نماز کو صرف دو ہی رکعت میں پڑھا جائے یعنی ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں میں جن میں فرض کی چار رکعتیں ہیں ان میں دو رکعت پڑھی جائیں، سفر میں فرض نمازوں کو قصر کر کے پڑھنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا لہٰذا ہمیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نماز سفر میں قصر کرنی چاہیئے، اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ہجرت سے پہلے ہر نماز کی دو رکعتیں فرض تھیں اور ہجرت کے بعد مسافر کے لیے وہی برقرار رہیں، اس کے بارے میں حدیث یہ ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ اَرْبَعًا وَّتُرِكَتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيْضَةِ الْاُوْلٰى قَالَ الزُّهْرِيُّ قُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ قَالَ تَاَوَّلَتْ كَمَا تَاَوَّلَ عُثْمَانُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نماز دو رکعتیں فرض کی گئیں۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو چار رکعتیں فرض کی گئیں اور سفر میں پہلی صورت پر نماز چھوڑ دی گئی زہری نے کہا میں نے عروہ سے کہا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں پوری نماز کیوں پڑھتی تھیں، کہا اس نے تاویل کر لی تھی جس طرح عثمان رضی اللہ عنہ نے تاویل کر لی۔ (مسلم شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہجرت سے پہلے ہر نماز کی صرف دو رکعتیں فرض تھیں لیکن ہجرت کے بعد چار کر دی گئیں۔ مگر حالت سفر میں وہی دو رکعتیں برقرار رہیں۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت

صلوۃ قصر کے بارے مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی سفر میں دو رکعت پڑھنے کی روایت مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے باہر سفر پر جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف دو

رکعتیں پڑھاتے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَۃِ اِلٰی مَکَّۃَ فَکَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی رَجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ قِیْلَ لَہٗ اَقَمْتُمْ بِمَکَّۃَ شَیْئًا قَالَ اَقَمْنَا بِھَا عَشْرًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے نکل کر مکہ کی طرف جاتے تھے آپ دو دو رکعتیں پڑھاتے تھے، یہاں تک کہ ہم مدینہ کو واپس ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم مکہ میں کتنے روز ٹھہرے تھے؟ فرمایا ہم مکہ میں دس دن ٹھہرے تھے۔ (بخاری شریف)

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول

ایسے ہی سفر میں قصر کرنے کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے ذریعے حضر میں چار رکعت نماز فرض کی اور سفر میں دو رکعت، اور خوف کی حالت مین ایک رکعت فرض کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں صلوۃ قصر ضروری ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ حدیث حسب ذیل ہے:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ اللّٰہُ الصَّلٰوۃَ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَّفِی السَّفَرِ رَکْعَتَیْنِ وَفِی الْخَوْفِ رَکْعَۃً۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر شہر میں چار رکعت نماز فرض کی اور سفر میں دو رکعت اور خوف کی حالت میں ایک رکعت فرض کی۔ (مسلم شریف)

۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفری نماز کے لیے دو رکعتیں مقرر کیں اور وہی پوری ہیں اور سفر میں وتر پڑھ لینا سنت ہے یعنی ان کا ترک کرن بھی درست نہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ وَّالْوِتْرُ فِي السَّفَرِ سُنَّةٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی نماز دو رکعتیں مقرر کیں، اور وہ پوری ہیں ناقص نہیں اور وتر سفر میں سنت ہیں۔ (سنن ابن ماجہ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں قصر واجب ہے اور یہ مسئلہ بھی واضح ہوتا ہے کہ سفر میں ہر چار رکعت والی نماز کی پہلی دو رکعتیں بالاتفاق فرض ہیں اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رعایت دی ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

۲۔ فاصلہ سفر

شریعت اسلامیہ کی رو سے سفر کی مسافت کم از کم تین دن کا راستہ ہے اس سے کم فاصلہ سفر نہیں۔ جس کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ مکہ والو! چار برید فاصلے سے کم میں قصر نہ کرو۔ یہ فاصلہ مکہ مکرمہ سے عسفان کا ہے بعض ائمہ نے چار برید کو ۴۸ میل یعنی ۷۷ کلومیٹر کے برابر قرار دیا ہے اور بعض نے چار برید کو ۵۷/۳/۸ میل یعنی ۹۲ کلومیٹر بتایا ہے۔ لہٰذا شریعت میں وہ مسافر ہے جو تین دن کی راہ کا عازم سفر ہو اور تین دن کی مسافت کی تصدیق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیشمار احادیث سے ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت تین دن کی مسافت کا سفر بغیر قریبی رشتہ دار کے نہ کرے، نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کی مدت مسافر کے لیے تین دن تین راتیں مقرر فرمائی ہیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات، ایسے ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن تین رات تک مسح کی اجازت دی ہے اور مقیم کے لیے ایک دن ایک رات کی، جبکہ وضو کر کے موزے پہنے ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کتنی مسافت پر نماز کی قصر ہو سکتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے مقام سویدا دیکھا ہے میں نے جواب دیا کہ دیکھا تو نہیں سنا ہے۔ فرمایا وہ یہاں سے تین رات کی مسافت پر ہے پس جب ہم وہاں جائیں تو

قصر کر سکتے ہیں۔

پس ان روایات سے معلوم ہوا کہ نماز قصر کے لیے سفر کے فاصلے کی حد تین دن رات ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ ان دنوں میں اگر کوئی مسافر صبح کو چلے تو وہ دوپہر کو اپنی ایک منزل پر پہنچ جائے تو اس تین منزل سے فاصلہ سفر معتبر ہے۔ جو تقریباً ۹۲ کلومیٹر بنتا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جو مسافر اتنا فاصلہ طے کرنے کی نیت سے سفر اختیار کرے گا وہ مسافر کہلائے گا۔

۳۔ مدت قصر

نماز قصر کی مدت ۱۵ دن ہے۔ جب تک مسافر سفر میں رہے اور کسی شہر یا کسی مقام پر کم از کم ۱۵ دن ٹھہرنے کی نیت نہ ہو تو اس وقت تک اسے نماز قصر پڑھنی چاہیئے اور جب کسی جگہ ۱۵ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی تو اس نیت کے بعد پوری نماز ہی پڑھنی چاہیئے۔ نماز قصر اس وقت ختم ہوگی جب پندرہ دن کی نیت کی جائے گی۔ اگر ۱۵ دن کی نیت نہیں کی اور پندرہ دن سے زائد ٹھہرنا پڑا تب بھی نماز قصر ہی پڑھنی چاہیئے اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک قول ہے کہ ایک دفعہ وہ آذربائیجان کے علاقے میں ۶ مہینے رہے اور اس عرصے میں بس آج کل چلنے کا ارادہ کرتے رہے لیکن روانہ نہ ہو سکے اور اس عرصے میں نماز قصر پڑھتے رہے تو اس سے معلوم ہوا کہ جب تک ۱۵ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی جائے گی، نماز قصر پڑھی جائے گی۔

بعض روایات میں ۱۹ دن کا بھی ذکر ہوا ہے اور بعض میں ۱۵ دن کا، اور پندرہ دن والی روایات زیادہ قوی ہیں، لہٰذا اس پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے لیکن اگر کوئی ۱۹ دن والی روایات پر عمل کرے تو وہ بھی خلاف سنت نہیں۔

۴۔ مسائل صلوٰۃ قصر

سفر میں نماز قصر پڑھنے کے متعلق ضروری مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ آبادی سے باہر نکل کر قصر شروع کرنا

مسافر جب اپنی بستی سے باہر نکل جائے تو اس وقت قصر کرنے لگے اور جب اپنی بستی میں واپس

آ جائے تو تب قصر چھوڑ دے اور پوری نماز پڑھنے لگے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جب ہم مدینہ کی آبادی سے باہر نکل جاتے، تو قصر کرنے لگتے اور واپسی تک قصر ہی کرتے رہتے یہاں تک کہ گھر پہنچ جاتے۔

۲۔ نیت قصر

جب کوئی قصر نماز پڑھنے لگے تو نیت کرے کہ دو رکعت نماز فلاں قصر کیونکہ نیت کرتے وقت قصر کا لفظ استعمال کرنا ضروری ہے۔

۳۔ نمازوں کی دوبارہ قصر پڑھنا

اگر کوئی بے علمی میں سفر کے دوران پوری نماز پڑھتا رہا تو جب اسے قصر کا علم ہو جائے تو ان نمازوں کی دوبارہ قصر کر کے پڑھنا ضروری ہے اگر اس نے سفر کے دوران مقیم امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ پوری نمازیں پڑھی ہوں تو تب بھی درست ہوں گی، پھر انھیں قصر کر کے پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

۴۔ بھول کر چار رکعت پڑھنا

اگر بھول کر دو رکعت کی بجائے چار رکعتیں پڑھ رہا ہو تو اگر دوسری رکعت میں یاد آیا اور تشہد پڑھ چکا ہو تو آخر میں سلام پھیر لے تو اس کی نماز قصر ہو جائے گی۔ اگر چوتھی رکعت میں یاد آئے تو چار رکعتیں پوری کرتے ہوئے آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ تو دو رکعتیں فرض ہو جائیں گی اور دو نفل ہو جائیں گی۔

۵۔ خانہ بدوش کی نماز

خانہ بدوش اس شخص کو کہا جاتا ہے جو ایک جگہ مقیم ہو کر نہیں رہتا۔ آج یہاں اور چند روز بعد کہیں اور یہ لوگ عموماً جنگلوں میں خیمے لگا کر رہتے ہیں اگر خانہ بدوش جس جگہ قیام پذیر ہو، وہاں سے کوچ کر کے دوسری جگہ پر جائے اور وہ جگہ تین دن کی مسافت کے حکم میں آتی ہو اور وہاں پندرہ دن سے زائد قیام کرنے کا ارادہ نہ ہو تو وہ مسافر ہوگا اور اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہیئے۔ اگر ایک جگہ سے خیمہ اٹھایا اور تھوڑے فاصلے پر جا کر پھر قیام کر لیا تو وہ خانہ بدوش مسافر کے حکم میں نہیں آتا اسے چاہیئے کہ پوری نماز

پڑھے۔

۶۔سیاح کی نماز قصر

سیاح وہ ہوتا ہے جو پھر کر اللہ کی زمین کی سیر کرتا ہے ایسا شخص ہمیشہ سفر میں رہتا ہے اور اس کا سفر عموماً اپنے اصلی مقام سے تین منزل سے زائد کا سفر ہوتا ہے اور اس نے ملک ملک اور شہر شہر پھرنا ہوتا ہے اس لیے اسے ہر مقام پر قصر کرنی چاہیئے اور اگر کہیں اس نے پندرہ دن سے زائد رہنے کی نیت کر لی تو پھر اسے پوری نماز پڑھنا پڑے گی۔

۷۔پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی صورت

سفر کے دوران اگر کئی مقامات پر ٹھہرنے کی نیت ہو، کہیں پانچ دن کہیں دس دن، کہیں بارہ دن لیکن کسی مقام پر بھی پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہیں تو پورے سفر میں قصر کرنا ضروری ہے۔

۸۔مسافر کی قضا نمازیں

سفر کے دوران جو نمازیں قضا ہو جائیں، گھر پہنچنے کے بعد اس کی قضا دو رکعت ہی پڑھی جائیں۔یعنی قصر کی قضا کرے تو قصر پڑھے اور اگر حالت اقامت میں کچھ نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور پھر فوراً سفر اختیار کر لیا جائے تو سفر کے دوران چار رکعت ہی قضا پڑھے کیونکہ اقامت کی قضا نماز کی سفر میں قصر نہیں ہوتی۔

۹۔سفر میں مقیم امام کے پیچھے پوری نماز پڑھنا

سفر میں مسافر اکیلے چار رکعت والی فرض نماز دو رکعت پڑھے گا اگر کسی مقیم امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ پڑھے تو امام کی پیروی لازم ہے۔جتنی رکعتیں امام پڑھے اتنی رکعت ہی مسافر پڑھے۔کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما امام کے ساتھ چار رکعت اور تنہا دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

۱۰۔مسافر امام کے پیچھے مقیم مقتدیوں کی نماز

اگر مسافر امام ہو اور مقتدی مقیم ہوں تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ وہ چار رکعت پڑھیں اور مسافر امام جب

اپنی دو رکعت پوری کر کے سلام پھیرے تو مقتدیوں کو کہہ دے کہ تم اپنی نماز پوری کر لو میں مسافر ہوں ۔مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام پھیرتے ہی کھڑا ہو جائے اور اپنی بقایا رکعتیں پوری کر لے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ کار تھا۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُّ مَعَهُ الْفَتْحَ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانِيَ عَشَرَ لَيَالٍ لَا يُصَلِّيْ اِلَّا رَكْعَتَيْنِ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْبَلَدِ صَلُّوْا اَرْبَعًا فَاِنَّا سَفَرٌ.

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میت میں جہاد کیا ہے اور فتح مکہ کے دن میں حاضر تھا۔ آپ مکہ میں اٹھارہ راتیں رہے۔ نہیں پڑھتے تھے مگر دو رکعت۔ فرماتے اے شہر والو تم چار رکعت پوری کر لو ہم مسافر ہیں۔ (سنن ابوداؤد)

۱۱۔ مسافر امام کے پیچھے مقیم اور مسافر مقتدیوں کی نماز

مسافر امام کے پیچھے اگر مسافر اور مقیم دونوں قسم کے مقتدی ہوں تو مسافر مقتدی امام کی پیروی میں دو رکعت پر سلام پھیر دیں اور مقیم مقتدی کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھیں۔ مسافر امام اپنے قعدہ میں التحیات ،درود اور دعا پڑھ کے سلام پھیر دے اور مقیم مقتدی صرف التحیات پڑھ کے خاموش رہے اور امام کے بائیں طرف سلام شروع کرنے پر کھڑا ہو جائے۔

۱۲۔ مقیم مقتدی کی صورت میں نماز پوری کرنے کا طریقہ

مسافر امام جب ظہر، عصر یا عشاء کی نماز میں دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہیئے کہ اپنی نماز اٹھ کر لاحق کی طرح پوری کر لے یعنی باقی دو رکعتوں کے قیام میں قرأت نہ کرے۔ فاتحہ کی مقدار خاموش کھڑا رہے، رکوع کے بعد صرف تحمید کہہ کر قومہ کرے اور باقی تمام چیزیں حسب قاعدہ پڑھ کے نماز پوری کر لے۔ اگر مقیم مقتدی، مسافر امام کے پیچھے چار رکعت والی نماز کی دوسری رکعت میں شریک ہوا اور اسے ایک رکعت ملی ہو تو وہ مسبوق لاحق کی طرح باقی نماز کو اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں قرأت نہ کرے فاتحہ کی مقدار خاموش کھڑا رہے۔ پھر رکوع، سجود کر کے بیٹھ جائے۔ التحیات پڑھ کے کھڑا ہو اور اس دوسری رکعت میں بھی قرأت نہ کرے، خاموش کھڑا رہے۔ پھر تیسری رکعت میں جو پہلی فوت

شدہ ہے، ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت سب پڑھ کے نماز تمام کرے۔ اور اگر مقیم مقتدی، مسافر امام کی اقتداء قعدہ میں کرے تو اپنی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت نہ کرے کیونکہ ان میں حکماً مقتدی ہے مگر مثل لاحق کے ہے اور پچھلی دو رکعتوں میں اس طرح قرأت کرے کہ پہلی رکعت میں ثناء، تعوذ، تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھے اور دوسری رکعت میں تسمیہ، فاتحہ اور سورت پڑھے۔ کیونکہ ان میں مسبوق ہے۔ مسافر امام کے مقتدی کو لاحقی رکعت میں کوئی سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو بھی نہ کرے اور مسبوقی رکعت میں سہو ہو جائے تو اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔

۱۳۔ مسافر امام کا قصداً چار رکعت پڑھنا

اگر مسافر امام قصداً قصر نماز کی چاروں رکعت پڑھ دے تو کسی کی نماز درست نہ ہوگی اور سہواً پڑھے تو سجدۂ سہو سے امام کی اور مسافر مقتدی کی نماز درست ہو جائے گی لیکن مقیم مقتدیوں کی نماز پھر بھی نہیں ہوگی وہ دوبارہ پڑھیں۔ مقیم مقتدی، امام کی اقتداء ختم ہو جانے کے بعد اپنی نماز الگ الگ پوری کریں ایک ساتھ نہیں۔

۱۴۔ مسافر امام کی اقتداء میں مقیم مسبوق کی نماز

اگر مسافر امام کے پیچھے مقیم مسبوق نمازی، مقیم امام کے کے مسبوق کی طرح قیام میں قرأت کر دے یعنی لاحقی رکعت میں الحمد اور سورت پڑھ دے اور مسبوقی رکعت میں خاموش رہے یا الحمد پڑھ دے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے ایسے ہی اگر مسافر مقتدی، مقیم امام کے پیچھے کسی بھی نماز میں مسبوق ہو جائے، اور اسے جماعت کا خواہ کسی قدر حصہ ملے تو وہ اپنی باقی نماز مثل مقیم کے پوری کرے۔

۱۵۔ مسافر کی نماز ظہر

اگر کئی آدمی سفر میں ہوں اور جمعہ نہ پڑھ سکتے ہوں تو وہ اپنی نماز الگ الگ نہ پڑھیں بلکہ انھیں نماز ظہر جماعت کر کے پڑھنی چاہیئے۔

۵۔ تبدیلی وطن کی صورت میں صلوۃ قصر

صلوۃ قصر کے سلسلے میں یہ جاننا ضروری ہے کہ مسافر کا اصلی مقام کونسا ہے اور جہاں اس نے جانا ہے

اس مقام کی شرعاً حیثیت ہے تو اس کے لیے عرض یہ ہے کہ وطن دو قسم کا ہے۔ وطن اصلی، وطن اقامت
وطن اصلی وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے۔ یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت کر
لی ہو۔ وطن اقامت وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔ وطن
کے متعلقہ مسائل حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ ایک شخص کی دو یا تین بیویاں الگ الگ شہروں میں رہتی ہیں تو وہ سب شہر اس کے وطن اصلی ہیں
ان میں سے جس شہر میں جائے گا وہاں مقیم ہوگا، پوری نماز پڑھے۔ پس وطن اصلی تب باطل ہوتا ہے کہ
اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ وطن اختیار کر لے خواہ ان جگہوں میں تین دن کی مسافر کا فاصلہ ہو یا نہ ہو۔ نیز
وطن اصلی سفر کرنے سے یا دوسری جگہ وطن اقامت بنانے سے باطل نہیں ہوتا البتہ وطن اقامت وہاں
سے سفر کرنے سے باطل ہو جاتا ہے۔

۲۔ ایک شخص بالغ ہے اور اپنی پیدائش کی جگہ میں رہتا ہے اور اس کے ماں باپ دوسری جگہ کسی اور
مقام پر رہتے ہیں اور اس کے بیوی بچے نہیں ہیں تو وہ جگہ اس کا وطن نہیں جب تک وہاں ہمیشہ رہنے
کا ارادہ نہ کر لے۔ مثلاً طالب علم بعض اوقات اپنے اصلی گھر سے دور کسی شہر کے مدرسے میں پڑھنے کے
لیے رہائش اختیار کر لیتے ہیں تو وہ مدرسہ ان کا اصلی وطن نہ ہوگا۔ وطن اقامت میں اگر کوئی طالب علم پندرہ
دن سے زیادہ رہے تو پوری نماز ادا کرنی چاہیئے۔

۳۔ ایک جگہ آدمی کا وطن اصلی ہے اب اگر وہ اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ وطن بنا لے اور
اپنے پہلے وطن سے کوئی تعلق نہ رکھے تو دوسری جگہ اس کا اصلی وطن بن جائے گا اور جب پہلی جگہ جائے تو
وہاں نماز قصر پڑھے۔ اگر پہلی جگہ بچے موجود ہوں تو دونوں جگہ اصلی وطن ہیں خواہ ان دونوں جگہوں کے
درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔

۴۔ وطن اقامت دوسرے وطن اقامت کو باطل کر دیتا ہے یعنی ایک جگہ پندرہ دن کے ارادہ سے
ٹھہرا پھر دوسری جگہ اتنے ہی دن کے ارادہ سے ٹھہرا تو پہلی جگہ اب وطن نہ رہی دونوں کے درمیان
مسافت ہو یا نہ ہو اسی طرح وطن اقامت وطن اصلی و سفر سے باطل ہو جاتا ہے۔

۵۔ اگر اپنے گھر کے لوگوں کو لے کر دوسری جگہ چلا گیا اور پہلی جگہ مکان و اسباب وغیرہ باقی ہیں تو وہ
بھی وطن اصلی ہے۔

۶۔ دو چار دن رستہ میں کہیں ٹھہرنا پڑا لیکن کچھ باتیں ایسی ہو جاتی ہے کہ جانا نہیں ہوتا۔ روز یہ نیت

ہوتی ہے کہ آج جاؤں کل جاؤں۔ اسی طرح پندرہ دن یا ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ رہنا ہو گیا لیکن پورے پندرہ دن رہنے کی کبھی نیت نہیں ہوئی تب بھی مسافر رہے گا چاہے جتنے دن اسی طرح گزر جائیں۔

۷۔ اگر کوئی شخص ملزم کی گرفتاری یا کسی اور کام کے لیے نکلے مگر یہ معلوم نہ ہو کہ ملزم کہاں گرفتار ہو گا یا کام کس جگہ بنے گا تو یہ شخص گمان غالب پر عمل کرے۔ اگر کم از کم تین منزل پر ملزم کے ملنے یا کام بننے کا یقین ہے تو نماز قصر پڑھے اور اگر یہ یقین نہیں ہے تو چاہے ساری دنیا میں پھر آئے تب بھی مقیم ہی کے حکم میں ہے ہر جگہ پوری نماز پڑھنا پڑے گی۔

۸۔ وطن اقامت کے لیے یہ ضرور نہیں کہ تین دن کے سفر کے بعد وہاں اقامت کی ہو بلکہ مدت سفر طے کرنے سے پیشتر اقامت کر لی تو وطن اقامت ہو گیا۔

۹۔ بالغ کے والدین کسی شہر میں رہتے ہیں اور وہ شہر اس کی جائے ولادت نہیں، نہ اس کے اہل وہاں ہوں تو وہ جگہ اس کے لیے وطن نہیں۔ ایسے ہی مسافر جب وطن اصلی میں پہنچ گیا، سفر ختم ہو گیا اگرچہ اقامت کی نیت نہ کی ہو۔

۱۰۔ کوئی شخص دو مقام میں ٹھہرنے کی نیت کرے اور ان دو مقاموں میں اس قدر فاصلہ ہے کہ ایک مقام کی (بغیر لاؤڈ اسپیکر کی) اذان کی آواز دوسرے مقام تک نہیں جا سکتی۔ وہ مثلاً دس روز ایک جگہ رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز دوسری جگہ، تو اس صورت میں وہ مسافر ہو گا اور اگر رات کو ایک مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں، تو جس جگہ رات کو ٹھہرنے کی نیت کی ہے، وہ اس کا وطن اقامت ہو جائے گا وہاں اس کو قصر کی اجازت نہ ہو گی اور اگر ایک مقام دوسرے مقام سے اس قدر قریب ہے کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جا سکتی ہے تو وہ دونوں مقام ایک سمجھے جائیں گے اور ان دونوں میں مجموعی پندرہ روز ٹھہرنے کے ارادہ سے مقیم ہو جائے گا۔

۶۔ عورت کی نماز قصر

عورت کے لیے بھی نماز سفر میں قصر کا وہی حکم ہے جو مردوں کے لیے ہے اگر عورت تین منزل یا اس سے زائد سفر کی مسافر ہو تو اسے نماز قصر پڑھنی چاہیئے عورت کو چاہیئے کہ وہ سفر میں اپنے خاوند کے ساتھ جائے البتہ خاوند ساتھ نہ ہونے کی صورت میں مردوں میں سے کوئی اپنا محرم یعنی باپ، بھائی یا بیٹا وغیرہ ساتھ ہو جائے اچھا ہے۔ بغیر محرم کے عورت کے لیے سفر کرنا درست نہیں۔ بہر کیف غیر محرم کے ساتھ سفر

کرنا جائز نہیں۔اگر مجبوراً عورت کو اکیلے سفر کرنا پڑے تو عورت سواری کے ساتھ مل کر سفر کرے۔عورت کی نماز قصر کے مسائل حسب ذیل ہیں:۔

ا۔اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ ہے۔راستے میں جتنا وہ ٹھہرے گا اتنا ہی اسے ٹھہرنا پڑے گا۔خاوند کے بغیر زیادہ نہیں ٹھہر سکتی تو ایسی حالت میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے۔اگر شوہر کا ارادہ پندرہ دن ٹھہرنے کا ہو تو اس صورت میں عورت مسافر نہ ہوگی چاہے ٹھہرنے کی نیت کرے یا نہ کرے۔اور اگر مرد کا ارادہ کم ٹھہرنے کا ہو تو عورت مسافر ہوگی اور اسے قصر نماز ادا کرنی چاہیئے۔

۲۔عورت کا ارادہ چار منزل تک سفر کرنے کا تھا لیکن پہلی دو منزلیں حیض کی حالت میں گزریں تو وہ مسافر نہیں،نہا دھو کر پوری چار رکعتیں پڑھے البتہ حیض سے پاک ہونے کے بعد وہ جگہ اگر تین منزل ہو تو وہ مسافر ہے اور اسے مسافر کی طرح قصر نماز پڑھنی چاہیئے۔

۳۔عورت شادی کے بعد اگر سسرال جائے اور وہیں رہنے لگے تو وہ اس کا اصلی وطن بن گیا اور اب میکا اس کے لیے وطن اص؛لی نہ رہا۔یعنی اگر سسرال تین منزل پر ہے وہاں سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو قصر پڑھے اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سسرال عارضی طور پر گئی تو میکے آتے ہی سفر ختم ہو گیا۔نماز پوری پڑھے۔

۷۔نماز سفر میں سنت اور نفل پڑھنا

مسافر کو سفر کی حالت میں فرض نماز قصر کرنی چاہیئے یعنی چار رکعت فرض کی جگہ دو رکعت فرض پڑھنے چاہیئں۔فرض کے علاوہ تمام نفل اور سنتیں پوری پڑھنی چاہئیں کیونکہ ان میں قصر نہیں۔اس لیے نوافل اور سنتیں پڑھنا ہی بہتر ہے۔نوافل اور سنت کو چھوڑ دینا بہتر نہیں۔کیونکہ ان کے چھوڑنے سے ثواب میں کمی ہوگی البتہ سخت تھکن یا کسی اور وجہ سے کبھی چھوٹ جائیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں قسم کی روایات ملتی ہیں کہ انھوں نے بعض اوقات سنت اور نوافل نہیں پڑھے اور اکثر اوقات پڑھے بھی ہین اور وہ روایات حسب ذیل ہیں:۔

ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وطن اور سفر مین نمازیں پڑھیں۔؛س میں نے آپ کے ساتھ وطن میں ظہر کی چار رکعت پڑھیں اس کے بعد دو رکعت سنت ،اور آپ کے ساتھ سفر میں ظہر کی دو رکعت پڑھیں اس کے بعد دو رکعت سنت

،عصر کی دو رکعت اور اس کے بعد کچھ نہ پڑھا اور مغرب وطن اور سفر میں برابر تین رکعتیں۔ وتروں میں بھی وطن اور سفر میں کمی نہ کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد دو رکعت سنت پڑھیں۔

ابوداؤد میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ سفر کیے۔ میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے آفتاب ڈھلنے کے بعد ظہر کے دو نفل چھوڑے ہوں۔

ابوداؤد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے اور نفل پڑھنا چاہتے تو آپ اونٹنی کعبہ کی طرف کر دیتے۔ پھر تکبیر کہہ کر نفل پڑھتے۔

مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اپنی سواری پر نفل پڑھتے تھے، جدھر بھی اس کا منہ ہوتا آپ اشارے سے نماز پڑھتے۔ تہجد کی نماز اور وتر بھی سواری پر پڑھ لیتے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں فرض نماز کے بعد سنت اور نوافل پڑھ لینا درست ہے۔ اس کے برعکس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث یہ بھی ہے جو مسلم اور بخاری میں حضرت حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ معظمہ کے راستہ میں تھا تو آپ نے ہمیں نماز ظہر دو رکعت پڑھائی۔ پھر آپ اپنی منزل پر تشریف لائے اور بیٹھ گئے تو کچھ لوگوں کو کھڑا ہوا دیکھا، فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ نفل پڑھ رہے ہیں؟، آپ نے فرمایا کہ اگر میں نفل پڑھتا تو پوری نماز پڑھتا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا، تو آپ سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے اور میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں سنت اور نوافل پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اگرچہ یہ بات درست ہے کہ اس زمانے میں سفر بہت سخت ہوتا تھا اس لیے اکثر سفروں میں فرض قصر نماز ادا کرنے پر اکتفا کیا گیا۔ لیکن اب اس وقت کے سفر اور موجودہ سفر کی سہولتوں میں بہت فرق ہے اس لیے سنت اور نوافل پڑھ لینا ہی بہتر ہے چھوڑنے میں حرج تو نہیں لیکن اپنی ہی عاقبت میں ثواب میں کمی کا نقصان ہے۔

اس لیے اہل تقویٰ اور صوفیاء کا یہی مسلک رہا ہے کہ انھوں نے سفر میں فرج کی قصر نماز پڑھنے کے بعد سنت اور نوافل پڑھنے کو ترجیح دی ہے، ہر سفر میں نماز فجر اور مغرب کی سنتیں اور عشاء میں وتر بالکل نہیں

چھوڑنے چاہئیں۔

۸۔ مختلف نوعیت کے مسافروں کی نماز

قدیم زمانے کی نسبت سفر کی نوعیت کئی لحاظ سے بدل چکی ہے، اب لوگ گھوڑوں اور اونٹوں کی بجائے ریل، ہوائی جہاز، بحری جہاز اور کشتیوں وغیرہ میں سفر کرتے ہیں، لہٰذا ہر قسم کے مسافر کی نماز قصر کا مختصر بیان کیا جاتا ہے۔

ا۔ ریل کے سفر میں نماز

چلتی ریل گاڑی یا کشتی پر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ریل گاڑی جب کسی پلیٹ فارم پر رکے اور کچھ دیر اس کے کھڑا ہونے کی امید ہو تو پلیٹ فارم پر ہی نماز پڑھ لی جائے۔ اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو پھر چلتی گاڑی میں نماز پڑھ لینا درست ہے تاکہ نماز کا وقت نہ نکل جائے۔ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے لیے جگہ نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ لینی چاہیئے۔ دوران نماز اگر ریل گاڑی گھوم جانے سے نمازی کا منہ قبلہ کی طرف سے ہٹ جائے تو فوراً قبلے کی طرف پھر جانا چاہیئے۔ بسا اوقات ریل گاڑی میں اگر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کا ارادہ کیا جائے تو گاڑی کی چھت سر سے ٹکراتی ہے اور آمنے سامنے کی سیٹوں کے درمیان فاصلہ بھی بہت ہوتا ہے کہ گر جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور بحالت قیام ریل سے اتر کر نماز ادا کرنے میں کوئی خدشہ ہوتا کہ کہ گاڑی چل جائے گی تو ان تمام صورتوں میں نماز پڑھنے کے لیے گاڑی سے اترنے کی ضرورت نہیں بلکہ گاڑی ہی میں بیٹھ کر نماز ادا کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ ہوائی جہاز پر نماز

ہوائی جہاز میں اگر مسافر کو یقین ہو کہ نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے ہوئی جہاز منزل مقصود پر پہنچ جائے گا اور زمین پر اتر کر نماز مل جائے گی تو زمین پر اتر کر نماز پڑھنی چاہیئے اس کے برعکس اگر ہوائی جہاز کا سفر لمبا ہو اور نماز کا وقت ختم ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ہوائی جہاز پر نماز پڑھ لینی چاہیئے لیکن زمین پر اترنے کے بعد اس نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے کیونکہ علماء کا کہنا ہے کہ ہوائی جہاز پر نماز درست نہیں۔ اس کی وجہ دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہوائی جہاز چونکہ فضا میں اڑتا ہے اور نماز کے لیے مستقر علی

الارض یعنی چیز کا زمین پر ہونا ضروری ہے۔

۳۔ بحری جہاز میں نماز

بحری جہاز چونکہ سطح سمندر پر چلتا ہے اور بحری جہاز بواسطہ پانی زمین پر ہی ہوتا ہے اس لیے بحری جہاز کے مسافروں کے لیے جہاز میں نماز پڑھ لینا درست ہے۔

۴۔ کشتی پر نماز

کشتی بھی مثل بحری جہاز ہے اس لیے کشتی کے مسافر کو کشتی پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ اگر کشتی سمندر میں لمبے سفر پر ہو تو کشتی کے مسافر اور کشتی بان کے لیے نماز میں قصر کرنا درست ہے۔

۵۔ سواری پر نماز پڑھنا

اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہو اور کوئی آدمی ساتھ نہیں اور نہ ہی کوئی چیز باندھنے کے لیے ہو۔ اور اترنے میں گھوڑے کے بھاگ جانے کا خوف ہو یا رات ہو جانے سے جان کا اندیشہ ہو تو گھوڑا ٹھہرا کر، ورنہ چلتے ہوئے گھوڑے پر بیٹھے ہوئے فرض نماز پڑھ لینا درست ہے۔ لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے کہ گھوڑے کے چلے جانے کا غالب گمان ہو اور اگر ویسے ہی شک ہو تو گھوڑے پر نماز نہ پڑھے بلکہ زمین پر اتر کر شروع کرے، پھر اگر گھوڑا بھاگنے کو ہو تو نماز توڑ کر اس کو پکڑ لے۔ مجبوری کی حالت میں اونٹ کے کجاوے میں بھی نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر اترنا اور قافلہ کے ساتھ رہنا سب سہل ہو تو کجاوے میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ غرض کہ اگر جاندار سواری سے اترنے میں جان یا مال کا قوی اندیشہ ہو یا دشمن کا مقابلہ ہو تو بغیر اترے اس پر نماز درست ہے ورنہ نہیں۔ اور جب ایسی حالت میں سواری پر نماز پڑھے تو پھر اس نماز کا لوٹانا واجب نہیں۔

باب ۳۶

قضا نماز کی ادائیگی

فرض نماز جو اپنے وقت مقررہ پر ادا نہ کی جاسکے اور وقت گزرنے کے بعد پڑھی جائے تو اسے قضا پڑھنا کہا جائے گا اور اگر وقت کے اندر ہی نماز پڑھی جائے تو اسے ادا نماز کہا جائے گا۔
مثلاً فجر کی نماز اگر فجر ہی کے وقت میں پڑھی جائے تو ادا کہلائے گی ار اگر اس کا اصلی وقت گزر جانے کے بعد ادا کیا جائے تو قضا یا فوت شدہ کہلائے گی مطلب یہ ہوا اگر فجر کی نماز کو سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھا جاتے تو وہ قضا نماز پڑھی جاے گی۔

مسائل قضا نماز

ا۔نماز قضا کرنے کا گناہ

بلاشرعی عذر نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے لہٰذا ایسے مسلمان پر فرض ہے کہ وہ سچے دل سے توبہ کرے اور قضا پڑھے۔ کیونکہ توبہ سے تاخیر کا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ قبول توبہ کے لیے ضروری ہے کہ پچھلی قضا نمازیں پوری کرے اور آئندہ قضا نہ کرنے کا عہد کرے اور پھر نماز کو نماز کے وقت ہی میں ادا کرنے کی کوشش کرے۔ کیونکہ نماز کی حفاظت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز کی حفاظت کرے تو قبر اور قیامت کے دن نماز اس کے لیے نور ایمان ہو گی اور نجات کا ذریعہ بنے گی اور جو شخص نماز کی حفاظت نہیں کرتا، نہ اس کے لیے نور ایمان ہو گا بلکہ قیامت کے روز تو وہ قارون فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا اس سے معلوم ہوا کہ بے نمازیوں کا انجام اچھا نہیں۔

۲۔نماز کو قضا کرنے کا شرعی عذر

ہر ایسا کام جس سے جانی نقصان کا خطرہ ہو یا شدید مالی نقصان ہو جانے کا اندیشہ ہو، جس کا بعد میں

پورا کرنا مشکل ہو تو اس صورت میں اگر نماز قضا ہو جائے تو اس کی قضا ضرور پڑھنی چاہیئے۔ ایسے ہی دشمن کا خوف نماز قضا کر دینے کے لیے کافی عذر ہے۔ مسافر کو چور یا ڈاکو کا اندیشہ ہو تو اس وجہ سے بھی وقتی طور پر نماز قضا کر سکتا ہے۔

۳۔ فرض نماز کی قضا

فرض نماز کی قضا فرض ہے، واجب کی قضا واجب ہے جیسے وتر کی قضا واجب ہے۔ منت چونکہ واجب ہوتی ہے اس لیے منت مانی ہوئی نماز کی قضا بھی واجب ہے۔ ایسے ہی نفل نماز شروع کر دینے کے بعد واجب ہو جاتی ہے۔ اگرچہ کسی وجہ سے نفل نماز فاسد ہو جائے یا شروع کر دینے کے بعد کسی وجہ سے نماز توڑنی پڑے تو اس کی قضا واجب ہے۔

۴۔ فجر کی سنتوں کی قضا

فجر کی سنتیں بہت اہم ہیں۔ اگر کسی وجہ سے انکی قضا ہو جائے تو زوال سے پہلے ان کی قضا پڑھ لی جائے۔ اور زوال کے بعد قضا پڑھنے کی صورت میں صرف فرض کی قضا پڑھی جائے۔

۵۔ سنت مؤکدہ اور نوافل کی قضا

سنت مؤکدہ اور نوافل کی قضا نہیں ہے۔ اگر کوئی پڑھ بھی لے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

۶۔ سوتے یا بھولے میں قضا ہونا

سوتے ہوئے یا بھول کر اگر کوئی نماز قضا ہو گئی تو اس کی قضا پڑھنا فرض ہے۔ البتہ قضا کا گناہ اس پر نہیں۔ لہٰذا جاگنے پر یا یاد آنے پر نماز پڑھ لے کیونکہ تاخیر مکروہ ہے۔

۷۔ اکیلے کی قضا نماز کی ادائیگی

اگر اکیلے آدمی کی نماز قضا ہو گئی ہو تو اسے خاموشی سے گھر پر قضا نماز پڑھ لینا بہتر ہے۔ اگر چاہے تو مسجد میں بھی قضا پڑھ لے۔ لیکن لوگوں میں اس کا ذکر نہ کرے کیونکہ چرچا کرنے سے اچھا تاثر قائم نہیں

ہوتا۔ ویسے بھی اپنی غفلت یا مجبوری دوسروں پر اظہار کرنا اچھا خیال نہیں کیا جاتا۔

۸۔ قضا نماز کی جماعت

اگر کسی وقت چند لوگوں کی نماز قضا ہو جائے مثلاً اجتماعی سفر کے دوران وقت پر نماز ادا کرنے کا موقع نہ مل سکا ہو یا خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آ گیا ہو یا سونے کی وجہ سے نماز کا وقت نکل گیا ہو تو ان سب صورتوں میں جب لوگوں کی نماز قضا ہو گئی ہو تو انھیں مل کر جماعت سے نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ اگر فجر مغرب یا عشاء کی نماز پڑھیں تو امام قرأت بلند آواز سے کرے اور اگر ظہر یا عصر کی قضا پڑھی جائے تو قرأت آہستہ آواز سے کی جائے۔

۹۔ قضا نماز پڑھنے کا وقت

قضا نماز پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں جب یاد آئے اور موقع ملے تو فوراً پڑھ لینی چاہیئے۔ لیکن ممنوع اور مکروہ وقت میں قضا نماز نہ پڑھے جیسے زوال یا سورج کے طلوع اور غروب کے وقت کوئی نماز نہیں پڑھی جاتی۔

۱۰۔ قضا نماز کی نیت

قضا نماز کی نیت کرتے ہوئے اس نماز کا نام لینا ضروری ہے جس دن یا وقت کی نماز قضا ہوئی ہو اور نیت میں کہے کہ فلاں وقت کی نماز پڑھتا ہوں۔

۱۱۔ نماز فجر قضا پڑھنے کا طریقہ

اگر نماز فجر پڑھتے ہوئے سورج نکل آئے تو نماز نہ ہوئی تو پھر اچھی طرح سورج طلوع ہونے کا انتظار کرے۔ جب سورج طلوع ہو جائے تو نماز فجر قضا پڑھے۔

۱۲۔ نماز عصر

نماز عصر پڑھتے وقت سورج غروب نہیں ہوا تھا لیکن پڑھنے کے دوران سورج ڈوب گیا تو نماز مکمل

کرے، نماز ادا ہو جائے گی۔ البتہ سورج ڈوبنے پر پڑھنا شروع کی تو نماز نہ ہوگی بلکہ بعد میں عصر کی قضا نماز ادا کرنی چاہیئے۔

۱۳۔ کئی نمازوں کی قضا

اگر کسی شخص کی کئی نمازیں قضا ہو گئی ہوں تو ان کی قضا میں دیر نہ کی جائے بلکہ جہاں تک ہو سکے ، جلدی پڑھ لے، اگر پڑھ سکتا ہو تو ایک ہی وقت میں ساری نمازیں پڑھ لے، یہ ضروری نہیں کہ ہر نماز کی قضا اس کے وقت پر ہی پڑھے۔ یعنی عصر کی قضا عصر پر پڑھے اور ظہر کی قضا ظہر کے وقت میں پڑھے بلکہ جب موقع ملے ایک وقت میں جب قضا نمازیں پڑھنے کی ہمت ہو پڑھ کر تعداد پوری کر لے۔

۱۴۔ کئی مہینوں کی قضا پڑھنے کا طریقہ

اگر کسی شخص کی کئی مہینوں کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں تو اس کو چاہیئے کہ وہ قضا شدہ نمازوں کا اندازہ کرے اور پھر قضا نمازیں پڑھنا شروع کر دے۔ اور اس صورت میں قضا نماز کی نیت میں نماز کا نام یعنی فجر یا ظہر یا عصر وغیرہ لینا ضروری ہے۔

۱۵۔ نماز جمعہ کی قضا نہیں

جمعہ کی نماز کی قضا نہیں لہٰذا جب جمعہ رہ جاتے تو اس کی جگہ ظہر کی نماز پڑھے۔ اگر کسی کی بہت سی جمعہ کی نمازیں رہ گئی ہوں تو ان کی جگہ اتنی ظہر کی نمازیں پڑھے۔

۱۶۔ عیدین کی بھی قضا نہیں

جس طرح نماز جمعہ کی قضا نہیں ایسے ہی اگر کسی شخص کی عید کی نماز رہ جائے تو اس کی بھی قضا نہیں اور نہ ہی وقت کے اندر تنہا عید کی نماز پڑھ سکتا ہے کیونکہ نماز عید کے لیے جماعت شرط ہے۔

۱۷۔ وقت کی تنگی میں ادا نماز پہلے پڑھنا

وقت کی تنگی کی صورت میں پہلے ادا نماز پڑھنی چاہیئے پھر قضا نماز پڑھنی چاہیئے۔ اگر پہلے قضا پڑھے تو

ادا نماز کا وقت نکل جائے گا اور وہ بھی قضا ہو جائے گی۔اس لیے پہلے نماز پڑھنا ضروری ہے۔

۲۔صاحب ترتیب کی نماز

صاحب ترتیب کی قضا نماز کے حکم میں ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ صاحب ترتیب کون ہے؟ تو بالغ ہونے کے بعد جس شخص کی نماز قضا نہ ہوئی ہو یا زندگی میں پہلی بار چند نمازیں قضا ہوئی ہوں یا پہلے اگر قضا ہوئی تو قضا پڑھ لی تو اب اس کے ذمے صرف چند نمازوں کی قضا ہے تو ایسے شخص کو صاحب تربیت کہا جاتا ہے۔صاحب ترتیب کے لیے قضا نمازوں کے پڑھنے کے مسائل حسب ذیل ہیں:۔

۱۔پانچوں فرضوں میں باہم اور فرض و ور میں ترتیب ضروری ہے۔کہ پہلے فجر، پھر ظہر، پھر عصر پھر مغرب پھر عشاء پھر وتر پڑھے خواہ یہ سب قضا ہوں یا بعض ادا بعض قضا۔مثلاً ظہر کی قضا ہوگئی تو فرض ہے کہ اس پڑھ کر عصر پڑھے یا وتر قضا ہو گیا تو اسے پڑھ کر فجر پڑھے۔اگر یاد ہوتے ہوئے عصر یا فجر کی پڑھ لی تو نا جائز ہے(فتاویٰ عالمگیری)

۲۔ترتیب کے لیے مطلق وقت کا اعتبار ہے۔مستحب وقت ہونے کی ضرورت نہیں۔تو جس کی عصر کی نماز قضا ہو گئی اور آفتاب زرد ہونے سے پہلے ظہر سے فارغ نہیں ہوسکتا۔مگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے دونوں پڑھ سکتا ہے تو پہلے ظہر پڑھ لے پھر عصر پڑھے۔(درمختار)

۳۔جس کی ایک ہی نماز قضا ہوئی تو پہلے اس قضا کو پڑھ لے تب کوئی ادا نماز پڑھے۔اگر بغیر قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھی تو ادا درست نہیں ہوئی۔قضا پڑھ کے پھر ادا پڑھے۔ہاں اگر قضا پڑھنی یاد نہیں رہی بالکل بھول گیا اور دوران نماز میں بھی یاد نہیں آیا تو ادا درست ہوگئی۔اب جب یاد آوے تو فقط قضا پڑھ لے،ادا کو نہ دہرائے۔(فتاویٰ عالمگیری) اسی طرح وقت بہت تنگ ہو جانے کی وجہ سے اگر پہلے ادا پڑھ لی پھر قضا نماز پڑھی تب بھی ادا کو نہ دہرائے(شرح البدایہ)

۴۔اگر وقت میں اتنی گنجائش ہے کہ مختصر طور پر پڑھے تو دونوں پڑھ سکتا ہے اور عمدہ طریقہ سے پڑھے تو دونوں نمازوں کی گنجائش نہیں۔تو اس صورت میں بھی ترتیب فرض ہے اور بقدر جواز جہاں تک اختصار کر سکتا ہے کرے(فتاویٰ عالمگیری)

۵۔اگر دو تین یا چار یا پانچ نمازیں قضا ہو گئیں اور سوائے ان نمازوں کے اس کے ذمہ کسی اور نماز کی

قضا نہیں ہے تو جب تک ان پانچوں نمازوں کی قضا نہ پڑھ لے تب تک اور نماز پڑھنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ ابھی صاحب ترتیب ہے اور جب ان پانچوں کی قضا پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ جو نماز سب سے پہلے چھوٹی ہے پہلے اس کی قضا پڑھے، اپھر اس کے بعد والی، پھر اس کے بعد والی، بغیر اس ترتیب کے درست نہ ہوگی (ہدایہ) اور اگت ان پانچ کے علاوہ ایک اور نماز قضا کردی اور چھ نمازیں ذمہ ہو گئیں تو اب وہ صاحب تربیت نہیں رہا۔ (درمختار)

۶۔ اگر صاحب ترتیب کی ایک نماز قضا ہوئی اور اس نے بغیر اس کے ادا کیے اگلی نمازیں پڑھنا شروع کردیں تو اس طرح اس کی اگلی چار نمازیں غیر مستقل رہیں گی البتہ پانچویں نماز پڑھنے پر پانچوں ہو جائیں گی اور صرف وہی ایک نماز اس کے ذمہ باقی رہے گی۔ ایسا شخص اگر پانچوں نماز سے پہلے اور قضا سمیت چھٹی نماز سے پہلے اپنی پہلی قضا نماز کو ادا کرلے تو درمیان میں پڑھی ہوئی نمازیں نفل ہو جائیں گی ، انھیں پھر سے ترتیب وار پڑھے۔ (درمختار)

۷۔ فجر کی نماز قضا ہوگئی اور یاد ہوتے ہوئے ظہر کی پڑھ لی، پھر فجر کی پڑھی تو ظہر کی نہ ہوئی۔ عصر پڑھتے وقت ظہر کی یاد ہوتے اپنے گمان میں ظہر کو جائز سمجھا تھا تو عصر کی ہوگئی۔ غرض یہ ہے کہ فرضیت ترتیب سے جو ناواقف ہے اس کا حکم بھولنے والے کی مثل ہے کہ اس کی نماز ہو جائے گی۔ (درمختار)

۸۔ غیر صاحب ترتیب کو جس کی چھ یا چھ سے زیادہ نمازیں قضا ہو جائیں، بغیر ان کی قضا پڑھے ادا نماز پڑھنا جائز ہے اور جب اپنی ان نمازوں کو پڑھے تو جو نماز سب سے پہلے قضا ہوئی ہے پہلے اسی کی قجا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ جو چاہے پہلے پڑھے اور جو چاہے پیچھے پڑھے، سب طرح جائز ہے اور اب ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے۔ البتہ یہ تعین کرنا ضروری ہے کہ یہ فلاں وقت کی پہلی نماز ہے یا دوسری یا تیسری یا آخری۔

۹۔ اپنے کو اگر باوضو گمان کرکے ظہر پڑھی، پھر وضو کرکے عصر پڑھی پھر معلوم ہوا کہ ظہر یں وضو نہ تھا تو عصر کی ہوگئی۔ صرف ظہر قضا کرکے پڑھے (فتاویٰ عالمگیری)

۱۰۔ کئی مہینے یا کئی برس ہوئے کہ کسی کی چھ نمازیں یا زیادہ قضا ہوگئی تھیں۔ اور اب تک ان کی قضا نہیں پڑھی لیکن اس کے بعد سے ہمیشہ نماز پڑھتا رہا، کبھی قضا نہیں ہونے پائی، کچھ عرصہ کے بعد اب پھر ایک نماز جاتی رہی تو اس صورت میں بھی بغیر اس کی قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھنا درست اور ترتیب واجب نہیں کیونکہ یہ شخص صاحب ترتیب نہیں ہے۔

۱۱۔ اگر وقت کی تنگی کے سبب ترتیب ساقط ہو گئی اور وقتی نماز پڑھ رہا تھا، کہ اثنائے نماز میں وقت ختم ہو گیا تو ترتیب عود نہ کرے یعنی وقتی نماز ہو گئی۔ مگر فجر و جمعہ میں کہ وقت نکل جانے سے یہ خود ہی نہیں ہوتیں۔

قضا نماز زیادہ نہ رہی اور وقتیہ پڑھ لی، پڑھنے کے بعد یاد آئی تو وقتیہ ہو گئی اور پڑھنے میں یاد آئی تو وقتیہ بھی نہ ہو گی۔

۱۲۔ جمعہ کے دن فجر کی نماز قضا ہو گئی۔ اگر فجر پڑھ کر جمعہ میں شریک ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ پہلے فجر پڑھے اگرچہ خطبہ ہوتا ہو اور اگر جمعہ نہ ملے گا مگر ظہر کا وقت باقی رہے گا جب بھی فجر پڑھ کر ظہر پڑھے اور اگر ایسا ہے کہ فجر پڑھنے میں جمعہ جاتا رہے گا اور جمعہ کے ساتھ وقت بھی ختم ہو جائے گا تو جمعہ پڑھ لے پھر فجر پڑھ لے اس صورت میں ترتیب ساقط ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

۳۔ قضائے عمری

قضائے عمری کا مطلب ہے کہ جس شخص کی عمر بھی کی نمازیں قضا ہو گئیں ہوں وہ بقیہ عمر میں قضا نمازیں پوری کرے۔ جسے قضائے عمری کہا جاتا ہے لیکن عام لوگوں میں قضا عمری کا ایک عام غلط مفہوم پایا جاتا ہے کہ جمعہ الوداع کے دن چار رکعت نماز قضا عمری پڑھنے سے عمر بھر کی نمازوں کی قضا ادا ہو جاتی ہے لیکن یہ درست نہیں بلکہ قضائے عمری کی نمازیں پوری کرنے کے طریقے حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ اگر کسی شخص کی عمر کا کچھ حصہ نماز سے غفلت میں گزر جائے اور عمر کے اس حصے میں اس نے نمازیں بالکل نہ پڑھی ہوں یا پڑھی بھی تو کبھی کبھار کوئی نماز پڑھ لی تو اللہ تعالیٰ جب اسے توفیق دے تو اسے پہلی فرصت میں چاہیئے کہ اپنی عمر کی قضا نمازوں کو پورا کرے، ان قضا شدہ نمازوں کا حساب لگائے اور انھیں مسلسل پڑھنا شروع کر دے اور اس طرح نیت کرے کہ فلاں سال کے فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ کی (مثلاً) فجر کی پہلی یا دوسری) نماز پڑھتا ہوں۔ بغیر اس طرح نیت کیے قضا صحیح نہیں ہوتی۔ (درمختار)

۲۔ اگر کسی کو دن، تاریخ، مہینہ یا سال کی تعداد نہ ہو تو اندازہ کرے، جو تعداد زیادہ سے زیادہ اندازہ میں آئے اس کو اختیار کرے ار ہر نماز کے لیے یوں نیت کرے کہ فجر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلے قضا پڑھتا ہوں یا ظہر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ ہیں ان میں سے پہلی قضا پڑھتا ہوں۔ اسی طرح عصر وغیرہ کے لیے نیت کرتا رہے یہاں تک کہ دل گواہی دے دے کہ سب نمازیں پوری ہو گئیں

(درمختار)

۳۔قضا نماز پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔اس لیے دوسری میں اوقات ممنوعہ کو چھوڑ کر جس وقت فرصت ہو وضو کر کے حسب قاعدہ ایک دن رات کی بیس رکعتیں پڑھ لیا کرے اور اپنی نمازوں کا حساب رکھے۔

تیسری صورت یہ بھی جائز ہے کہ ایک ایک وقت کی پوری پوری اکٹھی نمازیں پڑھ لے۔مثلاً پہلے فجر کی ساری، پھر ظہر کی پھر عصر کی پھر مغرب کی پھر عشاء کی (درمختار)

۴۔ایک صورت یہ ہے کہ پنجگانہ ہر نماز سے پہلے یا بعد میں ایک ایک وقت دو دو چار چار نمازیں قضا پڑھ لیا کرے۔اگر کوئی مجبوری ہو تو خیر ایک وقت ایک ہی نماز کی قضا سہی۔یہ بہت کم درجہ کی بات ہے۔ایک نماز کی صورت میں سال بھر میں سابقہ ایک سال کی نماز ادا ہو گی۔

۵۔کسی بے نمازی نے توبہ کی تو جتنی نمازیں عمر بھر میں قضا ہوئی ہیں سب کی قضا پڑھنی واجب ہے۔توبہ سے نمازیں معاف نہیں ہوتیں۔البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا وہ توبہ سے معاف ہو گیا۔اب ان کی قضا نہ پڑھے گا تو پھر گنہگار ہو گا۔(درمختار)

مرنے والے کی قضا نمازوں کا فدیہ

ایک مسلمان، اگر اس کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور آخری وقت میں ان کی قضا ادا کیے بغیر وہ دنیا سے کوچ کر جائے تو ایسے شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے لواحقین کو مرتے وقت نمازوں کی جگہ فدیہ دینے کی وصیت کر جائے اور ایسی وصیت کرنا واجب ہے۔ایسے فدیے کے مسائل مندرجہ ذیل ہیں:۔

ا۔ایک تہائی مال سے فدیہ دینا

جب کوئی مرنے والا قضا نمازوں کے بدلے میں فدیہ کی وصیت کر جائے تو اس کے مال میں سے کفن دفن اور قرض وغیرہ اگر ہو تو ادا کر کے بقایا مال سے ایک تہائی رقم کو فدیہ کے طور پر مستحقین میں بانٹ دینی چاہیئے۔وصیت کی صورت میں مرنے والے کے مال کا اختیار رکھنے والے پر فدیہ واجب ہے ہو جاتا ہے اگر فدیہ نہ دے گا تو گنہگار ہو گا۔

۲۔ مقدار فدیہ

ہر فرض نماز اور وتر کے عوض نصف صاع گیہوں فی نماز کے حساب سے فدیہ ادا کریں۔ اس طرح پانچ فرض اور ایک واجب وتر ملا کر چھ نمازوں کا فدیہ دس ۱۰ کلو گرام یا اس کا آٹا یا اس کی قیمت فدیے میں ادا کی جاسکتی ہے۔ ہر نماز کے فدیے کی مقدار صدقہ فطر کے برابر ہے۔

۳۔ فدیہ مرنے کے بعد ہے

اگر کوئی مرنے والا بحالت زندگی اپنی نمازوں کا فدیہ دے تو وہ جائز نہیں کیونکہ کمزوری، ضعیفی یا بیماری کی حالت میں نماز پڑھنے کا ہی حکم ہے خواہ اشارے سے نماز پڑھنی پڑے۔

۴۔ فدیہ کے بدلے میں قرآن مجید دینا

فدیے کے بدلے میں قرآن مجید خرید کر دینا جائز نہیں کیونکہ بعض لوگ ایسا کر دیتے ہیں کہ فدیہ کی قیمت لگا کر سب کے بدلے میں قرآن مجید دے دیتے ہیں، اس طرح کل فدیہ ادا نہیں ہوتا۔

۵۔ میت کی وصیت کے مطابق ورثاء کا نماز پڑھنا درست نہیں

اگر مرنے والے کی وصیت کے مطابق ورثاء اس کی طرف سے قضا نمازیں پڑھیں تو وہ درست نہ ہوگا۔ کیونکہ نماز دوسرے کے ادا کرنے سے ادا نہیں ہوتی۔

۶۔ نقد فدیہ دینا

فدیے کے سلسلے میں یہ ورثاء کو اختیار ہے کہ وہ گیہوں وغیرہ تقسیم کریں یا نقد دیں۔ اگر کسی دینی مدرسے کے طلباء کو دینی کتابیں خرید کر دینا چاہیں تو بھی درست ہے۔ ایسی کتابیں طلباء کی ملکیت میں دینا ضروری ہیں۔

باب ۴۷

نماز بیمار

نماز کی اہمیت اس امر سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ یہ عبادت اسلام میں اتنی اہم ہے کہ بیماری کی حالت میں بھی معاف نہیں اور ہر صورت میں نماز قائم کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اگر کھڑے ہونے کی ہمت اور طاقت ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہیئے اور اگر بیماری میں شدت مرض اور تکلیف کے باعث کھڑے ہونے کی بھی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہیئے۔ بہر کیف کسی صورت میں بھی نماز نہیں چھوڑنی چاہیئے۔

۱۔ حکم قرآن

قرآن مجید میں کروٹ کے بل لیٹ کر نماز پڑھ لینے کا حکم قرآن پاک کی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ.

وہی لوگ اچھے ہیں جو اللہ کو کھڑے، ہو کر بیٹھ کر اور کروٹ کے بل لیٹ کر یاد کرتے ہیں۔

(آل عمران: ۱۹۱)

اگرچہ اس آیت کا صریحاً اشارہ ذکر الٰہی کی طرف ہے لیکن اس طرف بھی اشارہ ہے کہ لیٹ کر بھی یاد الٰہی کی جا سکتی ہے اور یاد رہے کہ یاد الٰہی کا سب سے عمدہ ذریعہ نماز ہے۔

۲۔ حکم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

بخاری میں بیمار کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی فرمان ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی ہمت نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھو۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ

لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھ، اگر نہ ہو سکے بیٹھ کر نماز پڑھ۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے پس اپنی کروٹ پر نماز پڑھ (بخاری شریف)

۳۔ لیٹ کر نماز پڑھنے کا طریقہ

لیٹ کر نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ لیٹتے وقت شمال کی جانب سر رکھے اور پاؤں جنوب کی جانب کرے۔ لیٹتے ہوئے داہنی کروٹ پر لیٹ جائے، منہ قبلہ کی طرف کر کے تکبیر تحریمہ کے بعد دونوں ہاتھوں کو سینے پر رکھ لے، رکوع کے وقت سر کو تھوڑا سا جھکائے ایسے ہی پھر سجدہ میں اشارہ سے تسبیح پڑھے اسی طرح دو چار رکعت والی نماز کو مکمل کر کے سلام پھیر دے اگر مندرجہ طریقہ سے نہ لیٹ سکتا ہو، تو جس طرح لیٹا ہو ویسے ہی اشارے سے نماز ادا کرے۔

بیمار کی نماز کے مسائل

ا۔ بیٹھ کر نماز پڑھنا

جو شخص بیماری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا کھڑے ہونے سے بیماری بڑھنے کا خطرہ ہو یا کھڑے ہو کر سر چکرا کر گر جانے کا خطرہ ہو یا درد شدید ہو جو نا قابل برداشت ہو تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ پھر اگر رکوع سجود کر سکتا ہو تو بیٹھ کر رکوع سجود کرنا چاہیئے۔

۲۔ رکوع اور سجود کی جگہ اشارہ کرنا

اگر رکوع اور سجود کرنے کی بھی طاقت نہ ہو تو رکوع اور سجود کو اشارہ سے ادا کرے سجدے کے لیے رکوع کے اشارہ سے ذرا زیادہ جھکے لیکن سجدہ کی جگہ پر تکیہ وغیرہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سجدہ کی جگہ تکیہ رکھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے تکیہ پھینک دیا اور فرمایا کہ زمین پر سجدہ کرو اور طاقت نہ ہو تو اشارے سے نماز پڑھو۔

۳۔ ٹیک لگا کر بیٹھنے کی اجازت

اگر مریض میں بیٹھنے کی ہمت نہ ہو تو گاؤ تکیہ یا کسی اور چیز وغیرہ کی ٹیک لگا کر بیٹھ سکتا ہے۔ اگر اپنے آپ بیٹھ نہ سکتا ہو تو کوئی دوسرا اٹھا سکتا ہے۔ بیٹھنے میں کسی خاص طریقے سے ضروری نہیں۔ جس طرح آسانی ہو اسی طرح بیٹھ سکتا ہے اگر ممکن ہو تو مسنون طریقے سے بیٹھے جس طرح قعدہ میں بیٹھا جاتا ہے۔

۴۔ اشارے کا طریقہ کار

رکوع اور سجدے کے لیے جب اشارہ کرے تو آنکھ کا اشارہ کافی نہیں بلکہ سر سے اشارہ کرنا چاہیئے ۔رکوع میں تھوڑا سر جھکانا چاہیئے اور سجدہ کے اشارے میں زیادہ سر جھکانا چاہیئے۔

۵۔ رکوع اور سجدہ کا دیگر طریقہ

اگر کوئی شخص کھڑا ہو سکتا ہو مگر رکوع سجود نہیں کر سکتا تو بھی بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔ اگر کھڑا ہو کر پڑھے اور رکوع کے لئے اشارہ کرے یا رکوع پر قادر ہو تو رکوع کرے مگر پھر بیٹھ کر سجدہ کے لیے اشارہ کرے۔

۶۔ پیشانی پر زخم کی صورت

اگر پیشانی پر زخم ہے کہ سجدہ کے لیے ماتھا زمین پر نہیں لگایا جا سکتا تو ناک پر سجدہ کرے ایسا نہ کیا بلکہ اشارہ کیا تو نماز نہ ہوگی۔

۷۔ تھوڑی نماز بیٹھ کر اور تھوڑی کھڑے ہو کر پڑھنا

بیماری کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی اور رکوع کی جگہ رکوع اور سجدہ کی جگہ سجدہ کیا پھر نماز ہی میں اچھا ہو گیا تو اسی نماز کو کھڑا ہو کر پورا کرے۔ کیونکہ بیٹھنے کا جو عذر تھا وہ ختم ہو جانے پر کھڑا ہونا بہتر ہے۔

۸۔ بیہوشی سے ہوش میں آنے پر نماز پڑھنا

ایک شخص روزانہ بیہوش ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی اس کو ہوش بھی آ جاتا ہے۔ تو اگر افاقہ کسی وقت مقررہ پر ہوتا ہے تو نمازوں کی قضا واجب ہے اور اگر وقت مقرر نہیں تو قضا نہیں ہے۔

۹۔ مسلسل بے ہوشی کی صورت مین قضا نماز پڑھنا واجب نہیں

اسی طرح اچھا خاصا آدمی بے ہوش ہو جائے تو اگر بے ہوشی ایک دن رات یا اس سے کم ہوئی تو قضا پڑھنا واجب ہے اور اگر ایک دن ایک رات سے زیادہ ہوگئی ہو قضا پڑھنا واجب نہیں۔

۱۰۔ اشارے کی زاقت نہ ہونے کی صورت میں نماز

اگر سر سے اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو نماز نہ پڑھے۔ پھر اگر ایک دن رات سے زیادہ یہی حالت رہے تو نماز بالکل معاف ہوگئی اور اس کی قضا بھی واجب نہیں ہے اور اگر ایک دن رات کے اندر پھر اشارہ سے پڑھنے کی طاقت آگئی تو اشارہ ہی سے چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا بھی پڑھے۔

۱۱۔ حد سے زیادہ کمزوری میں نماز

اگر کسی مریض کی مرض کی وجہ سے حد درجہ کی کمزوری ہو جائے کہ اس میں اشاروں سے بھی نماز پڑھنے کی سکت نہ ہو تو پھر اس وقت نماز نہ پڑھے۔ صحت مند ہونے پر اس کی قضا پوری کرے۔ اور اگر یہی کیفیت پانچ نمازوں سے زیادہ ہو جائے تو پھر ان نمازوں کی قضا واجب نہیں بلکہ ایسی نمازیں معاف ہیں۔

۱۲۔ نماز کے دوران مرض کا حملہ

اگر کسی شخص پر نماز کے دوران مرض کا حملہ ہو جائے اور وہ کھڑا ہونے سے معذور ہو جائے۔ جیسے درد گردہ کا یکدم شروع ہو جانا تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اور بیٹھنے سے بھی معذور ہو جاتے تو لیٹ کر پڑھے، رکوع اور سجود کرنے کے قابل نہ رہا ہو تو اشاروں سے رکوع سجود کرے۔ الغرض یہ کہ یکدم مرض کے حملہ کی صورت میں باقی نماز جیسے بھی پوری کر سکتا ہو کر لے۔

۱۳۔ مرض کی حالت میں قضا نماز

اگر کسی شخص کی کوئی نماز قضا ہو جائے اور پھر وہ بیمار پڑ گیا تو اسے قضا نماز ادا کرنے کے لیے صحت یابی کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ بیماری کے دوران ہی اگر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر جس طرح بھی ہو قضا نماز

ادا کر لینی چاہیئے۔

۱۴۔ طبیب کے حکم کی پاسداری

بعض امراض ایسے ہوتے ہیں، کہ طبیب مریض کو ہدایت کر دیتا ہے کہ فلاں وقت تک تم نے ہلنا نہیں اور چت لیٹے رہنا ہے تو اس صورت میں طبیب کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے لیٹے ہوئے اشارے سے نماز پڑھ لینا جائز ہے جیسے آنکھ بنوانے کے بعد دو تین دن مریض کو چت لیٹنا پڑتا ہے۔

۱۵۔ بیماری کی حالت میں نماز کا قضا ہونا

بیماری کی حالت میں اگر کوئی نماز قضا ہو جائے تو تندرست ہونے پر اسے تندرستوں کی طرح نماز ادا کرنی چاہیئے، اب وہ قضا نماز بیماروں کی طرح ادا نہیں کر سکتا جیسا کہ بیماری میں بیٹھ کر یا اشارے سے ادا کی جاتی ہے۔

۱۶۔ روزہ رکھنے میں جسمانی کمزوری

بعض کمزور لوگوں کو روزہ رکھنے سے وقتی کمزوری ہو جاتی ہے اگر یہ صورت ہو کہ روزہ رکھے تو کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اور اگر روزہ نہ رکھے تو اس میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی سکت ہے تو اس صورت میں روزہ ضرور رکھنا چاہیئے اور نماز بیٹھ کر پڑھ لینی چاہیئے۔

۱۷۔ مجبوری کی حالت میں نجس بستر پر نماز پڑھنا

اگر کسی بیمار آدمی کا بستر وغیرہ نجس ہو اور دوسرے بستر کا مہیا ہونا ناممکن ہو۔ یا بیماری کی وجہ سے بار بار بستر نجس ہو جائے تو پھر نجس بستر پر ہی نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ تیماردار اگر مریض کو پاکیزہ رکھنے کی کوشش کریں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ انھیں مریض کی خدمت کا آخرت میں بے حد اجر ملے گا۔

باب ۴۸

صلوٰۃ الخوف

مسلمان کی زندگی ایک نہایت ہی اہم پہلو جہاد ہے اور نماز کی اتنی اہمیت ہے کہ جہاد کی صورت میں بھی معاف نہیں بلکہ شرعاً یہی حکم ہے کہ میدان جنگ میں لڑائی کی صورت میں بھی نماز پڑھی جائے۔ سلوۃ خوف کوئی علیحدہ نماز نہیں، بلکہ پانچوں نمازوں میں سے جو بھی میدان کارزار میں جنگ کی صورت میں پڑھی جائے گی وہ صلوۃ الخوف کہلائے گی۔ نماز خوف کے بارے میں شرعی احکامات حسب زیل ہیں:۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نماز خوف کے بارے میں فرمایا کہ جب دشمن کا خوف ہو تو فوج کو گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ ان دونوں میں سے ایک گروہ پہلے نماز پڑھے جب وہ پڑھ لے تو پھر دوسرا گروہ نماز پڑھے:۔

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝

اور جب آپ ان میں موجود ہوں تو آپ ان کو نماز پڑھائیں تو ان کے دو گروہ کر دیجیے۔ ان میں سے ایک گروہ آپ کے ساتھ نماز میں کھڑا ہو اور وہ اپنے ہتھیار لئے ہو جب یہ سجدے میں جائیں تو دوسرا گروہ تمھارے پیچھے حفاظت کے لیے کھڑا رہے اب دوسرا گروہ آئے جس نے تمھارے پیچھے نماز نہیں پڑھی، وہ آپ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لیے رہیں۔ کافر

تو یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم ذرا اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ تو وہ ایک بار زور سے حملہ کر دیں اور اگر بارش یا بیماری کی تکلیف ہو تو ہتھیار اتار دینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں مگر دشمن سے ہوشیار رہو بے شک اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے جب تم خوف کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ہوئے اللہ کی یاد میں لگے رہو۔ پھر جب اطمینان ہو جائے تو نماز کو حسب دستور قائم کرو کیونکہ نماز مسلمانوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔

(نساء۔۱۰۲:۱۰۳)

جہاد میں جنگ کی کئی صورتیں ہوتی ہیں:۔

ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ میدان جہاد میں دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے پڑاؤ ڈال کر بیٹھی ہیں لیکن جنگ نہیں ہو رہی بلکہ دونوں کسی موقع کی تلاش میں ہوں کہ موقع ملنے پر حملہ کر دیا جائے اس صورت میں جنگ کا خطرہ تو ہوتا ہے لیکن حملہ نہیں ہو رہا ہوتا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ دشمن نے حملہ کر دیا ہو کفر و اسلام کے درمیان شدید جنگ ہو رہی ہو بلکہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ پورے زور سے لڑ رہے ہوں مجاہد اپنے مورچوں پر ڈٹے مقابلہ کر رہے ہوں۔

جنگ کی تیسری صورت یہ ہے کہ مسلمان اپنے خیموں یعنی مورچوں میں ہوں۔ یا سواریوں پر ہوں اور سواریوں سے اترنے کی مہلت نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں صورتحال کے مطابق نماز ادا کرنا صلوۃ الخوف ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں صلوۃ الخوف کے مندرجہ ذیل واقعات پیش آئے:۔

نجد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز خوف پڑھانے کا واقعہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں تھے کہ نماز کا وقت آ گیا تو آپ نے اس موقعہ پر نماز خوف پڑھائی۔ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اس کی صورت حسب ذیل ہے:۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ لَنَا فَقَامَتْ طَآئِفَةٌ مَّعَهٗ وَاَقْبَلَتْ طَآئِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ وَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَّعَهٗ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَكَانَ الطَّآئِفَةِ الَّتِيْ

لَمْ تُصَلِّ فَجَآءُوْا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهٖ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَرَوَى نَافِعٌ نَحْوَهٗ وَزَادَ فَاِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ اَشَدُّ مِنْ ذٰلِكَ صَلُّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى اَقْدَامِهِمْ اَوْ رُكْبَانًا مُّسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ اَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا قَالَ نَافِعٌ لَّا اُرَى ابْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ اِلَّا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا۔نجد کی طرف ہم نے دشمن کا مقابلہ کیا اوران کے سامنے صف بندھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے ہم کو نماز پڑھاتے تھے ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہوئی اور ایک جماعت دشمن کی طرف متوجہ ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ جو آپ کے ساتھ تھے ایک رکوع کیا اور دو سجدے کیے پھر وہ اس جماعت کی طرف پھرے جنھوں نے نماز نہیں پڑھی تھی ،وہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ایک رکوع کیا اور دو سجدے ،پھر آپ نے سلام پھیرا ان میں سے ہر ایک نے ایک رکوع اور دو سجدے کیے اور نافع نے اس کی مانند روایت کی ہے اور زیادہ بیان کیا کہ اگر خوف زیادہ ہو نماز پڑھیں پیادہ ،اپنے قدموں پر کھڑے یا سوار منہ قبلے کی طرف ہوں یا نہ ہوں۔نافع نے کہا میں نہیں گمان کرتا مگر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔(صحیح بخاری)

نماز خوف پڑھانے کی وجہ تسمیہ

نماز خوف کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں تھے کہ مشرکین نے منصوبہ بنایا کہ مسلمان جب نماز میں ہوں تو اس وقت ان پر حملہ کیا جائے اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اور انھوں نے صلوۃ خوف پڑھنے کا طریقہ بتلایا۔ترمذی کی روایت یہ ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ بَيْنَ ضَجْنَانَ وَعُسْفَانَ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِهٰؤُلَاءِ صَلٰوةٌ هِيَ اَحَبُّ اِلَيْهِمْ مِّنْ اٰبَآءِهِمْ وَاَبْنَآءِهِمْ وَهِيَ الْعَصْرُ فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ فَتَمِيْلُوْا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَّاحِدَةً وَاَنَّ جِبْرِيْلَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّقْسِمَ أَصْحَابَهُ شَطْرَيْنِ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ وَتَقُوْمُ طَآئِفَةٌ أُخْرٰى وَرَآءَهُمْ وَلْيَأْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ فَتَكُوْنُ لَهُمْ رَكْعَةٌ وَّلِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ضجنان اور عسفان کے درمیان اترے۔ مشرکوں نے کہا مسلمانوں کی یہ نماز ہے وہ ان کو ان کے باپوں اور بیٹوں سے زیادہ محبوب ہے اور وہ عصر کی نماز ہے۔ پس اپنے امر کا قصد کرو اور ان پر یک وقت حملہ کر دو اور بے شک جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ کو حکم دیا کہ اپنے صحابہ کو دو حصوں میں تقسیم کریں ایک جماعت کو نماز پڑھا دیں اور دوسری جماعت ان کے پیچھے کھڑی رہے اور چاہیئے کہ پکڑیں اپنا بچاؤ اور ہتھیار اپنے۔ پس ان کی ایک ایک رکعت ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو رکعت ہوں گی۔ (نسائی شریف)

اس حدیث کے مطابق حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز خوف ان چار شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔

۱۔ ایک یہ کہ مدمقابل دشمن سے جنگ کرنا جائز ہو۔

۲۔ دشمن سمت قبلہ کے سوا اور کسی سمت ہو۔

۳۔ دشمن کے حملہ کر دینے کا خوف ہو۔

۴۔ لشکر میں اتنے آدمی ہوں کہ انھیں متفرق کیا جا سکے۔ یعنی کم سے کم چھ۔ ان آدمیوں کو دو گروہوں میں تقسیم کر کے ایک گروہ کو دشمن کے مقابل رکھا جائے اور دوسرے گروہ کو امام ایک رکعت پڑھائے جب امام پہلی رکعت سے فارغ ہو کر دوسری رکعت کے لیے اٹھے تو اقتدا کرنے والا گروہ دشمن کے مقابل میں چلا جائے اور امام سے جدائی کی نیت پر نماز تمام کر کے سلام پھیر دے اور اب دوسرا گروہ ان کی جگہ لے لے اور تکبیر تحریمہ کے ساتھ امام کے پیچھے ایک رکعت نماز پڑھے۔ پھر امام بیٹھ جائے (کہ یہ اس کی دوسری رکعت ہوتی) اور مقتدی کھڑے ہو کر اپنی فوت شدہ رکعت پوری کر کے بیٹھ جائیں، اب امام کے ساتھ سب سلام پھیریں۔ دوسری رکعت میں امام کو قرأت اتنی طویل کرنی چاہیئے کہ پہلا گروہ دوسری رکعت پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا گروہ آ کر تکبیر تحریمہ کہہ کر امام کے ساتھ شریک ہو جائے۔ اس دوسرے گروہ کے لیے امام تشہد کو ندداتنا طویل کر دے کہ یہ گروہ اپنی دوسری رکعت پوری کر کے امام کو تشہد میں

پالے اور امام کے ساتھ سلام پھیر سکے۔اسی طرح اس دوسرے گروہ کو امام کے ساتھ سلام پھیرنے کی فضیلت حاصل ہو جائے گی جس طرح پہلے گروہ کو امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہنے کی فضیلت حاصل ہو چکی تھی۔

نماز خوف اس صورت میں جائز ہے جب دشمن سر پر چڑھا ہو۔اگر دشمن دور ہو تو اس صورت میں نماز خوف نہ ہوگی۔ پہلے دور کی لڑائیوں کے خوف کی صورت اور نوعیت کی تھی۔لیکن وہ نوعیت بالکل بدل گئی ہے۔سرحدوں کے اوپر توپوں کے گولے، گنوں کے فائر اور ٹینکوں کے حملے کا دور ہے تو اس صورت میں جب کہ گولہ باری ہو رہی ہو اور سپاہی مورچہ بندی کر کے بیٹھے ہوں۔اگر باہر نکلیں گولہ باری کا خوف ہو تو اس صورت میں مورچوں ہی میں نماز ادا کی جائے۔اگر ایک مورچے میں ایک سے زائد افراد ہیں تو وہ جماعت کی صورت میں نماز پڑھ لیں۔

ٹینکوں یا موٹر گاڑیوں پر سوار ہونے کی صورت میں اگر خوف بہت زیادہ ہو تو سواری سے نہ اتریں ،تو سواری پر ہی تنہا تنہا اشارے سے جس طرف بھی منہ کر سکیں کر کے نماز پڑھ لیں۔اور یہ نماز اس وقت جائز ہے جبکہ دشمن کا حملہ ہو اور تعاقب زوردار ہو۔اگر گھمسان کی لڑائی جاری ہو تو اس وقت جس طرح بن پڑے نماز ادا کریں جماعت بنا کر، منفرد طور پر، پیدل یا سواری پر جیسے بھی ممکن ہو خواہ رخ کعبہ کی طرف ہو یا پشت ہو، اشارہ سے ادا کرے یا بغیر اشارہ کے۔نماز شروع کرتے وقت کعبہ کی طرف منہ ہونا ضروری ہے یا نہیں اس سلسلہ میں دو اقوال منقول ہیں۔جب امن ہو جائے یا دشمن کو شکست ہو جائے تو پچھلی نماز ادا کر لیں۔سواریوں سے اتر آئیں اور کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھیں۔ہاں اگر حالت سکون میں نماز شروع کی تھی پھر جنگ نے شدت اختیار کر لی اور پہلی سی خوف کی حالت ہو گئی تو سواریوں پر سوار ہو جائیں اور صلوۃ خوف پوری کریں خواہ اس وقت شمشیر زنی کی ضرورت ہو یا نیزہ بازی کی یا (دشمن کے دباؤ سے) پیچھے ہٹنے کا موقع ہو۔

صلوۃ خوف دشمن سے ڈرنے والے کے لیے ہے۔خواہ وہ دشمن انسان ہو، یا سیلاب ہو یا کوئی درندہ ہو۔اسی طرح اگر دشمن پر حملہ کرنا چاہتا ہے یا دشمن کو عنقریب شکست ہونے والی ہے اور یہ خطرہ ہے کہ نماز میں مشغول ہو جانے سے دشمن زد سے نکل جائے گا ہر صورت میں صلوۃ خوف پڑھی جائے گی۔

باب ۳۹

نماز کسوف وخسوف

سورج گرہن کے وقت جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے نماز کسوف کہا جاتا ہے۔ سورج گرہن مذہبی نقطۂ نگاہ سے اچھی علامت نہیں سمجھی جاتی۔ کیونکہ اہل زمین پر گرہن کے نتائج اچھے مرتب نہیں ہوتے اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کے موقع پر دو رکعت نماز پڑھنے کی تاکید کی ہے۔

سورج گرہن کے وقت دو رکعت نفل با جماعت پڑھنی چاہیئے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب سورج گرہن لگا تو آپ نے دو رکعت نماز نفل پڑھائی۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَزِعًا یَّخْشٰی اَنْ تَکُوْنَ السَّاعَةَ فَاَتَی الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی بِاَطْوَلِ قِیَامٍ وَّرُکُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ مَّا رَاَیْتُہٗ قَطُّ یَفْعَلُہٗ وَقَالَ ھٰذِہِ الْاٰیٰتُ الَّتِیْ یُرْسِلُ اللّٰہُ لَا تَکُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَیٰوتِہٖ وَلٰکِنْ یُّخَوِّفُ اللّٰہُ بِھَا عِبَادَہٗ فَاِذَا رَاَیْتُمْ شَیْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلٰی ذِکْرِہٖ وَدُعَآئِہٖ وَاسْتِغْفَارِہٖ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سورج گہنا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے کھڑے ہوئے ڈرتے تھے کہ قیامت نہ آجائے۔ مسجد میں آئے نماز پڑھائی بڑے لمبے قیام، رکوع اور سجود والی۔ میں نے ایسی نماز پڑھتے کبھی آپ کو نہیں دیکھا اور فرمایا یہ نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھیجتا ہے۔ کسی کے مرنے یا پیدا ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے جس وقت تم ان میں سے کوئی چیز دیکھو تو اس کے ذکر اور دعا اور استغفار کی طرف پناہ ڈھونڈو۔ (بخاری شریف)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ سورج گرہن کے وقت دو رکعت نماز با جماعت پڑھنا سنت ہے۔ یہ نماز مسجد میں با جماعت پڑھی جائے لیکن اس نماز کے لیے اذان اور اقامت نہیں، لیکن لوگوں کو جمع کرنے کے لیے الصلوٰۃ جامعۃ پکارا جائے۔ اگر سورج گرہن مکروہ وقت پر ہو تو نماز نہ پڑھیں بلکہ دعا اور

ذکر میں مشغول ہو جائیں۔

اس نماز مین لمبی سورتیں پڑھنی چاہیئے ایسے ہی رکوع اور سجود میں لمبے کرنے چاہیئے کیونکہ ایسا کرنا سنت ہے۔نماز کے بعد امام کو دعا مانگنی چاہیئے ۔اور جماعت میں شامل شدہ حضرات کو آمین کہنا چاہیئے۔اس نماز کو لمبا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ گرہن کا سارا پورا ہو جائے۔اگر گرہن کے دوران کسی فرض نماز کا وقت آجائے تو گرہن کی نماز کو جلد پورا کر لینا چاہیئے گا کہ فرض نماز اپنے وقت مین ادا کی جا سکے۔

چاند گرہن کے وقت جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے خسوف کہا جاتا ہے۔خسوف کی نماز تنہا پڑھنی چاہیئے اس میں جماعت کرن مسنون نہیں۔اس مین ہر شخص اپنے طور پر دو رکعت پڑھے۔پھر دعا تسبیح اور ذکر کرنا چاہیئے۔گرہن کے وقت فقیروں اور محتاجوں کو صدقہ و خیرات دینے کا اہتمام کیا جائے تو بہت اچھا ہے۔

ایک مرتبہ آپ کے زمانے میں سورج گرہن لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اکٹھا کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔اس کے بعد فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں،انھیں نہ تو کسی کی موت سے اور نہ کسی کے پیدا ہونے سے گرہن لگتا ہے جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو۔لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی اس جگہ میں کچھ لیا ہے،پھر دیکھا آپ پیچھے ہٹے۔فرمایا کہ میں نے جنت ملاحظہ کی تو اس سے خوشہ لینا چاہا اگر لے لیتا تو تم رہتی دنیا تک کھاتے رہتے اور میں نے آگ دیکھی تو آج کی گھبراہٹ والا منظر کبھی نہ دیکھا۔میں نے دوزخ میں عورتوں کی تعداد زیادہ دیکھی۔لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!یہ کیوں؟فرمایا ان کے کفر کی وجہ سے۔عرض کیا گیا۔وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟فرمایا خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی کرتی ہیں۔اگر تم ان سے زمانہ پھر تک نیکی کرو،پھر تمھاری طرف سے کچھ ذرا سی بات دیکھ لیں تو کہتی ہیں کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گرہن کے وقت خوف خدا پیدا ہونا چاہیئے اور اللہ کے حضور استغفار اور توبہ کرنی چاہیئے۔اس کے ساتھ ہی دو رکعت نفل نماز پڑھنی چاہیئے۔

باب ۴۰

نماز استسقاء

استسقاء مطلب کا پانی کرنا ہے لیکن شریعت اسلامیہ میں قحط سالی کی صورت میں اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر باران رحمت طلب کرنے کو نماز استسقاء کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ انسان اپنے برے اعمال کی بنا پر اللہ کی ناراضگی مول لے لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے برے لوگوں کو تنبیہ کے لئے قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس کا اثر نیک لوگوں کو بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝

کہ جو مصیبت تمھیں پہنچتی ہے تو وہ تمھارے ہاتھوں کے کیے کے باعث ہے۔ لیکن وہ بہت سی تکالیف کو معاف کر دیتا ہے۔“ (الشوریٰ: ۳۰)

اس سے معلوم ہوا کہ خشک سالی برے لوگوں کے اپنے گناہوں کی وجہ سے آتی ہے تو ایسی حالت میں کثرت سے استغفار کی ضرورت ہے اور شریعت میں یہ استغفار نماز استسقاء کی صورت میں ہے۔

ا۔ نماز استسقاء کے وقت مستحب اعمال

ائمہ کے نزدیک نماز استسقاء سنت ہے لیکن حنفی فقہ میں اسے مستحب قرار دیا گیا ہے۔ یہ نماز عید کی نماز کی طرح ادا کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے تمام احکام واحوال نماز عید کی طرح ہیں۔ اس نماز کے لیے مستحب یہ ہے کہ نماز کے لیے پاک صاف ہو کر جائیں یعنی پہلے غسل کر لیں کیونکہ یہ عاجزی، مسکینی اور طلب حاجت کا وقت ہوتا ہے اس لیے اس موقع پر معمولی لباس پہننا چاہیئے بلکہ پرانے کپڑے پہن کر بڑے خشوع اور خضوع کے ساتھ بیکسوں کیسی صورت بنا کر مسکینی اور شکستہ حالی کی صورت میں نماز کے لیے جانا مستحب ہے۔ اس نماز میں بوڑھے، بچے، مرد اور مصیبت زدہ لوگوں کو شریک ہونا چاہیئے۔ ظلم، گناہ اور حقوق العباد کے اتلاف سے سچے دل سے توبہ کرنی چاہیئے۔ جن لوگوں نے دوسروں کے حقوق ادا

کرنے ہوں ان کے حقوق ادا کردینے چاہئیں۔ زکوۃ دینے والی ہوتو وہ بھی ادا کرنا بہتر ہے۔ خیرات زیادہ کرنی چاہیئے۔ اگر روزہ رکھ سکتے ہوں تو روزے رکھیں بلکہ ازسرنو توبہ کرلینی چاہیئے اور مرتے دم تک توبہ پر قائم رہنے کی کوشش کریں۔ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کریں۔ زاہدوں، نیکو کاروں ،عالموں، بزرگوں اور دینداروں کا وسیلہ اختیار کریں۔

روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ استسقاء کی نماز کے لیے جب باہر میدان میں آئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر قبلہ رُخ ہو کر اس طرح دعا مانگی۔ ''یاالٰہی! یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا ہیں۔ ہم ان کو وسیلہ میں پیش کرتے ہیں۔ ان کے طفیل میں تو ہم کو سیراب فرما!'' راوی کا بیان ہے کہ لوگ وہاں سے گھروں کو لوٹنے نہ پائے تھے کہ بارش سے جل تھل بھر گئے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ بارش نہ ہونا اور مینہ بند ہو جانا، اولادِ آدم کی نحوست کا بدلہ اور ان کی سزا ہے۔ اسی لیے روایت میں آیا ہے کہ ''جب کافر کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو منکر نکیر آکر اس سے رب، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کے متعلق سوال کرتے ہیں اور جب اس سے جواب بن نہیں پڑتا تو گرز سے اس کو مارتے ہیں اس کی ضرب سے وہ چیختا ہے۔ اس کی چیخ کو جن وانس کے سوا باقی تمام مخلوق سنتی ہے اور لعنت بھیجتی ہے حتی کہ وہ بکری بھی اس پر لعنت بھیجتی ہے۔ جو قصاب کی چھری کے نیچے ہوتی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ہم پر اس منحوس کے باعث بارش بند ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ

ان لوگوں پر اللہ اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔ (البقرہ:۱۵۹)

اس آیت کا یہی مطلب ہے۔ آدمی جب بگڑ جاتا ہے تو اس کا بگاڑ ہر جاندار تک اثر انداز ہوتا ہے اور اگر درست ہوتا ہے تو اس کی درستی کا اثر ہو چیز تک پہنچ جاتا ہے، انسان کا بگاڑ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے ہوتا ہے، اور اس کی درستی اللہ کی اطاعت وفرماں برداری کے باعث ہوتی ہے۔

۲۔ نماز ادا کرنے کا طریقہ

نماز استسقاء کھلے میدان مین ادا کی جائے۔ اگر شہر میں بالکل جگہ نہ ہو تو پھر مسجد میں بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ اس کے پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو عیدین کا ہے البتہ اس مین زائد تکبیریں نہ کہی جائیں بلکہ صرف اتنی تکبیریں ہوں جتنی عام نماز مین مطلوب ہوتی ہیں نماز خلیفہ وقت کو پڑھانی چاہیئے اگر وہ نہ پڑھائے تو

امام کو پڑھانی چاہیئے ۔ یہ نماز بغیر اذان اور اقامت کے جماعت کے ساتھ ہے ۔ اس نماز میں حسب قاعدہ امام کو بلند آواز سے قرأت کرنی چاہیئے ۔

۳۔ نماز کے بعد خطبہ

نماز مکمل کرنے کے بعد امام کو دو خطبے پڑھنے چاہیئں ۔ جس طرح عید کے موقع پر پڑھے جاتے ہیں ۔ خطبہ کا آغاز عید کے خطبے کی طرح تکبیر سے کرنا چاہیئے اور درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہیئے اور خطبہ میں قرآن پاک کی ایسی آیات پڑھنا زیادہ بہتر ہے جن میں استغفار کی ترغیب ہو ۔ خطبہ دیتے وقت امام کو زمین پر کھڑا ہونا چاہیئے ۔ اگر ہاتھ میں عصا وغیرہ ہو تو اچھا ہے ۔

۴۔ چادر پلٹنا

خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد امام کو چاہیئے کہ چادر کو الٹ دے یعنی دائیں کاندھے والا حصہ بائیں کاندھے پر اور بائیں کاندھے والا پر اور بائیں کاندھے والا دائیں کاندھے پر ڈال دے ۔ بالائی کنارہ نیچے اور نیچے والا کنارہ اوپر کرے ۔ بعض حضرات نے چادر پھیرنے کا یہ طریقہ بیان کیا ہے کہ جب امام خطبے سے فارغ ہو تو اس کے کندھے پر ایک چادر ہونی چاہیئے ۔ اسے چاہیئے کہ دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے لے جا کر داہنے ہاتھ کے ساتھ بائیں جانب کے نیچے کا کونہ پکڑے اور بائیں ہاتھ سے داہنی طرف کے نیچے کا کونہ پکڑے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی پیٹھ کے پیچھے اس طرح کرے کہ دونوں ہاتھ گھما کر چادر کے دونوں نچلے کونے کندھوں کے اوپر لے آئے تا کہ نیچے کا حصہ اوپر ہو جائے اور اوپر کا نیچے ۔ دائیں جانب بائیں طرف ہو جائے اور بائیں جانب دائیں طرف ہو جائے اندر کی ناںب باہر ہو جائے اور باہر والی اندر کی جانب ہو جائے ۔ چادر پھیرنے کے بارے میں ابوداؤد کی بیان کردہ حدیث یہ ہے :۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْمُصَلّٰی فَاسْتَسْقٰی وَحَوَّلَ رِدَآءَہٗ حِیْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ فَجَعَلَ عِطَافَہُ الْاَیْمَنَ عَلٰی عَاتِقِہِ الْاَیْسَرِ وَجَعَلَ عِطَافَہُ الْاَیْسَرَ عَلٰی عَاتِقِہِ الْاَیْمَنِ ثُمَّ دَعَا اللّٰہَ.

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف نکلے پس بارش طلب کی ۔ اپنی چادر پھیری جس وقت قبلہ کی طرف منہ کی اس کا دایاں کونہ بائیں

کندھے پر رکھا اور بایاں کو نہ دائیں کندھے پر رکھا۔ آپ پر سیاہ رنگ کی چادر تھی آپ نے اس کو نیچے سے پکڑنا چاہا کہ اس کو اوپر الٹا دیں، جب آپ پر بھاری ہو گئی اپنے کندھوں پر اس کو الٹ دیا پھر اللہ سے دعا کی۔ (ابوداؤد)

۵۔ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

خطبہ اور چادر پلٹنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کریں اللہ کے حضور روئیں گڑگڑائیں اور استغفار کریں اور پھر اللہ سے باران رحمت طلب کریں۔ انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی
اگر ایک دفعہ نماز استسقاء پڑھنے سے بارش نہ ہو تو تین دن تک ایسا ہی کرنا چاہیئے اور ان تینوں دنوں میں روزہ رکھنا بھی بڑا افضل ہے۔ دعا مانگتے وقت ہاتھوں کو خوب اونچا کرنا چاہیئے۔ حسب ذیل دعا پڑھنا زیادہ بہتر ہے:۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مُرِيْئًا غَلَامًا مُجَلِّلًا (يَامُجَلِّلًا) عَامًا طَبَقًا سَحْيًا دَآئِمًا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِيْنَ اَللّٰهُمَّ سَقْيَا رَحْمَةٍ لَّا سَقْيَا عَذَابٍ وَّ لَا مَحْقٍ وَّلَا بَلَاءٍ لَا هَدَمٍ وَّ لَا غَرَقٍ اَللّٰهُمَّ اِنَّ بِالْبِلَادِ وَالْعِبَادِ وَالْخَلْقِ مِنَ الْاَذٰٓاءِ وَالْبَلَآءِ وَالْجُهْدِ وَالضَّنْكِ مَا لَا تَكْوٰى اِلَّآ اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اَنْبِتْ لَنَا الزَّرْعَ وَاَدِرَّلَنَا الضَّرْعَ وَاسْقِنَا مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَآءِ وَاَنْبِتْ لَنَا مِنْ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ. اَللّٰهُمَّ ارْفَعْ عَنَّا الْجُهْدَ وَالْجُوْعَ وَالْعُرٰى وَكْشِفْ عَنَّا مِنَ الْبَلَآءِ مَا لَا يَكْشِفُهٗ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ اِنَّكَ كُنْتَ غَفَّارًا فَاَرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَمَرْتَنَا بِدُعَآئِكَ وَوَعَدْتَّنَا اِجَابَتَكَ فَقَدْ دَعَوْنَا كَمَآ اَمَرْتَنَا فَاسْتَجِبْ لَنَا كَمَا وَعَدْتَّنَا.

الٰہی! ہمارے لیے پانی بھیج جو مصیبت سے نجات دے۔ اس کا نتیجہ اور انجام اچھا ہو، خوشگوار ہو وہ سیراب کرنے والا اور زمین میں اثر کرنے والا ہو۔ عام طور پر جاری ہونے والا اور کثرت سے جاری ہونے والا ہو۔ الٰہی ہمارے پاس پانی بھیج۔ ہمیں پانی سے ناامید ہونے والے لوگوں میں سے نہ بنا۔ الٰہی! ایسا پانی ہم کو عطا نہ فرما جو عذاب ہو، نہ ہو پانی جو ہماری کھیتیوں کو بہا لے جانے والا ہو۔ اور نہ وہ مصیبت میں ڈالے نہ ہمارے گھروں کو گرائے نہ انہیں غرق کرے اے اللہ! شہروں میں اور تیرے بندوں میں بڑی افسردگی اور بھوک پھیلی ہوئی ہے۔ بہت تنگی اور مصیبت در

پیش ہے ان باتوں کا گلہ تجھ ہی سے ہے اور ہم تیرے سوا کسی کے پاس گلہ نہیں کرتے۔ الٰہی! ہماری کھیتی کو سرسبز کردے اور ہمارے جانوروں کا دودھ بڑھادے اور ہم پر آسمان کی برکتیں نازل فرما اور زمین کی برکتوں سے ہماری فصلیں اگادے جو لہلہاتی اور نرم نظر آتی ہوں۔ الٰہی ہم کو بھوک پیاس کی مشقت اور سختی سے محفوظ رکھ۔ تیرے سوا اور کوئی نہیں جو ہم کو اس مشقت سے بچائے، الٰہی! ہم تیری ہی بخشش چاہتے ہیں اس لیے کہ تو ہی بخشنے والا ہے۔ الٰہی! ہم پر برسنے والا ابر بھیج اے اللہ تو نے اپنے حضور میں ہم کو دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور تو نے دعا قبول کرنے کا ہم سے وعدہ کیا ہے اس لیے تیرے ارشاد کے مطابق ہم نے تجھ سے دعا کی ہے پس اب تو اپنے وعدہ کے مطابق اس کو قبول فرما۔

۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز استسقاء

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح نماز استسقاء پڑھی اس کے بارے میں ابوداؤد کی روایت حسب ذیل ہے:۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ شَكَا النَّاسُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُحُوْطَ الْمَطَرِ فَاَمَرَ بِمِنْبَرٍ فَوُضِعَ لَهٗ فِي الْمُصَلّٰى وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَّخْرُجُوْنَ فِيْهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَدَءَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَبَّرَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ وَاسْتِيْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ اِبَّانِ زَمَانِهٖ عَنْكُمْ وَقَدْ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَدْعُوْهُ وَوَعَدَكُمْ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ لَكُمْ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَآ اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمْ يَتْرُكِ الرَّفْعَ حَتّٰى بَدَا بَيَاضُ اِبْطَيْهِ ثُمَّ حَوَّلَ اِلَى النَّاسِ ظَهْرَهٗ وَقَلَّبَ اَوْحَوَّلَ رِدَآءَهٗ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَاَنْشَاَ اللّٰهُ سَحَابَةً فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ ثُمَّ اَمْطَرَتْ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَلَمْ يَاْتِ مَسْجِدَهٗ حَتّٰى سَالَتِ السُّيُوْلُ فَلَمْ رَاٰى سُرْعَتَهُمْ اِلَى الْكِنِّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنِّيْ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مینہ کے رک جانے کی شکایت کی آپ نے منبر کا حکم دیا پس رکھا گیا واسطے آپ کی عید گاہ میں اور لوگوں سے ایک دن کا وعدہ کیا کہ اس میں نکلیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے جس وقت سورج کا کنارہ ظاہر ہوا پس منبر پر بیٹھے تکبیر کہی اور اللہ کی حمد کہی پھر فرمایا تم نے اپنے شہروں میں قحط کی شکایت کی ہے اور مینہ کے وقت مقررہ سے دیر کرنے کی اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اس کو پکاروں اور تم سے وعدہ کیا ہے کہ تمھاری دعا قبول کرے گا پھر فرمایا سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو عالموں کا پروردگار ہے۔ بخشنے والا مہربان ہے جزا کے دن کا مالک ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے اے اللہ! تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو بے پروا ہے اور ہم فقیر ہیں ہم پر مینہ برسا اور اس چیز کو جو تو اتارے قوت اور ایک مدت تک فائدہ پہنچنے کا سبب بنا پھر اپنے ہاتھ بلند کیے اور نہ چھوڑے ہاتھ اٹھانا یہاں تا کہ بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوئی، پھر لوگوں کی طرف اپنی پیٹھ پھیری اور الیٹی کی یا پھیری چادر اپنی اور آپ اٹھانے والے تھے اپنے ہاتوں کو پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اترے دو رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ نے ایک ابر ظاہر کیا پھر گرجا اور چمکا، پھر اللہ کے حکم سے مینہ برسایا۔ آپ اپنی مسجد تک نہ پہنچے تھے کہ نالے بہے۔ جب لوگوں کو سائے کی طرف جلدی کرتے ہوئے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہوئے پس فرمایا میں گواہی دیتا ہوں بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور بے شک میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ (ابوداؤد)

باب ۴۱

نماز تراویح

تراویح، ترویحہ کی جمع ہے جس کا مطلب آرام کرنا ہے۔ چونکہ نماز تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی سی استراحت کی جاتی ہے جس میں تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ اس لیے اسے نماز تراویح کہا جاتا ہے صحیح بخاری میں حضرت لیث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ رمضان المبارک کی راتوں میں صلوۃ باجماعت کا نام تراویح اس لیے رکھا گیا کہ جب لوگوں نے ابتدا میں جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا شروع کی وہ ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر آرام کرتے کہ آدمی اتنی دیر میں چار رکعتیں آسانی سے پڑھ سکے۔

ا۔ نماز تروایح کی جماعت کا آغاز

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین رات نماز تراویح پڑھی لیکن بعد میں فرضیت کے ڈر سے چھوڑ دی۔ اس کے بارے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی درج شدہ کتاب ابوداؤد نسائی حدیث حسب ذیل ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِّنَ الشَّهْرِ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ نَفَّلْتَنَا قِيَامَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا صَلّٰى مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا حَتّٰى بَقِيَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ اَهْلَهٗ وَنِسَآءَهٗ وَالنَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِيْنَا اَنْ يَّفُوْتَنَا الْفَلَاحُ قُلْتُ وَمَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُوْرُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روزے رکھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ قیام نہ کیا۔ مہینے سے کچھ بھی۔ جس وقت سات

راتیں باقی رہ گئیں آپ نے ہمارے ساتھ قیام کیا۔ یہاں تک کہ ایک تہائی رات چلی گئی۔ جب چھ راتیں باقی رہ گئیں آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں کیا۔ جب پانچ راتیں باقی رہ گئیں ہمارے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ آدھی رات چلی گئی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کاش کہ آپ اس رات کا قیام زیادہ کرتے آپ نے فرمایا آدمی جس وقت امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے یہاں تک کہ فارغ ہوتا ہے اس کے لیے رات کا قیام گنا جاتا ہے۔ جب چار راتیں باقی رہ گئیں آپنے ہمارے ساتھ قیام نہ کیا یہاں تک کہ جس وقت تہائی رات باقی رہ گئی۔ جب تین راتیں باقی رہ گئیں آپ نے اپنے گھر والوں کو جمع کیا اور اپنی عورتوں کو اور لوگوں کو۔ اور ہمارے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ ہم ڈرے کہ ہم سے فلاح فوت ہو جائے گی میں نے کہا فلاح کیا ہے؟ کہا سحر کا کھانا۔ پھر مہینہ کے بقیہ دنوں میں قیام نہیں کیا۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ فرضیت کے خوف کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مازنہ میں پورا رمضان قیام اللیل باجماعت نہیں ہوا بلکہ چند روز ہوا جس کی ذکر اوپر کیا گیا ہے اور یہ صورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوسرے سال تک رہی اور ۱۴ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کا امر فرمایا۔ اس روز سے لے کر ملت اسلامیہ میں قیام اللیل باجماعت نے فروغ پایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بقیہ خلافت راشدہ کے دور میں اس مسلک پر عمل ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ رمضان المبارک میں باجماعت نماز تراویح یعنی قیام اللیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل ہے اور صحابہ کے طرز عمل کو بھی اپنانا ہمارے لیے ضروری ہے۔

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِالْقَارِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلٰوتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَاءِ عَلٰى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً اُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِيْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ تَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ الْاٰخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ اَوَّلَهٗ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا پس ناگہاں لوگ متفرق تھے ایک آدمی اکیلا نماز پڑھتا

تھا، ایک آدمی نماز پڑھتا تھا اور اس کے ساتھ ایک قوم نماز پڑھتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں ان سب کو ایک قاری پر جمع کر دوں تو بہتر ہوگا۔ پھر اس کا پختہ ارادہ کیا اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر ان کو جمع کر دیا، کہا عبدالرحمٰن نے، پھر ایک دوسری رات میں اس کے ساتھ نکلا۔ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اچھی عادت ہے اور وہ نماز جس سے تم سو رہتے ہو اور غفلت کرتے ہو اس نماز سے بہتر ہے کہ قیام کرتے ہو جس کا ارادہ کرتے تھے آخر رات کا اور لوگ اول رات قیام کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

۲۔ نماز تراویح کی ۲۰ رکعت

نماز تراویح کی بیس رکعت پڑھنا سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور آپ کے بعد صحابہ کا بھی یہی طرز عمل تھا یعنی بیس رکعت سنت صحابہ بھی ہے۔ ایسے ہی بیشتر تابعین، تبع تابعین اور صوفیاء نے بیس رکعتیں ہی پڑھی ہیں۔ اس کے بارے میں روایات حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ عَنْ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً.

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔ (سنن بیہقی ج ۲)

۲۔ وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ کُنَّا نَقُوْمُ فِیْ عَہْدِ عُمَرَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرِ.

حضرت سائب رضی اللہ عنہ بن یزید سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے (سنن بیہقی)

۳۔ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّہٗ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً.

حضرت یزید رضی اللہ عنہ بن رومان سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگ رمضان میں ۲۳ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک)

۴۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السَّلْمِیِّ اِنَّ عَلِیًّا دَعَا الْقُرَّآءَ فِیْ رَمَضَانَ فَاَمَرَ رَجُلًا یُّصَلِّی النَّاسَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَکَانَ عَلِیٌّ یُوْتِرُ بِہِمْ.

حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں قاریوں کو بلایا، پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھاؤ۔ (بیہقی)

۵۔عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ اَنْ یُّصَلِّیَ بِاللَّیْلِ فِیْ رَمَضَانَ. قَالَ اِنَّ النَّاسَ یَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ وَلَا یُحْسِنُوْنَ اَنْ یَّقْرَءُ وْا فَلَوْ قَرَأْتَ عَلَیْهِمْ بِاللَّیْلِ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ هٰذَا شَیْءٌ لَّمْ یَکُنْ. فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ وَلٰکِنَّهٗ حَسَنٌ فَصَلّٰی بِهِمْ عِشْرِیْنَ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انھیں فرمایا کہ وہ لوگوں کو رمضان شریف میں رات کی نماز پڑھایا کریں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ لوگ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور قرأت قرآن بخوبی ادا نہیں کر سکتے ۔کیا اچھا ہے کہ آپ ان پر قرأت کر دیا کریں انھوں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین ! یہ ایسی چیز ہے جو پہلے نہ تھی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات کو اچھی طرح جانتا ہوں لیکن یہ کام اچھا ہے پس حضرت ابی بن کعب نے لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھائی (کنز العمال)

ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیس رکعت نماز تراویح پڑھی ہے۔لہٰذا اس عمل پر عمل کرتے ہوئے ہر مسلمان کو بیس رکعت پڑھنی چاہیئے۔

۳۔مسائل نماز تراویح

ا۔نماز تراویح کا وقت

نماز تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے فرض پڑھنے کے بعد سے شروع ہو کر طلوع فجر تک ہے۔نماز وتر تراویح سے پہلے پڑھنا جائز ہے لیکن نماز تراویح کے بعد مستحب ہے بلکہ تراویح کے بعد وتر با جماعت پڑھنا بہت بہتر ہے۔

۲۔نماز تراویح

تراویح کی جماعت مردوں کے لیے سنت کفایہ ہے۔جب تراویح جماعت کے ساتھ پڑھیں تو

دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں اگر اکیلے پڑھیں تو چار رکعت کر کے بھی پڑھ سکتے ہیں۔ ہر دو رکعت پر نیت کرنی چاہیئے اگر ایک ساتھ بیسوں رکعت کی نیت کر لی جائے تو بھی نیت ہو جائے گی۔ اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ عشاء کی نماز ہو چکی ہو تو اسے چاہیئے کہ پہلے عشاء کے فرض اور سنتیں پڑھ لے پھر تراویح میں شریک ہو۔ اور اگر اس دوران میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو چکیں تو ان کو وتر پڑھنے کے بعد پڑھے۔

۳۔ چار رکعت کے بعد تسبیح پڑھنا

ہر چار رکعت پر کچھ دیر بیٹھنا مستحب ہے اس بیٹھنے کے دوران نماز کو اختیار حاصل ہے کہ وہ چپکا بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے یا درود شریف پڑھے یا یہ تسبیح پڑھے مگر تسبیح پڑھنا بہتر ہے:۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ ط سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ ج سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ ط اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ يَا مُجِيْرُ۔۔

پاک ذات ہے اللہ کی جو ملک اور بادشاہت والا ہے۔ پاک ذات ہے اللہ کی جو عزت والا عظمت والا، اور ہیبت والا اور قدرت والا ہے اور بڑائی والا اور دبدبہ والا ہے۔ پاک ذات ہے اللہ کی جو بادشاہ ہے۔ زندہ رہنے والا ہے ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور روح کا پروردگار ہے۔ اے اللہ، بچا ہم کو دوزخ کی آگ سے، اے بچانے والے، اے پناہ دینے والے، اے نجات دینے والے۔

۴۔ تراویح میں ایک قرآن مجید پڑھنا سنت ہے

رمضان المبارک کی نماز تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ البتہ دو یا تین بار ختم کرنا افضل ہے۔ اگر ایک قرآن پاک ختم کرنا ہو تو بہتر ہی ہے کہ ستائیسویں شب میں ختم ہو۔ لیکن تراویح آخر رمضان تک برابر پڑھنی چاہئیں۔ قرآن پاک کی قرأت میں بہت جلدی کرنا اچھا نہیں بلکہ مناسب ترتیل سے قرآن پڑھا جائے تو اچھا ہے۔ اگر کسی وجہ سے تراویح میں قرآن پڑھنے کے لیے حافظ قرآن نہ ملے تو پھر سورتوں کے ذریعے تراویح پڑھنا یا پڑھانا جائز ہے جو بھی سورتیں یاد ہوں پڑھ

لیں۔

۵۔نماز تراویح اکیلے پڑھنا

اگر کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گنہگار نہیں مگر جو شخص مقتداء ہو کہ اس کے ہونے سے جماعت بڑی ہوتی ہے اور چھوڑ دے گا تو لوگ کم ہو جائیں گے اسے بلا عذر جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں۔تراویح مسجد میں با جماعت پڑھنا افضل ہے۔اگر گھر میں جماعت سے پڑھی تو جماعت کے ترک کا گناہ نہ ہوا لیکن وہ ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔(فتاویٰ عالمگیری)

۶۔قرأت قرآن میں آیت کے چھوٹ جانے کا مسئلہ

نماز تراویح سے پہلے عشاء کے فرض پڑھنے ضروری ہیں جس نے عشاء کی فرض نماز نہ پڑھی ہو وہ نہ تراویح پڑھ سکتا ہے نہ وتر، جب تک کہ فرض نماز نہ ادا کرے۔

۷۔فرض تنہا پڑھنے کی وجہ سے وتر بھی اکیلے پڑھنے چاہئیں

جس نے عشاء کی فرض نماز تنہا پڑھی ہو اور تراویح جماعت سے وہ وتر بھی تنہا پڑھے۔وتر کو جماعت سے وہی پڑھے گا جس نے عشاء کے فرض کو جماعت کے ساتھ پڑھا ہوگا۔

۸۔تراویح کی رکعتوں میں اضافے کا کمی کی صورت میں ازالہ

اگر دو رکعت تراویح کی نیت کی اور دوسری رکعت پر قعدہ کرنا بھول گیا تو تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہیئے اور اگر سجدہ کر لیا تو ایک رکعت اور ملا کے چار کر لے دو رکعت تراویح ہو جائیں گی اور دو نفل۔دونوں صورتوں میں سجدہ سہو کرے اور زائد رکعتوں میں پڑھا ہوا قرآن معتبر ہوگا۔اور اگر دوسری رکعت کے بعد التحیات پڑھ کے (قصداً یا سہواً) تیسری کے لیے کھڑا ہو گیا اور چار رکعت پڑھ لیں تو بلا سجدۂ سہو چاروں رکعت تراویح شمار ہو جائیں گی۔اگر کسی نے دو کے بجائے چار رکعت تراویح کی نیت کی پھر درمیان میں قعدہ کرنا بھول گیا اور آخر میں سجدۂ سہو کر لیا تو اس کی دو رکعت تراویح ہوں گی۔دو اور پڑھے اور قرآن کا اعادہ نہ کرے۔

۹۔ دوبار نماز تراویح کی جماعت نہیں

لوگوں نے تراویح پڑھ لی، اب دوبارہ پڑھنا چاہتے ہیں تو تنہا تنہا پڑھ سکتے ہیں، جماعت کی اجازت نہیں۔ افضل یہ ہے کہ ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھیں اور دو کے پیچھے پڑھنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ پورے ترویحہ پر امام بدلیں مثلاً آٹھ ایک کے پیچھے اور بارہ دوسرے کے پیچھے۔ نابالغ کے پیچھے بالغین کی تراویح نہ ہوگی۔ یہی صحیح ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

۱۰۔ تراویح اور وتر پڑھانے والا امام

رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے خواہ اسی امام کے پیچھے جس کے پیچھے عشاء اور تراویح پڑھی یا دوسرے کے پیچھے۔ یہ جائز ہے کہ ایک شخص عشاء اور وتر پڑھائے، دوسرا تراویح جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء اور وتر کی امامت کرتے تھے اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی (فتاویٰ عالمگیری)

۱۱۔ جماعت تراویح میں شریک ہونے کی شرط

اگر سب لوگوں نے عشاء کی جماعت ترک کردی تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھیں ہاں عشاء جماعت سے ہوئی اور بعض کو جماعت نہ ملی، تو یہ جماعت تراویح میں شریک ہوں۔ اگر عشاء جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شریک ہوسکتا ہے اور اگر عشاء تنہا پڑھ لی۔ اگرچہ تراویح باجماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔ (درمختار)

۱۲۔ تراویح پڑھتے وقت بغیر عذر کے بیٹھے رہنا درست نہیں

عشاء کی سنتوں کا سلام نہ پھیرا اس میں تراویح ملا کر شروع کی تو تراویح نہیں ہوئی۔

مقتدی کو یہ جائز نہیں کہ بیٹھا رہے۔ جب امام رکوع کرنے کو ہو تو کھڑا ہو جائے کہ یہ منافقین سے مشابہت ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:۔

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى .

اور منافق جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو تھکے جی سے۔(النساء:۱۴۲)

۱۳۔عشاء کی نماز میں غلطی کا ازالہ

اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو، اور بعد پڑھ چکنے کے (اداوقت) معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز میں کچھ غلطی ہوگئی تھی جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اسے عشاء کی نماز کے اعادہ کے بعد تراویح بھی دوبارہ پڑھنی چاہئیں اور وتر بھی۔

۱۴۔وتر کی تیسری رکعت میں شامل ہونے والے کے لیے ضروری مسئلہ

اگر کوئی مسبوق وتر کی نماز میں تیسری رکعت کے رکوع میں شامل ہوا تو وہ اپنی نماز میں دعائے قنوت نہ پڑھے کیونکہ رکوع کی حالت میں شریک ہونے سے جب پوری رکعت کا پانے والا ہو چکا تو قنوت کا پانے والا بھی ہوگیا۔اس لیے اب قنوت ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔

باب نمبر ۴۲

نفلی نمازیں

اللہ کو اپنے بندوں کا سجدہ بہت پسند ہے۔ اس لیے اس کے محبوب بندوں نے سجدہ کی راہ اختیار کی سجدہ کی بہترین صورت فرض نمازیں ہیں اس کے اختیار میں رکھا گیا ہے۔ دن رات میں جتنے چاہے نوافل پڑھے۔ لیکن دن رات میں کچھ نوافل نمازیں ایسی ہیں جن کا درجہ فرضوں کے بعد عام نوافل سے قدرے زیادہ ہے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے میں جس قدر مسرت اور فرحت ہوتی اس قدر کسی اور کام میں نہ ہوتی یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

ا۔ نوافل کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا

نوافل کے ذریعے اللہ کا قرب بہت جلد حاصل ہوتا ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میرے کسی دوست سے عداوت کرے تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کروں گا اور میرا بندہ وہی ہے جو فرائض کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور پھر نوافل کے ذریعے حاصل شدہ قرب برقرار رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے تو اس کا سوال پورا کروں گا اور اگر پناہ مانگے تو پناہ دوں گا اس سے معلوم ہوا کہ نوافل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی قرب ملتا ہے اور اولیائے کاملین کے خواص میں سے ہے۔ لہٰذا میرے دوست! اگر تو اللہ کی راہ چاہتا ہے تو نوافل میں کثرت کر۔

۲۔ نوافل پر اللہ کا راضی ہونا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے کسی عمل پر اتنا مہربان نہیں ہوتا جتنا نوافل کی دو رکعتوں پر جنھیں بندہ پڑھتا ہے۔ بیشک نیکی بندے کے سر پر چھڑکی جاتی ہے جب تک وہ

نماز میں مشغول رہتا ہے اور خدا کا بندہ خدا سے نزدیکی حاصل کرنے کے لیے جس قدر قرآن سے فائدہ اٹھاتا ہے اور کسی چیز سے نہیں اٹھاتا۔

۳۔ نفل نماز میں آہستہ اور بلندہ آواز سے قرأت

جو نوافل دن کے وقت پڑھے جاتے ہیں ان میں آہستہ آواز سے قرأت کرنی چاہیئے اور جو نوافل رات کے وقت تنہائی میں پڑھے جائیں ان میں اختیار ہے کہ چاہے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے پڑھے۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَتْ قِرَآءَةُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ یَرْفَعُ طَوْرًا وَیَخْفِضُ طَوْرًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو نماز پڑھنا مختلف تھا۔ کبھی بلند کبھی پست۔ (ابوداؤد)

۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ كَانَتْ قِرَآءَةُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَدْرِ مَا یُسْمِعُهٗ مَنْ فِی الْحُجْرَةِ وَهُوَ فِی الْبَیْتِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھا پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدار اس چیز کے کہ سنتا اس کو وہ شخص کہ ہوتا صحن میں اور حجرے میں آنحضرت ہوتے۔ (ابوداؤد)

۴۔ نوافل میں رکعت کی اکٹھی نیت

دن کے وقت نوافل پڑھے تو چاہے دو دو رکعت کی نیت کرے اور چاہے چار چار رکعت کی۔ دن کو چار رکعت سے زیادہ کی نیت باندھنا مکروہ (تنزیہی) ہے اور رات کو اکٹھی چھ چھ یا آٹھ آٹھ رکعات کی نیت باندھ لے تو بھی درست ہے۔ البتہ آٹھ رکعات سے زیادہ کی نیت باندھنا رات کو بھی مکروہ (تنزیہی) ہے۔ (شرح البدایہ)

۵۔ نماز نفل ٹوٹنے کی صورت میں قضا

اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور ابھی دو رکعتیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ نماز توڑ دی تو فقط دو

رکعت کی قضا پڑھے۔ اور اگر دو رکعت پڑھ چکا تھا پھر تیسری یا چوتھی میں نیت توڑ دی تو اگر دو رکعت پر بیٹھ کر اس نے التحیات پڑھی ہے تو دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھا تو پوری چاروں رکعتوں کی قضا پڑھے۔ (شرح البدایہ)

۶۔ چار رکعت نوافل پڑھنے کا طریقہ

اگر چار رکعت نفل کی نیت باندھے تو جب دو رکعت پڑھ کے بیٹھے اس وقت اختیار ہے کہ التحیات کے بعد درود اور دعا بھی پڑھے پھر بغیر سلام پھیرے اٹھ کھڑا ہو، پھر تیسری رکعت پر سبحانک اللہم پڑھے اور چاہے التحیات پڑھ کے کھڑا ہو کر تیسری رکعت بسم اللہ اور الحمد سے شروع کرے پھر چوتھی رکعت پر بیٹھ کر التحیات وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اسی طرح رات کو چھ اور آٹھ رکعتیں اکٹھی پڑھنے میں التحیات کے بعد درود و دعا اور تیسری، پانچویں اور ساتویں رکعت کے شروع میں ثناء اور تعوذ بھی پڑھنے کا اختیار ہے۔

۷۔ بیٹھ کر نوافل پڑھنا

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اس لیے کھڑے ہو کر پڑھنا بہتر ہے۔ البتہ اگر کسی عذر سے بیٹھ کر پڑھے تو پھر پورا ثواب ملے گا۔ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں ہاتھ ویسے ہی ناف کے نیچے باندھے جائیں گے۔ نگاہ گود میں رکھے اور رکوع میں آنکھوں کے مقابل۔ رکوع میں پیچھے سے پیٹھ اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ کمر کو جھکائے اور سر گھٹنوں کے مقابل رہے، پھر کمر سیدھی کر کے قومہ کرے اور سجدہ وغیرہ کو حسب قاعدہ ادا کرے۔

اگر نفل نماز کر بیٹھ کر شروع کیا پھر بیٹھے بیٹھے پڑھ کر کھڑا ہو گیا تو یہ درست ہے۔ اسی طرح اگر نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی۔ پھر پہلی ہی رکعت یا دوسری رکعت میں بیٹھ گیا تو یہ بھی درست ہے۔

۸۔ نوافل کی نیت کر کے نوافل کو پورا کرنا واجب ہے

نفل نماز کی جب کسی نے نیت باندھ لی تو اب اس کا پورا کرنا واجب ہو گیا اور اگر (بلا عذر) توڑ دے گا تو گنہگار ہو گا۔ اور جو نماز توڑی ہے اس کی قضا پڑھنی پڑے گی۔ لیکن نفل نماز کی ہر دو دو رکعت

الگ ہیں۔ اگر چار یا چھ کی نیت باندھے تو فقط دو ہی رکعت کا پورا کرنا واجب ہے۔ سب رکعتیں واجب نہیں ہیں۔ پس اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی پھر دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دیا تو کچھ گناہ نہیں۔

ا۔ تحیۃ الوضوء

اہل تقوی کا شیوہ ہے کہ وہ وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے ہیں جسے تحیۃ الوضوء کہا جاتا ہے اس کی بہت فضیلت ہے۔ جو شخص خلوص دل سے تحیۃ الوضوء پڑھے اسے اللہ جنت میں داخل کرے گا اس کے بارے میں آپ کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی مسلمان جو وضو کرے پس اچھا وضو کرے پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھے متوجہ ہو ان دونوں پر اپنے دل کے ساتھ اور اپنے چہرہ کے ساتھ مگر اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مسلم)

تحیۃ الوضوء کی فضیلت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے یہ ہے:۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِيْ بِاَرْجٰى عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِي الْاِسْلَامِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰى عِنْدِيْ اِنِّيْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِيْ سَاعَةٍ مِّنْ لَيْلٍ اَوْنَهَارٍ اِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِيْ اَنْ اُصَلِّيَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو صبح کی نماز کے وقت فرمایا۔ اے بلال رضی اللہ عنہ! مجھے اپنا ایک ایسا عمل بتلا جس کی تو بہت امید رکھتا ہو جس کو تو نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے۔ تحقیق میں نے تیری جوتیوں کی آواز جنت میں اپنے آگے آگے سنی ہے، کہا میں نے کوئی عمل نہیں کیا جس کی مجھ کو زیادہ امید ہو لیکن میں رات اور

دن میں کبھی وضو نہیں کرتا مگر اس وضو سے نماز پڑھتا ہوں جو میرے لیے مقدر کی گئی ہے کہ میں پڑھوں۔ (صحیح بخاری)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ وضو سے فارغ ہوتے ہی دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے لیکن یہ نوافل مکروہ اوقات میں نہ پڑھے جائیں۔ ایسے ہی غسل کے بعد بھی ان رکعتوں کا پڑھ لینا سنت ہے کیونکہ غسل کے ساتھ وضو بھی ہو جاتا ہے۔ اس نماز میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھنا سنت ہے۔

ان نوافل سے قربت حاصل ہوتی ہے۔ تقوی میں مزید توفیق میسر آتی ہے، لہٰذا اہل تقوی کو ایسی باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔

۲۔ تحیۃ المسجد

مسجد میں داخل ہونے پر اللہ کے حضور جو نوافل مسجد میں بیٹھنے یا داخل ہونے پر شکرانے کے طور پر پڑھے جاتے ہیں انھیں تحیۃ المسجد کہا جاتا ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو وہ دو رکعت پڑھے اور وہ حدیث یہ ہے:۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ.

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت ایک تمھارا مسجد میں داخل ہو، چاہیئے کہ دو رکعتیں پڑھے اس سے پہلے کہ اس میں بیٹھے۔

(بخاری شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تحیۃ المسجد دراصل تعظیم مسجد کا احساس دلانے کے لیے ہے کہ انسان جب اللہ کے گھر میں داخل ہو تو اسے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے لہٰذا جو شخص مسجد میں آئے تو اسے چاہیئے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ لے اگر مسجد میں آتے ہی تحیۃ المسجد نہ پڑھی بلکہ کوئی فرض نماز یا سنت پڑھی جائے تو وہی نماز تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی۔

بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد پڑھ لے اور اگر پڑھنے کے بغیر ہی بیٹھ گیا تو نماز ساقط نہ ہوگی بلکہ جب یاد آئے اس وقت پڑھ لے۔

اگر ایک دن میں کئی بار ایک ہی مسجد میں داخل ہو تو ایک ہی بار تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے۔

اگر کوئی ایسے وقت مسجد میں آیا کہ اس وقت نفل پڑھنا مکروہ ہے مثلاً طلوع فجر یا بعد نماز عصر، یا تنگ وقت ہو یا بے وضو ہو تو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ. پڑھ لے۔ ایسے ہی غروب آفتاب کے فوراً بعد یعنی نماز مغرب سے پہلے کوئی نفل نماز نہیں ہوتی۔

۳۔ نماز تہجد

نماز تہجد اللہ والوں کی محبوب نماز ہے۔ کیونکہ اس نماز کے روحانی اسرار بہت ہیں لہٰذا جو شخص اللہ کے خاص فضل اور رحمت کا طالب ہو تو وہ اس نماز کو لازماً پڑھے۔ یہ نماز رات کے پچھلے پہر میں پڑھی جاتی ہے پانچوں وقت کی فرض نماز کے بعد نماز تہجد سب سے افضل ہے۔ یہ نماز شروع اسلام میں فرض تھی۔ لیکن بعد میں اس کی فرضیت ختم ہوگئی لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہ نماز پڑھتے رہے ہیں۔ قرآن مجید میں اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

وَمِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَةً لَّکَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا○

اور رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھیں کیونکہ یہ آپ کے لیے زیادہ فائدہ مند ہے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز کرے۔ (بنی اسرائیل:۷۹)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ○ وَبِالْاَسْحَارِ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ○ (الذاریات ۱۷:۱۸)

وہ رات کے تھوڑے حصہ میں سوتے ہیں اور صبح دم اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں

ایک اور آیت میں اس طرح آیا ہے:۔

تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا

ان کے پہلو رات کو بستروں سے دور رہتے ہیں اور وہ اپنے رب سے خوف اور امید کے زیر اثر دعا کرتے ہیں۔ (السجدہ:۱۶)

ایک اور ارشاد ربانی ہے:۔

اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّہٖ.

بھلا جو شخص رات کے اوقات میں سجدہ و قیام کی حالت میں عبادت کرتا ہے آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔ (الزمر:۹)

ایک اور آیت میں ارشاد ہے:۔

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا٥

اور وہ لوگ (نیک بندے) ہیں جو راتوں کو اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور کھڑے رہتے ہیں۔ (الفرقان:۶۴)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ نماز تہجد کی بڑی فضیلت ہے بلکہ یہ اہل روحانیت کی نماز ہے اور ان کے لیے بہت ضروری ہے اور اس نماز میں رازِ ولایت چھپا ہے اور جو اس نماز کو اپنا لیتا ہے وہ دین و دنیا سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ احادیث میں بھی نماز تہجد کے بے شمار فضائل بیان ہوئے، جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

فرضوں کے بعد افضل نماز

فرض نمازوں کے بعد اگر کوئی نماز افضل ہے تو وہ نماز تہجد ہے۔ مسند امام احمد میں اس کے افضل ہونے کے بارے میں یہ روایت ہے:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْمَفْرُوْضَةِ صَلٰوةٌ فِیْ جَوْفِ الَّیْلِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرماتے تھے فرضوں کے بعد افضل نماز درمیان رات کی نماز ہے۔ (مسند امام احمد)

نماز تہجد اللہ سے قربت کا ذریعہ ہے

نماز تہجد اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل کرنے کا خاص ذریعہ ہے۔ کیونکہ رات کی تنہائی میں جبکہ عام لوگ خوابِ استراحت کے مزے لوٹ رہے ہوتے ہیں جب کوئی اللہ کو پکارتا ہے اور اس کے حضور گریہ زار ہوتا ہے تو اللہ اسے اپنا دوست بنا لیتا ہے اور اس وقت بندہ جو کچھ اس سے مانگتا ہے، پاتا ہے۔ اس کے متعلق امام ترمذی کی بیان کردہ روایت یہ ہے:۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّهٗ دَاْبُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَّکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ وَمَکْفَرَةٌ لِّلسَّیِّاٰتِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے قیام کو لازم پکڑو وہ اچھا طریقہ ہے تم سے پہلے لوگوں کا اور تمھارے رب کی طرف نزدیکی ہے گناہوں کے دور ہونے کا سبب ہے اور گناہوں سے باز رکھنے والا ہے۔

مقام حضوری کا حصول

اہلِ روحانیت کو نماز تہجد پڑھنے سے مقام حضوری بھی حاصل ہو جاتا ہے یعنی مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کا آنا جانا ہو جاتا ہے بلکہ نماز پڑھتے پڑھتے ایک مقام وہ آ جاتا ہے کہ اہل روحانیت نماز تہجد ہی مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ادا کرتے ہیں کیونکہ اس نماز میں رات کے وقت کچھ مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔اس لیے اس کا اجر بہت ہے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خود اس نماز میں اتنی مشقت برداشت کرتے کہ آپ کے پاؤں میں ورم آ جاتا۔

عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ اَفَلَآ اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا.

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج گئے آپ کو کہا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں فرمایا کیا میں اس کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔(بخاری شریف)

اس حدیث میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا محبوب ترین نبی اور معصوم ہونے کے باوجود رات کے وقت قیام اللیل کی اتنی ضرورت نہ تھی لیکن آپ جو کچھ کرتے وہ رضائے الٰہی اور شکرگزاری کے لیے کرتے اور یہی وجہ ہے کہ جس بندے سے اللہ راضی ہو جاتا ہے دنیا اس کے تابع ہو جاتی ہے۔

بارگاہ رب العزت میں قبولیت کی ساعت

نماز تہجد دراصل قبولیت بارگاہِ رب العزت کا وقت ہے اس وقت جو اللہ سے مانگا جائے ملتا ہے اور جو شخص نمازِ تہجد پابندی سے قائم کر لیتا ہے اسے اللہ دین و آخرت سے بھر دیتا ہے۔اس کے بارے میں

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَّا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ يَّسْاَلُ اللّٰهَ فِيْهَا خَيْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔فرماتے تھے رات میں ایک گھڑی ہے اس کو کوئی مسلمان نہیں پاتا کہ اللہ سے اس میں بھلائی کا سوال کرے دنیا اور آخرت کے امر سے مگر اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا فرما دیتا ہے اور یہ ہر شب میں ہے۔(مسلم)

نماز تہجد پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کا اظہار مسرت

جو لوگ رات کو وقت کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر خوش ہوتا ہے اور ان سے راضی ہوتا ہے اس کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ يَّضْحَكُ اللّٰهُ اِلَيْهِمُ الرَّجُلُ اِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يُصَلِّيْ وَالْقَوْمُ اِذَا صَفُّوْا فِيْ قِتَالِ الْعَدُوِّ وَالْقَوْمُ اِذَا صَفُّوْا فِي الصَّلٰوةِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے ہنستا ہے۔ایک وہ آدمی جو رات کو کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور وہ لوگ جو قتال کے لیے صف باندھیں اور نماز کے لیے صف باندھیں۔(شرح السنۃ)

قیامت کے روز نماز تہجد کا اجر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے لوگوں کو اکٹھا فرمائے گا تو ایک منادی پکارے گا۔''وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے اور وہ اپنے رب کو خوف و امید کے تحت پکارتے تھے۔''یہ ندا سن کر سب لوگ کھڑے ہو جائیں گے مگر ان کی تعداد کم ہوگی پھر دوبارہ منادی پکارے گا''وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کو مال تجارت، خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی تھی۔''(ان مشاغل کے باوجود وہ یاد الٰہی سے غافل نہیں ہوتے

تھے) یہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے مگر یہ بھی تھوڑے ہوں گے۔ پھر منادی پکار کر کہے گا۔'' جو رنج وغم میں اللہ کی ثناء کرتے تھے۔'' یہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے مگر یہ بھی کم ہوں گے، پھر ان کے باقی لوگوں کا حساب کتاب ہوگا۔

رحمت خداوندی کا خاص وقت

شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بالا سناد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ فرمار ہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ'' ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے اس وقت دنیاوی آسمان کی طرف اللہ عزوجل نزول اجلال فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے، کون ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کو قبول کروں! کون ہے جو مجھ سے طالب مغفرت ہو اور میں اس کی مغفرت کروں؟ کون ہے جو مجھ سے رزق مانگے اور میں اس کو رزق عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے دکھ درد دور کرنے کی استدعا کرے اور میں اس کا دکھ دور کروں؟ یہ کیفیت طلوع فجر تک رہتی ہے۔

شیخ ابونصر نے اپنے والد کی اسناد سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے'' ہر رات آخری تہائی میں اللہ تعالیٰ دنیاوی آسمان کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ کون مغفرت کا طلبگار ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کون دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کوسائل ہے کہ میں اس کا سوال پورا کروں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی بنا پر آخری رات کی نماز کو مستحب کہتے تھے۔

نماز تہجد پڑھنے کا طریق کار

نماز تہجد کے لیے رات کے پچھلے پہر بیدار ہونا چاہیئے کیونکہ یہ نماز رات کے کچھ حصے میں سونے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ کیونکہ تہجد کا مسنون وقت یہی ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد آدمی سو جائے اور پھر نصف رات کے بعد بیدا ہو کر نماز تہجد پڑھے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریقہ کار تھا کہ آپ کبھی نصف رات کے کچھ دیر بعد یا کبھی رات کے پچھلے پہر اٹھتے۔ اٹھ کر اللہ کی تعریف بیان کرتے۔ مسواک کرتے، پھر وضو کرتے اور بعد نماز تہجد میں مشغول ہو جاتے۔ لہٰذا ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

بعض اللہ کے بندے پوری رات بیداری میں گزراتے ہیں تو ایسے حضرات کو چاہیئے کہ نصف شب

کے بعد جب دل چاہے تہجد کی نماز پڑھ لیں۔ اس نماز کی بڑی توجہ سے پڑھنا چاہیئے۔ نماز کے لیے جب اللہ کے حضور کھڑے ہوں تو پوری توجہ اللہ کی طرف ہونی چاہیئے اور اپنے دل ودماغ کو ماسوائے اللہ کے خالی کر لینا چاہیئے کیونکہ بزرگان دین نے ہمیشہ یہ نماز حضوری قلب سے پڑھی۔

نماز تہجد میں سورتوں کی تلاوت، روحانی کیفیات کے نزول کے مطابق کرنی چاہیئے اگر دل مائل بعجز ونیاز ہوتو قرأت لمبی پڑھنی چاہیئے اور اگر طبیعت، تھکاوٹ یا بیماری کی وجہ سے لمبی قرأت کا بوجھ برداشت نہ کر سکتی ہو تو حسب ذیل معمول درمیانی سورتوں کی قرأت کر کے نماز مکمل کر لینی چاہیئے۔

نماز تہجد میں سجدہ معمول سے ذرا لمبا کرنا چاہیئے کیونکہ ایسا کرنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔ کیونکہ نماز تہجد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدے کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ آپ اس نماز میں سجدہ اتنا دراز کرتے کہ تم لوگ آپ کے سر مبارک اٹھانے سے پہلے پچاس آیتیں پڑھ سکتے۔ آپ کا معمول تھا کہ ہلکی دو رکعت سے نماز شروع کرتے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ پہلی دو رکعت میں لمبی قرأت نہ کرتے۔ پھر جوں جوں رکعات کی تعداد بڑھتی آپ بھی لمبی کرتے جاتے۔ کیونکہ صحابی رسول حضرت خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے، ایک مرتبہ انھوں نے کہا کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات نماز یعنی تہجد دیکھوں گا کہ آپ کیسے پڑھتے ہیں تو انھوں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان پہلی دو سے ہلکی تھیں۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے ہلکی تھیں، مراد یہ ہے کہ شروع میں قرأت لمبی نہ پڑھتے، درمیان قرأت بہت لمبی پڑھتے پھر آہستہ آہستہ لمبی قرأت کی نسبت ہلکا کرتے جاتے۔ لہٰذا جن لوگوں کو لمبی قرأت یاد نہ ہو تو جتنی پڑھ سکتے ہوں پڑھ لیں۔

نماز تہجد بیٹھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہے بشرطیکہ جب صحت کمزور یا بڑھاپا ہو جس کی وجہ سے انسان زیادہ دیر کھڑا نہ ہو سکے۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑھاپے کی وجہ سے گراں بدن ہو گئے تو تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھ لیا کرتے تھے۔

نماز تہجد میں سورتیں پڑھنے کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جو شخص رات کی نماز میں دس آیات پڑھتا ہے وہ غافلوں میں نہیں لکھا جاتا اور جو شخص سو آیات کے ساتھ نماز تہجد پڑھتا ہے وہ اطاعت گزاروں میں لکھا جاتا ہے اور جو نماز تہجد میں ایک ہزار آیات پڑھتا ہے اس کا نام عظیم ثواب حاصل کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔

نماز تہجد میں چاہیں تو اونچی آواز سے قرأت کریں یا چاہیں تو پست آواز سے پڑھیں کیونکہ یہ تو موقع محل کے مطابق ہے اگر خلوت ہو تو ہلکی، اونچی آواز سے پڑھنا بڑا فرحت اندوز ہوتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز تہجد میں کبھی اونچی آواز سے قرأت کیا کرتے تھے اور کبھی پست آواز میں پڑھتے مگر حضرت ابن عباس کا کہنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اتنی بلند آواز سے قرأت فرماتے کہ صحن میں بیٹھا ہوا آدمی آپ کی آواز سن لیتا تھا جب کہ آپ مکان کے اندر پڑھ رہے ہوتے۔

نماز تہجد کے بعد سے نماز فجر تک آرام کر لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نماز تہجد پڑھ کر تھوڑا سا سو جانا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل معمول تھا۔ لیکن یہ وقت کے مطابق ہوتا تھا۔ اگر نماز تہجد ادا کرنے کے بعد نماز فجر میں وقت کم ہوتا تو آپ نہ سوتے۔ اگر وقت زیادہ ہوتا تو آپ آرام کر لیتے۔ کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول ہے کہ ایک مرتبہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو گئے۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے مسواک کی۔ وضو کیا اور پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں۔ ان دونوں رکعتوں میں قیام سجود لمبا کیا۔ پھر بستر پر تشریف اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔

نماز تہجد کی رکعتیں بارہ تک ہیں کیونکہ مختلف اوقات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سے لے کر بارہ رکعت تک پڑھی ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے دو رکعت نماز تہجد پڑھی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک نے چار رکعت نماز تہجد ادا کی۔ ایسے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایم مرتبہ دریافت کیا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ نے مختلف اوقات میں سات، نو، گیارہ رکعت پڑھی ہیں جن میں تین وتر ہوتے تھے۔ ایسے ہی حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ نے تیرہ رکعت پڑھیں جن میں تین وتر تھے۔

تو ان بیانات سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲ سے لے کر بارہ رکعت تک پڑھی ہیں لہٰذا نماز تہجد کی فضیلت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ معمول اختیار کرنا چاہیئے کہ نماز تہجد روزانہ پڑھے خواہ تھوڑی رکعت ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن اس میں پھر ناغہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بعض لوگ اس نماز کو بڑے زور سے شروع کرتے ہیں لیکن چند روز پڑھنے کے بعد ترک کر دیتے ہیں تو ایسا کرنا اچھا نہیں کیونکہ شروع کر کے چھوڑ دینا بری بات ہے۔

جو شخص رات کے پچھلے پہر میں نماز تہجد پڑھنا شروع کر دے کہ اتنے میں صبح کی اذان ہو جائے یا کسی

اور طرح معلوم ہو جائے کہ صبح صادق ہوگئی ہے تو وہ اپنی شروع کی ہوئی نماز کو پورا کر لے۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص رات کو نماز تہجد کی نیت کر کے سو جاتا ہے تو پھر اگر اسے جاگ نہ آئے اور نماز تہجد نہ پڑھ سکے تو بھی اسے نیت کا ثواب مل جائے گا۔

یعمر بن بشیر رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ رات کے وقت میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ کے مکان پر گیا تو ان کو نماز پڑھتے پایا۔ وہ سورۃ اذالسماء انفطرت کی تلاوت کر رہے تھے جب وہ اس آیت پر پہنچے یاایھا الانسان ماغرك بربك الكريم (اے انسان! تجھے کس بات نے اپنے رب کریم سے مغرور کر کے منحرف کر دیا ہے؟) تو اس کو پڑھ کر ٹھہر گئے اور بار بار اس کی تکرار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ساری رات گزر گئی۔ (میں واپس آ گیا اور) پھر میں طلوع فجر کے وقت ان کے یہاں گیا وہ اس وقت بھی اس آیت کریمہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ صبح ہو رہی ہے تو نماز ختم کر دی اور اس کے بعد کہا ''الٰہی! تیرے حلم نے اور میری جہالت نے مجھے دلیر کر دیا تھا'' اس کے بعد لوٹ آیا اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

نماز تہجد کے بارے میں معمولات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نماز تہجد کی کم سے کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں لیکن آٹھ رکعت کی تعداد احادیث میں زیادہ منقول ہے۔ اس لیے اس پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد کے معمولات کے بارے میں روایات مندرجہ ذیل ہیں:۔

نوافل میں مسنون قرأت

نبی پاک تہجد کے وقت لمبی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔ یعنی سورہ آل عمران، نساء، مائدہ اور انعام جیسی لمبی سورتیں تلاوت کیا کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسنون قرأت کے بارے میں ابو داؤد کی حدیث حسب ذیل ہے:۔

عَنْ حُذَیْفَةَ اَنَّهٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ یَقُوْلُ اللّٰهُ اَکْبَرُ ثَلٰثًا ذُوالْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْعَظَمَةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ ثُمَّ رَکَعَ فَکَانَ رُکُوْعُهٗ نَحْوًا مِّنْ قِیَامِهٖ فَکَانَ یَقُوْلُ فِیْ رُکُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ثُمَّ

رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فَكَانَ قِيَامُهٗ نَحْوًا مِّنْ رُكُوْعِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ لِرَبِّيَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ فَكَانَ سُجُوْدُهٗ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهٖ فَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِهٖ وَكَانَ يَقْعُدُ فِيْمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِّنْ سُجُوْدِهٖ وَكَانَ يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْلِيْ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَرَاَ فِيْهِنَّ الْبَقَرَةَ وَاٰلَ عِمْرَانَ وَ النِّسَآءَ وَالْمَآئِدَةَ اَوِ الْاَنْعَامَ شَكَّ شُعْبَةُ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تحقیق دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کو نماز پڑھتے تھے فرماتے اللہ اکبر تین بار اور کہتے صاحب ملک کا اور غلبہ کا اور بڑائی کا اور بزرگی کا۔ پھر سبحانک اللھم پڑھتے، پھر پڑھتے سورۂ بقرہ پھر رکوع کیا، پھر تھا ان کے رکوع کا اندازہ ان کے قیام کا۔ پس کہتے اپنے رکوع میں، پاک ہے میرا رب بڑا۔ پھر سر اٹھایا اپنا رکوع سے پھر تھا کھڑا رہنا ان کا رکوع کے قریب، کہتے میرے رب ہی کے لیے سب تعریف ہے۔ پھر سجدہ کیا، سجدہ کی مقدار تھی ان کے قریب قومہ ان کے، پس تھے کہتے سجدے اپنے میں پاک ہے میرا رب بلند پھر اٹھایا اپنا سر سجدہ سے اور تھے بیٹھتے دونوں سجدوں کے درمیان اپنے سجدے کے قریب اور تھے کہتے اے میرے رب بخش میرے لیے۔ پس پڑھیں بارہ رکعتیں۔ ان میں پڑھا بقرہ اور آل عمران اور نساء اور مائدہ یا انعام، شعبہ نے شک کیا جو حدیث کا راوی ہے۔ (ابوداؤد)

پچاس آیات جتنا لمبا سجدہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ اور ان میں سجدہ بہت طویل کرتے بلکہ سجدہ اتنا طویل ہوتا کہ ایک شخص اتنے وقت میں پچاس آیات تلاوت کرسکتا ہے۔ اس کے بارے میں مسلم کی روایت یہ ہے:۔

عَنْ عَآئِشَةُ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَمَا يَقْرَاُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً قَبْلَ اَنْ يَّرْفَعَ رَاْسَهٗ فَاِذَاسَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ فَيَخْرُجُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے نماز پڑھتے درمیان اس کے فارغ ہوں نماز عشاء سے فجر تک گیارہ رکعتیں۔ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے اور وتر کرتے ایک رکعت کے ساتھ۔ پھر کرتے سجدہ اس رکعت میں اس قدر کہ پڑھے ایک شخص پچاس آیتیں اس سے پہلے کہ اٹھاتے اپنا سر مبارک جب مؤذن چپ ہوتا فجر کی اذان سے اور فجر ظاہر ہوتی آپ کے لیے کھڑے ہوتے پڑھتے دو رکعتیں ہلکی، پھر لیٹتے اپنی داہنی کروٹ پر یہاں تک کہ آتا اذان دینے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تکبیر کے لیے۔ نکلتے آپ نماز کے لیے۔ (بخاری و مسلم)

نماز تہجد کی رکعتوں کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں نماز تہجد کی رکعتیں مختلف پڑھی ہیں اس کے بارے میں حضرت عائشہؓ کی روایت یہ ہے ان رکعتوں میں وتر بھی شامل تھے۔

عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَّتِسْعٌ وَّ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے بارے میں۔ کہا کبھی سات، کبھی نو اور کبھی گیارہ رکعتیں فجر کی سنت کے سوا۔ (بخاری)

نماز تہجد پڑھنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کا معمول

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ بعض اوقات نماز تہجد پڑھنے کے بعد سو جاتے اور پھر بیدار ہو کر فجر کی نماز ادا کرتے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً وَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَهْلِهٖ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ اَوْبَعْضُهٗ قَعَدَ فَنَظَرَ اِلَى السَّمَآءِ فَقَرَاَ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ حَتّٰى خَتَمَ السُّوْرَةَ ثُمَّ

قَامَ إِلَى الْقِرْبَةِ فَاَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ صَبَّ فِي الْجَفْنَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءً حَسَنًا بَيْنَ الْوُضُوْءَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَاَوَقَدْ اَبْلَغَ فَقَامَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ وَتَوَضَّأْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِاُذُنِيْ فَاَدَارَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَتَتَامَّتْ صَلٰوتُهٗ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ اِذَا نَامَ نَفَخَ فَاٰذَنَهٗ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ فِيْ دُعَائِهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّسَارِيْ نُوْرًا وَّخَلْفِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا وَّزَادَ بَعْضُهُمْ وَفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَذَكَرَ وَعَصَبِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ. وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا وَاجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا وَّفِيْ اُخْرٰى لِمُسْلِمٍ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رات گزاری اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے پس باتیں کیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل کے ساتھ تھوڑی دیر پھر سو رہے۔ جب رات کا آخر ثلث رہ گیا یا کچھ اس میں اٹھ بیٹھے پس دیکھا آسمان کی طرف، یہ آیت پڑھی۔ تحقیق بیچ پیدا کرے آسمانوں اور زمین کے اور رات اور دن کے اختلاف میں البتہ نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے یہاں تک کہ ختم کیا سورۃ کو۔ پھر مشک کی طرف کھڑے ہوئے اس کا بند کھولا۔ پھر پیالہ میں پانی ڈالا۔ پھر وضو کیا اچھا درمیان دو وضوؤں کے نہ زیادہ کیا پانی کے استعمال کو اور تحقیق پہنچایا پانی پھر کھڑے ہوئے نماز پڑھی اور کھڑا ہوا میں اور وضو کیا میں نے، پھر کھڑا ہوا میں حضرت کے بائیں طرف پس پکڑا میرا کان۔ پھر پھیرا مجھ کو دائیں طرف اپنے پوری ہوئی نماز حضرت کی تیرہ رکعت پھر لیٹ رہے اور سوئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے تھے اور حضرت جس وقت کہ سوتے خراٹے لیتے آگاہ کیا حضرت کو بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے' نماز پڑھائی اور نہ وضو کیا اور تھے بیچ دعا آپ کی کے یہ الفاظ یا الٰہی کر میرے دل میں نور اور میری آنکھوں میں نور اور میرے کانوں میں نور اور میرے داہنے نور اور میرے بائیں نور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور اور کر میرے لیے نور۔ بعض راویوں نے زیادہ کیا۔ پیدا کر میری زبان میں نور۔ اور ذکر کیا بعض نے کر پٹھے میرے میں، گوشت میرے میں اور میرے خون میں اور میرے بالوں میں اور میرے چمڑے میں نور (مسلم و بخاری) ان دونوں کی ایک روایت میں ہے میری جان میں نور اور

بڑا کر میرے لیے نور۔ امام مسلم کی ایک روایت میں یا الٰہی دے مجھ کو نور۔

ہلکی دو رکعتوں سے نماز تہجد شروع کرنا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد پڑھنا شروع کرتے تو پہلی رکعتیں ہلکی پڑھتے یعنی پہلی رکعتوں میں قرأت مختصر پڑھتے۔ اس کے متعلق مسلم کی روایت میں ہے:۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ صَلٰوتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے رات کو تاکہ نماز پڑھیں یعنی تہجد کی شروع کرتے اپنی نماز کو دو رکعتوں ہلکی کے ساتھ۔ (مسلم)

تہجد کے وقت کی دعائیں

احادیث کی رو سے تہجد کے وقت مندرجہ ذیل دعائیں پڑھنا مستحب ہیں:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَحْيَانِیْ بَعْدَ مَآ اَمَاتَنِیْ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ.

تعریف ہے اس اللہ کے لیے جس نے مارنے کے بعد مجھے زندہ کیا اور مخلوق کا حشر اسی کی طرف ہے۔

اس کے بعد سورۂ آل عمران کی دس آیات پڑھے اور مسواک کرے، مسواک کے بعد وضو کر کے یہ دعا پڑھے:۔

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَسْئَلُكَ التَّوْبَةَ فَاغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ. وَاجْعَلْنِیْ صَبُوْرًا شَكُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ يَّذْكُرُكَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّيُسَبِّحُكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا.

الٰہی! تو پاک ہے اور تو ہی حمد کے لائق ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں تو مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ الٰہی! تو مجھے توبہ کرنے والوں میں کر دے اور پاکوں میں

شامل فرمادے اور مجھے صبر کرنے والا اور شکر کرنے والا بنادے اور ان لوگوں میں شامل فرمادے جو تجھے بہت یاد کرنے والے ہیں اور صبح وشام تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔

اس کے بعد آسمان کی طرف سر اٹھا کر یہ دعا پڑھے:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ مِنْكَ لَآ اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ جَارٍ فِيْ حُكْمِكَ عَدْلٌ فِيْ قَضَآئِكَ هٰذِهٖ يَدَايَ بِمَا كَسَبَتْ وَهٰذِهٖ نَفْسِيْ بِمَا اجْتَرَحَتْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ. عَمِلْتُ سُوْٓءً وَظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذَنْبَ الْعَظِيْمِ اِنَّكَ اَنْتَ رَبِّيْ ط اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ ط

میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کا شریک نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تیرے عذاب سے تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور تیرے غضب سے تیری رضا کے ذریعے پناہ مانگتا ہوں۔ میں ہرگز تیری ثناء نہیں کرسکتا جیسی کہ تو نے اپنی ثناء کی ہے تو ویسا ہی ہے۔ میں تیرے بندہ اور ریتے بندے کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی تیرے قبضہ میں ہے۔ مجھ پر تیرا حکم نافذ ہے۔ میرے متعلق تیرا فیصلہ سراسر انصاف ہے۔ میرے یہ ہاتھ اپنے کیے میں گرفتا ہیں اور یہ میری جان اپنے کیے ہوئے اعمال سے وابستہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ بیشک میں غافلوں میں سے ہوں میں نے برے کام کیے اور اپنی جان پر ظلم کیا تو میرے گناہ بخش دے تو ہی میرا رب ہے تیرے سوا کوئی گناہ بخشنے والا نہیں ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز کو کھڑا ہو اور کہے اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۔ پھر دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ، دس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، دس بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دس بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے۔ اس کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ ذُو الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْعَظَمَةِ وَالْجَلَالِ وَالْقُدْرَةِ ط ایک بار پڑھے۔

شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بالاسناد ابوسلمہ بن عبدالرحمن بیان کیا کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں

نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کی نماز کے لیے اٹھتے تھے تو تکبیر کس طرح پڑھتے تھے اور نماز کی ابتدا کس طرح فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا کہ تکبیر اور ابتدائے نماز اس طرح فرماتے تھے:۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَ اِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.

یا اللہ! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کو تو نے ہی پیدا کیا ہے۔ آسمانوں اور زمین کے ظاہری اور باطنی بھیدوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔ بندے جن باتوں میں اختلاف کرتے ہیں ان میں تو ہی حکم کرنے والا ہے۔ جس بات میں اختلاف کیا گیا ہے، تو اس میں مجھے سیدھا راستہ دکھا، بلاشبہ تو جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے۔

۴۔ نماز اشراق

سورج طلوع ہونے کے بعد ایک یا دو نیزے بلند ہو جائے تو اس وقت نفل نماز اشراق پڑھنی چاہیئے۔ اہل تقویٰ کے نزدیک اشراق کے نوافل بہت درجہ رکھتے ہیں کیونکہ اس کا اجر بہت زیادہ ہے اس نماز کے نفل دو یا چار رکعت ہیں۔ اس کی فضیلت کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حسب ذیل ہے۔

عَنْ مُعَاذِبْنِ اَنَسٍ نِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ فِيْ مُصَلَّاهُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى يُسَبِّحَ رَكْعَتَيِ الضُّحٰى لَا يَقُوْلُ اِلَّا خَيْرًا غُفِرَلَهٗ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ اَكْثَرُ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ.

حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد اپنی جگہ پر ہی بیٹھا رہے یہاں تک کہ اشراق کی دو رکعتیں پڑھے اور خیر و نیکی کے علاوہ کوئی بات نہ کرے تو اس کی خطائیں بخش دی جائیں گی اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ ابوداؤد شریف

حضرت نافع نے بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر ادا فرما

کر اپنی جگہ سے نہیں اٹھتے تھے، یہاں تک کہ اشراق کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ (سورج نکل آتا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ جو شخص صبح کی نماز پڑھ کر اسی جگہ اس وقت تک بیٹھا رہے کہ اس کے لیے اشراق کا وقت ہو جائے تو اس کی فجر کی نماز ایسی ہو جائے گی جیسے کسی مقبول حج اور عمرہ یہی وجہ تھی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز فجر پڑھ کر طلوع آفتاب تک وہیں بیٹھے رہتے تھے جب ان سے اس قیام کی وجہ دریافت کی گئی تو انھوں نے فرمایا میں سنت کی پیروی کرنا چاہتا ہوں۔

شیخ ابونصر نے بالا سناد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت کے ساتھ جفر کی نماز پڑھ کر سورج نکلنے تک وہیں بیٹھا رہے پھر طلوع آفتاب کے بعد چار رکعتیں مسلسل پڑھے اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی، سات بار سورۂ اخلاص، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد والشمس وضحیٰھا ایک بار، تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور والسماء والطارق ایک بار، اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ستر فرشتے بھیجے گا یعنی ہر آسمان سے دس فرشتے۔ ہر فرشتے کے پاس بہشتی خوان اور بہشتی رومال ہوں گے۔ یہ فرشتے ان خوانوں میں اس نماز کو رکھ کر رومال سے ڈھانپ کر اوپر لے جائیں گے۔ یہ فرشتوں کی جس جماعت کے قریب سے گزریں گے تو وہ فرشتے اس نمازی کے لیے مغفرت طلب کریں گے۔ جب اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ خوان رکھے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے! تو نے میرے لیے نماز پڑھی اور میری عبادت کی، اب تو از سر نو عمل کر، تیرے پچھلے گناہ میں نے معاف فرما دیئے۔

یہی نماز اس روایت کی تشریح ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نقل فرمایا تھا۔ ''اے بنی آدم! میرے لیے شروع دن میں چار رکعت پڑھ جو آخر دن تک تیرے لیے کافی ہیں۔''

اہل دنیا کے لیے اس نماز کا پابندی سے پڑھنا اضافہ رزق کا باعث بنتا ہے۔ لہٰذا جو شخص پابندی سے سات سال تک نماز اشراق پڑھے اور نماز پڑھنے کے بعد ایک مرتبہ یَا رَزَّاقُ یَا اَللّٰهُ اور یَا بَاسِطُ یَا اَللّٰهُ پڑھے تو اللہ اس کی دنیاوی دولت میں اضافہ کر دے گا۔

اہل تقوی اگر یہ نماز پابندی سے پڑھیں تو اللہ کے ہاں ان کا شمار صالحین میں ہونے لگے گا اور اگر وہ اس نماز کے ساتھ رہبر کامل کی ہدایت کے مطابق ذکر الٰہی میں کثرت کریں تو خوابوں میں ان کی ملاقات اولیائے کرام اور صحابہ کرام کی روحوں سے ہوگی۔

۵۔صلوٰۃ الاوّابین

نماز مغرب کے بعد صلوۃ الاوابین ہے۔اوابین نفلی نماز ہے۔جس کا وقت نماز مغرب کے بعد عشاء سے پہلے تک ہے۔اس کی کم از کم چار رکعت اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں ہیں۔اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نماز مغرب کے بعد دو دو رکعت کر کے پڑھے۔اور نیت یوں کرے، دو رکعت نفل سلوۃ الاوابین، بندگی خدا کی منہ قبلہ شریف کی طرف، پھر اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دے۔اس نماز کے بہت سے فوائد اور روحانی اسرار ہیں۔نماز پڑھنے کے بعد جو شخص بخشش کی دعا مانگے انشاء اللہ قبول ہوگی۔اگر آخرت طلب کرے تو اسے بذریعہ خواب جنت کی بشارت ملے گی اکثر اللہ والوں کے معمول میں اس نماز کا پڑھنا شامل رہا ہے۔احادیث میں اس نماز کے حسب ذیل فضائل بیان ہوئے ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَّمْ يَتَكَلَّمْ فِيْمَا بَيْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهٗ بِعِبَادَةِ ثِنْتَیْ عَشَرَ سَنَةً.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھے کہ نہ بولے ان کے درمیان کلام بد کے ساتھ تو اسے بارہ برس کی عبادت کے برابر ثواب ہوگا۔(ترمذی)

اس حدیث میں بیان ہوا کہ نماز مغرب کے بعد اوابین کے چھ نوافل پڑھے تو اسے بارہ برس کی عبادت کا اجر ملے گا۔مراد یہ ہے کہ فرضی عبادت کرنے کے بعد پھر بھی اگر کوئی اللہ کی عبادت کرنا چاہے تو اس کا اجر ہیں اجر ہے اس لیے اوابین کے نوافل کا بہت زیادہ ثواب ہے

صلوۃ الاوابین کے فضائل کے سلسلے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث یہ ہے:۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پڑھے مغرب کے بعد بیس رکعتیں بناتا ہے اللہ اس کے لیے جنت میں گھر۔(ترمذی)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اوابین کی بیس رکعتیں اگر پڑھی جائیں تو اللہ تعالیٰ اس نیکی کے باعث پڑھنے والے کو جنت عطا فرمائے گا۔مراد یہ ہے کہ فرض نمازوں کی پابندی کرنے کے بعد جو نوافل پڑھے

تو اس کا یہ فعل بارگاہ رب العزت میں بہت مقبول ہوگا اور ایسا کرنے والا جنت کا حقدار ہوگا۔
کہتے ہیں کہ پہلی دو رکعتوں میں سورۂ کافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھے اور ان کو جلدی سے پڑھے اور فرمایا ہے کہ ان دونوں رکعتوں کو نماز مغرب کے ساتھ آسمانوں پر خدا کی بارگاہ میں فرشتے اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اور ان دو رکعتوں کے سوا جو باقی ہیں ان کو جتنی دیر تک چاہے پڑھتا رہے۔
اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی مغرب کی نماز کے بعد چار رکعت نماز ادا کرے اور ان میں کسی سے بات چیت نہ کرے تو اس کے عمل کو فرشتے علیین میں اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ اور اس کو یہ مرتبہ عطا کیا جاتا ہے کہ گویا اس نے مسجد اقصیٰ میں شب قدر کو پالیا ہے اور نصف رات کی نماز سے بہتر ہے۔
اور ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ اپنی سند کے ساتھ طارق بن شہاب سے اور وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی آدمی مغرب کی نماز پڑھے اور اس کے بعد چار رکعت نماز ادا کرے تو وہ اس آدمی کی مانند ہو جاتا ہے جو دو بار حج کرتا ہے۔ میں نے کہا اگر کوئی چھ رکعت پڑھے؟ فرمایا اس کے پچاس برس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں
سعید بن جبیر اور وہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان جامع مسجد میں اپنے نفس کو بند رکھے اور نماز اور قرآن پڑھنے کے سوا اور کوئی کلام نہ کرے تو خداوند تعالیٰ پر واجب ہو جاتا ہے کہ بہشت میں اس کے واسطے دو محل بنائے اور ان میں سے ہر ایک کی وسعت اس قدر ہو جس قدر ایک سو برس کے راہ کی مسافت ہوتی ہے اور ہر ایک محل کے درمیان ایک ایسا باغ ہو کہ اگر دنیا کے تمام لوگ اس باغ میں مہمان بنیں تو ان کو سما لے۔
حضرت ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ اپنی سند کے ساتھ ہشام بن عروہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب نمازوں سے زیادہ پیاری مغرب کی نماز ہے۔ کیونکہ اس نماز سے آدمی اپنے دن کو ختم کرتا ہے اور رات شروع ہوتی ہے اور مسافر یا مقیم سے اس میں کمی نہیں کی جاتی جو جو اس نماز کو پڑھے اور اس کے بعد کسی قسم کی کلام کرنے کے سوا چار رکعتیں پڑھے تو خداوند تعالیٰ اس کے واسطے دو محل بہشت میں بنا دے گا جس

میں یاقوت اور مروارید جڑے ہوئے ہوں گے اور ان میں باغ ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اور جو آدمی مغرب کی نماز کو پڑھے اور اس کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان میں کسی قسم کا کوئی کلام نہ کرے تو خداوند تعالیٰ اس کے چالیس برس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ دستور تھا کہ وہ مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان بارہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

۶۔ نماز چاشت

سورج اچھی طرح نکل آنے پر جو نفل نماز پڑھی جاتی ہے اسے چاشت یعنی ضحٰی کہتے ہیں۔ اس نماز کا وقت سورج کی روشنی خوب پھیلنے سے شروع ہوتا ہے اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ احادیث میں اس نماز کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز چاشت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس نماز کو پابندی سے پڑھنا شروع کر دیتے تو یوں معلوم ہوتا کہ اب اسے ترک نہیں کریں گے لیکن کچھ عرصہ پابندی کے بعد چھوڑ دیتے۔ اس کے بارے میں ترمذی کی روایت یہ ہے:۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الضُّحٰی حَتّٰی نَقُوْلَ لَا یَدَعُھَا وَیَدَعُھَا حَتّٰی نَقُوْلَ لَا یُصَلِّیْھَا۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحٰی کی نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اس کو چھوڑ دیں گے نہیں۔ اور چھوڑتے اس کو یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اس کو پڑھیں گے نہیں۔

گناہوں کی بخشش کا ذریعہ

یہ نماز انسان کے لیے آخرت کا بہت سامان پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ اس نماز کے پڑھنے سے انسان کے جتنے بھی گناہ ہوں وہ معاف ہو جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ اس پر ابن ماجہ نے یہ روایت لکھی ہے:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَافَظَ عَلٰی شُفْعَةِ الضُّحٰی غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ضحٰی کی دو رکعت پر محافظت کرتا ہے اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

نماز چاشت پڑھنے والے کے لیے جنت کا دروازہ ضحٰی مخصوص ہے

ابو نصر اپنے باپ سے اور وہ اپنی سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ خدا کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کا نام ضحٰی ہے اور جب قیامت ہوگی تو ایک پکارنے والا اس روز پکار کر یہ کہے گا کہ جو لوگ ہمیشہ ضحٰی کی نماز پڑھا کرتے تھے وہ کون ہیں اور کہاں ہیں؟ ان پر خداوند کریم کی رحمت نازل ہوئی ہے ان کو بہشت میں داخل کرو۔

اور حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایسے لوگ بھی تھے کہ وہ صبح کی نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے اور بعد میں ضحٰی کی نماز کا انتظار کرتے تھے اور جب وقت آجاتا تھا تو اس کو پڑھتے تھے۔ اور پھر اس جگہ سے اٹھتے تھے۔

اور ضحاک بن قیس رحمۃ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سا یک زمانہ میں لوگ نہیں جانتے تھے کہ اس آیت کے نزول کا باعث کیا ہے (رات کے وقت اور جب آفتاب طلوع ہوتا ہے اس وقت تسبیح کہتے ہیں) اور پھر جب لوگوں کو معلوم ہوا تو اب دیکھا جاتا ہے کہ آدمی ضحٰی کی نماز کو ادا کرتے ہیں۔

نماز چاشت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا معمول

ابن ملیکہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نماز ضحٰی کے بارے میں پوچھا گیا ،آپ نے جواب دیا کہ خدا کی کتاب میں اس کا بیان موجود ہے اور اس کے بعد اس آیت کو پڑھا (گھروں میں خداوند تعالٰی نے حکم کیا ہے کہ ان میں خدا کو یاد کیا جائے اور اس کا نام بلند ہو۔ ان میں صبح

اورشام خدا کی تسبیح پڑھی جاتی ہے)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ آپ ضحٰی کی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ مگر ہمیشہ ان کو نہیں پڑھتے تھے۔ اور ایک دفعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نماز ضحٰی کے بارے میں پوچھا، انھوں نے جواب دیا کہ میں ایک دن پڑھا کرتا ہوں اور دس روز نہیں پڑھتا۔ اور نخعی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس نماز پر مداومت کرنے سے جو پرہیز کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نماز فرض کے برابر نہ ہو جائے۔

نماز چاشت کے فیوض و برکات

اس نماز کی برکت یہ ہے کہ اس نماز کے پڑھنے سے انسان سے غفلت اور سستی دور ہوتی ہے اور دل عبادت اور اطاعت الٰہی کی طرف مائل ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اہل تقوی اس کی طرف بڑی رغبت رکھتے ہیں۔ لیکن صوفیاء کا معمول ہے کہ اس نماز کو کچھ عرصہ مسلسل پڑھ کر پھر چند روز چھوڑ دیتے ہیں تا کہ یہ نماز فرضوں کی طرح نہ ہو جائے۔ اس نماز کو مسلسل ۱۴ روز پڑھنے سے دنیاوی مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

نماز چاشت کی رکعتیں

اس نماز کی کم از کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں لیکن اوسط چار رکعتیں ہیں اکثر صوفیاء اور اہل روحانیت نے چار رکعت پڑھنے پر اکتفا کیا ہے۔ دو رکعتوں کے سلسلے میں صحیح مسلم میں یہ روایت بیان کی گئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامِیْ مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَّكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَّ كُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَّكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَّاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَّ يُجْزِیْءُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰی.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، صبح ہوتے ہی تم میں سے ہر ایک کی ہڈیوں پر صدقہ لازم ہوتا ہے۔ پھر ہر تسبیح صدقہ ہے ہر تحمید صدقہ ہے۔ ہر تہلیل صدقہ ہے۔ ہر تکبیر صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم کرنا صدقہ دینا ہے۔ برائی سے روکنا صدقہ ہے ان

سب سے دو رکعتیں کفایت کر جاتی ہیں جن کو چاشت کے وقت پڑھ لے۔

چار رکعت کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب سیدنا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے۔ اول یہ کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں، دوم یہ کہ ہر مہینے کے تین روزے رکھا کروں۔ اور سوم یہ کہ چاشت کی دو رکعتیں پڑھ لیا کروں۔ نماز چاشت کی چار رکعتیں بھی تواتر میں آئی ہیں۔ ایک روایت تو عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً بیان کی ہے۔ دوسری حدیث حضرت معاذہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز کی چار رکعتیں پڑھیں

عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلٰوةَ الضُّحٰى قَالَتْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَّيَزِيْدُ مَاشَآءَ اللّٰهُ.

حضرت معاذہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ کہا چار رکعتیں، جس قدر اللہ چاہتا، زیادہ پڑھتے۔ (صحیح مسلم)

چاشت کی آٹھ رکعت کے بارے میں امام بخاری کی بیان کردہ حدیث یہ ہے۔

عَنْ اُمِّ هَانِیءٍ قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ فَلَمْ اَرَ صَلٰوةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ اَنَّهٗ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ وَقَالَتْ فِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى وَذٰلِكَ ضُحًى.

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اس کے گھر میں داخل ہوئے پس غسل کیا اور آٹھ رکعات پڑھیں۔ میں نے اس سے ہلکی آپ کی کوئی نماز نہیں دیکھی لیکن آپ رکوع اور سجود مکمل کرتے تھے۔ ایک دوسری وایت میں ہے ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا اور یہ چاشت کی نماز تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھی ہیں قاسم بن محمد کی روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتی تھیں۔ اور طویل پڑھتی تھیں۔ جب آپ نماز چاشت پڑھتیں تو دروازہ بند رکھتی تھیں۔ اگر کوئی دس رکعتیں پڑھنا چاہے تو دس پڑھے۔ بارہ

رکعت کی بھی روایت آئی ہے اور یہی افضل بھی ہے۔

شیخ ابونصر نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جو شخص چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھے گا اللہ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل بنائے گا۔ شیخ ابونصر نے اپنے والد کی اسناد ہی سے ایک اور روایت حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص بارہ رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کو محل عطا فرمائے گا۔

نماز چاشت کی قرأت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز چاشت میں سورۂ والشمس وضحٰھا اور والضحٰی پڑھے۔ عمر بن شعیب نے اپنے والد سے بالاسناد روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے چاشت کی بارہ رکعات پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی، تین بار سورۂ اخلاص پڑھی تو ہر آسمان سے ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں جن کے ہاتھ میں سفید کاغذ اور نور کے قلم ہوتے ہیں جو اس نماز کا ثواب تا قیام قیامت لکھتے رہیں گے۔ قیامت کے دن فرشتے اس کی قبر پر آئیں گے ہر فرشتے کے پاس بہشتی لباس کا جوڑا اور تحفہ ہوگا۔ فرشتے کہیں گے، اے صاحب قبر! اللہ کے حکم سے اٹھو، کیونکہ تم ان میں سے ایک ہو جن کو اللہ نے عذاب سے امان عطا فرمادی ہے۔

۷۔ صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ تسبیح نفلی نمازوں میں سے ہے۔ اسے نماز تسبیح اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی ہر ایک رکعت میں ۷۵ مرتبہ تسبیح پڑھی جاتی ہے اس کا پڑھنا مستحب ہے اوس نماز کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ ممنوعہ اوقات کو چھوڑ کر جب دل چاہے پڑھ لے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی چار رکعت پڑھی ہیں اس کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے۔ یہ نماز آپ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو سکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ اس کے پڑھنے سے تمھارے اگلے پچھلے نئے پرانے، چھوٹے بڑے سب گناہ معاف ہوجائیں گے۔ اور فرمایا تھا اگر ہو سکے تو ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کرو۔ اگر ہر روز نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک دفعہ پڑھ لو۔ اگر ہر ہفتہ نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں پڑھ لیا کرو۔ ہر مہینہ میں بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لو اور اگر یہ بھی

نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک دفعہ (ضرور) پڑھ لو اس حدیث کا متن یہ ہے:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ یَا عَبَّاسُ یَا عَمَّاهُ اَلَا اُعْطِیْكَ اَلَا اَمْنَحُكَ اَلَا اُخْبِرُكَ اَلَا اَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ اِذَا اَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ قَدِیْمَهٗ وَحَدِیْثَهٗ خَطَاهٗ وَعَمَدَهٗ صَغِیْرَهٗ وَكَبِیْرَهٗ سِرَّهٗ وَعَلَانِیَتَهٗ اَنْ تُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَاُ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَةِ فِیْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ وَّاَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِیْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِیْ اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُصَلِّیَهَا فِیْ كُلِّ یَوْمٍ مَّرَّةً فَافْعَلْ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ عُمُرِكَ مَرَّةً

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عباسؓ بن عبدالمطلب کے لیے فرمایا اے عباس اے چچا! کیا نہ دوں میں تجھ کو کیا نہ دوں میں تجھ کو، کیا میں تجھ کو خبر نہ دوں کیا تیرے ساتھ نہ کروں میں دس خصلتوں کا مالک، اگر تو کرلے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے پہلے اور پچھلے، پرانے اور نئے، غلطی سے کیے ہوئے اور جان بوجھ کر کیے ہوئے، چھوٹے اور بڑے، چھپے اور ظاہ سب گناہ معاف کردے گا اور وہ یہ ہے کہ تو چار رکعت پڑھ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور کوئی اور سورۃ پڑھ۔ پہلی رکعت میں جس وقت تو پڑھنے سے فارغ ہو جائے تو کھڑا ہوا ہو اور کہہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ پندرہ مرتبہ۔ پھر تو رکوع کر اور رکوع میں تو کہے انہی کلمات کو دس بار، پھر اپنا سر رکوع سے اٹھائے دس مرتبہ کہہ، پھر سجدہ کے لیے جھکے تو دس مرتبہ کہہ، پھر سجدہ کرے دس مرتبہ کہہ پھر اپنا سر اٹھائے اور دس مرتبہ کہہ۔ پس یہ پچھتر مرتبہ ہے ہر رکعت میں۔ اسی طرح چاروں رکعتوں میں کر اگر تجھ کو طاقت ہو تو ہر روز پڑھ اگر نہ

پڑھ سکے، ہر ہفتہ میں ایک بار پڑھ۔ اگر نہ پڑھ سکے ہر مہینے میں ایک بار پڑھ۔ اگر مہینے میں نہ پڑھ سکے تو ہر سال میں ایک بار پڑھ۔ اگر نہ پڑھ سکے تو عمر میں ایک بار پڑھ۔

(ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ بیہقی)

اس حدیث میں صلوۃ التسبیح کی فضیلت اور طریقہ بتادیا گیا ہے لیکن ناظرین کی سہولت کے لیے اس کے پڑھنے کا مفصل طریقہ لکھا جاتا ہے:۔

اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت صلوۃ التسبیح کی نیت باندھے اور سبحانك اللهم کے بعد پندرہ دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔ اس کے بعد اعوذ باللہ، بسم اللہ، الحمدللہ اور سورت پڑھ کر دس دفعہ وہی کلمہ پڑھے۔ پھر رکوع میں جائے اور سبحان ربی العظیم کے بعد دس دفعہ پھر سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لك الحمد کہنے کے بعد (کھڑے ہوکر) دس دفعہ پڑھے۔ پھر پہلے سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس دفعہ پڑھے۔ پھر ایک سجدہ کے بعد بیٹھ کر دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ کے بعد دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو (اور دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں کھڑے ہوکر پہلے وہی تسبیح پندرہ بار پڑھ لے پھر بسم اللہ، الحمدللہ اور سورت پڑھ کے دس دفعہ پڑھے پھر اسی طرح رکوع وغیرہ میں پڑھے (اور التحیات کے موقع پر نہ پڑھے) اس طرح چاروں رکعتوں میں پچھتر پچھتر بار پڑھنے سے کل تعداد تین سو ہوجائے گی۔ (ترمذی، عالمگیری)

تسبیحات میں کمی بیشی ہوجانے سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا۔ اگر کوئی تسبیح کسی جگہ پڑھنا بھول گیا تو رکوع میں بیس مرتبہ پڑھ لے اور رکوع میں بھول گیا تو (قومہ میں نہ پڑھے بلکہ) سجدہ میں پڑھ لے اور قومہ میں بھول گیا تو بھی سجدہ میں اور سجدہ کی (جلسہ میں نہیں) سجدہ میں اور جلسہ کی بھی سجدہ میں پڑھے اسی طرح اگر کسی جگہ تسبیح زیادہ پڑھی گئی تو اس کے قریبی رکن میں کمی کرے۔

اس نماز کی چاروں رکعتوں میں جو سورت چاہے پڑھے، کوئی سورت مقرر نہیں ہے البتہ سورۂ عصر، سورۂ کوثر، سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کا پڑھنا افضل ہے۔ اگر اس نماز میں سہو ہوجائے تو سجدۂ سہو میں یہ کلمات نہ پڑھے۔

۸۔ صلوٰۃ حاجت

جائز خواہشات اور ضروریات کا پورا ہونا انسان کے بنیادی حقوق و ے ہے لہٰذا ہر انسان کو کوئی نہ کوئی

حاجت یا ضرورت درپیش رہتی ہے اور خدا ہی قاضی الحاجات ہے۔ اللہ ہی ہماری حاجات پوری کرنے والا ہے۔ لہٰذا اس کے حضور دو رکعت نفل پڑھ کر التجا کرنے کو صلوۃ حاجت کہا جاتا ہے۔ اللہ کے اکثر بندے حاجت کے وقت صلوۃ حاجت پڑھتے ہیں اور ان کے حاجات پوری ہوتی ہیں۔

ابوداؤد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مشکل کام درپیش ہوتو اللہ کے حضور دو رکعت یا چار رکعت پڑھتے اور دعا کرتے۔ نماز حاجت پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اچھی طرح وضو کرے۔ اگر غسل کر لے تو زیادہ بہتر ہے۔ پھر مسجد یا گھر میں دو رکعت نماز پڑھے، کوشش کرے کہ تنہائی میں پڑھے۔ نماز پڑھتے وقت انتہائی خشوع وخضوع کا اظہار کرے، اللہ کی حمد وثنا کرے۔ پھر درود پاک پڑھے اور اس کے بعد انتہائی التجا کے ساتھ یہ دعا پڑھے۔ انشاء اللہ جس جائز حاجت کے لیے نماز حاجت پڑھے گا قبول ہوگی دعا یہ ہے:۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّسَلَامَةً مِّنْ اِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ حلیم وکریم ہے اللہ پاک ہے جو عرش کا مالک ہے تعریف اللہ کی جو تمام جہان کا رب ہے جو تجھ سے تیری رحمت کے اسباب مانگتا ہوں اور بخشش طلب کرتا ہوں اور ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی طلب کرتا ہوں میرا کوئی گناہ معاف کیے بغیر نہ چھوڑ اور ہر غم کو دور کردے جو حاجت تیری رضا کے مطابق ہو اسے پورا کردے اے مہربانوں سے زیادہ مہربان۔

ترمذی میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ایک نابینا صحابی حضور اکرم صلی اللہ علی وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری بینائی کے لیے دعا کیجئیے۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو دعا کرو اور چاہے صبر کر کیونکہ یہ تیرے لیے بہتر ہے۔ اس صحابی نے عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمائیں، آپ نے حکم دیا کہ جاؤ اچھی طرح وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو اور دعا مانگو چنانچہ اس نے ویسے ہی کیا اور ان کی بینائی لوٹ آئی۔

نماز حاجت پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جب کوئی حاجت طلب کرنا ہو یا اس کو کوئی سخت مشکل درپیش ہو تو اچھی طرح وضو کر کے یہ دو رکعت نماز (نفل) پڑھے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور اس کے

ساتھ آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ سے فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِیْنَ تک پڑھے پھر تشہد و درود پڑھ کر سلام پھیر دے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ یَا مُوْنِسُ كُلِّ وَحِیْدٍ وَّیَا صَاحِبَ كُلِّ فَرِیْدٍ وَّیَا قَرِیْبًا غَیْرَ بَعِیْدٍ وَّیَا شَاهِدًا غَیْرَ غَآئِبًا وَّیَا غَالِبًا غَیْرَ مَغْلُوْبٍ اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الَّذِیْ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ وَّ اَسْئَلُكَ بِاِسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ الَّذِیْ عَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَصْوَاتُ وَجِلَتْ مِنْهُ الْقُلُوْبُ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْ تَجْعَلَ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا وَّتَقْضِیَ حَاجَتِیْ .

اے اللہ! ہر اکیلے کے غمگسار، ہر یگانہ کے یار و مددگار۔ اے وہ قریب کہ کسی سے دور نہیں۔ تو ہر وقت باخبر ہے، تو کبھی کسی سے دور نہیں ہوتا۔ تو غالب ہے، کسی سے مغلوب نہیں ہوتا۔ میں تجھ سے تیرے اس نام کی طاقت مانگتا ہوں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اے وہ کہ تجھے کبھی اونگھ اور نیند نہیں آتی ۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! تو ہمیشہ قائم اور زندہ ہے سب کے منہ عاجزی اور لجاجت کے ساتھ تیری طرف لگے ہیں، سب آوازیں تیرے حضور عاجزی کر رہی ہیں۔ تمام دل تیرے خوف سے کانپ رہے ہیں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی آل پر درود سلام بھیج۔ میرے کام میں کشادگی پیدا کر دے اور میری حاجت پوری فرما۔

تو اس کے پڑھنے والے کی حاجت و مراد پوری ہو جائے گی۔

۹۔ نماز استخارہ

اے سالک! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو بتایا کہ جب کوئی اہم مسئلہ یا کام درپیش ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا معلوم کرو۔ اس رجا کے معلوم کرنے کو استخارہ کہا جاتا ہے۔ اہل تقویٰ کا ہمیشہ سے یہ معمول ہے کہ جب انھوں نے کوئی اہم کام کرنا ہو تو وہ اس سے پہلے استخارہ کر لیتے ہیں۔ پھر استکارہ سے ملی ہوئی رہنمائی کے مطابق کام سرانجام دیتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے مدد لینے کے لیے استخارہ نہ کرنا بہت کم نصیبی کی

بات ہے، لہٰذا کسی سفر پر جانا، کوئی معاہدہ کرنا، کسی کاروبار میں شرکت کرنا، نیا کاروبار شروع کرنا، کوئی مکان خریدنا یا فروکت کرنا۔ زمین کی خرید وفرخت کرنا۔ گویا جو بھی نیا کام کرنا ہو، تو اس کے لیے پہلے استخارہ کرنا بہتر ہے۔

استخارہ نیک اور صالح لوگوں کا طریقہ کات ہے اس لیے جو شخص استکارہ کرنا چاہے اس میں نیک نیتی کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ لہٰذا استخارہ نیک کاموں کے لیے ہی کرنا چاہیئے اور برے کاموں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی چور چوری کے لیے استخارہ کرے کہ فلاں چیز میں چرالوں گا کہ نہیں یا کوئی جوئے باز جوئے میں بازی کے متعلق استخارہ کرے کہ وہ جوا جیتے گا کہ نہیں، تو ایسا کرنے سے کچھ پتہ نہ چلے گا۔ کیونکہ یہ مقاصد برے ہیں اور گناہ ہیں۔ اس لیے گناہ کے کاموں میں استخارہ نہیں ہوتا اور ایسا کرنا حماقت ہے۔

اولیائے کاملین کو استخارہ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ ذات باری اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا اتنا گہرا رابطہ ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی چیز کے بارے میں معلوم کرنا چاہیں تو انھیں استخارہ کے بغیر ہی معلوم ہوجاتا ہے۔

استخارے کا طریقہ

استخارہ کرنے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بتلایا ہوا طریقہ حسب ذیل ہے:۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لِيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ط اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ہر کام کے لیے دعائے

استخارہ سکھلاتے تھے جس طرح قرآن کی سورۃ سکھلاتے فرماتے جس وقت تم میں سے کوئی کسی کام کا قصد کرے دو رکعتیں پڑھے سوائے فرض کے۔ پھر کہے اے اللہ! میں بھلائی مانگتا ہوں تجھ سے تیرے علم کے ساتھ اور قدرت مانگتا ہوں تجھ سے تیری قدرت کے ساتھ اور مانگتا ہوں تجھ سے تیرے بڑے فضل میں سے کیونکہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو بہت جاننے والا ہے چھپی باتوں کا۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے اس کام کو اچھا میرے لیے میرے دین میں اور میری معاش میں میرے انجام کار میں تو تجویز کر دے اس کو میرے لیے اور آسان کر دے اس کو میرے لیے۔ پھر برکت دے اس میں میرے لیے اور اگر تو جانتا ہے اس کام کو برا میرے لیے میرے دین میں اور میری معاش میں اور میرے انجارم کار میں تو ہٹا دے اس کو مجھ سے اور ہٹا دے مجھ کو اس سے اور نصیب کر مجھے بھلائی۔ جہاں کہیں بھی ہو، پھر راضی رکھ مجھ کو اس پر (مشکوۃ)

اور جب ھذا الامر پر پہنچے۔ جس لفظ پر (دو جگہ) لکیر بنی ہے تو اس کے پڑھتے وقت اپنے کام کا خیال کرے۔ اس کے بعد پاک صاف بستر پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جائے اور جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہیئے۔ اگر ایک دن کچھ نہ معلوم ہو تو پھر دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے۔ اسی طرح سات دن تک کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی یا برائی معلوم ہو جائے گی۔

سفر تجارت یا حج کے لیے استخارہ

اگر کوئی شخص سفر یا کسی تجارت کا ارادہ رکھتا ہو یا حج اور زیارت روضہ اقدس کا خیال رکھتا ہو تو اسے بھی استخارہ کر لینا بہتر ہے اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھو اور پھر سو جاؤ۔ انشاء اللہ بذریعہ خواب صحیح بات کا اشارہ ہو جائے گا۔ دعا یہ ہے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْم فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَاالْاَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَاالْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ

فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْفُرُوْجَ فِیْ وَجْهِیْ هٰذَا بِلَا ثِقَةٍ مِنِّیْ بِغَیْرِكَ وَلَا رِجَآءٍ اِلَّا بِكَ وَلَا قُوَّةَ اَتَوَکَّلُ عَلَیْكَ وَلَا حِیْلَةَ اَلْجَأُ اِلَیْهَا اِلَّا طَلَبَ فَضْلِكَ وَالتَّعَرُّضُ لِمَعْرُوْفِكَ وَرَحْمَتِكَ وَالسُّکُوْنَ اِلٰی حُسْنِ عِبَادَتِكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ قَدْ سَبَقَ لِیْ فِیْ وَجْهِیْ هٰذَا مِمَّآ اُحِبُّ وَاَکْرَهُ اَللّٰهُمَّ فَاصْرِفْ عَنِّیْ بِقُدْرَتِكَ مَقَادِیْرَ کُلِّ بَلَآءٍ وَّنَفِّسْ عَنِّیْ کُلِّ کَرْبٍ وَّرَآءٍ وَابْسُطْ عَلَیَّ کَنَفًا مِّنْ رَحْمَتِكَ وَلُطْفًا مِنْ عَوْنِكَ وَحِرْزًا مِنْ حِفْظِكَ وَجَمِیْعِ مُعَافَاتِكَ.

اے اللہ! میں تجھ سے طلب خیر کرتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت کے واسطہ سے اور سوال کرتا ہوں تیرے بڑے فضل کا پس تحقیق تو قادر ہے میں قادر نہیں ،تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے اے اللہ! اگر تو جنتا ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہے میرے دین میں میری دنیا میں میری زندگانی میں اور میرے انجام کار میں یا فرمایا اس جہان میں یا اس جہان میں پس مہیا کر اس کو میرے لیے اور اوس کو میرے لیے آسان کر، پھر میرے لیے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے برا ہے میرے دین میں میری دنیا میں میری زندگانی میں اور میرے انجام کار میں یا فرمایا اس جہان میں اور اس جہان میں کہان میں پس مجھ کو اس سے پھیر اور اس کو مجھ سے پھیر اور مہیا فرما میرے لیے بھلائی جہاں ہو ۔پھر مجھ کو اس کے ساتھ راضی کر۔ اے اللہ! میں اس طرف اپنے مقصد کے لیے جانا چاہتا ہوں تیرے سوا میرا اور کوئی سہارا نہیں اور نہ تیری ذات کے سوا کسی اور سے امید ہے نہ ہی تیرے سوا کوئی اور چارہ ہے کہ اس کی پناہ حاصل کروں مگر میں تیرے فضل کا طلبگار ہوں ،تجھ سے تیری رحمت اور نیکیوں کا خواستگار ہوں میں تیری عبادت پر سکون طریقے پر کرنا چاہتا ہوں اے اللہ! تو میرے اس راستے کی راحتوں اور کلفتوں کو پہلے سے خوب جانتا ہے اے اللہ! تو اپنی قدرت سے مجھ پر آئی ہوئی ہر بلا کو ٹال دے اور ہر سختی کو مجھ پر آسان کر دے اور بیماری کو دور فرما دے اور مجھے اپنی رحمت کی چادر سے ڈھانپ لے اور مجھ پر اپنی مدد سے کرم فرما مجھ کو اپنی حجا ظر اور پوری طرح عافیت میں رکھ۔

۱۰۔نماز توبہ

نماز توبہ سے مراد یہ ہے کہ گناہ سرزد ہونے پر اللہ کے حضور اس گناہ کی معافی مانگی جائے۔یوں تو ہر وقت اللہ کے حضور اپنے گناہوں پر استغفار کرتے رہنا، اہل تقویٰ کا شیوہ ہے کیونکہ گزشتہ گناہوں پر اظہار ندامت ہی اصل توبہ ہے لیکن اگر کسی شخص سے کوئی ایسا گناہ ہو جائے جس سے انسانی ضمیر انسان کو توبہ پر مائل کرے تو اس وقت نادم ہو کر وضو کر کے اللہ کے حضور حاضر ہو جانا چاہیے اور دو رکعت نفل نماز توبہ ادا کرنی چاہیئے اور آئندہ دل میں پختہ ارادہ کر لینا چاہیئے کہ آئندہ ایسی برائی نہیں کروں گا، تو اللہ غفور الرحیم ہے اپنے بندوں کو معاف کرنے والا ہے۔نماز توبہ کا ثبوت مندرجہ ذیل حدیث ہے:۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَّصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَامِنْ رَّجُلٍ يُّذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُومُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّي ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوٓا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے حدیث بیان کی اور ابوبکرؓ نے سچ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔فرماتے تھے کوئی آدمی نہیں جو کوئی گناہ کا کام کرے پس وضو کرے پھر نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے۔مگر اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔پھر یہ آیت پڑھی اور وہ جب کوئی بے حیائی کرتے ہیں یا ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔پس اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں۔(ترمذی)

توبہ کا ایک اور طریقہ جو صوفیاء کے ہاں رائج ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی طالب صادق کسی شیخ کامل کے پاس باطنی راہنمائی کے آتا ہے تو وہ سب سے پہلے اسے توبہ کا درس دیتا ہے اور تاکید کرتا ہے کہ جاؤ اور پہلے اچھی طرح وضو یا غسل کر کے آؤ جب وہ اپنے جسم اور لباس کو پاک صاف کر کے آتا ہے تو شیخ کامل اسے دو رکعت نماز توبہ پڑھنے کی تلقین کرتا ہے تو اس کی ہدایت کے مطابق جب بندہ اللہ کے حضور اپنے گناہوں پر توبہ کے لیے دو رکعت نماز توبہ پڑھتا ہے تو شیخ کامل کی توجہ سے اس شخص پر انوار توبہ کا نزول ہوتا ہے۔وہ بندہ گڑگڑا کر اپنے سابقہ گناہوں کی معافی مانگتا ہے اپنے کیے پر ندامت اور شرمندگی کے آنسو بہاتا ہے اور بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ اپنی صفت غفور الرحیم کے پیش نظر اسے معاف کر دیتا

ہے۔

ویسے بھی تہجد کے وقت کبھی کبھار یا خاص موقعوں پر دو رکعت نماز توبہ پڑھ لینا بہت ہی فائدہ مند ہے۔

۱۱۔ سجدۂ شکر

مسرت اور خوشی کی خبر پا کر اللہ کے حضور شکرانے کے طور پر سجدہ ریز ہونے کو سجدۂ شکر کہا جاتا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی ایسی خبر سنتے جو دل کو مسرور اور خوشی پیدا کرتی تو آپ اللہ کے حضور شکر کرنے کے لیے سربسجود ہو جاتے۔ اس کا ثبوت مندرجہ ذیل روایات ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَآءَہٗ اَمْرٌ سُرُوْرًا اَوْیُسَرُّ بِہٖ خَرَّ سَاجِدًا شَاکِرًا لِلّٰہِ تَعَالٰی.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس وقت کوئی خوش کن امر پہنچتا، اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سجدہ کرتے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف سے کسی نعمت کے ملنے پر سجدۂ شکر کرنا درست ہے مثلاً لڑکا پیدا ہونے کی خبر پر، امتحان میں کامیابی کی اطلاع پر، گم شدہ چیز مل جانے پر، مریض کے شفا پانے پر یا سفر سے بخیریت واپس آنے پر سجدۂ شکر کرنا چاہیئے۔

سجدے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے اور کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی پڑھے اور پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے اٹھ جائے۔ سجدہ کے لیے باوضو ہونا ضروری ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی سجدۂ شکر کا واقعہ یہ ہے:

عَنْ اَبِیْ سَعْدِ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّکَّۃَ نُرِیْدُ الْمَدِیْنَۃَ فَلَمَّا کُنَّا قَرِیْبًا مِّنْ عَزْوَزَآءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ فَدَعَا اللّٰہَ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَکَثَ طَوِیْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَکَثَ طَوِیْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ سَاعَۃً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا قَالَ اِنِّیْ سَاَلْتُ رَبِّیْ وَشَفَعْتُ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِّرَبِّیْ شُکْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَسَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ فَاَعْطَانِیْ ثُلُثَ اُمَّتِیْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِّرَبِّیْ شُکْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَاْسِیْ

فَسَأَلْتُ رَبِّیْ لِأُمَّتِیْ فَأَعْطَانِیَ الثُّلُثَ الْآخِرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّیْ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے نکلے، مدینہ جانا چاہتے تھے جب ہم غزوزاء کے قریب ہوئے اترے، پھر آپ نے دونوں ہاتھ بلند کیے۔ اللہ سے تھوڑی دیر دعا مانگی پھر سجدہ میں گر پڑھے۔ سجدہ میں کافی دیر پڑے رہے۔ پھر کھڑے ہوئے پھر تھوڑی دیر ہاتھ اٹھائے۔ پھر سجدہ میں گرے۔ کافی دیر تک سجدہ میں پڑے رہے۔ فرمایا میں نے اپنی امت کے لیے اپنے رب سے دعا مانگی ہے اور شفاعت کی ہے مجھ کو تہائی اُمت دیدی۔ پھر میں اپنے رب کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گیا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا اور اپنی اُمت کے لیے رب سے دعا مانگی، مجھ کو تہائی اُمت دے دی پھر میں اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گیا۔ پھر میں اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گیا اور اپنی اُمت کے لیے رب سے دعا مانگی، مجھ کو آخری تہائی اُمت بھی دے دی پھر میں اپنے رب کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گیا۔ (احمد، ابوداؤد)

۱۲۔ کعبہ شریف میں نماز

کعبہ شریف یا کعبہ معظمہ یا معلیٰ اس مربع عمارت کا نام ہے جو ہمیں ایک مکان کی صورت میں مسجد حرام میں نظر آتا ہے۔ بعض فقہی کا کہنا ہے کہ اس مکان کے اندر نماز پڑھنا درست نہیں اور اس کی وجہ و دلیل یہ دی جاتی ہے کہ جب اس کے اندر نماز پڑھی جائے گی تو ایک دیوار کی طرف منہ اور دوسری کی طرف پشت ہو جائے گی تو اس طرح ان کا کہنا ہے کہ پشت کی جانب بھی قبلہ ہے۔ لیکن ہمارے ائمہ نے کعبہ معظمہ کے اندر نماز پڑھنے کو درست قرار دیا ہے اور اس کی دلیل یہ دی ہے کہ کعبہ کی عمارت کے اندر جس جانب بھی نمازی منہ کر کے نماز شروع کرے گا وہی جزو معین قبلہ ٹھہرے گا اور اس کے برخلاف پیٹھ کرنا مفسد نماز نہ ہوگا اور یہ جواز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ثابت ہے:۔

صحیح بخاری میں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ بن زید و عثمان بن طلحہ حجبی و ابن رباح رضی اللہ عنہم کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر لیا گیا۔ کچھ دیر تک وہاں ٹھہرے۔ جب باہر تشریف لائے میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا؟ کہا ایک ستون بائیں طرف کیا، اور دو داہنی طرف اور تین پیچھے۔ پھر نماز پڑھی اور اس زمانہ

میں بیت اللہ شریف کے چھ ستون تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کعبہ معظّمہ کے اندر ہر نماز جائز ہے۔ فرض ہو یا نفل تنہا پڑھے یا با جماعت۔ اگر چہ امام کا رُخ اور طرف ہو اور مقتدی کا اور طرف۔ مگر جبکہ مقتدی کی پشت امام کے سامنے ہو تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ اور اگر مقتدی کا منہ امام کے منہ کے سامنے ہو تو ہو جاتے گی مگر کوئی چیز اگر درمیان میں حائل نہ ہو تو مکروہ ہے۔ اور اگر مقتدی کا منہ امام کی کروٹ کی طرف ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔

کعبہ شریف کے کمرہ کے باہر مسجد الحرام میں بصورت حلقہ نماز درست ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے ایسے ہی نماز ہوتی آ رہی ہے۔ اس صورت میں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک طرف ہو اس لیے کہ وہاں ہر طرف سے قبلہ رو ہو سکتے ہیں البتہ (خانہ کعبہ کی طرف منہ رکھتے ہوئے) یہ شرط کہ جس طرف امام کھڑا ہے اس طرف کوئی مقتدی بہ نسبت امام کے خانہ کعبہ کے زیادہ نزدیک نہ ہو کیونکہ اس صورت میں وہ امام سے آگے سمجھا جائے گا جو مفسد نماز ہے البتہ اگر دوسری طرف کے مقتدی امام کی بہ نسبت کانہ کعبہ سے نزدیک ہو جائیں تو کچھ حرج نہیں۔ (درمختار۔ شامی)

باب ۴۳

تجہیز و تکفین

تجہیز و تکفین کے متعلق تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

ا۔ موت کا بیان

زندگی ناپائیدار ہے جو بھی اس دنیا میں آیا ہے۔ آخر ایک دن اسے کوچ کرنا پڑے گا اور جب ہر صورت میں یہاں سے جانا ہی ہے تو پھر اس فانی دنیا سے پیار کیوں؟ بلکہ وہاں کی تیاری کرنی چاہیئے جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ موت کا ایک دن معین ہے بہر صورت اس دن موت آ کر رہے گی۔ موت کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث حسب ذیل ہیں:۔

مایوس ہو کر موت کی آرزو نہیں کرنی چاہیئے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ موت کی آرزو نہیں کرنی چاہیئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا وَّاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّسْتَعْتِبَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے۔ اگر وہ نیک ہے شاید کہ وہ نیکی زیادہ کرے اور اگر وہ بدکار ہے شاید کہ وہ اللہ سے رضامندی چاہے۔ (بخاری)

نیکی کے لیے زندہ رہنے کی آرزو کرو

اللہ کے حضور ہمیشہ یہ خواہش کرنی چاہیئے کہ یا اللہ تعالیٰ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جو میرے لیے بہتر ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَہٗ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے کسی ضرر کی وجہ سے کہ اس کو پہنچے۔ اگر وہ ضروری طور پر ایسا کرنا چاہتا ہے پس وہ کہے اے اللہ! مجھ کو زندہ رکھ جب تک زندہ رہنا میرے لیے بہتر ہے اور مجھ کو مار جس وقت مرنا میرے لیے بہتر ہو۔ (صحیح مسلم)

موت کو یاد کرنا چاہیئے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ موت کو یاد رکھنا چاہیئے تاکہ انسان نیک کاموں کی طرف راغب رہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لذتوں کو کھودینے والی موت کو بہت یاد کرو۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

موت اللہ تعالیٰ کی ملاقات ہے

موت ایک طرح کی ملاقات الٰہی ہے اس کے متعلق حضرت معاذ بن جبل کی روایت یہ ہے:۔

عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتُمْ اُنَبِّئُکُمْ مَّا اَوَّلَ مَا یَقُوْلُ اللّٰہُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَا اَوَّلُ مَا یَقُوْلُوْنَ لَہٗ قُلْنَا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ھَلْ اَحْبَبْتُمْ لِقَآئِیْ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ یَا رَبَّنَا فَیَقُوْلُ لِمَ فَیَقُوْلُوْنَ رَجَوْنَا عَفْوَکَ وَمَغْفِرَتَکَ فَیَقُوْلُ قَدْ وَجَبَتْ لَکُمْ مَّغْفِرَتِیْ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو تم کو خبر دوں، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایمانداروں کو کیا کہے گا اور ایماندار اللہ تعالیٰ کو کیا کہیں گے؟ ہم نے کہا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ ایمان

داروں کے لیے فرمائے گا کیا تم میری ملاقات پسند کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہاں اے پروردگار پس فرمائے گا کیوں؟ وہ جواب دیں گے ہم تیری معافی اور بخشش کی امید رکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری بخشش تمھارے لیے واجب ہوگئی۔ (شرح السنۃ)

موت میں رضائے الٰہی

جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا خواہشمند ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کا خواہشمند بن جاتا ہے اور ایسا شخص ہی دراصل رضائے الٰہی کا طالب ہوتا ہے اور یہ رجا انسان کو موت کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ اَوْبَعْضُ اَزْوَاجِهٖ اِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّآ اَمَامَهٗ فَاَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ وَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَهَ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهٗ فَكَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ عَآئِشَةَ وَالْمَوْتُ قَبْلَ لِقَآءِ اللّٰهِ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو دوست رکھے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند رکھے، اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند رکھتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا کسی اور آپ کی بیوی نے کہا اللہ کے رسول ہم تو سب ہی موت کو ناپسند رکھتے ہیں فرمایا نہیں لیکن مومن شخص کو جس وقت موت آتی ہے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور عزت افزائی کی اس کو خوشخبری دی جاتی ہے اس کو اس چیز سے بڑھ کر کوئی محبوب شے نہیں رہ جاتی جو اس کے آگے ہے پس دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو اور کافر کی جس وقت موت آتی ہے اس کو اللہ کے عذاب اور سزا کی خبر دی جاتی ہے پس اس کی طرف کوئی چیز مکروہ نہیں اس چیز سے جو اس کے آگے ہے۔ وہ ناپسند سمجھتا ہے اس کی ملاقات کو (متفق علیہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت

میں ہے اور موت اللہ کی ملاقات سے پہلے ہے۔

۲۔ بیماری کا بیان

تندرستی اور بیماری انسانی زندگی میں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ اکثر انسان تندرست رہتا ہے لیکن کبھی کبھی اسے بیماری آگھیرتی ہے۔ بیماری دراصل تنبیہ ہے تاکہ بندہ اللہ کے راستے پر گامزن رہے کیونکہ بیماری اور تکلیف میں انسان اللہ کی طرف خاص طور پر رجوع کرتا ہے، اپنے گناہوں اور غلطیوں پر نادم ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے تاکہ اسے بیماری سے نجات ملے کیونکہ اللہ شافع الامراض ہے اور شفا اسی سے ملتی ہے۔ بیماری میں بظاہر انسان کو تکلیف اور دکھ محسوس ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ظاہر بیماری ہمیں عاقبت سنوارنے کا پیغام دیتی ہے کیونکہ انسان کتنا ہی غافل اور جاہل کیوں نہ ہو، مصیبت میں اللہ کو ضرور پکارتا ہے۔ توبہ استغفار کرتا ہے تاکہ اللہ مہربان ہو کر اس مصیبت سے نجات دے لیکن بیماری میں مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ صبر واستقلال کو تھامے رکھنا چاہیئے۔ جسمانی تکلیف ایک ایسی تکلیف ہے کہ جس میں بندہ قدم قدم پر اللہ کی طرف راغب ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ نجات کی التجا کرتا ہے۔ اس لیے بعض اللہ کے نیک بندوں نے بیماری کو بھی نعمت کے زمرے میں شمار کیا ہے بلکہ ان کا کہنا ہے کہ جسمانی بیماری بہت سی روحانی بیماریوں کا تدارک ہے۔ بیماری اور تکلیف کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ بیماری اکثر گناہوں کا کفارہ بن کر انھیں انسان کے نامۂ اعمال سے مٹا دیتی ہے۔ اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ںِالْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَّصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا ھَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَا اَذًی وَّلَا غَمٍّ حَتَّی الشَّوْکَۃِ یُشَاکُھَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ خَطَایَاہُ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ۔فرمایا مسلمان کو کوئی رنج دکھ، فکر اور غم نہیں پہنچتا، یہاں تک کہ جو کانٹا اس کو لگتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کو جب کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ اگر کانٹا ہی کیوں نہ چبھ جائے وہ بھی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ اس لیے بزرگان دین

اور صوفیائے عظام کی زندگیوں کا بیشتر حصہ بیماریوں اور مصائب میں گزرا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بخار میں مبتلا ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ جب بھی کسی مسلمان کو بیماری پہنچتی ہے تو اس سے اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسَسْتُهُ بِيَدِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجَلْ اِنِّيْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ فَقُلْتُ ذٰلِكَ لِاَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ فَقَالَ اَجَلْ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُّصِيْبُهٗ اَذًى مِّنْ مَّرَضٍ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِهٖ سَيِّئَاتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر داخل ہوا اور آپ کو بخار تھا میں نے اپنے ہاتھ سے ان کو چھوا اور میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو بہت تیز بخار ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوں مجھے اس قدر بخار ہوتا ہے جس قدر تم میں سے دو شخصوں کو ہوتا ہے۔ کہا پس میں نے کہا اس لیے آپ کو ثواب بھی دگنا ہے۔ فرمایا ہاں! پھر آپ نے فرمایا کوئی مسلمان نہیں جس کو بیماری کی تکلیف نہ پہنچتی ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور مگر اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو گرادیتا ہے جس طرح درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

بیماری میں انسان کو گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ اللہ کے حضور استغفار کرنا چاہیئے اگر انسان ایسی بیماری میں مبتلا ہو جاتے کہ موت کے آثار پیدا ہو جائیں تو پھر بھی اللہ سے سلامتی ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہونے کی آرزو کرنی چاہیئے اور بیماری کی حالت میں ہمیشہ صبر کرنا چاہیئے کیونکہ اس میں بڑا اجر ہے۔ بیماری کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث حسب ذیل ہیں:۔

حضرت اُم سائب کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ام سائب کو نصیحت کی کہ بخار کو برے الفاظ سے مت یاد کرو کیونکہ بیماری کے پس پردہ اللہ کی حکمت ہوتی ہے بلکہ بخار سے تو انسان کے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ جس طرح لوہے کی بھٹی میں جب ہو ڈالا جاتا ہے تو وہ لوہے کو گرم کر کے اس کی میل کچیل دور کر دیتی ہے اس

کے متعلق حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت یہ ہے:۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَالَكِ تُزَفْزِفِيْنَ قَالَتِ الْحُمّٰى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا فَقَالَ لَا تَسُبِّى الْحُمّٰى فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِيْٓ اٰدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب کے گھر تشریف لے گئے فرمایا تجھے کیا ہے تو کانپ رہی ہے۔ اس نے کہا مجھے بخار ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہ کرے، آپ نے فرمایا بخار کو گالی نہ دے اس لیے کہ بخار بنی آدم کے گناہ دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے۔

بیماری اور دکھ گناہ کی وجہ سے آتے ہیں

انسان کو اکثر جو تکلیف پہنچتی ہے وہ انسان کے اپنے کیے ہوئے گناہوں کی وجہ ہی سے پہنچتی ہے لیکن وہ تکلیف انسان کو وارننگ ہوتی ہے تاکہ انسان گناہوں کو ترک کر کے راہ راست پر آجائے۔ اس کے متعلق حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت یہ ہے:۔

عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُصِيْبُ عَبْدًا نَّكْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا اَوْ دُوْنَهَا اِلَّا بِذَنْبٍ وَمَا يَعْفُو اللّٰهُ عَنْهُ اَكْثَرُ وَقَرَءَ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو تھوڑی ایذا نہیں پہنچتی یا اس سے کم یا زیادہ مگر گناہ کی وجہ سے پہنچتی ہے اور وہ گناہ جو اللہ معاف کر دیتا ہے بہت زیادہ ہیں پھر یہ آیت پڑھی کہ تم کو جو مصیبت پہنچتی ہے وہ بسبب اس کے ہے جو تمھارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور معاف کرتا ہے بہت سے گناہ (ترمذی)

بیمار میں تندرستی جیسے اعمال کی جزا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تندرستی میں اگر کوئی شخص نیک کام کرتا ہے یا عبادت کرتا ہے تو بیماری کی حالت میں وہ نیک کام انجام نہیں دے سکتا جو کہ بحالت صحت سرانجام دیتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ اسے تندرستی جیسی نیکیوں کی جزا دیتا ہے اس کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی بیان کردہ روایت یہ ہے:۔

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا کَانَ عَلٰی طَرِیْقَۃٍ حَسَنَۃٍ مِّنَ الْعِبَادَۃِ ثُمَّ مَرِضَ قِبْلَ لِلْمَلَکِ الْمُوَکَّلِ بِہٖ اُکْتُبْ لَہٗ مِثْلَ عَمَلِہٖ اِذَا کَانَ طَلِیْقًا حَتّٰی اُطْلِقَہٗ اَوْ اَکْفِتَہٗ اِلَیَّ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق جس وقت بندہ نیک راہ پر ہوتا ہے پھر بیمار پڑھا تا ہے، اس فرشتے کے لیے کہا جاتا ہے جو اس کے اعمال لکھنے پر مقرر ہے اس کا عمل اس قدر لکھ جو وہ تندرستی کی حالت میں کرتا تھا یہاں تک کہ اس کی صحت یابی کردوں یا اپنی طرف بلا لوں۔

پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے

زمانہ جدید میں اگر چہ آئے دن بیماریاں پیچیدہ ہوتی جارہی ہیں پیٹ کی بیماری کی نسبت اور بھی بہت سی بیماریاں زیادہ مہلک ہیں لیکن زمانہ قدیم میں پیٹ کی بیماریاں بہت زیادہ تکلیف دہ تھیں۔ موجودہ دور میں بھی پیٹ کی بیماریاں بہت زیادہ اور شدید ہیں اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پیٹ کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِیْکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الشَّھَادَۃُ سَبْعٌ سِوَی الْقَتْلِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الْمَطْعُوْنُ شَھِیْدٌ وَالْغَرِیْقُ شَھِیْدٌ وَّ صَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَھِیْدٌ وَّالْمَبْطُوْنُ شَھِیْدٌ وَصَاحِبُ الْحَرِیْقِ شَھِیْدٌ وَّالَّذِیْ یَمُوْتُ تَحْتَ الْھَدَمِ شَھِیْدٌ وَّالْمَرْاَۃُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَھِیْدٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عتیک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستہ میں قتل ہو جانے کے سوا سات شہید ہیں۔ جو وبا میں مرے شہید ہے جو ڈوب کر مرے شہید ہے۔ ذات الجنب والا شہید ہے، جو پیٹ کی بیماری سے مرے شہید ہے۔ جو جل کر مرے شہید ہے اور دب کر مرے شہید ہے وہ عورت جو زمانہ زچگی میں مرے شہید ہے۔ (ابوداؤد، نسائی)

اللہ کے بندوں پر عام لوگوں کی نسبت زیادہ تکلیف آتی ہے

مقربین خدا اللہ کے خاص بندے ہیں جن میں انبیاء، شہداء اور اولیاء کرام کا شمار ہوتا ہے ان پر دنیا۔

وآخرت میں اللہ کے خصوصی انعام ہیں۔ان کا مقام اور مرتبہ بہت بلند ہے ایسے ہی ان پر جب کوئی تکلیف یا بیماری آتی ہے تو عام انسانوں کی نسبت قدرے شدید ہوتی ہے۔

عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسَبِ دِيْنِهٖ فَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاءُهٗ وَاِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهٖ رِقَّةٌ هُوِّنَ عَلَيْهِ فَمَا زَالَ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَمْشِيَ عَلَى الْاَرْضِ مَالَهٗ ذَنْبٌ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا، آدمیوں میں از روئے بلا سخت تر کون ہے فرمایا انبیاء، پھر جوان کے مشابہ ہوا، پھر جوان کے مشابہ ہوا۔آدمی کو اس کے دین کے مطابق مبتلا کیا جاتا ہے۔اگر وہ اپنے دین میں مضبوط ہو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اگر اپنے دین میں نرم ہو اس پر مصیبت ہلکی کی جاتی ہے وہ اسی طرح رہتا ہے یہاں تک کہ زمین پر چلتا ہے اس پر ایک بھی گناہ نہیں ہوتا (ترمذی، ابن ماجہ)

۳۔عیادت مریض

مریض کی مزاج پرسی یعنی اس کا حال معلوم کرنے کو عیادت مریض کہا جاتا ہے۔اور ایسا کرنا مستحب ہے اور جس مریض کا کوئی عزیز یا رشتہ دار نہ ہو تو ایسے مریضوں کی تیمارداری مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیماروں کی عیادت کا بڑا اہتمام فرمایا کرتے تھے آپ نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کی بھی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے جاتے، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیماروں کی عبادت کے متعلق بہت سے ارشادات ہیں جن میں آپ نے عیادت کی اہمیت اور فضیلت کے پیش نظر اس کی بڑی تاکید کی ہے لہٰذا اس پر عمل کرنا چاہیئے اور جب کوئی عزیز یا پڑوسی بیمار ہو جائے، تو اس کی خبر گیری کے لیے جانا چاہیئے۔اکثر بزرگان دین اور صوفیاء کرام نبی پاک کی اس سنت پر عمل پیرا رہے ہیں۔

عیادت کا لفظ عود سے مشتق ہے جس کے لفظی معنی لوٹانا اور رجوع کرنا ہے۔چونکہ بیمار کی بیمار پرسی کرنے والا بیمار کی طرف گاہے بگاہے آتا ہے اور رجوع کرتا ہے۔اس لیے یہ لفظ انھی معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔عیادت کے متعلق احادیث نبوی حسب ذیل ہیں:۔

سات باتوں پر عمل کرنے کی تاکید

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جن سات باتوں پر عمل کرنے کی تاکید کی ہے ان میں بیمار کی عیادت بھی ہے۔

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَھَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِیَادَۃِ الْمَرِیْضِ وَاِتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَاِجَابَۃِ الدَّاعِیْ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَنَھَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّھَبِ وَعَنِ الْحَرِیْرِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّیْبَاجِ وَالْمِیْثَرَۃِ الْحَمْرَآءِ وَالْقَسِّیِّ وَاٰنِیَۃِ الْفِضَّۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَعَنِ الشُّرْبِ فِی الْفِضَّۃِ فَاِنَّہٗ مَنْ شَرِبَ فِیْھَا فِی الدُّنْیَا لَمْ یَشْرَبْ فِیْھَا فِی الْاٰخِرَۃِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا سات باتوں کا اور روکا سات باتوں سے۔ ہم کو حکم دیا بیمار کی بیمار پرسی کرنے کا، جنازوں کے ہمراہ جانے کا۔ چھینک لینے والے کا جواب دینے کا۔ سلام کا جواب دینے کا۔ بلانے والے کے قبول کرنے کا۔ قسم کھانے والے کی قسم کو سچا کرنے کا' مظلوم کی مدد کرنے کا۔ اور منع کیا ہم کو سونے کی انگوٹھی سے ریشم، اطلس اور لاہی پہننے سے۔ سرخ میز پوش استعمال کرنے سے۔ قسی کپڑے سے، چاندی کے برتن استعمال کرنے سے اور ایک روایت میں ہے چاندی کے برتن میں پینے سے۔ جس نے ان برتنوں سے دنیا میں پیا ان میں آخرت میں نہیں پیئے گا۔ (صحیح بخاری)

عیادت کا طریقہ کار

جب کسی مریض کی عیادت کے لیے جائیں تو اسے تسلی دینی چاہیئے اور اسے کہنا چاہیئے کہ بیماری سے درو نہیں۔ اللہ شفا دینے والا ہے اور ساتھ ہی گناہ بھی کم ہو جائیں گے کیونکہ بیمار گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ عیہ وسلم ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ آپ کا یہ طریقہ کار درج ذیل حدیث سے اخذ ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی اَعْرَابِیٍّ یَعُوْدُہٗ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰی مَرِیْضٍ یَعُوْدُہٗ قَالَ لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَالَ کَلَّا بَلْ

حُمّٰی تَفُوْرُ عَلٰی شَیْخٍ کَبِیْرٍ تُزِیْرُہُ الْقُبُوْرُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ اِذِنْ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کے لیے اس کے پاس تشریف لے گئے اور جس وقت آپ کسی بیمار کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے فرماتے کوئی ڈر نہیں، بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے، اگر اللہ نے چاہا اس نے کہا ہر گز نہیں بلکہ تپ جوش مار رہی ہے۔ ایک بڑے بوڑے پر۔ یہ تپ اس کو قبروں سے ملا دیگی۔ آپ نے فرمایا پس ہاں اسی طرح ہوگا۔ (صحیح بخاری)

مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق کا ذکر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں یعنی سلام کا جواب دینا۔ مریض کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا۔ دعوت قبول کرنا۔ چھینکنے والے کا جواب دینا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مریض کی عیادت بھی انھی میں سے ایک حق ہے جس کا ادا کرنا ہمارے لیے ضروری ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِیَادَۃُ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَازَۃِ وَاِجَابَۃُ الدَّعْوَۃِ وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا۔ مریض کی عیادت کرنا جنازوں کے ساتھ جانا ،دعوت کا قبول کرنا چھینک لینے والے کا جواب دینا (صحیح مسلم)

بیمار کی عیادت کرنے والے کو قرب الٰہی کا حصول

جو شخص بیمار کی مزاج پرسی کرتا ہے وہ اللہ کے نزدیک ہو جاتا ہے کیونکہ انسانوں کی خدمت سے ہی اللہ راضی ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے خدا کو پانا ہو تو وہ خدمت خلق کا راستہ اختیار کرے، تو اللہ جلدی مل جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے بندوں کی خدمت ہی اللہ اپنی خدمت تصور کرتا ہے۔ اس کے متعلق حدیث یہ ہے:۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَوْمَ

الْقِيٰمَةِ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَّرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَّهٗ لَوَجَدْتَّنِيْ عِنْدَهٗ. يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِيْ قَالَ يَارَبِّ كَيْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِيْ قَالَ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَسْقِيْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهٖ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهٗ وَجَدْتَّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہ کی۔ وہ کہے گا میں تیری عیادت کس طرح کرتا جب کہ تو رب العالمین ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے۔ تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ کیا تجھے علم نہیں اگر تو اس کی عیادت کرتا مجھ کو اس کے نزدیک پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھ کو کھانا نہ کھلایا۔ کہے گا اے میرے پروردگار! میں تجھے کس طرح کھانا کھلاتا اور تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو نے اس کو کھانا نہ کھلایا، کیا تجھ کو علم نہیں اگر تو اس کو کھانا کھلاتا اس کو میرے نزدیک پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پینے کے لیے پانی مانگا تو نے مجھے کو نہ پلایا، کہے گا اے رب میں تجھے کیسے پلاتا کہ تو رب العالمین ہے فرمائے گا اللہ تعالیٰ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا اور تو نے اسے نہ پلایا تھا کیا تجھے علم نہیں اگر تو اس کو پلاتا اس کو میرے نزدیک پاتا۔ (مسلم شریف)

عیادت کرنے والے کے لیے فرشتوں کی دعا

بیمار کی عیادت کرنے کی اتنی فضیلت ہے کہ اگر کوئی شخص صبح کے وقت کسی کی عیادت کے لیے جائے تو سارا دن ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عیادت مریض بڑی اہم ہے۔ لہٰذا اس سعادت سے محروم ہونے والے بے نصیب ہیں۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّعُوْدُ

مُسْلِمًا غُدْوَةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ عَادَهٗ عَشِيَّةً اِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهٗ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کوئی مسلمان جس وقت دوسرے مسلمان کی صبح صبح عیادت کرتا ہے شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں اگر پچھلے پہر عیادت کرے، صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور وہ جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

عذاب سے دوری

جو شخص ثواب کی غرض سے کسی مریض کی عیادت کرے تو اس کا اسے بڑا اجر دیا جائے گا۔ ایک مرتبہ عیادت کے بدلے میں ساٹھ برس تک عذاب کو اس سے دور کر دیا جائے گا۔ مقصد یہ ہے کہ بیمار کی مزاج پرسی سے آخرت میں بھی بے پناہ فائدہ ہوگا۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَعَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوْعِدَ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ سِتِّيْنَ خَرِيْفًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے۔ پس اچھا وضو کرے اور اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرے ثواب کا قصد کرتے ہوئے۔ ساٹھ برس کی مقدار اسے دوزخ سے دور کر دیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرامؓ کی عیادت کیا کرتے تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ کا کوئی صحابی بیمار ہو جاتا تو اس کی خبر گیری کے لیے اس کے ہاں تشریف لے جاتے اسے تسلی دیتے اور دعا فرماتے۔ حضرت زید بن ارقمؓ کی آنکھوں میں کچھ تکلیف تھی تو آپ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَّجَعٍ كَانَ بِعَيْنَيَّ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری عیادت کی اس لیے کہ مجھے آنکھوں میں تکلیف تھی۔ (احمد، ابوداؤد)

عیادت مریض کے وقت کیا پڑھنا چاہیے

جو شخص کسی مریض کی عیادت کے لیے جائے، تو اسے مندرجہ ذیل کلمات کے مطابق اللہ کے حضور مریض کی شفایابی کے لیے دعا کرنی چاہیے:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ فَيَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ اِلَّا شُفِيَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُهٗ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان نہیں دوسرے مسلمان کی عیادت کرے پس سات مرتبہ کہے الہ بزرگ سے جو بڑے عرش والا ہے میں سوال کرتا ہوں کہ تجھے شفا دے مگر اسے شفا دی جاتی ہے مگر یہ کہ اس کی موت حاضر ہو

(ابوداؤد۔ جامع ترمذی)

عیادت کرنے سے حصول جنت

مریضوں کی عیادت کرنے سے اللہ تعالیٰ جنت عطا فرما دیتا ہ لیکن اس میں خلوص نیت کا شامل ہونا ضروری ہے اس کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت یہ ہے:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا نَّادٰى مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مریض کی عیادت کرتا ہے آسمان سے ندا کرنے والا ندا کرتا ہے تجھ کو خوشی ہو تیرا چلنا اچھا ہے تو نے جنت سے ایک بڑا مقام حاصل کر لیا۔ (سنن ابن ماجہ)

ایک یہودی بچہ مسلمان ہو گیا

بیماروں کی عیادت ایک ایسا اچھا فعل ہے کہ غیر مسلم بھی اس سے متاثر ہو جاتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دفعہ آپ ایک یہودی بچے کی تیمارداری کے لیے گئے اور آپ کے جانے کا

اتنا اثر ہوا کہ بچے نے دین حق کو قبول کر لیا۔ حدیث کے مطابق مفصل واقعہ یوں ہے:۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ غُلَامٌ یَھُوْدِیٌّ یَخْدِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِہٖ فَقَالَ لَہٗ اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیْہِ وَھُوَ عِنْدَہٗ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ مِنَ النَّارِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تیمارداری کے لیے تشریف لائے آپ اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اس سے کہا تو مسلمان ہو جا۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا وہ اس کے پاس تھا اس نے کہا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر۔ وہ مسلمان ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور فرماتے تھے سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے اس کو آگ سے بچا لیا۔ (صحیح بخاری)

مریض کی عیادت دریائے رحمت ہے

مریض کی عیادت کے وقت اللہ کی خاص رحمت کا نزول ہوتا ہے لہٰذا جو شخص کسی کی عیادت کے لیے جاتا ہے تو اس کے پاس جتنا وقت گزارتا ہے وہ اللہ کے دریائے رحمت میں بیٹھا ہوتا ہے:۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِیْضًا لَّمْ یَزَلْ یَخُوْضُ الرَّحْمَۃَ حَتّٰی یَجْلِسَ فَاِذَا جَلَسَ اغْتَمَسَ فِیْھَا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مریض کی عیادت کرتا ہے دریائے رحمت میں بیٹھا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے پاس بیٹھے۔ جس وقت اس کے پاس بیٹھتا ہے اس میں ڈوب جاتا ہے۔ (مسند امام احمد)

۴۔ موت کے متعلق احکام آداب

جب موت کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں تو سنت یہ ہے کہ داہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف منہ کر دیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کر دیں۔ مگر اس صورت میں سر کو کچھ اونچا کر دیں تا کہ قبلہ کی طرف منہ ہو جائے اور اگر قبلہ کو منہ کرنے میں اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے۔ چھوڑ

دیں۔

ا۔ کلمہ طیبہ پڑھنے کی تلقین

مرنے والے کے پاس بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا سرد کریں اور یہ اسے ایک طرح کی کلمہ پڑھنے کی تلقین ہے کیونکہ مرنے والے کو کلمہ کی تلقین کرنا بہت ضروری ہے لیکن کلمہ پڑھنے کا اس طرح حکم نہ کریں کہ کہیں وہ جانکنی کے نازک موقع پر انکار نہ کر دے یا بدحواسی میں کوئی اور خلاف شرع بات نہ کہہ دے اور جب ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لے تو تلقین بند کر دیں۔ مرے والے کو کلمہ پڑھنے کی تلقین کرنا مستحب ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

حضرت ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردوں کو مرتے وقت کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔ (مسلم)

۲۔ مرتے وقت کلمہ پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا

مرتے وقت مسلمان کا صاحب ایمان ہونا ضروری ہے کیونکہ آخرت میں صاحب ایمان ہی جنت میں داخل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو اس کی زبان پر آخری کلمات کلمہ طیبہ کے ہونے چاہئیں۔

عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا آخری کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو، جنت میں داخل ہوگا۔ (سنن ابوداؤد)

۳۔ مرنے والے کے قریب سورت یٰسین پڑھنا

مرنے والے کے قریب نیک اور متقی لوگوں کا بیٹھنا بہت اچھا ہے بلکہ جان نکلنے والے کے پاس نیک لوگوں کو سورت یٰسین کی تلاوت کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس سے جان کنی میں آسانی پیدا ہو جاتی

ہے۔ سورت یٰسین کے ساتھ سورت رعد بھی پڑھ سکتے ہیں۔

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اقْرَءُ وْا سُوْرَۃَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردوں پر سورہ یٰسین پڑھو۔ (احمد، ابوداؤد، سنن ابن ماجہ)

۴۔ مرنے والے کے پاس کتا یا تصویر نہیں ہونی چاہیئے

جان کنی کے وقت مرنے والا جہاں دم توڑ رہا ہو وہاں کوئی کتا یا تصویر نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر ہو تو اسے فوراً نکال دینا چاہیئے کیونکہ جہاں یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور حالت نزع میں پاس بیٹھنے والوں کو چاہیئے کہ اس کے لیے اور اپنے لیے دعائے خیر کرتے رہیں۔ اس وقت کوئی بری بات منہ سے نہ نکالنی چاہیئے کیونکہ اس وقت جو کچھ زبان سے نکالا جاتا ہے اس پر ملائکہ آمین کہتے ہیں۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِیْضَ اَوِ الْمَیِّتَ فَقُوْلُوْا خَیْرًا فَاِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم بیمار یا میت کے پاس آؤ تو بھلائی کی بات کہو کیونکہ اس وقت جو کچھ تم کہتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

۵۔ مرنے والے کی آنکھیں بند کرنا

جان نکلنے کے بعد مردے کی آنکھیں بند کر دینی چاہئیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ سَلَمَۃَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُہٗ فَاَغْمَضَہٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَہُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ اَھْلِہٖ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ فَاِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَۃَ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِیْ

عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَ اغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِیْهِ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ پر داخل ہوئے ۔ان کی آنکھیں پتھرا چکی تھیں۔آپ نے انھیں بند کر دیا پھر فرمایا تحقیق روح جس وقت قبض کی جاتی ہے۔نظر اس کے پیچھے رہ جاتی ہے اس کے گھر والے بلند آواز سے چلاتے ہیں۔آپ نے فرمایا اپنے نفسوں پر دعا نہ کرو مگر بھلائی کے ساتھ کیونکہ فرشتے آمین کہتے ہیں اس پر جو کچھ تم کہتے ہوں۔پھر فرمایا اے اللہ! ابو سلمہ کو بخش دے اس کے درجات، ہدایت دیے گئے لوگوں میں بلند کر ۔اور باقی رہنے والوں میں اس کا جانشین ہو۔ہم کو اور اس کو اے عالموں کے رب! بخش دے ۔اس کی قبر کشادہ کر اور اس میں اس کے لیے روشنی کر دے (صحیح مسلم)

٦۔آنکھیں بند کرتے وقت پڑھی جانے والی دعا

آنکھیں بند کرتے وقت یہ دعا پڑھے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ یَسِّرْ عَلَیْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَیْهِ مَابَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَاخَرَجَ اِلَیْهِ خَیْرًا مِمَّا خَرَجَ عَنْهُ.

اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر، اے اللہ! تو اس کے کام کو اس پر آسان کر اور اس کے مابعد کو اس پر سہل کر اور اپنی ملاقات سے تو اسے نیک بخت کر اور جس سے آخرت بنے اور جس سے دنیا بہتر ہو جائے۔

۷۔روح نکلنے کے بعد میت کا منہ بند کر دینا چاہیئے

جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے سے سر پر لے جا کر گرہ دے دیں تا کہ منہ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیے جائیں یہ کام اس کے گھر والوں میں جو زیادہ نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو یا اس وقت جو بھی میت کے پاس بیٹھا ہوا سے کرنا چاہیئے۔

۸۔روح نکلنے کے بعد میت کو کپڑے سے چھپانا

جب جسم سے توح نکل جائے تو میت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں اور اس کو

چارپائی یا کسی اونچی چیز پر رکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو آپ کو ایک چادر سے چھپا دیا گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدِ حَبِرَةٍ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت فوت ہوئے، چادر میں ڈھانک دیے گئے۔ (صحیح بخاری)

۵۔ غسل میت کے مسائل

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے اگر چند لوگ میت کو غسل دے دیں تو یہ فرض سب کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا۔ اس لیے اگر کوئی میت لاوارث ہو تو اس کے غسل وکفن ودفن کو ذمہ داری دوسرے مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ یا اجتماعی طور پر حکومت پر عائد ہوتی ہے۔

ا۔ طریقہ غسل میت

میت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو تختے پر لٹائیں اور اس کے کپڑے اتار دیں۔ پھر میت کی ناف سے لے کر گھٹنوں تک کپڑا ڈال دیا جائے اور اس طرح شرمگاہ کو چھپا دیا جائے۔ پھر نہلانے والا اپنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر میت کو استنجا کرائے اور پھر وضو اس طرح کرائے کہ پہلے میت کا چہرہ دھوئے۔ پھر دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے پھر سر کا مسح کرے۔ پھر دونوں پاؤں دھوئے۔ منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالا جائے البتہ تو روئی پانی سے تر کر کے دانتوں، مسوڑھوں اور ناک میں پھیرنا درست ہے۔ پھر ناک منہ اور کانوں میں روئی وغیرہ بھر دی جائے تاکہ پانی اندر نہ جائے۔ پھر سر دھویا جائے اور صابن استعمال کیا جائے۔ پھر میت کو بائیں کروٹ لٹا کر بیری کے پتے پڑا ہوا نیم گرم پانی تین مرتبہ سر سے پاؤں تک اتنا ڈالا جائے کہ بائیں کروٹ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح تین مرتبہ پانی ڈالا جائے۔ پھر میت کو سہارا دے کر بٹھائیں اور آہستہ آہستہ اس کے جسم کو ملا جائے تاکہ جو غلاظت وغیرہ پیٹ میں ہو نکل جائے۔ اس طرح کرنے سے اگر کچھ نکلے تو اسے پانی سے صاف کر دیا جائے گا مگر وضو اور غسل دوبار کرنے کے

ضرورت نہیں۔ پھر بائیں کروٹ لٹا کر کافور پڑا ہوا پانی تین مرتبہ تمام جسم پر ڈالا جائے اور بعد میں کسی پاک کپڑے سے جسم کو پونچھ لیا جائے۔

۲۔ غسل میت کے متعلق حدیث پاک

میت کو غسل دینے کا طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث سے اخذ ہوتا ہے:۔

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِى الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِىْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ وَفِىْ رِوَايَةٍ اِغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا وَابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا قَالَتْ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ فَاَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں۔ فرمایا اس کو تین یا پانچ یا زیادہ مرتبہ غسل دینا اگر تم مناسب سمجھو۔ پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ اور ڈالو آخر میں کافور۔ یا فرمایا کچھ کافور جس وقت فارغ ہو جاؤ، مجھ کو اطلاع دینا۔ جس وقت ہم فارغ ہوئیں، آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے اپنا تہبند ہم کو دیا اور فرمایا اس کے بدن کے ساتھ لگا دو۔ ایک روایت میں ہے غسل دو اس کو طاق یعنی تین بار یا پانچ بار یا سات بار اور شروع کرو دائیں طرف سے اور وضو کے اعضاء سے ہم نے اس کے بالوں کی تین چوٹیاں گوندھیں اور ان کو پیچھے ڈالا۔ (بخاری و مسلم)

مردہ کے ستر کو ڈھانپنا

نہلاتے وقت مردہ کے ستر کو ڈھانپنا واجب ہے۔ لہٰذا نہلانے والے کے لیے ضروری ہے کہ مقام ستر کو ھونے کے بعد اس پر کپڑا ڈال دے۔ استنجاء کرنے کے علاوہ مردے کے مقام ستر کو ہاتھ لگانا درست نہیں۔

مرد کا عورت کی میت کو غسل دینا جائز نہیں

مرد عورت کی میت کو غسل نہیں دے سکتا۔ اگر کوئی عورت ایسی جگہ وفات پا جائے جہاں کوئی اور عورت اسے غسل دینے والی دستیاب نہ ہو لیکن اس کا محرم کوئی مرد موجود ہو تو وہ کہنیوں تک اس کا تیمّم کرے اگر محرم نہ ہو بلکہ اجنبی مرد ہو تو وہ ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر جنس زمین پر ہاتھ مارے اور تیمم کرائے۔ خاوند کے لیے بھی اجنبی کا سا حکم ہے۔

عورت کا اپنے مرد کو غسل دینا

عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اس لیے کہ عدت کے وقت تک وہ مرنے والے شوہر کے نکاح میں سمجھی جائے گی۔ اگر کسی مرد کا ایسی جگہ انتقال ہو جائے کہ وہاں نہ کوئی مرد ہو جو اسے غسل دے سکے اور نہ ہی اس کی بیوی ہو تو جو عورت وہاں ہو اسے چاہیئے کہ میت کو تیمم کرائے اگر وہ عورت محرم ہے تو تیمّم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمّم کرائے۔

نابالغ لڑکے اور لڑکی کا غسل

نابالغ لڑکے اور لڑکی کو عورت اور مرد دونوں غسل دے سکتے ہیں۔

بغیر غسل میت کو قبر میں اتارنے کے بعد بھی غسل دینا چاہیئے

اگر کسی غلطی کی بنا پر کسی میت کو غسل دیے بغیر قبر میں اتار دیا جائے لیکن ابھی تک مٹی نہ ڈالی ہو تو اسے نکال کر غسل دینا چاہیئے ہاں اگر مٹی ڈال دی ہو تو پھر معاملہ سپرد خدا کر دیا جائے اور میت کو قبر سے نہ نکالا جائے۔

غسل کے وقت کسی عضو کا خشک رہ جانا

اگر میت کا کوئی حصہ خشک رہ جائے اور کفن دینے کے بعد یاد آئے تو کفن کھول کر اس حصے پر پانی بہا دینا چاہیئے البتہ اگر کوئی معمولی سا حصہ خشک رہ جائے تو اس صورت میں کفن اتارنے اور دھونے کی

ضرورت نہیں بلکہ اس حصے کو گیلے کپڑے سے تر کر دینا ہی کافی ہوگا۔

تین بار غسل دینا

میت پر غسل کے دوران ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے لیکن تین مرتبہ پانی بہانا مستحب ہے۔ آخری بار غسل کے پانی میں کافور یا خوشبو کی آمیزش کرنا جائز ہے۔

خنثی کو تیمّم کرانا

اگر خنثی کا انتقال ہو جائے تو اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے اور نہ ہی عورت بلکہ اسے تیمم کرایا جائے۔ تیمم کرانے والا اگر اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور کلائیوں پر نظر نہ ڈالے۔

غسل دینے والے کے اوصاف

غسل دینے والے آدمی کو سنجیدہ ہونا چاہیئے۔ اگر وہ میت میں کوئی بری بات دیکھے تو اس پر پردہ ڈالے اور اگر اچھی بات دیکھے تو اسے بیان کرے۔ مثلاً اگر میت کا چہرہ نورانی ہو اور اس کے وجود سے خوشبو آئے تو اس کا ذکر دوسروں سے کرے۔

نومولود میت کا غسل

اگر کوئی بچہ پیدا ہوتے ہی مر جائے تو اس کی میت کو غسل دینا فرض ہے اور اگر مرا ہوا پیدا ہو تو اس کو غسل دینا فرض نہیں لیکن بہتر یہی ہے کہ اس کو بھی غسل دیا جائے۔

۶۔ کفن کا بیان

میت کو کفن پہنانا فرض کفایہ ہے لہٰذا شرعی طور پر غسل کے بعد میت کو کفن پہنا دیں۔ کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر کو بچھائیں پھر اس کے اوپر تہبند پھر کرتہ۔ پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کرتہ پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو لگائیں اور سجدہ کی جگہوں یعنی ماتھے، ناک، دونوں ہاتھ، گھٹنے اور قدموں پر کافور لگائیں۔ پھر تہبند لپیٹیں، پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے۔ پھر سر اور پاؤں

کی طرف باندھیں تاکہ اڑنے اور بکھرنے کا اندیشہ نہ رہے۔

عورت کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اوپر کے قاعدے کے مطابق کفنی یعنی کرتا پہنا کر اس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں۔ اور اوڑھنی آدھی پیٹھ کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب کے ڈال دیں کہ اس کی لمبائی آدھی پیٹھ سے سینہ تک رہے اور چوڑائی ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک رہے۔

کفن کے کپڑے کا معیار

کفن نہ بہت زیادہ قیمتی اور نہ ہی بالکل گھٹیا ہو بلکہ اچھا ہونا چاہیئے۔ یعنی مرد اپنی حیثیت کے مطابق جس طرح کے اچھے کپڑے پہنتا تھا اور عورت خاص موقعوں پر اچھے کپڑے پہنتی تھی، اس قیمت کا ہونا چاہیئے۔ حدیث میں ہے کہ مردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے یعنی خوش ہوتے ہیں۔ سفید کفن بہتر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردے سفید کپڑوں میں کفناؤ۔

مرد کے ریشمی کفن کی ممانعت

کفن کے لیے وہی کپڑے استعمال کیے جائیں جن کا پہننا میت کے لیے زندگی میں جائز تھا۔ مرد کے لیے خالص ریشمی کفن یا زعفران کا رنگا ہوا کفن ممنوع ہے۔ البتہ عورت کے لیے جائز ہے۔ یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے اس کا کفن دیا جا سکتا ہے۔ اور جو زندگی میں ناجائز ہو۔ اس کا کفن بھی ناجائز ہے۔

کفن کس مال سے ہونا چاہیئے

میت کا کفن اس کے خالص ذاتی مال سے ہونا چاہیئے جس کے ساتھ کسی دوسرے کا حق وابستہ نہ ہو۔ اگر مرنے والے کا خالص مال موجود نہ ہو تو اس کا کفن اس شخص کے ذمے ہوگا جس پر اس کی زندگی میں نفقہ واجب تھا۔ اگر وہ شخص بھی کفن کا بندوبست نہ کر سکے۔ تو پھر صاحب مقدور مسلمانوں پر اس کا مہیا کرانا واجب ہے۔

عورت کے کفن کا بندوبست مرد کے ذمے ہے

عورت نے اگر چہ مال چھوڑا، اس کا کفن شوہر کے ذمے ہے بشرطیکہ مرتے کے وقت کوئی ایسی بات نہ پائی گئی۔ جس سے عورت کا نفقہ شوہر پر سے ساقط ہو جاتا۔ اگر شوہر مرا اور اس کی عورت مالدار ہے تب بھی عورت پر کفن واجب نہیں۔

بالغ اور نابالغ کا کفن کتنا ہونا چاہیئے

جو بالغ حد شہوت کو پہنچ گیا وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی بالغ کو کفن میں جتنے کپڑے دیے جاتے ہیں اسے بھی دیے جائیں اور اس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا اور لڑکی کو دو کپڑے دے سکتے ہیں اور اگر لڑکے کو بھی دو کپڑے دیے جائیں تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں اگر چہ ایک دن کا بچہ ہو۔

میت کو کفن دینے کا ذمہ دار کون ہوتا ہے

دین و وصیت و میراث ان سب پر کفن مقدم ہے اور دین وصیت پر اور وصیت میراث پر۔ میت نے مال نہ چھوڑا تو کفن اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں نفقہ تھا اور اگر کوئی ایسا نہیں جس پر نفقہ واجب ہوتا ہے مگر نادار ہے تو بیت المال سے دیا جائے اور بیت المال بھی وہاں نہ ہو تو وہاں مسلمانوں پر کفن دینا فرض ہے۔ اگر معلوم تھا اور نہ دیا تو سب گنہگار ہونگے۔ اگر ان لوگوں کے پاس بھی نہیں تو ایک کپڑے کی قدر اور لوگوں سے سوال کر لیں۔

پرانے کپڑے کا کفن

پرانے کپڑے کا بھی کفن ہو سکتا ہے مگر پرانا ہو تو دھلا ہوا ہو کیونکہ کفن ستھرا ہونا چاہیئے۔

کفن کے متعلق وصیت

کفن کے متعلق اس وصیت پر عمل کیا جائے جو شرع کے مطابق ہو۔ کسی نے وصیت کی کہ کفن میں اسے دو کپڑے دیے جائیں تو یہ وصیت جاری نہ کی جائے تین کپڑے دیے جائیں۔ اور اگر یہ وصیت کی

کہ ہزار روپے کا کفن دیا جائے تو یہ بھی نافذ نہ ہوگی۔ متوسط درجہ کا دیا جائے۔

خنثی کے کفن کا مسئلہ

خنثی اگر عورت کی شکل کا ہو تو اسے عورت کی طرح پانچ کپڑے دیے جائیں۔ مگر کسم یا زعفران کا رنگا ہوا اور ریشمی کفن اسے ناجائز ہے۔ اگر خنثی مرد کی شکل کا ہو تو اسے مرد کی طرح کفن دینا چاہیئے۔

مرد کا کفن

مرد کے کفن میں تین کپڑوں کا ہونا مسنون ہے۔ ۱۔ کفنی، ۲۔ ازار، ۳۔ چادر۔ کفنی گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک ہونی چاہیئے۔ ازار سر سے لے کر پاؤں تک ہونا چاہیئے اور چادر اس سے ایک ہاتھ لمبی ہونی چاہیئے تاکہ سر اور پاؤں دونوں طرف سے باندھی جا سکے۔

عورت کا کفن

عورت کے کفن میں پانچ کپڑے مسنون ہیں۔ ۱۔ کفنی، ۲۔ ازار، ۳۔ سربند، ۴۔ سینہ بند، ۵۔ چادر کفنی گلے سے لے کر پاؤں تک ہونی چاہیئے اور اس میں آستین نہیں ہونی چاہیئے۔ ازار سر سے لے کر پاؤں تک ہو اور چادر اس سے ایک ہاتھ لمبی ہونی چاہیئے۔ سربند تین ہاتھ لمبا ہونا چاہیئے جو سر سے اوڑھا کر چہرے پر ڈالا جائے۔ سینہ بند سینے سے لے کر رانوں تک ہونا چاہیئے اور اتنا چوڑا ہو کہ باندھا جا سکے

کفن کے درجے

کفن تین طرح کا ہے۔ ۱۔ کفن ضرورت، ۲۔ کفن کفایت، ۳۔ کفن سنت۔

(۱) کفن سنت:۔ مرد کے لیے کفن سنت تین کپڑے ہیں یعنی کفنی، ازار اور چادر اور عورت کے لیے پانچ کپڑے ہیں یعنی کفنی، ازار، سربند یا اوڑھنی اور سینہ بند اور چادر

(۲) کفن کفایت:۔ کفن کفایت مرد کے لیے دو کپڑے ہیں۔ چادر اور ازار۔ عورت کے لیے کفن کفایت چادر ازار اور اوڑھنی ہے۔

(۳) کفن ضرورت:۔ کفن ضرورت وہ کپڑا ہے جو بھی میسر آئے۔ مرد اور عورت کے لیے یکساں ہے

۷۔ جنازے کے ساتھ جانا

میت کو تیار کر کے اس کے اصل مقام کی طرف پہنچانے میں جلدی کرنی چاہیئے کیونکہ زیادہ دیر تک میت کو کفن دفن سے روکے رکھنا اچھا نہیں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردے کے ساتھ جلدی کرو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَیْهِ وَاِنْ تَكُ سِوٰی ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِّقَابِكُمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازہ کے ساتھ جلدی کرو اگر وہ نیک ہے پس بھلائی جس طرف تم اس کو آگے بھیج رہے ہو۔ اگر اس کے سوا ہے پس بد ہے جس کو تم اپنی گردنوں سے اتارو گے۔ (صحیح بخاری)

جنازے میں شامل ہونا عبادت ہے

مسلمان کے جنازے میں شامل ہونا عبادت ہے خواہ وہ عزیز ہو یا کوئی اور ہو۔ اس کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنازے میں شامل ہونے کا بہت زیادہ ثواب ہے اور آپ کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا وَّكَانَ مَعَهٗ حَتّٰی یُصَلِّیَ عَلَیْهَا وَیَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ كُلُّ قِیْرَاطٍ مِّثْلُ اُحُدٍ وَّمَنْ صَلّٰی عَلَیْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ بِقِیْرَاطٍ۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمان آدمی کے جنازہ کے پیچھے ایمان کی حالت میں ثواب طلب کرنے کے لیے جاتا ہے اور اس کے ساتھ رہتا ہے یہاں تک کہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کو دفن کر کے فارغ ہو جائے وہ دو قیراط کے برابر ثواب لے کر پھرتا ہے۔ ہر قیراط احد پہاڑ کی مثل ہے جو اس پر نماز جنازہ پڑھتا ہے۔ پھر دفن ہونے سے پہلے لوٹ آتا ہے وہ ایک قیراط لے کر واپس لوٹتا ہے۔

جنازے کو کندھا دینا

جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا۔ البتہ تین مرتبہ باری باری کندھا دینا زیادہ بہتر ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَحَمَلَهَا ثَلٰثَ مِرَارٍ فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْهِ مِنْ حَقِّهَا. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَّقَدْ رُوِیَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَمَلَ جَنَازَةَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَیْنَ الْعَمُوْدَیْنِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازہ کے ساتھ جائے اور تین مرتبہ اس کو اٹھائے اس نے اس کا حق جو اس پر تھا ادا کر دیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور روایت کی گئی شرح السنہ میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذؓ کا جنازہ دو لکڑیوں کے درمیان اٹھایا

کندھا دینے کا طریقہ

سنت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں، ایک ایک پایہ ایک شخص لے اور صرف دو شخصوں نے جنازہ اٹھایا ایک سرہانے اور ایک پائنتی کی طرف تو بلا ضرورت مکروہ ہے اور ضرورت سے ہو مثلاً جگہ تنگ ہے تو حرج نہیں۔

سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دیا جائے۔ اور ہر بار دس دس قدم چلے۔ اور پوری سنت یہ کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے پھر داہنی پائنتی۔ پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے کہ حدیث میں ہے جو چالیس قدم جنازہ لے کر چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ نیز حدیث میں ہے کہ جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرمائے گا۔

جنازہ لے چلنے میں چارپائی کو ہاتھ سے پکڑ کر مونڈھے پر رکھے، اسباب کی طرح گردن یا پیٹھ پر

لادنا مکروہ ہے۔

جنازے کے ساتھ چلنے کا ادب

جنازہ معتدل رفتار سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میت کو جھٹکا لگے، اور ساتھ جانے والوں کے لیے افضل یہ ہے کہ جنازہ سے پیچھے چلیں، داہنے بائیں نہ چلے اور اگر کوئی آگے چلے تو اسے چاہیئے کہ اتنا دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے۔ جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو۔ جنازے سے آگے نہ چلنے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَنَازَةُ مَتْبُوْعَةٌ وَلَا تَتْبَعُ لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنازہ تابع کیا گیا ہے اور تابع نہیں ہوتا۔ جو شخص اس کے آگے بڑھے وہ اس کے ساتھ نہیں ہے۔

(جامع ترمذی)

جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم

جنازے کا ادب کرنے کے لیے جنازہ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو جانا چاہیئے۔ اگر کوئی سواری پر ہو تو اسے سواری کھڑی کر لینی چاہیئے اور جو شخص جنازے کے ساتھ جائے اسے اس وقت تک نہیں بیٹھنا چاہیئے جب تک جنازے کو زمین پر نہ رکھ دیا جائے۔

عَنْ اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدْ حَتّٰى تُوْضَعَ. (صحیح مسلم)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم جنازہ دیکھو کھڑے ہو جاؤ۔ جو شخص اس کے ساتھ جائے اس وقت تک نہ بیٹھے یہاں تک کہ رکھا جائے۔

چھوٹے بچے کا جنازہ

چھوٹا بچہ شیر خوار یا ابھی دودھ چھوڑا ہے یا اس سے کچھ بڑا، اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازہ کو ہاتھ پر لیے ہو جب بھی حرج نہیں۔ اور اس سے بڑا مردہ ہو تو چار پائی پر لے جائیں۔

عورت کا جنازے میں شامل ہونے کی ممانعت

عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز و ممنوع ہے اور نوحہ کرنے والی ساتھ میں ہو تو اسے سختی سے منع کیا جائے۔ اگر نہ مانے تو اس کی وجہ سے جنازہ کے ساتھ جانا نہ چھوڑا جائے کہ اس کے ناجائز فعل سے یہ کیوں سنت ترک کرے بلکہ دل سے اسے برا جانے اور شریک ہو۔

انسان کے علاوہ ہر چیز میت کی آواز سنتی ہے

جب جنازے کو کندھوں پر اٹھا کر لے جایا جاتا ہے تو انسانوں کے علاوہ تمام جاندار اس کی آواز سنتے ہیں۔ نیک میت کی روح کہتی ہے کہ مجھے جلدی میرے مقام کی طرف پہنچا دو۔ اور برے لوگوں کی روح چیخ و پکار کرتی ہے کہ مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْوُضِعَتِ الْجَنَازَۃَ فَاحْتَمَلَھَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِھِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَۃً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ قَالَتْ لِاَھْلِھَا یَا وَیْلَھَا اَیْنَ تَذْھَبُوْنَ بِھَا یَسْمَعُ صَوْتَھَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ لَصَعِقَ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت جنازہ تیار کیا جاتا ہے اور لوگ اپنی گردنوں پر اس کو اٹھاتے ہیں اگر نیک ہوتا ہے کہتا ہے مجھ کو جلدی لے چلو اگر نیک نہیں ہوتا کہتا ہے اپنے لوگوں سے، ہائے افسوس تم مجھ کو کہاں لے جاتے ہو۔ اس کی آواز انسان کے علاوہ ہر شے سنتی ہے۔ اگر انسان سن لے بے ہوش ہو جائے۔

(صحیح بخاری)

۸۔نماز جنازہ

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور اس کا انکار کرنے والا کفر میں داخل ہو جاتا ہے نماز جنازہ دراصل دنیا سے رخصت ہونے والے کے لیے اللہ کے حضور اجتماعی دعا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس بندے کے گناہ معاف کرے اور اسے اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ اجتماعی دعا میں ایک بندے کی دعا کی بہ نسبت قبولیت کی زیادہ تاثیر ہوتی ہے۔ کیونکہ جب کچھ مسلمان مل کر اللہ کے حضور کسی کے لیے دعا کرتے ہیں تو اللہ مہربان ہوتا ہے اور التجا کرنے والوں کی دعا قبول فرماتا ہے۔ اس لیے نماز جنازہ میں جتنے زیادہ لوگ شریک ہوں، بہتر ہے۔

نماز جنازہ کے فرائض وسنتیں

نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں

۱۔ چار مرتبہ تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنا۔

۲ قیام کرنا۔ کسی خاص شرعی عذر کے بغیر بیٹھ کر نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔

ان فرائض کے علاوہ جنازہ میں تین امور سنت ہیں:۔

۱۔ اللہ کی حمد وثناء

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔

۳۔ میت کے لیے دعا کرنا۔

شرائط نماز جنازہ

نماز جنازہ میں دو طرح کی شرائط ہیں، ایک نماز جنازہ پڑھنے والے کے متعلق اور دوسری میت کے متعلق، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

مصلّی کے متعلق شرائط

نماز جنازہ پڑھنے والے کے لیے وہی شرائط ہیں جو عام نمازی کے لیے ہیں یعنی نماز جنازہ پڑھنے

والے کا نجاست حکمیہ وحقیقیہ سے پاک ہونا، لباس اور جگہ کا پاک ہونا ستر کا چھپانا، قبلہ کو منہ کرنا، نیت کرنا۔

میت کے متعلق شرائط

جس کے لیے نماز جناہ پڑھی جائے اس کے متعلق شرائط حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ میت کا مسلمان ہونا۔

۲۔ میت کے جسم وکفن کا پاک ہونا۔

۳۔ جنازے کا موجود ہونا

۴۔ جنازے کا زمین پر رکھا ہونا۔

۵۔ جنازہ مصلی کے آگے قبلہ رو ہونا۔

۶۔ میت کا کفن سے چھپا ہونا۔

نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ

نماز جنازہ پڑھنے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھا جائے اور امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو جائے اور دوسرے لوگ امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہو جائیں۔ اگر آدمی زیادہ ہوں تو بہتر یہ ہے تین یا پانچ یا سات صفیں بنائیں۔ صفوں کو سیدھا کیا جائے۔ امام دیکھ کر صفوں کو سیدھا کروائے۔ نیت باندھنے سے پہلے امام کو چاہیئے کہ گناہوں سے مغفرت طلب کرنے کا تصور قائم کرے اپنی موت اور قبر کو یاد کرے اس کے بعد نیت باندھ کر اللہ اکبر کہے۔

مقتدیوں کو چاہیئے کہ اس طرح نیت کریں، نیت کی میں نے نماز جنازہ کی۔ ثناء واسطے اللہ تعالیٰ کے، درود واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دعا واسطے اس حاضر میت کے، منہ قبلہ شریف کی طرف پیچھے اس امام کے اللہ اکبر! امام کو اللہ اکبر بلند آواز سے کہنی چاہیئے۔ مقتدی کو آہستہ آواز سے کہنا چاہیئے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لینا چاہیئے۔ پھر امام اور مقتدی سب آہستہ آہستہ ثناء پڑھیں:۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَآءُكَ وَلَآ اِلٰهَ

غَيْرُكَ.

پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور درود ابراہیمی پڑھیں جو پانچوں وقت کی نمازوں میں پڑھا جاتا ہے۔ پھر امام بلند آواز سے اور مقتدی آہستہ تکبیر کہہ کر آہستہ یہ دعا پڑھیں۔ دعا پڑھنے کے بعد چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیں۔

بالغ مرد اور عورت کی میت کے لیے یہ دعا پڑھنی چاہیے:۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ط

اے اللہ! مغفرت فرما ہمارے زندوں کے لیے اور مردوں کے لیے اور چھوٹوں کے لیے اور بڑوں کے لیے اور مردوں کے لیے اور عورتوں کے لیے۔ اے اللہ جس کو زندہ رکھے تو ہم میں سے اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو موت دے تو ہم میں سے اس کا ایمان پر خاتمہ کر (ابوداؤد)

اگر میت نابالغہ لڑکی کی ہو تو یہ دعا پڑھنی چاہیے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً

ترجمہ: اے اللہ بنا اس لڑکی کو ہمارے لیے پیشرو اور بنا اس کو ہمارے لیے اجر اور ذخیرہ اور بنا اس کو ہمارے لیے سفارش کرنے والی اور سفارش قبول کی گئی۔

جس شخص کو نماز جنازہ کی یہ دعائیں یاد نہ ہوں وہ امام کے پیچھے خاموش رہے صرف چار تکبیریں ہی کہہ لے۔ اس کی نماز ہو جائے گی۔

جنازے کے متعلق شرعی مسائل

نماز جنازہ اس مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے جو پنجگانہ نماز، جمعہ یا عیدین کے لیے بنائی گئی ہو لیکن جو مسجد جنازہ کے لیے بنائی جائے، جسے جنازہ گاہ کہا جاتا ہے۔ اس میں جنازہ پڑھنا درست ہے۔ ایسے ہی بلا اجازت کسی اور کی زمین میں نماز جنازہ پڑھنا اچھا نہیں۔ اگر معلوم ہو کہ زمین والا ناراض ہو گا۔ البتہ کسی پبلک کی جگہ پر جیسے پارک یا گراؤنڈ ہوتی ہے تو وہاں جنازہ پڑھ لینا جائز ہے۔

کچھ حضرات کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا درست ہے ان کی وجہ دلیل یہ ہے کہ رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل اوران کے بھائی سہیل کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی ہے لیکن یادر ہے کہ یہ ایک خاص موقع تھا جس پر نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی۔اس کے علاوہ عام حالات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مسجد نبوی کے علاوہ ایک خاص جگہ جنازہ کے لیے مقرر تھی۔

۱-نماز جنازہ کی امامت

نماز جنازہ کی امامت کا سب سے زیادہ حق دار وصی ہے اس کے بعد نماز جنازہ پڑھانے کا حق اسلامی حکومت کے سربراہ کو ہے۔وہ نہ ہوتو اس کا مقرر کیا ہوا شہر کا حکمران ہے۔وہ نہ ہوتو قاضی نماز پڑھائے۔اس کی عدم موجودگی میں اس کا نائب نماز پڑھائے۔ جہاں وہ بھی نہ ہوتو وہاں ولی کو نماز پڑھانے کا حق حاصل ہے۔ولی میں وہ لوگ شامل ہیں جو میت کے قریبی رشتہ دار یا دور کے رشتہ دار ہوں لیکن اگر رشتہ داروں کی نسبت کوئی امام زیادہ صاحب تقویٰ ہوتو اسے امامت کا حق حاصل ہے۔ اس کے علاوہ ولی جس کو اجازت دے وہ نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے۔

۲-جوتے پہن کر نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں

بعض آدمی جو نماز جنازہ جوتا پہنے ہوئے پڑھ لیتے ہیں ان کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جس جگہ پر کھڑے ہوئے ہوں اور جوتے دونوں پاک ہوں اور اگر جوتا پیر سے نکال دیا جائے اور اس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے' اسی میں احتیاط ہے اور ایسے جوتے جو نیچے سے نجس اور اوپر سے پاک ہوں پہن کر نماز جنازہ پڑھنا اس لئے درست نہیں کہ دوسری نمازوں کی صحت کے لئے جو شرائط ہیں وہی شرائط نماز جنازہ کی صحت کے لیے بھی ہیں۔

اگر زمین پر ظاہری نجاست نہ ہوتو اس پر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے لیکن مذکورہ جوتے پہن کر یا ان پر کھڑے ہو کر درست نہیں (خواہ جوتے ایک تہ کے ہوں یا دو تہ کے) کیونکہ جوتوں کی نجاست یقینی ہے اور زمین کی نجاست میں شک ہے نیز سڑک پر نماز جنازہ پڑھنا فقہاء نے مکروہ تحریمی لکھا ہے۔

ایسی زمین جہاں پہلے گوبر وغیرہ پڑ گیا تھا پھر دھوپ میں سوکھ کر اڑا گیا۔اب صرف اس کا کچھ بھوسہ سا وہاں پڑا ہوا ہے اور زمین پر نجاست کا کچھ اثر باقی نہیں رہا ہے۔وہاں نماز جنازہ درست ہے مگر مذکورہ جوتوں سے درست نہیں۔ ۳-پہلی تکبیر کے بعد ثناء

نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھنی چاہیے کیونکہ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا جس نے دعا کرنے سے پہلے نہ اللہ تعالیٰ کی ثناء اور نہ ہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے نماز جنازہ میں جلدی کی ہے یعنی اسے ثناء اور درود پاک پڑھنا چاہیے تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھنا ضروری ہے کیونکہ بعض حضرات پہلی تکبیر کے بعد سورت فاتحہ پڑھتے ہیں لیکن حنفی مسلک میں ثناء پڑھنا بہتر ہے۔

۳- پہلی تکبیر کے علاوہ نماز جنازہ کی تکبیروں میں رفع یدین نہیں

نماز جنازہ میں سوائے پہلی تکبیر کے رفع یدین نہیں کرنا چاہیے کیونکہ بعض حضرات ہر تکبیر کے ساتھ کانوں تک ہاتھ اٹھاتے ہیں لیکن مسلک اہل سنت کے نزدیک ایسا کرنا درست نہیں۔

۴- زیادہ میتوں کے لیے ایک ہی نماز جنازہ

ایک سے زائد میتوں کی نماز جنازہ اکٹھی بھی پڑھی جا سکتی ہے لیکن ہر میت کی الگ الگ نماز جنازہ پڑھنا زیادہ افضل ہے۔ ایک سے زائد افراد کا جنازہ پڑھنے کے لیے میتوں کو آگے پیچھے رکھ دیا جائے اور سب کا سینہ امام کے مقابل ہو جائے یا تمام جنازوں کو ایک صف میں رکھ دیا جائے اور امام ایک جنازے کے سینے کے پاس کھڑا ہو جائے اس طرح ایک مرتبہ نماز سے سب کی نماز جنازہ ادا ہو جائے گی۔

۵- فاسق اور بدکار کی نماز جنازہ

فاسق اور بدکار آدمی مسلمانی کے زمرے سے خارج نہیں ہوتا اس لیے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی لیکن نیک اور متقی حضرات اس کی نماز جنازہ میں اگر شامل نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

۶- دوبارہ نماز جنازہ

عام طور پر نماز جنازہ دوبارہ نہیں پڑھی جا سکتی لیکن ولی کے سوا کسی ایسے شخص نے نماز پڑھائی جو ورثاء ا

پر مقدم نہ ہو اور وارث نے اسے اجازت بھی نہ دی ہو اور وارث بذات خود بھی جنازہ میں شریک نہ ہوا ہو تو اسے حق حاصل ہے کہ وہ دوبارہ نماز جنازہ پڑھ لے یا کسی سے پڑھوائے اور اس کے ساتھ وہ نماز پڑھیں جنھوں نے پہلی نماز جنازہ نہ پڑھی ہو دفن کرنے کے بعد اسے حق حاصل ہے کہ وہ قبر پر نماز جنازہ پڑھ لے۔

۷۔ جن لوگوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے

وہ لوگ جن کی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے یہ ہیں:۔

۱۔ باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اسی بغاوت میں مارا جائے۔

۲۔ ڈاکو جو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ اس کو غسل دیا جائے نہ ان کی نماز پڑھی جائے مگر جبکہ بادشاہ اسلام نے ان پر قابو پایا اور قتل کیا تو نماز و غسل ہے۔ یا وہ نہ پکڑے گئے نہ مارے گئے بلکہ ویسے ہی مرے تو بھی غسل و نماز ہے۔

۳۔ جو لوگ ناحق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو ان کا تماشا دیکھ رہے تھے اور پتھر آ کر لگا اور مر گئے تو ان کی بھی نماز نہیں۔ ہاں ان کے متفرق ہونے کے بعد مرے تو نماز ہے۔

۴۔ جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے۔

۵۔ شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں۔ اس حالت میں مارے جائیں تو ان کی بھی نماز نہ پڑھی جائے۔

۶۔ جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا اس کی بھی نماز نہیں۔

۷۔ جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اس حالت میں مارا گیا اس کی بھی نماز نہیں۔

۸۔ نماز جنازہ کے بغیر دفن کیے ہوئے کی نماز جنازہ پڑھنا

ایسی میت جس کو جنازہ پڑھانے کے بغیر ہی دفن کر دیا ہو اور اس کی قبر پر مٹی بھی ڈال دی گئی ہو تو ایسی میت کی نماز جنازہ قبر پر ہی پڑھ لی جائے۔ اگر میت کو تازہ ہی دفن کیا ہو اور اس کے پھٹنے کا گمان نہ ہو اور مٹی بھی نہ ڈالی گئی ہو تو اسے قبر سے نکال کر اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور پھر دفن کیا جائے۔

۹-نماز جنازہ میں بلا وجہ تاخیر مکروہ ہے

نماز جنازہ میں بلا وجہ تاخیر مکروہ ہے۔ اگر کوئی شخص جمعہ کے دن فوت ہو جائے اور جمعہ سے پہلے اس کی تجہیز و تکفین ہو سکتی ہو تو پہلے ہی کر لیں اور اس خیال سے روکنا کہ جمعہ کے بعد جنازہ میں زیادہ لوگ شامل ہو جائیں اچھا نہیں کیونکہ احادیث میں تاکید ہے کہ میت کے ساتھ جلدی کی جائے۔

۱۰-فرض نماز کے بعد جنازہ پڑھنا چاہیے

فرض نماز کے وقت اگر کوئی جنازہ آ جائے تو فرض نماز کی جماعت پڑھنے کے بعد جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے۔ نماز عید کے وقت جنازہ آیا تو پہلے عید کی نماز پڑھی جائے۔ پھر نماز جنازہ پڑھی جائے۔

۱۱-جماعت کے ساتھ بعد میں مل کر نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ

اگر کوئی شخص نماز جنازہ کی جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد آئے اور اس سے ایک یا دو تکبیریں رہ جائیں تو اگر یہ شخص تکبیر تحریمہ کے وقت وہاں موجود تھا اور پھر کسی وجہ سے شریک نہ ہوا تو امام کی تکبیر کا انتظار کیے بغیر تکبیر کہہ کر جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر بعد میں آیا تو امام کی تکبیر کا انتظار کرے' جب امام تکبیر کہے اس وقت تکبیر کہہ کر مل جائے اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ ہو جائے گی۔ پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص (دونوں صورتوں میں) مسبوق کی طرح اپنی گئی ہوئی صرف تکبیروں کو ادا کر کے نماز پوری کر لے۔

اگر کوئی شخص چوتھی تکبیر کے بعد پہنچا اور امام نے ابھی سلام نہیں پھیرا ہے تو فوراً مل جائے اور جب تک جنازہ کو اٹھائیں صرف تکبیریں ادا کر لے۔ دعائیں چھوڑ دے نماز ہو جائے گی۔

۱۲-زندہ پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ

مسلمان مرد یا عورت کا بچہ زندہ پیدا ہو یعنی اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کو غسل و کفن دیں گے اور اس کی نماز پڑھیں ورنہ اسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے۔ اس کے لیے غسل و کفن بطریق مسنون نہیں اور نماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے گی۔ یہاں

تک کہ سر جب باہر ہوا تھا تو اس وقت چیختا تھا مگر اکثر حصہ نکلنے سے پہلے مر گیا تو نماز نہ پڑھی جائے۔ اکثر کی مقدار یہ ہے کہ سر کی جانب سے ہو تو سینہ تک اکثر ہے اور پاؤں کی جانب سے ہو تو کمر تک۔

بچہ کی ماں یا جنائی نے زندہ پیدا ہونے کی شہادت دی تو اس کی نماز پڑھی جائے مگر وراثت کے بارے میں ان کی گواہی نامعتبر ہے یعنی بچہ اپنے باپ فوت شدہ کا وارث نہیں قرار دیا جائے گا نہ بچہ کی وارث اس کی ماں ہوگی۔ یہ اس وقت ہے کہ خود باہر نکلا اور کسی نے حاملہ کے شکم پر ضرب لگائی کہ بچہ مرا ہوا باہر نکلا تو وارث ہوگا اور وارث بنائے گا۔

۹۔ دفن کے مسائل

مردے کو زمین کے سپرد کرنے کو دفن کہا جاتا ہے۔ اسلام کا یہ طریقہ دوسرے مذاہب سے منفرد اور عمدہ ہے۔ شرعاً جس طرح کی میت کے لیے غسل، کفن اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہے ایسے ہی دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے اور اس فرض کے متعلقہ مسائل مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ قبر بنانا

میت کو دفن کرنے کے لیے قبر بنانا ضروری ہے۔ لہٰذا قبر کی لمبائی میت کے قد کے مطابق ہونی چاہیے۔ گہرائی اور چوڑائی نصف قد کے مطابق ہونی چاہیے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ گہرائی بھی قد جتنی ہو۔ سیدھی قبر کی بجائے بغلی قبر زیادہ بہتر ہے۔ ہاں اگر زمین زیادہ نرم ہو اور قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے بلکہ صندوقی قبر کھودی جائے۔ بغلی قبر میں میت رکھنے کی جگہ قبلہ کی دیوار کے ساتھ بنائی جاتی ہے۔ دونوں طرح ہی قبر کھودنا درست ہے لیکن لحد کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد والی قبر تیار کی گئی تھی۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ شریف میں دو آدمی تھے جو قبریں کھودا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک لحد بناتا تھا، دوسرا صندوقی قبر کھودا کرتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ ان دونوں میں سے جو پہلے آ گیا وہ اپنا کام کرے گا۔ لہٰذا لحد بنانے والا پہلے آ گیا چنانچہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد یعنی بغلی قبر تیار کی اور اس میں آپ کو دفن کیا گیا بعد میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے وصال پر ان کی قبریں بھی بغلی بنائی گئیں۔

۲۔ کچی قبر بنانا سنت ہے

قبر شرعاً کچی بنانے کا حکم ہے لیکن آبادی کی زیادتی یا کسی اور وجہ سے پختہ بنانے میں کوئی حرج نہیں جہاں مٹی اتنی نرم ہو کہ بمشکل کھودی جائے تو وہاں پختہ قبر بنا لینا جائز ہے لیکن کچی قبر بہر صورت افضل ہے۔ قبر کو کھلا اور کشادہ بنانا چاہیے جس میں آسانی سے میت رکھنے کی گنجائش ہو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ قبریں فراخ کھودو۔

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن فرمایا۔ فراخ قبر کھودو اور گہرا کرو اور اچھا کرو اور دو دو اور تین تین ایک قبر میں دفن کرو اور آگے اس کو رکھو جس کو قرآن زیادہ یاد ہو۔

۳۔ قبر میں اتارتے وقت کیا پڑھنا چاہیے

میت کو قبر میں اتارتے وقت جنازے کو قبر سے قبلے کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو ہو کر میت کو اتاریں اور کلمہ شہادت پڑھیں۔ اس کے ساتھ ہی میت کو قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہنا مستحب ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت میت کو قبر میں داخل کرتے' فرماتے ''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے موافق'' اور ایک روایت میں ہے ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر رکھتا ہوں۔''
(جامع ترمذی)

۴۔ تابوت میں دفن کرنا

لکڑی کے صندوق کو تابوت کہا جاتا ہے اس میں میت کو رکھ کر دفن کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں اور خاص کر جہاں مٹی تر ہو یا زیادہ نرم ہو تو تابوت میں میت کو رکھ کر دفن کرنا بہتر ہے۔ جب کسی کو ایک مقام پر امانتاً دفن کر کے بعد میں وہاں سے نکال کر کہیں اور دفن کرنے کا ارادہ ہو تو اس صورت میں تابوت میں دفن کرنا بہت بہتر ہے کیونکہ تابوت کو دوبارہ دفن کرنے میں آسانی رہتی ہے۔ تابوت لکڑی کا ہونا چاہیے

لوہے کی چادر کا درست نہیں۔

۵۔ میت کو قبر میں اتارنا

میت کو قبر میں اتارنے کے لیے بقدر ضرورت چند آدمی قبر میں داخل ہو سکتے ہیں۔ نیک اور متقی آدمیوں کا قبر میں داخل ہونا زیادہ بہتر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر مبارک میں رکھنے کے لیے چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبر میں اُترے تھے۔

عورت کی قبر میں اس کے شوہر یا محرم آدمیوں کو اترنا چاہیے۔ اگر وہ نہ اتریں تو پھر نیک اور عمر رسیدہ لوگوں کو اترنا چاہیے۔

میت کو قبر میں رکھنے کے بعد داہنے پہلو پر قبلہ رخ کر دینا مسنون ہے اور اگر ایسا کیے بغیر قبر کو بند کر دیا ہو تو اب غلطی کی تلافی کے لیے قبر کو دوبارہ نہیں کھولنا چاہیے۔ قبر میں اترتے وقت آداب کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو دفن کرنے کے وقت حاضر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کو دیکھا وہ آنسو بہاتی تھیں۔ فرمایا تم میں سے کوئی ہے جس نے آج رات اپنی بیوی سے صحبت نہ کی ہو۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو قبر میں اتر، پس وہ اترے۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث پاک سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ قبر میں پاکیزہ اور متقی پرہیز گار آدمی کا اترنا زیادہ موزوں ہے

۶۔ عورت کے لیے پردہ کرنا

عورت کی میت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کرنا چاہیے اور پھر قبر میں لٹا کر قبلہ رخ کر کے کفن کو سر کی طرف سے کھول دینا چاہیے۔ جب لحد کو اوپر سے ڈھانپ دیا جائے تو پردہ ہٹا لینا چاہیے اگر رات کے وقت عورت کو دفن کیا جائے پھر پردہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ رات کی تاریکی ہی پردے کا کام دے جاتی ہے۔

۷۔قبر پر مٹی ڈالنا

حاضرین جنازہ میں سے ہر ایک کے لیے مستحب یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے لپ بھر کر مٹی تین بار قبر کے اوپر ڈالیں کیونکہ قبر پر تین بار دونوں ہاتھوں سے مٹی ڈالنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں میں سے ہے۔مٹی ڈالنے کی ابتداء سرہانے سے کرنی چاہیے اور مٹی ڈالتے وقت پہلی لپ پر مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری پر فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری پر وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی کہنا چاہیے۔قبر پر مٹی ڈالنے کا جواز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے:۔

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لپیں دونوں ہاتھوں سے بھر کر مٹی کی قبر پر ڈالیں اور اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر سنگریزے رکھے۔(شرح السنۃ)

قبر کو ایک بالشت اونچا رکھنا مستحب ہے اور مٹی کی اونچائی کو اونٹ کی کوہان کی طرح ابھرا ہوا رکھنا چاہیے کیونکہ چپٹی قبر بنانا مکروہ ہے۔قبر پر مٹی سے لپائی کرنا جائز ہے۔

۸۔دفن کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا

دفن کرنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا گیا اور اس کا ثبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث میں ہے:۔

اسی (حضرت جابر رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا گیا اور بلال رضی اللہ عنہ بن رباح نے پانی چھڑکا مشکیزہ کے ساتھ' سر کی جانب سے شروع کیا یہاں تک کہ پاؤں تک پہنچا۔(سنن بیہقی)

پانی چھڑکنے کا طریقہ یہ ہے کہ سر کی جانب سے چھڑکنا شروع کیا جائے اور پاؤں تک چھڑک کر ختم کیا جائے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی پانی چھڑکا تھا۔

۹۔ مردے کی ہڈی توڑنے کی ممانعت

مرنے کے بعد کسی مردے کی ہڈی نہ توڑی جائے بلکہ یہاں تک احتیاط کرنی چاہیے کہ قبر کھودتے ہوئے اگر کسی دوسرے مردے کی ہڈی نکل آئے تو اسے کسی جگہ یا قبر ہی میں دبا دیا جائے چونکہ ہڈی توڑنے سے منع کیا گیا ہے اس لیے مردہ کی ہڈی کو توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کی مانند قرار دیا گیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مردے کی ہڈی کو توڑنا زندہ کی ہڈی کو توڑنے کی مانند ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

۱۰۔ قبر پر نشان لگانا

قبر پر کسی چیز سے یا پتھر سے نشان لگانا جائز ہے تاکہ قبر یاد رہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی قبر پر خود پتھر رکھ کر نشان قائم کیا۔

حضرت مطلب بن ابی وداعہ سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے ان کا جنازہ نکالا گیا اور دفن کیے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو پتھر لانے کا حکم دیا وہ اس کو اٹھا نہ سکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف کھڑے ہوئے اپنی آستینیں چڑھائیں۔ مطلب نے کہا کہ جس نے مجھ سے حدیث بیان کی اس نے کہا کہ گویا میں آپ کے بازوؤں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آستینیں چڑھائی پھر اس کو اٹھایا اور اس کے سر کے پاس رکھا اور فرمایا میں نے اپنے بھائی کی قبر پر نشان لگایا ہے اور میں اپنے اہل میں سے جو فوت ہوگا اس کے پاس دفن کروں گا۔ (سنن ابوداؤد)

۱۱۔ قبر پر ہری شاخ لگانا

قبر پر ہری شاخ لگانا جائز ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ کھجور کی ایک تازہ شاخ لی' اور درمیان سے اس کے دو حصے کیے اور پھر دو قبروں پر لگا دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں گی' میت کے عذاب میں تخفیف رہے گی کیونکہ یہ دونوں عذاب میں مبتلا تھے۔ ایک کو پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے اور دوسرے کو چغلی کرنے کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔ اس سے معلوم ہوا

کہ قبر پر کسی درخت کی شاخ وغیرہ لگا دینا جائز ہے۔

۱۲۔ دفن کے بعد قبر پر بیٹھنا

دفن کرنے کے بعد سب لوگوں کو چاہیے کہ کھڑے ہو کر دعا کریں اور اللہ کے حضور میت کی مغفرت کی دعا کریں۔ اس کے بعد اگر کوئی چاہے تو قبر کے قریب بیٹھ جائے اور تلاوت قرآن پاک کرے۔ یا اللہ کا ذکر کرے تا کہ مرنے والے کے سوال و جواب میں آسانی ہو۔ اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث یہ ہیں:۔

ا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جس وقت ایک تمہارا مرے اس کو بند نہ رکھو اور جلد اس کو قبر کی طرف لے جاؤ اور اس کے سر کے پاس سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات اور پاؤں کے پاس سورہ بقرہ کی آخری آیات پڑھی جائیں۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں اور کہا صحیح بات یہ ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے۔

۲۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کو کہا جبکہ وہ نزع کی حالت میں تھے، جس وقت میں میں مر جاؤں میرے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی نہ جائے اور نہ آگ، جس وقت مجھ کو دفن کرو مجھ پر مٹی آہستہ ڈالنا۔ پھر میری قبر کے گرد کھڑے رہو اتنا عرصہ کہ اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جائے تا کہ تمہاری وجہ سے میں آرام پکڑوں اور میں جان لوں کہ اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (مسلم شریف)

۱۳۔ قبر پر سونے اور بیٹھنے کی ممانعت

قبر پر بیٹھنا، سونا چلنا یا پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اس سے گزرنا جائز ہے خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو۔ اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے مگر قبروں میں سے گزرنا پڑے گا تو وہاں تک جانا منع ہے۔ دور ہی سے فاتحہ پڑھ دے۔ قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے۔ ایک شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جوتیاں پہنے دیکھا۔ فرمایا جوتیاں اتار دے نہ قبر والے کو ایذا دے نہ وہ تجھے ایذا دیں۔

۱۴۔ قبر پر تلاوت کرنا جائز ہے

قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے حافظ مقرر کرنا جائز ہے یعنی جبکہ پڑھنے والے اجرت پر نہ پڑھتے ہوں کہ اجرت پر قرآن مجید پڑھنا اور پڑھوانا ناجائز ہے۔ خود پڑھے تو زیادہ بہتر ہے۔

۱۵۔ کوئی بابرکت تحریر قبر میں رکھنا یا کلمہ لکھنا

شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں بلکہ درمختار میں کفن پر عہد نامہ لکھنے کو جائز کہا گیا ہے اور فرمایا کہ اس سے مغفرت کی امید ہے اور میت کے سینہ اور پیشانی پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھنا جائز ہے۔ ایک شخص نے اس کی وصیت کی تھی، انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھ دی گئی۔ پھر کسی نے انہیں خواب میں دیکھا، حال پوچھا، کہا جب میں قبر میں رکھا گیا، عذاب کے فرشتے آئے، فرشتوں نے جب پیشانی پر بسم اللہ شریف دیکھی، کہا تو عذاب سے بچ گیا۔ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں اور سینے پر کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ. مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں، روشنائی سے نہ لکھیں۔

۱۶۔ تلقین میت

مردے کو دفن کرنے کے بعد تلقین کرنا مسنون ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی مر جائے اور اسے قبر میں دفن کر کے مٹی ڈال دی جائے تو تم میں سے کوئی اس کے سرہانے کھڑے ہو کر کہے۔ "اے فلاں بن فلاں! بے شک وہ سنتا ہے جواب نہیں دے سکتا، پھر کہے اے فلاں بن فلاں! جب دوسری مرتبہ آواز دے گا تو مردہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا پھر تیسری بار بھی اسی طرح مخاطب کرے۔ اس وقت میت کہتی ہے "اے خدا کے بندے! اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے ہمیں راہ راست دکھاؤ، لیکن تم سن نہیں سکتے۔" پھر تلقین کہنے والا کہے" تو جس کلمہ پر دنیا سے نکلا تھا اس کو یاد کر۔ تو شہادت دیتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور تو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا۔ اس وقت منکر نکیر کہتے ہیں کہ اس کو مدلل اور

مکمل جواب بتادیا گیا ہے ہم اس کے پاس بیٹھ کر کیا کریں۔“

کسی شخص نے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر کسی شخص کی والدہ کا نام معلوم نہ ہو تو کس طرح اس کو پکاریں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو حضرت حوا علیہ السلام کی طرف منسوب کردے۔ تلقین کرنے والا شخص اگر چاہے تو اس میں یہ بھی اضافہ کرسکتا ہے کہ ”تو مسلمان کے بھائی ہونے اور کعبہ کے قبلہ ہونے پر راضی تھا۔“ (یعنی تو نے اس کا بھی اقرار کیا تھا) تو اس اضافہ سے کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح تلقین میں دوسرے شعائر اسلام کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے۔

۱۰۔ زیارت قبور کا بیان

قبروں کی زیارت کے لیے جانا سنت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ہفتہ میں ایک دن زیارت کرنا بہت بہتر ہے اور اس کے لیے سب سے افضل جمعہ کا دن اور صبح کا وقت ہے۔ اولیاء کے مزارات پر دور دراز سے سفر کر کے جانا بھی دُرست ہے، اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی زیارت کرنے والے کو دنیاوی فیوض وبرکات سے نوازتا ہے۔ اور اگر مزاروں پر جہالت کی وجہ سے خلاف شرع کوئی بات ہو جیسے عورتوں کا سامنا یا گانا بجانا وغیرہ تو اس کی وجہ سے زیارت نہ چھوڑی جائے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا بلکہ اسے براجانے اور ممکن ہو تو بری بات کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔

ا۔ قبرستان میں داخلے کا طریقہ

قبرستان میں بڑے عجز اور خاموشی سے داخل ہونا چاہئے اور دل میں خوف الٰہی کو مدنظر رکھنا چاہئے اور اس بات کو تازہ کرنا چاہئے کہ اے بندے ایک دن تو بھی ان کے ساتھ آکر مل جائیگا اس لئے اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ یادالٰہی میں مشغول رکھے اور نیک اعمال کرنے کی طرف مائل کرے۔ کیونکہ قبرستان میں جانے سے موت یاد آتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قبرستان میں جاتے تو اہل قبور کو سلام کہتے۔ اس لئے قبرستان میں داخلے کے وقت مندرجہ ذیل احادیث کے الفاظ کے مطابق اہل قبور کو سلام کہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

ا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قبرستان

میں تشریف لے گئے تو قبروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ.

اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو اللہ تعالیٰ ہماری اور تمھاری مغفرت فرمائے۔ تم ہم پر سبقت لے گئے ہم بعد میں آنے والوں میں سے ہیں۔ (ترمذی شریف)

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.

۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قبرستان کی حاضری کے آداب کی تعلیم دیتے اور یہ فرماتے جب تم قبرستان جاؤ تو یہ کلمات کہو۔ اس بستی کے مومن اور مسلمان رہنے والو! تم پر سلامتی ہو۔ بیشک اللہ نے چاہا تو ہم بھی عنقریب تم سے ملاقات کرتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمھارے لئے عافیت کے طالب ہیں۔ (مسلم شریف)

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کس طرح اس مفہوم کو ادا کروں۔ مجھے آپ زیارت قبر کے بارے میں رہنمائی فرمائیں، تب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم زیارت قبر کے وقت یہ کلمات کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ.

اے بستی کے مومن اور مسلمان رہنے والو، خداوند ہم میں سے پیشرووں اور پیچھے رہنے والوں کی مغفرت فرمائے اور بیشک اگر اللہ نے چاہا تو ہم عنقریب تم سے ملنے والے ہیں۔ (مسلم شریف)

۲۔ زیارت قبور کی اجازت

شروع شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قبرستان میں زیارت قبور کی غرض سے جانے کے لئے منع فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ ابتدائی دور میں قبروں پر جانے سے پوجا کا خطرہ تھا لیکن جس مسلمانوں کے ایمان اللہ کی توحید پر حد درجہ کے مستحکم ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو چند امور کی اجازت عنایت فرمائی جن میں قبروں کی زیارت بھی تھی۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ وَعَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَالَكُمْ نَهَيْتُكُمْ وَعَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَآءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمھیں زیارت قبور سے منع فرمایا تھا لیکن اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ میں نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا اب جب تک اور جتنا چاہو ذخیرہ کر سکتے ہو۔ میں نے تمھیں نبیذ، مشکیزہ کے علاوہ ہر کسی برتن میں پینے سے منع فرمایا تھا اور تم سب برتنوں سے پی سکتے ہو بشرطیکہ وہ نشہ آور نہ ہوں۔ (مسلم)

ایک اللہ کے بندے کا قول ہے کہ قبرستان میں جانا مستحب ہے کیونکہ قبرستان میں جا کر قبروں کو دیکھنے سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ موت یاد آتی ہے اور دل دماغ میں یہ عقیدہ راسخ ہو جاتا ہے کہ دنیا فانی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے پہلے تمھیں قبروں پر جانے سے منع فرمایا تھا مگر اب تم قبروں پر جایا کرو کیونکہ قبروں پر جانا بے رغبتی پیدا کرتا ہے اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

۳۔ والدین کی قبروں پر جانے کا حکم

والدین کی قبروں پر جا کر ان کے لئے دعائے استغفار کرنا ان کے لئے ایصال ثواب کرنا فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ اگر کوئی عذاب میں مبتلا ہو تو اولاد جب قبر پر جا کر ایصال ثواب کرتی ہے تو اسکے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے اور اگر کوئی راحت میں ہو تو اسے مزید راحت میسر آتی ہے۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جب وہ دنیا سے رخصت ہو جائیں تو پھر ان کی قبر پر جا کر قرآن خوانی کر کے ان کی روح کو بخشا جائے۔ یہ بات ان کے لئے سودمند ثابت ہوگی۔ لہٰذا نیک اولاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہفتہ میں ایک بار ضرور اپنے والد اور والدہ کی قبر کی زیارت کیلئے جائے اور انکے لئے مغفرت کی دعا کرے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانَ يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَلَهٗ وَكُتِبَ بَرًّا.

حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک الفاظ حدیث کو پہنچاتے ہوئے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن والدین کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اسکی مغفرت کردی جاتی ہے اور اس کا نام نیکو کاروں میں لکھا جاتا ہے۔(سنن بیہقی)

طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ خدا جنت میں ایک نیک بندے کا مرتبہ بلند فرماتا ہے تو وہ بندہ پوچھتا ہے، اے پروردگار! مجھے یہ مرتبہ کہاں سے ملا۔ خدا فرماتا ہے تیرے لڑکے کی وجہ سے کہ وہ تیرے لئے استغفار کرتا رہا۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب آدمی فوت ہوجاتا ہے تو اس کے سب عمل منقطع ہوجاتے ہیں سوائے تین اعمال کے۔ صدقہ جاریہ، علم نافع اور نیک اولاد جو والدین کے لئے دعا کرتی رہتی ہے۔
(شرح الصدور)

۴۔ زیارت قبور کا طریقہ

زیارت قبور کا طریقہ یہ ہے کہ قبرستان میں ادب کے ساتھ داخل ہوکر جس قبر پر آپ جانا چاہیں جائیں راستے کے ذریعے جائیں۔ قبروں پر سے گزرنے سے پرہیز کریں اور نہ کسی قبر پر پاؤں آنے دیں اور جب مطلوبہ قبر پر پہنچ جائیں تو اسکے پائنتی جانب سے ہوکر منہ کی طرف ہوجائیں اور اس سے اتنے فاصلے پر بیٹھ جائیں جتنا کہ زندگی میں بیٹھا کرتے تھے بزرگوں کا کہنا ہے کہ سرہانے کی طرف سے نہ آئیں کہ میت کے لئے باعث ازار بنتا ہے۔ یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آیا ہے۔ اس کے بعد سلام کہیں اس کے بعد قرآن پاک کی جتنی تلاوت کرنی چاہیں۔ اس کے بعد اس کا ثواب صاحب قبر کی روح کو بخشیں۔

عام دنوں کی نسبت جمعہ کے دن جانا زیادہ بہتر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ چار دن یعنی پیر، جمعرات، جمعہ اور ہفتہ زیارت کے لئے بہتر ہیں۔ جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ افضل ہے۔ ہفتہ کے دن طلوع آفتاب تک اور جمعرات کو دن کے اول وقت یا پچھلے وقت میں پیر کے روز رات کے پچھلے پہر میں، متبرک راتوں میں یعنی شب برأت، شب قدر، عیدین کے دن اور عشرہ ذالحجہ میں زیارت قبور بہتر ہے۔

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ اِلَی الْبَقِیْعِ فَیَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاَتَاکُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ الْبَقِیْعِ الْغَرْقَدِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے یہاں تشریف آوری کی باری ہوتی تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصہ میں قبرستان تشریف لے جاتے اور وہاں یہ کلمات فرماتے "اس بستی کی ایماندار قوم! تم پر سلامتی ہو۔ تمھیں وہ چیز مل گئی جس کا تم سے کل تک کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اور تمھیں مہلت دی گئی تھی۔ اور ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ خداوندا! بقیع غرقد کے مومنین کی مغفرت فرما۔ (مسلم شریف)

۵۔ قبروں پر بیٹھنے کی مذمت

قبرستان میں از حد احتیاط کرنی چاہئے کہ کسی قبر پر نہ بیٹھے کیونکہ قبر پر بیٹھنے سے گناہ ہوگا اگر بیٹھنا پڑے تو ایسی زمین پر بیٹھ جائیں جہاں قبر نہ ہو اگر کسی قبر کے ساتھ کوئی چبوترہ وغیرہ ہو اس پر بیٹھنے میں ہرج نہیں۔ میں نے کئی مرتبہ دیکھا ہے کہ قبرستان میں جب لوگ کسی میت کو دفن کرنے جاتے ہیں تو لوگ قبر پر بیٹھنے سے گریز نہیں کرتے اور اگر کسی سے نہ بیٹھنے کے لئے کہا جائے تو بڑے آرام سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے بھی تو مر کر مٹی ہی میں جانا ہے۔ یہ کوئی دلیل نہیں بلکہ قبرستان میں ادب کو ملحوظ خاطر رکھنا انجام بخیر کی دلیل ہے۔

بعض لوگ قبرستانوں میں جا کر نشہ کرتے ہیں یا جوا وغیرہ کھیلتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت ہی برے ہیں کہ انھیں موت کے پاس جا کر بھی برائی نہیں بھولتی۔ ایسے ہی بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ قبرستان میں جا کر دنیا کی اچھی بڑی باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کسی کی غیبت کرنے سے بھی باز نہیں آتے تو اس طرح کے خلاف شرع کام قبرستان میں منع ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ حَتّٰی تُحْرِقَ ثِیَابَہٗ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص آگ کی چنگاری پر بیٹھے حتیٰ کہ اس کے کپڑے جل جائیں تو یہ قبروں پر

بیٹھنے سے بہتر ہے۔ (نسائی شریف)

ایسے ہی قبر کے ساتھ تکیہ لگانے سے منع فرمایا گیا ہے تا کہ روح کو اذیت نہ ہو۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ قَالَ رَاٰنِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِاءً عَلٰى قَبْرٍ فَقَالَ لَا تُؤْذِ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ اَوْلَا تُؤْذِهٖ.

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ قبر پر تکیہ لگائے دیکھ کر فرمایا کہ صاحب قبر کو اذیت نہ دو۔ (احمد)

۶۔ قبر پر عورتوں کے جانے کا مسئلہ

عورتوں کے لئے بعض علماء نے زیارت قبور کو جائز قرار دیا ہے۔ درمختار نے یہی قول اختیار کیا۔ مگر عزیزوں کی قبور پر جائیں گی تو جزع وفزع کریں گی لہٰذا ممنوع ہے اور صالحین کی قبور پر برکت کے لئے جائیں تو بوڑھیوں کے لئے حرج نہیں اگر کوئی عورت اپنے ماں باپ، بہن بھائی یا اولاد کی قبر پر چلی جائے اور وہاں آداب کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن پاک پڑھ کر ایصال ثواب بھی کرلے مگر بہتر تو یہ ہے کہ قبرستان کے باہر ہی کھڑی ہو کر ایصال ثواب کرلے۔ عورتوں کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت جائز ہے

۷۔ صاحب قبر کے ادب کو ملحوظ خاطر رکھنے کی تاکید

قبر پر جا کر صاحب قبر کی عزت اور ادب کو اسی طرح ملحوظ خاطر رکھیں جس طرح اس کی زندگی میں رکھتے تھے لہٰذا وہاں کوئی ہنسی یا مذاق والی بات نہیں کرنی چاہئے یعنی سنجیدگی اختیار کرنی چاہئے اور نہ ہی کوئی تحقیر آمیز فعل کرنا چاہئے جو مومن کے اکرام وشرف کے منافی ہو اس ادب کی سند حضرت عائشہؓ کی یہ روایت ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِیَ الَّذِیْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّیْ وَاضِعٌ ثَوْبِیْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِیْ وَاَبِیْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهٗ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَیَّ ثِيَابِیْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب میں اپنے حجرہ میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔ آتی تو اپنی اوڑھنی اتار کر رکھ دیتی تھی اور یہ کہتی کہ یہاں میرے شوہر اور

میرے والد آرام فرمای ہیں لیکن جب وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن کئے گئے تو خدا کی قسم! میں اپنے کپڑوں ک سمیٹ کر چادر سے خوب ڈھک کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے ہوئے حجرہ میں آتی ہوں۔

بعض لوگ بظاہر دنیا سے کنارہ کش ہوکر قبرستانوں میں ڈیرہ لگا لیتے ہیں اور وہاں رہائش اختیار کر لیتے ہیں۔ علماء نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ قبرستان کی زمین کو ذاتی استعمال میں لانا درست نہیں کیونکہ قبرستان میں رہائش اختیار کرنے سے قبروں کا ادب ملحوظ خاطر نہیں رہتا۔

۸۔ قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت

قبرستان میں یا کسی اور مقام پر قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا منع ہے۔ یعنی اگر قبرستان میں کوئی جگہ خالی ہو اور آپ اس پر نماز پڑھنا چاہیں تو دیکھ لیں کہ اس کے آگے قبر نہیں۔ کیونکہ اگر آگے قبر ہوگی تو نماز نہیں ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبرستان کے درمیان میں جہاں قبریں ہوں نماز نہ پڑھیں البتہ قبرستان کے ساتھ اگر کوئی علیحدہ جگہ صرف نماز کے لئے بنائی گئی ہو۔ جس کے اردگرد اتنی اونچی چار دیواری ہو جس سے آگے، دائیں اور بائیں کی قبریں نظر نہ آتی ہوں تو وہاں نماز پڑھ لینا درست ہے۔

عَنْ اَبِیْ مَرْثَدٍ کَنَّازِبْنِ الْحُصَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُصَلُّوْا اِلَی الْقُبُوْرِ وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَیْھَا۔

حضرت ابو مرثد کناز بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ نہ قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔ (مسلم شریف)

۹۔ قبرستان کو مٹا کر مسجد بنانے کی ممانعت

قبروں کے اوپر یا ان کو مٹا کر ان کے اوپر مسجد بنانا منع ہے اگر کوئی قبرستان یا قبر خود بخود زمانے کے نشیب وفراز کی وجہ سے مٹ گئی اور وہاں قبر معلوم نہ ہو تو اس پر مسجد بنا سکتے ہیں کیونکہ اس کا حکم عام زمین کے ضمن میں آجائے گا خود قبروں کو مسمار کر کے یا ان کے اوپر چھت ڈال کر مسجد بنانا خلاف شرع ہے اور ایسا کرنا باعث ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے اوپر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَرْضُ کُلُّهَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَ الْحَمَّامَ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری دنیا سجدہ گاہ ہے سوائے مقبرے اور غسل خانے کے۔ (ابوداؤد، ترمذی، دارمی)

اس حدیث سے یہ بات عیاں ہے کہ قبر کے اوپر سجدہ گاہ نہیں بنائی جاسکتی، ایسے ہی ابوداؤد کی ایک روایت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو مسجد بنا لینے پر لعنت فرمائی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّصَلّٰی فِیْ سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِی الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِیْقِ وَفِی الْحَمَّامِ وَ فِیْ مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَیْتِ اللّٰهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (۱) کوڑا گھر (۲) قربان گاہ (۳) مقبرہ (۴) چوراہے (۵) غسل خانے (۶) اونٹوں کے باندھنے کی جگہ (۷) اور خانہ کعبہ کی چھت پر (ترمذی، ابن ماجہ)

۱۰۔ قبرستان کے آداب

جس طرح شریعت کی رُو سے قبروں پر بیٹھنا منع ہے۔ ایسے ہی ان پر سونا اور ان کے ساتھ ٹیک لگانا بھی آداب کے خلاف ہے۔ قبروں کے اوپر سے پھلانگنا بھی ناجائز ہے کیونکہ بعض لوگوں کا یہ طریقہ ہوتا ہے کہ وہ قبرستان میں اپنے کسی عزیز وغیرہ کی قبر تک پہنچنے کے لئے درمیان کی قبروں کو بلا تکلف روندتے ہوئے چلتے ہیں بلکہ قبروں کو پھلانگنے میں یہ بات انتہائی غلط ہے۔ لہٰذا قبروں پر پاؤں رکھنے سے ہر ممکن بچنا چاہیے۔

قبرستان میں استنجاء کرنا بہت ہی قابل مذمت فعل ہے۔ بعض قبرستانوں میں درخت وغیرہ لگے ہوتے ہیں تو انھیں کاٹنا نہیں چاہیے۔ گری ہوئی قبر کو درست کرنا بہتر ہے تاکہ قبر کا نشان باقی رہے۔ قبر کے تعویذ کو زمین سے ایک بالشت اونچا بنانا سنت ہے کسی قبر کو پاؤں سے ٹھوکر نہیں لگانی چاہیے۔ قبر پر قبر کھودنے سے گریز کرنا چاہیے۔ اگر قبر کھودتے وقت کسی پہلے مردے کی ہڈیاں نکل آئیں تو انھیں کسی مقام پر دفن کردینا چاہیے۔ قبرستان کو چراگاہ نہیں بنانا چاہیے۔ قبر کو مردہ خور جانوروں اور کتوں سے محفوظ

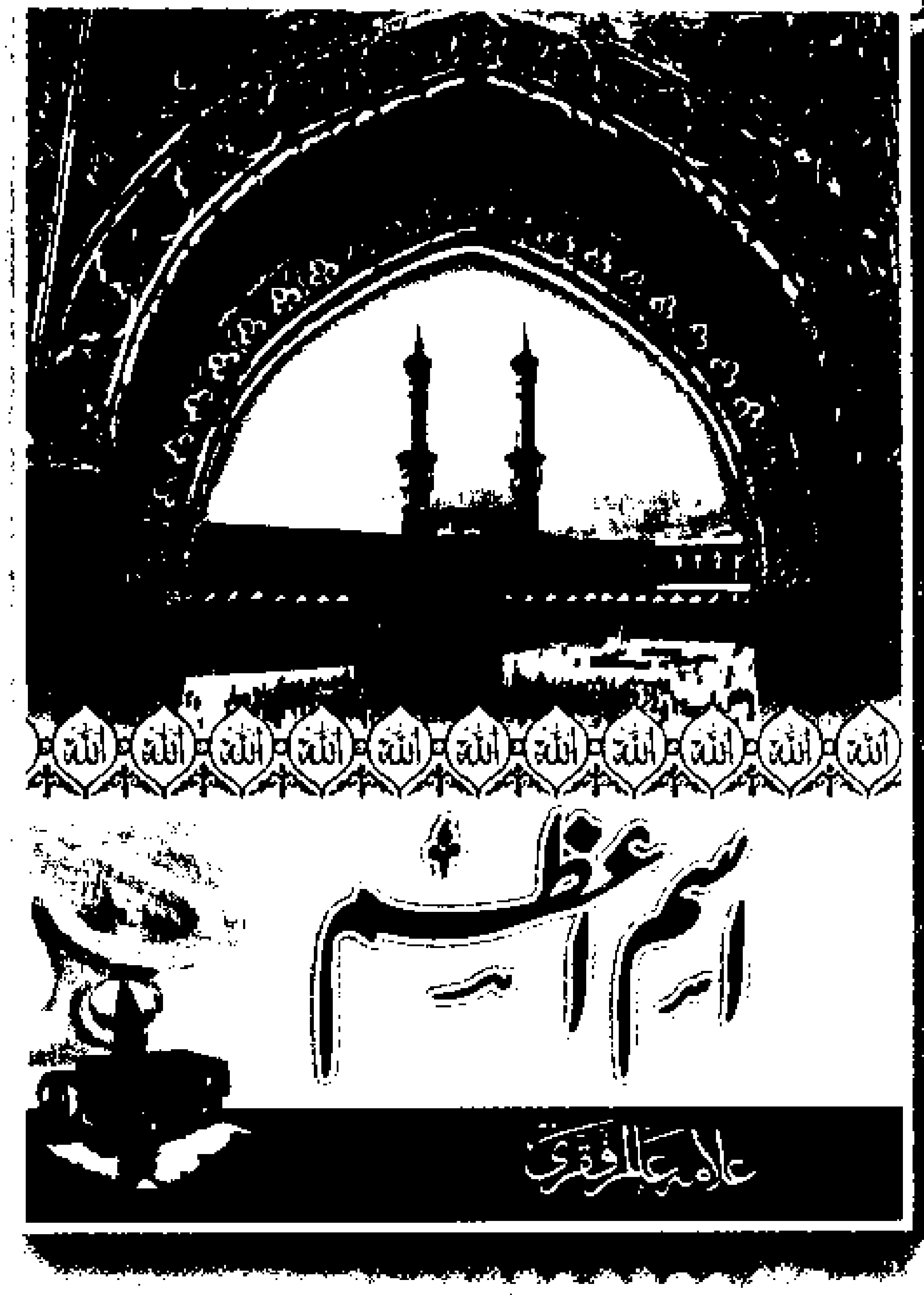
کرنا چاہئے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر لحاظ سے مردہ کی تحقیر کی ممانعت فرمائی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَسْرُ عَظْمِ الْمَیِّتِ کَکَسْرِہٖ حَیًّا۔

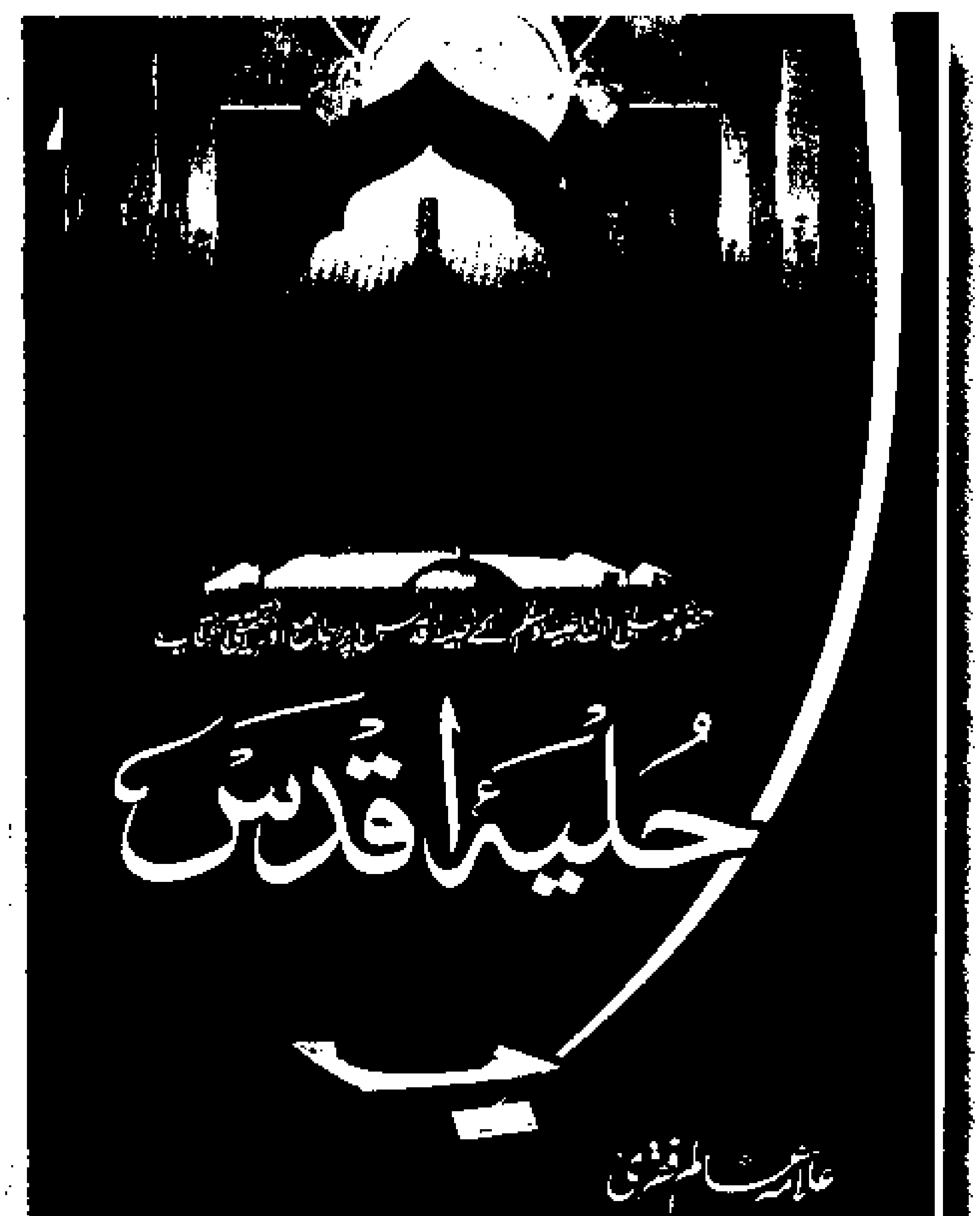
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردہ کی ہڈی کو توڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ زندہ شخص کی ہڈی کو توڑنا۔ (مالک، ابوداؤد، ابن ماجہ)

تمت بالخیر

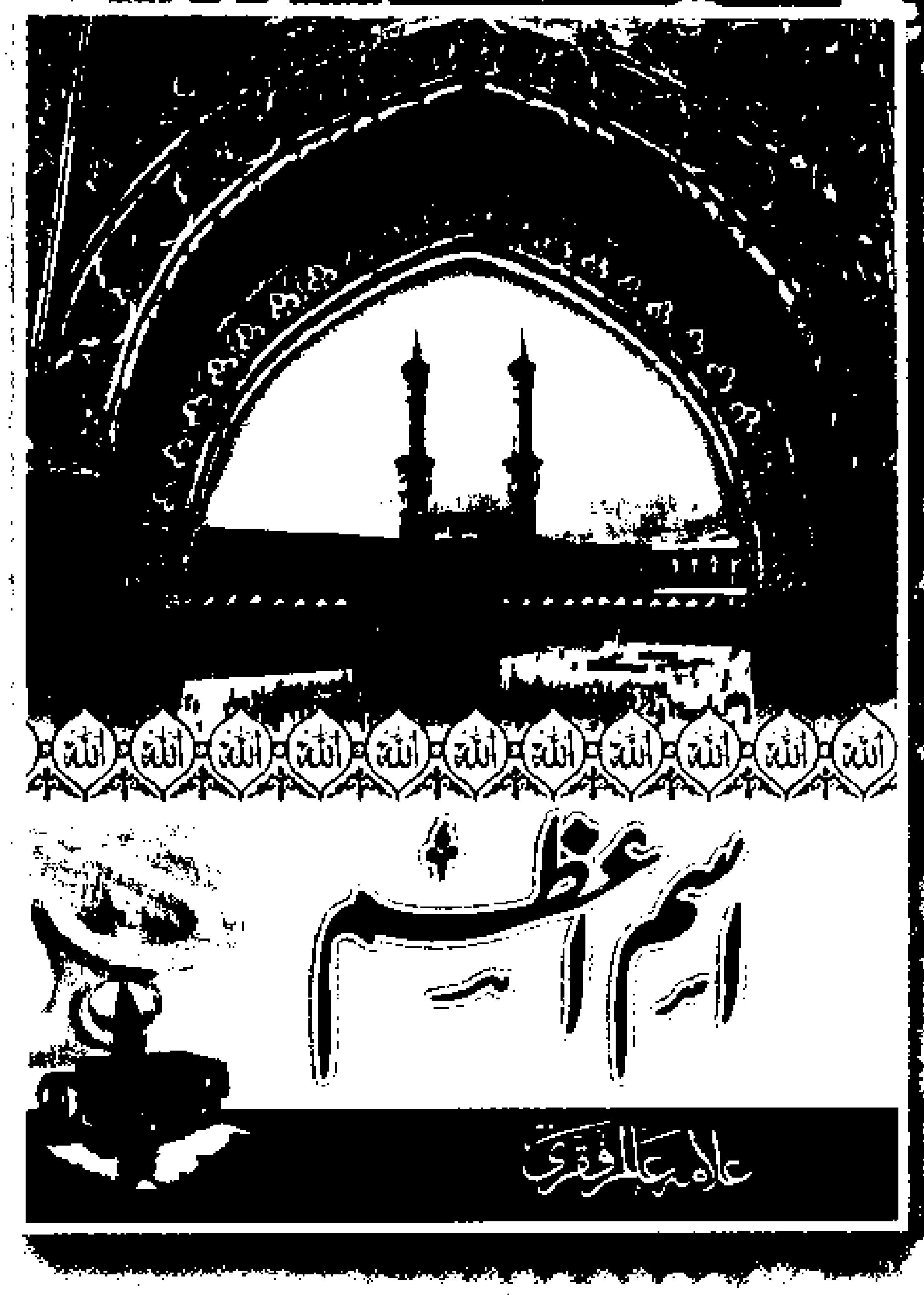




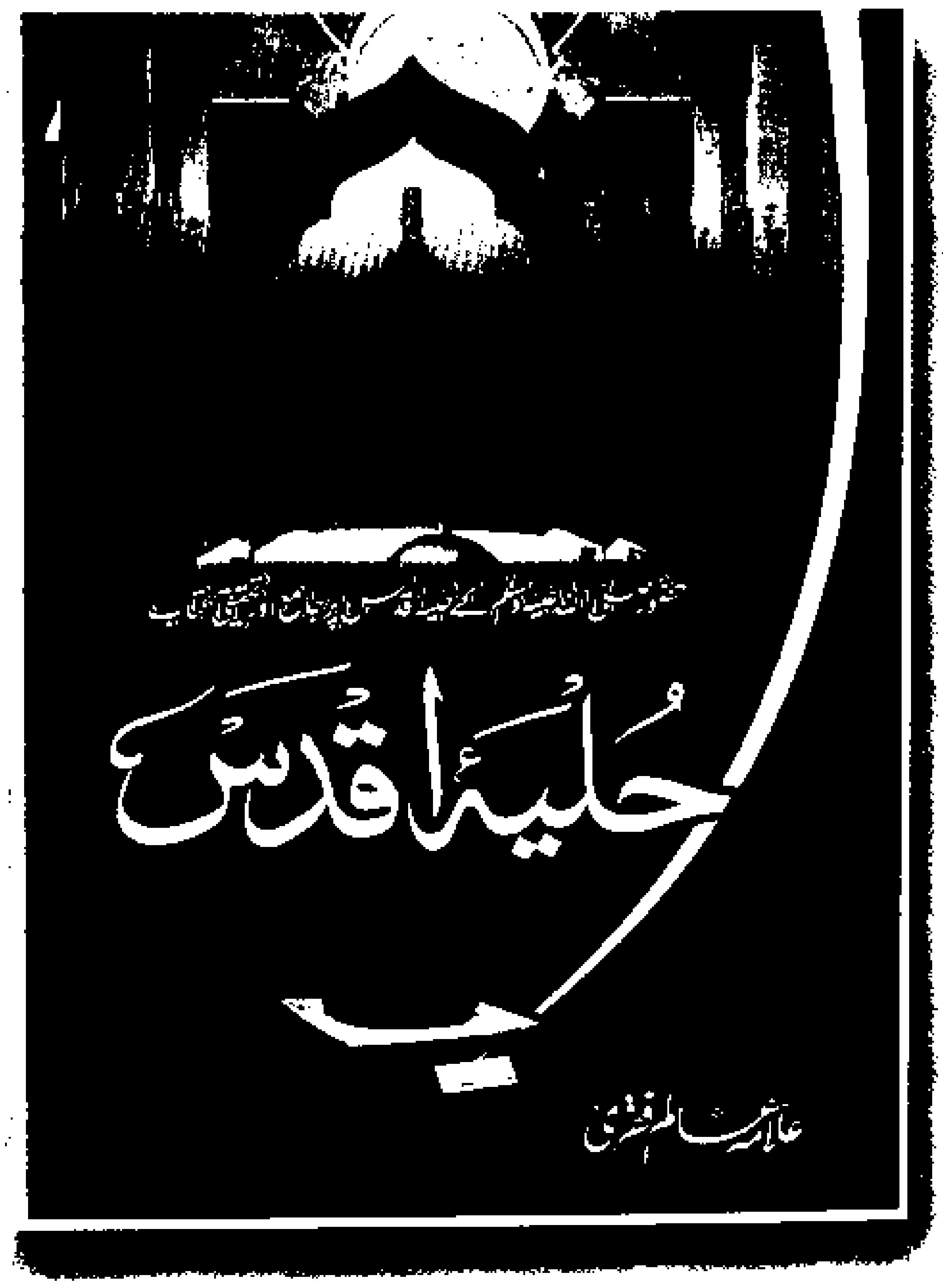




ادارہ پیغام القرآن
۴۰۔ اردو بازار ○ لاہور ☎ 042-37323241
042-37361444









ادارہ پیغام القرآن
۴۰۔ اردو بازار ۰ لاہور ☎ 042-37323241
042-37361444